من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین
فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند
حسب ہدایت
حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند
زیر نگرانی
مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب
نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند
ترتیب
لجنۃ ترتیب الفتاویٰ
(جلد دوم)
باب العلم، السیر والمناقب، اسلامی اور غیر اسلامی فرقے
دعوت و تبلیغ، الاذکار والادعیہ، تصوف و سلوک، کتاب الطہارۃ
ناشر
حجۃ الاسلام اکیڈمی
دارالعلوم وقف دیوبند

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۲)

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

جلد (۲)

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

طبع اولیٰ: ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

باهتمام: حجۃ الاسلام اکیڈمی، دارالعلوم وقف دیوبند، سہارنپور، یوپی، الہند

Composed By: Noor Graphics, Deoband

Hujjat al-Islam Academy
Al Jamia Al-Islamia Darul Uloom Waqf Deoband
Eidgah Road, P.O.247554 Deoband
Distt. Saharanpur U.P. INDIA
Tel: +91-1336-222752. Mob: +91-9897076726
Email: hujjatulislamacademy2013@gmail.com
hujjatulislamacademy@dud.edu.in
Website: www.dud.edu.in
Printed at: Markazi Publishers, Delhi

مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

فتاویٰ دارالعلوم وقف دیوبند

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند

زیرِ نگرانی

مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

نائب مہتمم و ڈائریکٹر حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند

ترتیب

لجنۃ ترتیب الفتاویٰ

(جلد دوم)

باب العلم، السیر والمناقب، اسلامی اور غیر اسلامی فرقے

دعوت و تبلیغ، الاذکار والادعیہ، تصوف و سلوک، کتاب الطہارۃ

ناشر

حجۃ الاسلام اکیڈمی

دارالعلوم وقف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : فتاویٰ دار العلوم وقف دیوبند (جلد دوم)

حسبِ ہدایت : حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب دامت برکاتہم

زیر نگرانی : مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

ترتیب : لجنۃ ترتیب الفتاویٰ:

جناب مولانا مفتی محمد احسان صاحب قاسمی

جناب مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب

جناب مولانا مفتی محمد امانت علی صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عارف صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد عمران صاحب گنگوہی

جناب مولانا مفتی محمد اسعد صاحب قاسمی

جناب مولانا مفتی محمد حسنین ارشد صاحب قاسمی

صفحات : ۴۸۴

تعداد : ۱۰۰۰

طباعت : ۱۴۴۲ھ-۲۰۲۱ء

ناشر : حجۃ الاسلام اکیڈمی، دار العلوم وقف دیوبند

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

باب دعوت و تبلیغ ۲۹۵

باب الاذکار والادعیة

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب العلم

فصل اوّل: علم بالقرآن (تفسیر قرآن)

فصل ثانی: علم بالقرآن (متعلقاتِ قرآن)

فصل ثالث: علم بالاحادیث

فصل رابع: علم بالفقہ

فصل خامس: متفرقات علم

فصل اوّل

علم بالقرآن (تفسیر قرآن)

﴿وما جعلنا الرؤيا التي أريناك﴾ میں کونسا خواب مراد ہے؟

(۱)**سوال:** ﴿وما جعلنا الرؤيا التي أرينك إلا فتنه للناس﴾ میں کونسا خواب مراد ہے، جولوگوں کے لئے فتنہ بن کر سامنے آیا تھا۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالرشید، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک واقعہ معراج ہے جس کو لوگوں کے لیے آزمائش بتایا گیا تاکہ دودھ اور پانی الگ الگ ہوجائے؛ چنانچہ اس کو سن کر بعض کمزور ایمان والے تو مرتد ہوگئے اور منافقین کو بہکانے کا خوب موقع ملا جو کہ خود بھی ایمان پر نہیں تھے اور دوسروں کے ایمان کے دشمن تھے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)وقوله تعالى: ﴿وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ إلى آخر الآية تنبيه على تحققها بالاستدلال عليها بما صدر عنهم عند مجيء بعض الآيات لاشتراك الكل في كونها أمورا خارقة للعادات منزلة من جناب رب العزة جل مجده لتصديق رسوله عليه الصلاة والسلام فتكذيبهم ببعضها يدل على تكذيب الباقي كما أن تكذيب الأولين بغير المقترحة يدل على تكذيبهم بالمقترحة، والمراد بالرؤيا ما عاينه صلّى اللّٰه عليه وسلّم ليلة أسرى به من العجائب السماوية والأرضية كما أخرجه البخاري والترمذي والنسائي وجماعة عن ابن عباس وهي عند كثير بمعنى الرؤية مطلقا وهما مصدر رأي مثل القربى والقرابة. (آلوسي، روح المعاني، "سورة الإسراء:۲۲إلى۷۲": ٦٠": ج۱۵،ص:۱۰۵)

قال الطيبي: وقد روينا عن البخاري والترمذي، عن ابن عباس في قوله تعالى: ﴿وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾(الإسراء:٦٠) (ثم): قال: هي رؤيا عين أريها رسول الله صلى الله عليه وسلم...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آیت نوح کی غلط تفسیر:

(۲)**سوال**: ایک شخص نے قرآن کریم کی سورہ نوح کی ایک آیت لکھی ہے اوراس کا ترجمہ و تفسیر بھی کر دیا ہے وہ قرآن کریم کے مطابق نہیں ہے؛ بلکہ اس میں اس کی ذاتی رائے معلوم ہوتی ہے تو ایسے شخص کے لیے قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟ قرآن کریم سورہ نوح۔ ﴿وَقَالُوْا لَاتَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعاً، وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْراً﴾ ہمارے باپ دادا ان بزرگ ہستیوں کو خدائی صفات کا حامل تصور کر کے نذر و نیاز کرتے چلے آئے ہیں یہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ''لاتذرن''، نذرونیاز سے منع کرتے ہیں جب کہ ان ہستیوں سے ان کی حیات اور بعدوفات بڑی بڑی کرامات صادر ہوئی ہیں جو ہمارے آباؤ اجداد نے دیکھی اور سنی ہیں جن کو یہ جھٹلاتے ہیں یہ ہمارے ''الھکم'' اللہ کے بڑے پیارے اورخدا کے پاس ہمارے دردوفریاد پہنچاتے ہیں۔اور یہ ہمارے ''ھؤلاء شفعاؤنا عندالله''۔اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ہم ان کو اللہ نہیں، بلکہ اِلہ مانتے ہیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابراہیم، مین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیت مذکورہ کی تفسیر تو یہ ہے کہ کافروں نے کہا کہ اپنے معبودوں کی حمایت پر جمے رہنا اور نوح کے بہکانے میں نہ آنا ''لاتذرن''، نہ چھوڑو، ودکو، اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اورنسر کو، یہ پانچوں نام ان کے پانچ بتوں کے ہیں۔ ہر مطلب کا ایک الگ الگ بت بنا رکھا تھا بعض روایات میں ہے کہ پہلے زمانہ میں کچھ بزرگ لوگ تھے ان کے انتقال کے بعد شیطان کے اغواء سے ان کی تصویریں بطور یادگار بنا کر کھڑی کر لیں پھر ان کی تعظیم ہونے لگی۔شدہ شدہ پرستش کرنے لگے، مذکورہ تفسیر جس کا سوال میں تذکرہ ہے۔تفسیر بالرائے ہے اور صحیح نہیں ہے اس قسم کی تفسیر لکھنے والا گنہگار ہے اوراس کی لکھی ہوئی تفسیر کے پڑھنے اور دیکھنے سے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ليلة أسرى به إلى بيت المقدس، وفي مسند الإمام أحمد بن حنبل، عن ابن عباس قال: شيءٌ أريه النبي صلى الله عليه وسلم في اليقظة رآه بعينه، ولأنه قد أنكرته قريش وارتدت جماعة ممن أسلموا حين جمعوه، وإنما ينكر إذا كانت في اليقظة، فإن الرؤيا لا ينكر منها ما هو أبعد من ذلك. (ملا علي قاري: مرقاة المفاتيح، ''كتاب التفسير: باب في المعراج''، ج۹ص:۳۷۵۷، رقم:۵۸۶۲)

بھی احتراز ضروری ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۷/۲۴ھ)

(۱)وقال نوح: ﴿وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ وَّ لَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴾ (سورۃ نوح:۲۳)
عن ابن عباس رضي الله عنه صارت الأوثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد أما ودٌّ كانت لكلب بدومة الجندل وأما سواعٌ كانت لهذيل وأما يغوث فكانت لمراد ثم لبني غطيف بالجوف (بالجرف) عند سبإٍ وأما يعوق فكانت لهمدان وأما نسرٌ فكانت لحمير لآل ذي الكلاع أسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا أوحى الشيطان إلى قومهم أن انصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصابا وسموها بأسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التفسير: سورة إنا أرسلناك، باب وداً ولا سواعاً ولا يغوث": ج۲،ص:۷۳۲، رقم:۴۹۲۰)
وَقالُوا لا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ أي عبادتها. وَلا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلا سُواعاً وَلا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْراً وَلا تَذَرُنَّ هؤلاء خصوصاً، قيل هي أسماء رجال صالحين كانوا بين آدم ونوح، فلما ماتوا صوروا تبركاً بهم، فلما طال الزمان عبدوا. وقد انتقلت إلى العرب فكان ود لكلب، وسواع لهمدان، ويغوث لمذحج، ويعوق لمراد، ونسر لحمير. (ناصر الدين، أنوار التنزيل: ج۵،ص:۲۵۰)
عن ابن جريج، وقال عطاءٌ عن ابن عباس: صارت الأوثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد: أما ود فكانت لكلب بدومة الجندل، وأما سواع فكانت لهذيل، وأما يغوث فكانت لمراد ثم لبني غطيف بالجرف عند سبأ، وأما يعوق فكانت لهمدان، وأما نسر فكانت لحمير لَآل ذى كلاع، وهي أسماء رجال صالحين من قوم نوح عليه السلام. فلما هلكوا أوحي الشيطان إلى قومهم أن انصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصابا وسموها بأسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى إذا هلك أولئك وتنسخ (ونسخ) العلم عبدت. (أبو الفداء إسماعيل ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة التوبة:۲۳": ج۸،ص:۲۳۴)
من تكلم (في القرآن) أي: في معناه أو قرائته (برأيه) أي: من تلقاء نفسه من غير تتبع أقوال الأئمة من أهل اللغة والعربية المطابقة للقواعد الشرعية، بل بحسب ما يقتضيه عقله، وهو مما يتوقف على النقل بأنه لا مجال للعقل فيه كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما يتعلق بالقصص والأحكام، أو بحسب ما يقتضيه ظاهر النقل، وهو مما يتوقف على العقل كالمتشابهات التى أخذ المجسمة بظواهرها، وأعرضوا عن استحالة ذلك في العقول، أو بحسب ما يقتضيه بعض العلوم الإلهية مع عدم معرفته ببقيتها وبالعلوم الشرعية فيما يحتاج لذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۱،ص: ۴۴۵، رقم:۲۳۴)

﴿وألنا له الحدید﴾ کی تفسیر:

(۳) **سوال**: مولانا مودودیؒ نے ﴿وألنا له الحدید﴾ کی تفسیر میں یہ بات کہی ہے کہ یہ سب کچھ حضرت داؤد علیہ السلام کا ذاتی کارنامہ تھا، تو کیا ایسا کہنا درست ہے؟ کیونکہ ایسی صورت میں معجزہ کا انکار لازم آتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید اقبال، سیکری، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ﴿وألنا له الحدید﴾[1] (اور ہم نے ان کے لیے لوہا نرم کردیا) کی تفسیر میں ائمہ تفسیر حضرت حسن بصری، قتادہ، اعمش وغیرہم نے فرمایا: کہ یہ اللہ نے بطور معجزہ لوہے کو ان کے لیے موم کی طرح نرم بنادیا تھا[2] دوسری بات: اللہ تعالیٰ کا ان کاموں کو اپنی طرف منسوب کرنا کہ میں نے ایسا کردیا اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ یہ ایک معجزہ تھا، ایک خرق عادت امر تھا، نبی کے ہاتھ پر خرق عادت امر کا ظاہر ہونا ہی معجزہ کہلاتا ہے۔ تیسری بات: یہاں پر حضرت داؤد علیہ السلام کی خصوصیات کا بیان ہے اگر ان کو معجزہ نہ مانا جائے تو آپ علیہ السلام کے مخصوص فضل وشرف کے بیان میں ان کا شمار کرنا بے معنی ہوجائے گا (العیاذ باللہ)۔ چوتھی بات: ذاتی کارنامے دنیاوی اسباب پر منحصر ہوتے ہیں، جبکہ معجزات کی بنیاد اسباب پر نہیں ہوتی۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۴: ۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ﴾ (سورة سبأ: ۱۰)

(۲) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، معارف القرآن: ج ۷، ص: ۲۶۱.

(۳) وقیل: هو مرفوع بالابتداء والخبر محذوف، أي: والطير تؤب وألناله الحديد وجعلناه في يده كالشمع والعجين يصرفه كما يشاء من غير نار ولا ضرب مطرقة قاله السيدي وغيره. وقيل: جعلناه بالنسبة إلى قوته التي آتيناها إياه لينا كالسمع بالنسبة إلى قوي سائر البشر أن الحمل سابقات إن مصدرية وهي على إسقاط حرف الجرأى ألنا له الحديد يعمل سابقات أو أمرناه بعمل سابقات الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة السباء: ج ۱۰": ج ۱۱، ص: ۲۸۹)

اللہ تعالیٰ احسن الخالقین ہے تو کیا کوئی دوسرا بھی خالق ہے؟

(۴) **سوال**: پوچھنا یہ ہے کہ قرآن میں ہے کہ اللہ بہترین پیدا کرنے والا ہے، احسن کا لفظ آیا ہے، جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اچھائی بتانے کے لیے آتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرنے والا نہیں ہے، برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم خان، غازی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سورہ مومنون میں ہے ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾ [1] اس میں خالقین سے مراد پیدا کرنے والے نہیں ہیں؛ بلکہ صناع یعنی صرف جوڑ توڑ کرنے والے مراد ہیں۔ [2] حقیقت میں حیات دینا اور بغیر کسی وسیلہ کے پیدا کرنا خاص اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور لفظ خلق کا اطلاق لغوی معنی کے اعتبار سے دوسرے صناع پر کر دیا گیا ہے۔ لفظ خلق کے حقیقی معنی شئ معدوم کو بغیر کسی انسانی وسائل کے وجود میں لانا ہے جو صرف ذات باری تعالیٰ پر ہی صادق آتا ہے۔ آیت مذکورہ میں ظاہری تقابل ہے مگر حقیقت میں دونوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں ہے۔ [3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۷/۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

سورۃ توبہ کے نزول کے بعد مشرکین عرب کا موقف:

(۵) **سوال**: سورہ توبہ کے نزول کے بعد مشرکین عرب کے متعلق اسلام کا موقف کیا تھا؟

---

(۱) سورۃ مؤمنون: ۲۳.

(۲) عن مجاهد: ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾ قال: یصنعون ویصنع اللّٰه واللّٰه خیر الصانعین. (الطبري، تفسیر طبري: ج ۱۵، ص: ۱۹)

(۳) وقال الآخرون: إنما قیل: ﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ﴾ لأن عیسی ابن مریم کان یخلق فأخبر جل تناره عن نفسه أنه یخلق أحسن مما کان یخلق. (الطبري، تفسیر طبري، "سورة المؤمنون: ۲۲": ج ۸، ص: ۱۹)

جہاں تک مجھے پتہ ہے ان کے سامنے تین راستے تھے، مسلمان ہو جائیں یا مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار رہیں یا پھر عرب کی زمین چھوڑ دیں۔ براہ کرم اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، مرزا پور

الجواب وباللہ التوفیق: فتح مکہ کے بعد تمام غیر مسلموں کو امان دیدی گئی تھی؛ لیکن اس وقت غیر مسلموں کے حالات مختلف تھے، ایک قسم تو وہ لوگ تھے جن سے صلح کا معاہدہ ہوا تھا، مگر انہوں نے خود اس کو توڑ دیا تھا۔ دوسرے کچھ لوگ ایسے تھے جن سے صلح کا معاہدہ کسی خاص میعاد کے لیے ہوا تھا اور وہ معاہدہ پر قائم رہے، جیسے: بنوضمرہ و بنومدلج؛ تیسرے کچھ لوگ وہ تھے جن سے معاہدہ کی مدت متعین نہیں تھی۔ چوتھے وہ لوگ تھے جن سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں تھا۔

چنانچہ جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کو توڑا ان کو حکم ہوا کہ اشہر حرم کے ختم ہوتے ہی جزیرۃ العرب سے نکل جائیں یا مسلمان ہو جائیں ورنہ ان سے جنگ ہوگی۔ اور جن سے خاص میعاد کے لیے معاہدہ تھا ان کے معاہدہ کو ان کی مدت تک پورا کرنے کا حکم ہوا۔ اور جن لوگوں سے بلا تعیین مدت معاہدہ تھا یا جن کے ساتھ بالکل کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا ان کو چار ماہ کی مہلت دی گئی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۶/۶:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سورۃ ''تبارك الذي'' کی فضیلت:

(۶) **سوال:** حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قرآن میں ایک سورہ ہے تیس آیت کی جو اپنے قاری کی شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ اس کی بخشش کردی جائے گی، یہ سورہ

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، سورة التوبة: ج۴، ص: ۳۰۹، ۳۱۱؛ وعلامه آلوسی، روح المعاني، ''سورة التوبة'': ج۶، ص: ۱۷.

تبارک الذی ہے۔ ابن ماجہ میں یہ روایت کیسی ہے؟ صحیح یا ضعیف؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد راشد لکھنوتی چوراہا، ہری دوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ روایت صحیح ہے، امام ابن ماجہ کے علاوہ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، مؤطا، نسائی میں یہ روایت مذکور ہے، امام ترمذی نے اس روایت پر ''**ھذا حدیث حسن**'' کہا ہے اور امام حاکم نے ''**ھذا حدیث صحیح الإسناد**'' لکھا ہے۔ امام ذہبی نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔[1]

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۲۰/۶: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

غیر عالم کا قرآن پاک کی تفسیر کرنا:

(۷) **سوال:** ایک شخص جو عالم نہیں ہے وہ قرآن کریم کی تفسیر کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: انور میکانک، پربھنی، مہاراشٹرا

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سورةً في القرآن ثلاثون آية شفعت صاحبها حتى غفر له: تبارك الذي بيده الملك. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب الأدب: باب ثواب القرآن'': ج۲،ص:۴۴، رقم:۳۷۸۶)

تبارك الذي بيده الملك أي: إلى أخرها رواه أحمد، والترمذي، وأبو داود، والنسائي، وابن ماجه، وقد رواه ابن حبان والحاكم وروي الحاكم عن ابن عباس مرفوعاً. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح: ج۷،ص:۲۲، رقم:۲۱۵۳)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن سورةً في القرآن ثلاثون آية شفعت لرجل حتى غفر له: وهي تبارك الذي بيده الملك رواه أحمد، والترمذي، وأبو داؤد، والنسائي، في الكبرىٰ، وابن ماجه، في باب ثواب القرآن وأخرجه أيضاً: ابن حبان في صحيحه والحاكم: ج۱،ص: ۵۶۵، وابن القريس وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان قال الترمذي: هذا حديثٌ حسنٌ، وقال الحاكم: هذا حديثٌ صحيح الإسناد. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب فضائل القرآن: الفصل الثاني'': ج۷،ص: ۲۱۹، رقم:۲۱۷۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن مقدس کی تفسیر بہت اہمیت کی حامل ہے، اس کے ترجمے اور نکات کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو عربی زبان کی قابل قدر تعلیم کا حامل ہو، نیز اس کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر بھی اس کی اچھی نظر ہو، اور اصول شریعت سے واقفیت رکھتا ہو، اصول حدیث، اصول فقہ کے ساتھ ساتھ نحو وصرف اور بلاغت سے بھی آشنا ہو، پس غیر عالم اس کے ترجمے کو بھی نہیں سمجھ سکتا، چہ جائے کہ وہ اس کے مفاہیم کو سمجھ سکے؛ اس لیے غیر عالم کے لیے درست نہیں کہ وہ قرآن مقدس کی تفسیر کرے اور اگر وہ اس کا ترجمہ وغیرہ سناتا ہو یا مکتوبہ ومطبوعہ تفاسیر سناتا ہو، یعنی وہ شخص خود مفسر نہ ہو، بلکہ تفاسیر میں جو لکھا ہے اس کو گاہے گاہے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہو، جب کہ اردو تفاسیر کو لوگ عموماً پڑھتے ہیں، اور دوسروں کو سناتے ہیں تو اس میں حرج نہیں ہے، البتہ احتیاط ضروری ہے کہ قرآن مقدس کا ترجمہ سامنے رکھ کر وہی باتیں بیان کرے، جو معتمد تفاسیر میں اس نے پڑھی ہوں، اور ان کو ذہن نشین بھی کیا ہو، اپنی طرف سے استنباط یا نکات بیان نہ کرے؛ اس لیے کہ اس صورت کے خلاف کرنے میں خوف ہے کہ کہیں مقصد ورضاء الٰہی کے خلاف نہ ہو جائے، اور اللہ رب العزت پر افتراء وکذب بیانی لازم نہ آ جائے، حاصل یہ کہ ان تمام احتیاطوں کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان تو کر سکتا ہے، نقل تفسیر تو درست ہے؛ لیکن اپنی سمجھ سے تفسیر یا نکات بیان کرنا درست نہیں ہے۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۵/ ۱۴۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقد قال الشافعي رضي الله عنه: كُلُّ ما حكم به رسول الله صلى الله عليه وسلم فهو مما فهمه من القرآن قال تعالى: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾ في آيات آخر وقال صلى الله عليه وسلم: ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه، يعني السنة، فإن لم يجده في السنة رجع إلى أقوال الصحابة فإنهم أدري بذلك لما شاهدوه من القرائن والأحوال عند نزوله ولما اختصوا به من الفهم التام والعلم الصحيح والعمل الصالح. وقال الإمام أبو طالب الطبري: إعلم أن من شرطه صحة الاعتقاد أولا ولزوم سنة الدين فإن من كان مغموصا عليه في دينه لا يؤتمن على الدنيا فكيف على الدين ثم لا يؤتمن من الدين على الإخبار عن عالم فكيف يؤتمن في الإخبار عن أسرار الله تعالى ولأنه لا يؤمن إن كان متهما بالإلحاد أن يبغي الفتنة ويغر الناس بليه وخداعه كدأب الباطنية وغلاة الرافضة. (عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين اليسوطي، الإتقان في علوم القرآن، "النوع الثانی ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

﴿ویعلم ما فی الأرحام﴾ کی تفسیر:

(۸)**سوال**: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إن اللّٰہ عندہ علم الساعۃ﴾ اور اسی آیت کریمہ کا ایک جز ﴿ویعلم مافي الأرحام﴾ بھی ہے، اس حمل کے مذکر اور مؤنث ہونے کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، مگر آج کل ایسی مشین آچکی ہے کہ جو حالت حمل میں مذکر ومؤنث ہونے کی خبر دیتی ہیں۔ اس کی تشریح کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: آفتاف عالم، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس سے مراد استقرار حمل کا ابتدائی زمانہ ہے۔ ابتداء میں وہ صرف گوشت کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے اس وقت اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے کہ مذکر ہوگا یا مؤنث، گویا کیسی شکل وصورت ہوگی، اس وقت ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ سے کچھ معلوم نہیں ہوتا، البتہ جب اعضاء بننے شروع ہوجاتے ہیں تب معلوم ہوسکتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث ہے؛ اس لیے اس آیت سے کوئی تعارض نہیں۔ اس کی مزید تحقیق فن کے ماہرین (ڈاکٹر اطباء) سے کی جاسکتی ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کبتہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۱/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وسبعون، في معرفة شروط المفسر وآدابه": ج۴، ص:۲۰۵)

وعن ابن عباس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار، وفی رواية من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار، رواه الترمذي (برأيه) أي: من تلقاء نفسه من غير تتبع أقوال الأئمة من أهل اللغة والعربية المطابقة للقواعد الشرعية، بل بحسب ما يقتضيه عقله، وهو مما يتوقف على النقل بأنه لا مجال للعقل فيه كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما يتعلق بالقصص والأحكام، أو بحسب ما يقتضيه ظاهر النقل، وهو مما يتوقف على العقل كالمتشابهات التي أخذ المجسمة بظواهرها، وأعرضوا عن استحالة ذلك في العقول، أو بحسب ما يقتضيه بعض العلوم الإلهية مع عدم معرفته ببقيتها وبالعلوم الشرعية فيما يحتاج لذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الأول": ج۱، ص:۴۴۵، رقم:۲۳۴)

(۱) ويعلم ما في الأرحام، أی: وهو يعلم تفصيل ما في أرحام الإناث من ذكر...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سورہ فتح کا درست ترجمہ کونسا ہے؟

(۹) **سوال**: سورہ فتح کے دو ترجمے لکھ رہا ہوں ان میں کونسا صحیح ہے، کونسا غلط ہے؟ سورہ فتح آیت (۱) ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح دی کہ اللہ تمہارے سبب سب کے گناہ بخشے، تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ دوسرا ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ ان دونوں میں کونسا ترجمہ صحیح ہے، اگر دوسرا ترجمہ صحیح ہے تو انبیاء کے گناہوں کی معافی کا کیا معاملہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی عباس علی، ایم پی

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ سے معصوم ومحفوظ ہوتے ہیں۔(۱) اس کے باوجود قرآن کریم میں لفظ ذنب وعصیان ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور لفظ ذنب کا ترجمہ گناہ وخطاء دونوں صحیح ہیں مگر انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے باوجود بعض اوقات اجتہاد میں ان سے خطاء ہو جاتی ہے اور اجتہادی خطا قانون شریعت میں گناہ نہیں کہلاتی؛ بلکہ اس پر بھی اجر وثواب ملتا ہے۔

مگر انبیاء علیہم السلام کو اس پر متنبہ ضرور کر دیا جاتا ہے اور ان کی شان عالی کی مناسبت سے خلاف اولی اور اجتہادی خطا کو بھی ذنب، گناہ وخطا کہا جاتا ہے بطور تہدید اللہ تعالیٰ نے ذنب سے تعبیر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... أو أنثیٰ، وواحد ومتعدد، وكامل وناقص، ومؤمن وكافر، وطويل وقصير، وغير ذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۶۵،رقم:۳)

وفي موضع أخر، وأبيض، وأسود، وطويل، وقصير، وسعيد وشقي وغير ذلك. (''أيضاً:، باب في الرياح والمطر'': ج۵،ص:۲۳۷،رقم:۱۵۱۴)

قوله تعالیٰ: اللّٰه يعلم ما تحمل كل أنثى ذكراً أو أنثى، ويعلم ما في الأرحام، سوياً أو غير سوي. (أبو الليث نضر بن محمد، بحر العلوم: ج۲،ص:۲۱۸)

(۱) الأنبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن كبائر الذنوب وصغائرها. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۱۳،رقم:۵۵)

الأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والصبائح. (الإمام أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن الأنبياء منزهون عن الكبائر'': ص:۱۰۰)

فرمایا ہے یہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ ان کے مقام کی رفعت و بلندی پر دلالت ہے؛ اس لیے کوئی شبہ نہ کیا جائے اور اگر پوری طرح سمجھ میں نہ آئے تو یہ جواب کسی مقامی عالم کو دکھلا کر اس سے سمجھ لیں یہ خطاء اجتہادی بھی ایسے احکام میں نہیں ہوتی جو قانون شرع کی حیثیت رکھتے ہوں، معلوم ہوا کہ دوسرا ترجمہ ہی صحیح ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۲۷ھ)

اسرائیلی روایات والی تفسیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۱۰) **سوال:** اگر کسی تفسیر قرآن میں اسرائیلی روایات سے مدد لی گئی ہو اور کتب مؤرخہ کے حوالہ دئے گئے ہوں، جیسے بائیبل تلمود، یوحنا، انجیل برناس وغیرہ، تو ایسی تفسیر کا شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد مظاہری قاسمی، رائے بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی بات کتب تاریخ سے لی گئی ہو اور اسلام نے اس پر نکیر نہ کی ہو؛ بلکہ اسلام میں بھی اس بات کو سراہا گیا ہو، جیسے: جھوٹ بولنا درست نہیں، ظلم وزیادتی بری چیز ہے، زنا فحش گناہ ہے، آپس میں مل جل کر رہنا چاہئے، تو اس کو درست سمجھا جائے۔ اور اگر کوئی بات اسلامی ضابطے کے خلاف ہو، تو اس کو روک دیا جائے اور اگر کوئی بات کسی واقعہ اور قصہ کی حد تک ہو اور تشریع اسلامی اس سے متعلق نہ ہو اور نہ ہی وہ بات اسلامی شریعت سے متصادم ہو، تو تاریخی طور پر اس کی صحت وعدم صحت کو پرکھا جائے الغرض ایسی تفسیر کا مطالعہ کرنا پڑے تو بغور کریں۔ (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۷/۷ھ)

---

(۱) الأنبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن كبائر الذنوب وصغائرها. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آیت ﴿ولا تجهر بصلاتک﴾ کی تفسیر کرنا کہ امام کی آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جائے:

(۱۱) **سوال:** ایک شخص نے قرآن کی تفسیر بیان کی ﴿**ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا**﴾ (الآیۃ) تفسیر یہ ہے کہ اپنی نماز نہ زور سے پڑھو اور نہ آہستہ میانہ روی اختیار کرو، تو کیا یہ حکم امام صاحب پر جاری ہوتا ہے؟

وہ کہتا ہے کہ امام اتنی زور سے پڑھے کہ آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جائے، تو کیا اس شخص کا یہ فتویٰ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقدیر، محلّہ مفتی، سہارنپور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان: باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۱۳،رقم:۵۵)

الأنبياء عليهم الصلاة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والصبائح. (الإمام أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، ''بحث في أن الأنبياء منزهون عن الكبائر'':ص:۱۰۰)

(۲) ولهذا غالب ما يرويه إسماعيل بن عبد الرحمن السدي الكبير في تفسيره، عن هذين الرجلين: عبد الله بن مسعود وابن عباس، ولكن في بعض الأحيان ينقل عنهم ما يحكونه من أقاويل أهل الكتاب، التي أباحها رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث قال: ''بلغوا عني ولو آية، وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج، ومن كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار'' رواه البخاري عن عبد الله؛ ولهذا كان عبد الله بن عمرٍو يوم اليرموك قد أصاب زاملتين من كتب أهل الكتاب، فكان يحدث منهما بما فهمه من هذا الحديث من الإذن في ذلك. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، ''سورة الكهف:۲۲'':ج۱،ص:۸)

عن عبد الله بن عمرو أن النبي صلى الله عليه وسلم قال بلغوا عني ولو آيةً وحدثوا عن بنى إسرائيل ولا حرج ومن كذب على متعمداً فليتبوأ مقعده من النار. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب ما ذكر عن بني إسرائيل'':ج۱،ص:۴۹۱،رقم:۳۴۶۱)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: كان أهل الكتاب يقرؤون التوراة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية لأهل الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تصدقوا أهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا ﴿آمنا بالله وما أنزل إلينا﴾ (الآية). (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب التفسير: باب قولوا أمنا بالله وما أنزلنا'':ج۲،ص:۶۴۴،رقم:۴۴۸۵)

الجواب وباللّٰه التوفيق: قرآن پاک کا ترجمہ دیکھ کر احکام بیان کرنا اور اس کے لیے فتویٰ دینا صحیح نہیں ہے اور ﴿وابتغ بين ذلك سبيلاً﴾ کی یہ حد مقرر کر لینا کہ آواز جماعت خانہ سے باہر نہ جانی چاہئے۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس کی جو حد فقہاء نے بیان کی ہے وہ ہی صحیح ہے یعنی صف اول تک آواز پہونچانا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے ''ويجهر الإمام وجوباً بحسب الجماعة فإن زاد عليه أساء'' شامی میں ہے: ''قوله فإن زاد عليه أساء وفي الزاهدي عن أبي جعفر لو زاد على الحاجة فهو أفضل إلا إذا أجهد نفسه أو آذى غيره''.(۱)

آیت مذکورہ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ نہ تو تمام نمازوں میں زور سے پڑھو، نہ تمام نمازوں میں آہستہ پڑھو، مغرب، عشاء، فجر میں زور سے پڑھو۔ ''قوله: يجهر الإمام وجوبا للمواظبة من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وكان صلى اللّٰه عليه وسلم يجهر بالقرآن في الصلوٰة كلها ابتداء كما سيذكره الشراح وكان المشركون يؤذونه ويسبون من أنزل عليه فأنزل البعد مثال ولا تجهر بصلو تك ولا تخافت بها، أي: لا يجهر بها كلها ولا تخافت بها كلها وابتغ بين ذلك سبيلاً، بأن يجتهد بصلوتك ولا تخافت بها إلخ''

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کی مراد یہ ہے کہ نہ سب نمازوں میں مخفی آواز سے پڑھے، جیسا کہ صبح ومغرب وعشاء میں، کیونکہ ان اوقات میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں نہ سب کو ظاہر کر کے پڑھو جیسا کہ ظہر وعصر میں بس بعض میں پکار کر پڑھو، بعض میں آہستہ پڑھو۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل في القرآءة'': ج۱، ص:۵۳۲.

(۲) (قوله: وأدنى الجهر إسماع غيره وأدنىٰ المخافتة إسماع نفسه) ومن بقربه، فلو سمع رجل أول رجلان فليس بجهر والجهر أن يسمع الكل خلاصة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: فصل في القراءة'': ج۱، ص:۵۳۴)

والجهر أن يسمع الكل الخ، أي: كل الصف الأول لا كل المصلين بدليل ما في القهستاني عن المسعودية أن جهر الإمام إسماع الصف الأول. وبه علم أنه لا إشكال في كلام الخلاصة. (''أيضاً:'')

کیا تفسیر قرآن کے لئے پندرہ علوم پر عبور حاصل کرنا ضروری ہے؟

(۱۲) **سوال**: آج کل فضائل اعمال کے بارے میں بہت سے سوالات آرہے ہیں اس کی وجہ جماعت اسلامی کا یہ تشدد ہے کہ فضائل اعمال ہی کیوں پڑھی جاتی ہے، اگر کسی اور کتاب کے بارے میں کہتے ہیں، مثلاً: تفسیر قرآن یا معارف الحدیث وغیرہ، تو نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ جو شخص پندرہ علوم پر عبور رکھتا ہو وہ ہی قرآن کو سمجھنے اور بیان کرنے کا مجاز ہے۔ تو کیا واقعی ایسا ہی ہے؟ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد صدیق صاحب، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: فضائل اعمال ہو یا دیگر کوئی کتاب ہو، ایک ہی کتاب کی تعلیم کو ہمیشہ کے لیے لازم سمجھ لینا درست نہیں ہے۔ حسب ضرورت قرآن کریم کے مذکورہ تراجم وتشریحات کو پڑھ کر سنانا بھی بلا شبہ درست ہے۔ لیکن تفسیری نکات پر بغیر علم کے ناواقف کا کلام کرنا درست نہیں ہے۔ بعض علماء نے تفسیری نکات کو بیان کرنے کے لیے پندرہ علوم میں مہارت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اپنی رائے سے تفسیر کے اصول کو نظر انداز کر کے کچھ بھی تفسیر کرنا درست نہیں ہے۔ [1]
جس جگہ پر کچھ لوگ فضائل اعمال کے پڑھنے پر اصرار کریں اور کچھ لوگ دوسری کتاب کے پڑھنے پر اصرار کریں تو الحمد للہ اوقات نماز پانچ ہیں، کسی وقت پر نماز کے بعد ایک کی اور دوسرے وقت پر دوسری کتاب کی تعلیم متعین کر لی جائے یا اس کے علاوہ کوئی وقت مقرر کر لیا جائے، اسی کو باعث اختلاف بنا لینا درست نہیں ہے۔

فضائل اعمال میں احادیث بھی ہیں اور دیگر واقعات وتشریحات بھی ہیں، صرف حدیث کی کتاب کہنا اور اس پر اصرار درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم: من قال في كتاب الله عز وجل برأيه فأصاب فقد أخطأ. ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حاملہ کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی ڈاکٹر بتادیتے ہیں،
کیا یہ ﴿ویعلم ما فی الأرحام﴾ سے ٹکراؤ ہے:

(۱۳) **سوال**: سائنس اتنی ترقی کرگئی ہے کہ رحمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی ڈاکٹر بتادیتے ہیں، سائنس کی یہ ترقی علم غیب اور ﴿ویعلم مافي الأرحام﴾ سے بظاہر ٹکراتی ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: انیس احمد

الجواب وباللہ التوفیق: سائنسی ترقی کی بنا پر علم غیب میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، آیت کے مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کتنی مدت رہے گا، اس کی زندگی کتنی ہے، عمل کیسے ہوں گے، رزق کتنا ہوگا، نیک بخت ہوگا یا بد بخت اور اعضاء ظاہر ہونے سے پہلے اللہ ہی جانتا ہے کہ بچہ ہے یا بچی، خلقت کے مکمل ہوجانے کے بعد پتہ چل جائے کہ بچہ ہے یا بچی یہ علم غیب میں سے نہیں ہے؛ بلکہ یہ تو علم المشاہدہ میں آچکا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا علم آلہ کا محتاج نہیں ہے جب کہ ڈاکٹر حضرات آلہ اور مشین کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کو استقرار کے وقت سے ہی معلوم ہوتا ہے جب کہ ڈاکٹر کو ایک مدت کے بعد پتہ چلتا ہے اس لیے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (شیخ عبد اللّٰہ کاپودروي، قواعد التفسیر: ص:۹۸)

اختلف الناس في تفسير القرآن هل يجوز لكل أحد الخوض فيه؟ فقال قوم: لا يجوز لأحد أن يتعاطى تفسير شيء من القرآن وإن كان عالماً أديباً متسما في معرفة الأدلة والفقه والنحو والأخبار والآثار الخ.

من قال: يجوز تفسيره لمن كان جامعا للعلوم التي يحتاج المفسر إليها وهي خمسة عشر علماً:

أحدها: اللغة. الثاني: النحو. الثالث: التصريف. الرابع: الاشتقاق. الخامس، والسادس، والسابع: المعاني والبيان والبديع. الثامن: علم القرائات. التاسع: أصول الدين. العاشر: أصول الفقه. الحادي عشر: أسباب النزول والمنسوخ. الثالث: عشر: الفقه. الرابع عشر: الأحاديث. المبينة. الخامس عشر: الموهبة. (عبد الرحمن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، "النوع الثامن والسبعون: في معرفة مشروط الآداب": ج۴، ص:۲۱۳)

موجودہ سائنسی تحقیق کی بنا پر آیت پر اعتراض کرنا درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی (۶/۳۰/۱۴۴۲ھ)
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

﴿فسيحوا في الأرض أربعة أشهر﴾ سے تین چلے کا ثبوت:

(۱۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

حضرت میرا سوال یہ ہے کہ سورۃ التوبہ (آیت نمبر:۲) ﴿**فسيحوا في الأرض أربعة أشهر**﴾ سے کیا مراد ہے، ایک صاحب فرما رہے ہیں کہ چار ماہ اللہ کے راستے میں (جماعت میں) نکلنا مراد ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عباس، چمپارنی

الجواب وباللہ التوفیق: یہ آیت مشرکین اور دیگر عرب قبائل کے ساتھ جو معاہدات تھے، اس سے متعلق ہے اس کا جماعت میں نکلنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمانوں کا مکہ پر مکمل قبضہ ہوگیا، مکہ اور اطراف مکہ میں رہنے والے غیر مسلموں کو جان، مال کی امان دیدی گئی؛ لیکن اس وقت ان غیر مسلموں کے مختلف حالات تھے، ایک تو وہ لوگ تھے جن سے حدیبیہ میں صلح کا معاہدہ ہوا اور انہوں نے خود اس کو توڑ دیا اور وہی فتح مکہ کا سبب ہوا دوسرے کچھ ایسے لوگ بھی تھے، جن سے صلح کا معاہدہ کسی خاص میعاد کے لیے کیا گیا تھا اور وہ اس معاہدے پر قائم رہے، جیسے ''بنی کنانہ'' کے دو قبیلے ''بنی ضمرہ'' اور ''بنی مدلج'' جن سے ایک مدت کے لیے صلح ہوئی تھی اور سورۃ برأت نازل ہونے کے وقت بقول خازن ان کی میعاد صلح کے نو مہینے باقی تھے،

---

(۱) في التفسير المغير: ويعلم ما في الأرحام أي لا يعلم أنه إلا اللّه ما في الأرحام من خواص الجنين وأحواله العارضة له من طبائع وصفات وذكورة وأنوثة وتمام خلقه ونقصانها فإن توصل العلماء بسبب التحليل الكليمائى كون الجنين ذكرا أو أنثى فلا يعني ذلك غيبا وإنما بواسطة التجربة وتظل أحوال أصري. (وهبة زحيلي، تفسير المنير: ج۱۱، ص:۱۹۵)

تیسرے: کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن سے معاہدۂ صلح بغیر تعیین مدت کے ہوا تھا۔ چوتھے: وہ لوگ تھے جن سے کسی قسم کا معاہدہ نہ تھا، غرض سورہ توبہ کی پہلی دو آیات میں ان سب لوگوں کو جن سے بلا تعیین مدت کوئی معاہدہ تھا یا جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہ تھا چار مہینے کی مہلت دی گئی اور چوتھی آیت کی رو سے ان لوگوں کو تا اختتام معاہدہ مہلت مل گئی جن کے ساتھ کسی خاص میعاد کا معاہدہ تھا اور پانچویں آیت سے مشرکین مکہ کو اشہر حرم ختم ہونے تک مہلت مل گئی۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۲/۲۵: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

(۱۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس سلسلے میں کہ مولانا مودودی کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' پر تنازع کھڑا ہوا ہے، کچھ لوگ اس کو پڑھنا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ منع کرتے ہیں، جب وہ تفسیر ہے تو منع کیوں کیا جاتا ہے؟ براہِ کرم جواب سے نوازیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: ڈاکٹر فصاحت حسین، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: تفسیر کے پڑھنے سے منع نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اس کتاب کے پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے، جس میں ذاتی رائے کو ترجیح دی گئی ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیات کے جو معنی ومطالب بیان کیے وہ ہی تفسیر کی کتابوں میں آنے چاہئیں۔ مودودی صاحب بعض

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانیؒ، معارف القرآن: ج۴، ص:۳۱۱.

فسيحوا في الأرض: لأن الكلام خطاب مع المسلمين على أن المعني براءة من الله ورسوله إلى الذين عاهدتم من المشركين فقولوا لهم: سيحوا إلا الذين عاهدتم منهم ثم لم ينقصوكم فأتموا إليهم عهدهم، وهو بمعنى الاستدراك كأنه قيل: فلا تمهلوا الناكثين غير أربعة أشهر ولكن الذين لم يكنثوا فأتموا إليهم عهدهم ولا تجروهم مجر الناكثين. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة التوبة:۱، ۱۷'': ج۶، ص:۱۷)

عقائد میں اہل سنت والجماعت کے خلاف اور اعتزال وخوارج سے مطابقت رکھتے ہیں اور تفسیر میں جہاں جہاں اپنے خیالات کے مطابق اپنی رائے کو استعمال کیا ہے وہیں ان سے مسائل اور روایات میں غلطی ہوئی ہے؛ اس لیے وہ کتاب قابل اعتماد نہیں رہی، جن کو پڑھ کر عوام کھوٹے اور کھرے میں امتیاز نہیں کرسکتی ہے اور ان کے عقائد پر بھی غلط اثر ہوتا ہے؛ اس لیے اس کے مطالعہ یا اس کے سننے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے، بنابریں اگر تفسیر سننے کا شوق ہے، تو ''بیان القرآن'' یا ''تفسیر حقانی'' وغیرہ معتمد تفاسیر سنا کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اردو ترجمہ دیکھ کر مطلب بیان کرنا:

(۱۶) **سوال**: عام آدمی قرآن کریم کا اردو ترجمہ دیکھ کر دوسروں کو اس کا مفہوم ومطلب بیان کرسکتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان: پھلت، مظفرنگر

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار، هذا حديثٌ حسنٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب التفسير، باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه'': ج ۲، ص: ۷۷، رقم: ۲۹۵۰)

من تكلم (في القرآن) أي: في معناه أو قراء ته (برأيه) أي: من تلقاء نفسه من غير تتبع أقوال الأئمة من أهل اللغة والعربية المطابقة للقواعد الشرعية، بل بحسب ما يقتضيه عقله، وهو مما يتوقف على النقل بأنه لا مجال للعقل فيه كأسباب النزول والناسخ والمنسوخ وما يتعلق بالقصص والأحكام، أو بحسب ما يقتضيه ظاهر النقل، وهو مما يتوقف على العقل كالمتشابهات التى أخذ المجسمة بظواهرها، وأعرضوا عن استحالة ذلك في العقول، أو بحسب ما يقتضيه بعض العلوم الإلهية مع عدم معرفته ببقيتها وبالعلوم الشرعية فيما يحتاج لذلك. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج ۱، ص: ۴۴۵، رقم: ۲۳۴)

الجواب وباللہ التوفیق: ترجمہ پڑھنے اور دیکھ کر بتلانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اپنی طرف سے خود مطلب بیان کرنا درست نہیں ہے، مفہوم ومطلب وتفسیر کے لیے اہل علم کی طرف رجوع کیا جائے، نیز ترجمہ پڑھنے سے اگر کسی بات میں کوئی شبہ ظاہر ہو، تو اہل علم سے ضرور حل کرلیں۔(۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۴/۴ھ)

﴿سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ﴾ میں دو عذاب سے کونسا عذاب مراد ہے؟

(۱۷)**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

﴿**سنعذبهم مرتين ثم يردون إلى عذاب عظيم**﴾ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ منافقین کو دوہری سزا دے گا یہ دو مرتبہ کونسی سزا ہوگی؟ کیا یہ دو مرتبہ سزا دنیا اور آخرت کی سزا ہے، یا کوئی اور سزا ہے؟ امید ہے کہ وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط والسلام
المستفتی: محمد ابوالکلام، فیروز آباد

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ آیت سورہ التوبہ کی ہے اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے منافقین کو دوہری سزا دینے سے متعلق ارشاد فرمایا اور یہ دوہری سزا قبل آخرت ہوگی،

---

(۱) اختلف الناس في تفسير القرآن هل يجوز لكل أحد الخوض فيه؟ فقال قوم: لا يجوز لأحد أن يتعاطى تفسير شيء من القرآن وإن كان عالماً أديباً متسما في معرفة الأدلة والفقه والنحو والأخبار والآثار الخ.
من قال: يجوز تفسيره لمن كان جامعا للعلوم التي يحتاج المفسر إليها وهي خمسة عشر علماً:
أحدها: اللغة. الثاني: النحو. الثالث: التصريف. الرابع: الاشتقاق. الخامس، والسادس، والسابع: المعاني والبيان والبديع. الثامن: علم القراء ات. التاسع: أصول الدين. العاشر: أصول الفقه. الحادي عشر: أسباب النزول والمنسوخ. الثالث: عشر: الفقه. الرابع عشر: الأحاديث. المبينة. الخامس عشر: الموهبة. (عبد الرحمن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، "النوع الثامن والسبعون: في معرفة مشروط الآداب": ج۴،ص:۲۱۳)

جیسا کہ بحر محیط میں ہے: وہ دوہرا عذاب (دنیا میں) قتل اور عذابِ قبر ہے یا فضیحت ورسوائی اور عذابِ قبر ہے۔ ''فأكثر الناس على أن العذاب الثاني هو عذاب القبر وأما المرّة الأولىٰ، فقال ابن عباس -رضي الله عنه- في الأشهر عنه: هو فضيحتهم ووصمهم بالنفاق''(۱)

منافقین کے لئے ایک عذاب تو اس دنیا میں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کا قتل اور ان کی رسوائی ہے اور دوسرا عذاب عذابِ قبر ہے، یعنی برزخ میں قیامت سے قبل سزا ملے گی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ روح المعانی میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قد فضح الله تعالىٰ المنافقين اليوم فهذا العذاب الأول والعذاب الثاني عذاب القبر''(۲) حاشیہ جلالین میں لکھا ہے: دنیا میں فضیحت ورسوائی یا قتل اور قبر میں عذاب تو یہ ایک بار عذاب دنیا میں ہوا اور ایک بار قبر میں ''بالفضيحة أو القتل في الدنيا وعذاب القبر مرة في الدنيا ومرة في القبر''(۳) تفسیر خازن میں مذکور ہے: ''سنعذبهم مرتين اختلف المفسرون في العذاب الأول مع اتفاقهم على أن العذاب الثاني هو عذاب القبر بدليل قوله (ثم يردون إلى عذاب عظيم) وهو عذاب النار في الآخرة فثبت بهذا أنه سبحانه وتعالىٰ يعذب المنافقين ثلاث مرات مرة في الدنيا ومرة في القبر، ومرة في الآخرة''(۴)

مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ پہلے عذاب سے کیا مراد ہے؟ جب کہ اس بات پر سب متفق ہیں کہ دوسرے عذاب سے مراد عذابِ قبر ہے۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں لکھا: ''قال الحسن والقتادة: عذاب الدنيا وعذاب القبر قال ابن زيد: الأول بالمصائب في أموالهم وأولادهم والثاني عذاب القبر''

حسن اور قتادہ رحمہما اللہ اس سے دنیا کا عذاب اور قبر کا عذاب مراد لیتے ہیں، جبکہ ابن زید کہتے ہیں: پہلا عذاب ان کے مالوں اور اولادوں کو نقصان پہونچنا اور دوسرا عذاب قبر کا ہے۔(۵)

---

(۱) أبو حبان أندلسي، بحر محيط، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۵، ص:۹۸.

(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۷، ص:۶۱.

(۳) جلال الدين سيوطي، تفسير جلالين، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ص:۱۶۶.

(۴) علاؤ الدين علي بن محمد، تفسير خازن، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۲، ص:۴۰۰.

(۵) أبو عبد الله القرطبي، تفسير قرطبی، ''سورة التوبة:۱۰۱'': ج۸، ص:۱۵۳.

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آیت کریمہ میں ایسے منافقین کا ذکر ہے جن کا نفاق انتہائی کمال پر ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اب تک مخفی تھا۔ اس آیت میں ایسے شدید منافقین پر آخرت سے قبل دو عذاب کا ذکر آیا ہے۔ ایک دنیا میں ہر وقت نفاق چھپانے کا ذکر اور مسلمانوں سے بغض وعداوت رکھنے کے باوجود ظاہر میں مسلمانوں کی تعظیم وتکریم، اور دوسرا عذابِ قبر مراد ہے۔ (۱)

خلاصہ کلام آیت کریمہ میں دو مرتبہ عذاب سے مراد آخرت سے قبل دنیا میں قتل یا رسوائی مراد ہے اور مرنے کے بعد عالم برزخ یعنی قبر میں عذابِ قبر مراد ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۵/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

﴿بکلمة من الله﴾ اور ﴿حصوراً﴾ کی تفسیر:

(۱۸) **سوال**: حضرت مفتی صاحب!

آیت کریمہ ﴿أَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ میں ''بکلمةٍ'' اور ''حصوراً'' سے کیا مراد ہے؟ اس کے معنی کیا ہیں؟ براہ کرم مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ، جھانسی

الجواب وباللہ التوفیق: آیت مذکورہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی چند صفات بیان کی ہیں۔

﴿**بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ**﴾: یعنی حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، ''سورة التوبة: ۱۰۱''، ج ۴، ص ۴۵۱.

حضرت مولانا مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کے حکم سے خلاف عادت بلا واسطہ والد کے پیدا کئے گئے۔

﴿حَصُوراً﴾: اپنے نفس کو لذات سے بہت روکنے والے ہوں گے اور مباح خواہشوں سے بھی بچیں گے مثلاً اچھا کھانا، اچھا پہننا اور نکاح وغیرہ کرنے سے بھی بچیں گے۔ (۱)

"قال البيضاوي: ﴿مُصَدِّقاً بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾ أي بعيسى عليه السلام، سمى بذلك لأنه وجد بأمره تعالى دون أب فشابه البدعيات التي هي عالم الأمر.

وَحَصُوراً: وَحَصُوراً مبالغاً في حبس النفس عن الشهوات والملاهي. (۲)

تفسیر مظہری میں لکھا ہے:

﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾ يعنى بعيسى عليه السلام سمى به لأن اللّٰه تعالى، قال: له كن من غيراب فكان فوقع عليه اسم الكلمة لأنه بها كان -وقيل: سمى عيسىٰ كلمة لأنه يهتدي به كما يهتدي بكلام اللّٰه.

﴿وَحَصُوراً﴾: أصله من الحصر وهو الحبس والمنع فقيل كان لا يأتي النساء. (۳)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللَّهِ﴾ والمراد بالكلمة عيسىٰ عليه السلام وإنما سمى عيسىٰ عليه السلام بذلك لأنه وجد بكلمة كن من دون توسط سبب عادي فشابه البديعيات التي هي عالم الأمر.

﴿وَحَصُوراً﴾ عطف على ما قبله ومعناه الذي لا يأتي النساء مع القدرة على ذلك والإشارة إلى عدم انتفاعه عليه السلام بما عنده لعدم ميله للنكاح لما أنه في شغل شاغل عن ذلك. (۴)

(۱) مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، "سورة آل عمران:۳۹": ج۲،ص:۶۱.
(۲) علامه بيضاويؒ، تفسير البيضاوي، "سورة آل عمران:۳۰": ج۳،ص:۴۶.
(۳) محمد ثناء اللّٰه پاني پتيؒ، التفسير المظهري، "سورة آل عمران:۳۹": ج۳،ص:۴۹.
(۴) علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة آل عمران:۳۹": ج۳،ص:۲۳۸.

مذکورہ عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ ﴿بِكَلِمَةٍ مِنَ اللّٰهِ﴾ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ﴿وَحَصُوراً﴾ سے مراد اپنے نفس کولذات اور خواہشوں سے روکنے والے ہیں، اور یہ دونوں صفتیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بیان کی جارہی ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے اور نفس کولذات سے بہت روکنے والے ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی

قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مباہلہ کیا ہے؟

(۱۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: قرآن 2.61 میں مباہلہ کا واقعہ ہے مباہلہ کے بارے میں پوری تفصیل بتائیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمران عمر، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: مباہلہ کے معنی ایک دوسرے پر لعنت وبددعا کرنے کے ہیں۔ دو افراد یا دو گروہ جو اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں، دونوں ایک دوسرے کے مقابلے میں بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ جھوٹے پر لعنت کرے تاکہ سب کے سامنے واضح ہوجائے کہ کون سا فریق حق پر ہے۔

قرآن کریم کی سورہ آل عمران میں مباہلہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی جانب ایک فرمان بھیجا جس میں تین چیزیں ترتیب وار ذکر کی گئیں (۱) اسلام قبول کرو (۲) یا جزیہ ادا کرو (۳) یا جنگ کے لیے تیار ہوجاؤ۔ نصاریٰ نے آپس میں مشورہ کر کے شرحبیل، عبداللہ بن شرحبیل، اور جبار بن قیس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان لوگوں نے آکر مذہبی امور پر بات چیت کی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت

ثابت کرنے میں ان لوگوں نے انتہائی بحث وتکرار سے کام لیا اتنے میں یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ کو مباہلہ کی دعوت اور انھوں نے یہ دعوت قبول کر لی؛ لیکن مقررہ وقت پر انھوں نے مباہلے سے اجتناب کیا؛ کیونکہ انھوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب ترین افراد یعنی اپنی بیٹی: فاطمہ زہراء، اپنے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ، اپنے نواسوں اور فرزندوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر آئے ہیں، چنانچہ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تمھیں معلوم ہے کہ یہ اللہ کا نبی ہے اور نبی سے مباہلہ کرنے میں ہماری ہلاکت اور بربادی یقینی ہے؛ اس لیے نجات کا کوئی راستہ تلاش کرو بالآخر ان لوگوں نے صلح کی تجویز منظور کر لی اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ظاہر ہوگئی۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۳/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) مفتي محمد شفيع العثمانيؒ، معارف القرآن: ج۲، ص: ۸۵.
وكان أهل نجران جاؤا إلى النبي صلى الله عليه وسلم ليناظروه في أمر عيسىٰ عليه السلام فلما لم يقبلوا الحق دعاهم إلى المباهلة، فهذا دليل على أن النبي صلى الله عليه وسلم قد بأهلهم على حياته أيضاً.
(الكشميري، فيض الباري على صحيح البخاري، "باب قصة أهل نجران": ج۵، ص: ۱۴۰، رقم: ۴۳۸۲)

فصل ثانی

علم بالقرآن (متعلقاتِ قرآن)

سورۃ مزمل اور مدثر میں کیا فرق ہے؟

(۲۰) **سوال:** ﴿یاأیها المزمل، اوریا أیها المدثر﴾ میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: کرم الٰہی، کوٹلہ، دیوبند

الجواب وباللّٰه التوفیق: مزمل اس شخص کو کہتے ہیں جو بڑے کپڑے کو اپنے اوپر لپیٹ لے اور مدثر اس شخص کو کہا جاتا ہے جو آدمی عام لباس کے اوپر سردی وغیرہ سے بچنے کے لئے لپیٹ لیتا ہے۔[1] حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں کیا خوب فرق ہے۔

﴿یآ أیها المزمل﴾ اے کپڑے میں لپٹنے والے، ﴿یا أیها المدثر﴾ اے لحاف میں لپٹنے والے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۱/۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿یا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ یعني الذي ضم علیه ثیابه، یعني النبي صلی اللّٰه علیه وسلم وذلك أن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم خرج من البیت وقد لیس ثیابه، فناداه جبریل علیه السلام: ﴿یا أَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ الذي قد تزمل بالثیاب وقد ضمها علیه. (أبو الحسن مقاتل بن سلمان، تفسیر مقاتل بن سلیمان، ''سورۃ مزمل:۱'' ج۴، ص:۴۷۵)

والتزمیل: اللف في الثوب، ومنه حدیث قتلی أحد: زملوهم بثیابهم، أي لفوهم فیها، وفي حدیث السقیفة: فإذا رجل مزمل بین ظهرانیهم، أي مغطي مدثر، یعني سعد بن عبادة، وقال إمرؤ القیس: کبیر أناس في بجاد مزمل وتزملأ: تلفف بالثوب، وتدثر به، کازمل، علی أفعل، ومنه قوله تعالی: یا أیها المزمل، قال أبو إسحاق: أصله المتزمل، والتاء تدغم في الزای لقربها منها، یقال: تزمل فلان،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا کیسا ہے؟

(۲۱) **سوال**: قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرنا اور بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: اقبال احمد، چوک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جو مرد یا عورتیں قرآن پاک پڑھے ہوئے نہیں ہوتے اور قرآن کی محبت وعقیدت کی وجہ سے قرآن کریم کی ہر سطر پر انگلی پھیرتے اور نظر ڈالتے جاتے ہیں اور ہر سطر پر ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' پڑھتے جاتے ہیں، اس سے ان کا مقصد قرآن کریم کو ثواب وعقیدت کی نیت سے دیکھنا اور ''بسم اللّٰہ'' پڑھ کر ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے، اس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا؛ لیکن یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم پڑھنا سیکھتا رہے جب کہ بعض لوگ یہ عمل لاٹری کا نمبر معلوم کرنے کے لیے کرتے ہیں، ایسا کرنا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔ کتاب ہدایت سے بھی گمراہی ڈھونڈتے ہیں ﴿یضل به کثیراً ویهدي به کثیراً﴾[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إذا تلفف بثیابه. (محمد بن محمد، تاج العروس: ج۲۹، ص:۱۳۸)

وقال الفراء: في قوله تعالی ﴿یأیها المدثر﴾ یعني المتدثر بثیابه إذا نام. وفي الحدیث: (کان إذا نزل علیه الوحي یقول: دثروني دثرون) أي غطوني بما أدفأ به. وفي حدث الأنصار: (أنتم الشعار والناس الدثار) یعني أنتم الخاصة والناس العامة (ودثر الشجر) دثورا. (أورق) وتشعبت خطرته.

(و) دثر (الرسم) وغیره. (درس) وعفا بهبوب الریاح علیه، (کتداثر)، یقال: فلان جده عاثر، ورسمه داثر.

(و) عن ابن شمیل: دثر (الثوب) دثورا: (اتسخ. و) دثر (السیف)، إذا (صدیء، فهو داثر)، وهو البعید العهد بالصقال، وهو مجاز. (محمد بن محمد، تاج العروس: ج۱، ص:۲۸۱)

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة والذي یقرأ القرآن ویتتعتع فیه وهو علیه شاق له أجران.

والذي یقرأ القرآن ویتتعتع فیه)، أي یتردد ویتبلد علیه لسانه ویقف في قراء ته ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اردو ترجمہ پڑھنے سے قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

(۲۲) **سوال**: اگر کسی شخص کو عربی میں قرآن شریف پڑھنا نہیں آتا ہو، تو کیا وہ شخص اردو زبان میں قرآن شریف (ترجمہ) پڑھ سکتا ہے؟ کیا اردو (ترجمہ) میں قرآن پڑھنا جائز ہے؟ کیا اس شخص کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر پاشاہ، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: یہ تو کوئی عذر نہیں ہے کہ عربی پڑھنی نہیں آتی، ویسے رغبت قرآن کے لیے اردو کا ترجمہ پڑھا جاسکتا ہے۔ عربی، عربی ہے، اس کا ترجمہ، ترجمہ ہے، ترجمہ پڑھنے کا ثواب تو ہے؛ لیکن عربی کا قرآن پڑھنے کے برابر تو نہیں اس لیے اصل قرآن سیکھنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۱۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لعدم مهارته، والتعتعة في الكلام التردد فيه من حصرٍ أو عيٍّ، يقال: تعتع لسانه إذ توقف في الكلام ولم يطعه لسانه (وهو) أي القرآن، أي حصوله أو تردده فيه (عليه)، أي على ذلك القاري (شاق)، أي شديد يصيبه مشقة جملة حالية (له أجران)، أي أجر لقراء ته أجر لتحمل مشقته وهذا تحريض على تحصيل القراء ة (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب فضائل القرآن: الفصل الأول“: ج۴،ص:۹، رقم:۲۱۱۲)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه وهو عليه شاق له أجران.

والذي يقرأ القرآن ويتتعتع فيه)، أي يتردد ويتبلد عليه لسانه ويقف في قراء ته لعدم مهارته، والتعتعة في الكلام التردد فيه من حصرٍ أو عيٍّ، يقال: تعتع لسانه إذ توقف في الكلام ولم يطعه لسانه (وهو) أي القرآن، أي حصوله أو تردده فيه (عليه)، أي على ذالك القاري (شاق)، أي شديد يصيبه مشقة جملة حالية (له أجران)، أي أجر لقراء ته أجر لتحمل مشقته وهذا تحريض على تحصيل القراء ة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب فضائل القرآن: الفصل الأول“: ج۴،ص:۹، رقم:۲۱۱۲)

﴿إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورة يوسف:۲)

فلا يكون الفارسي قرآناً فلا يخرج به عن عهد الأمر، ولأن القرآن معجزٌ، والإعجاز من حيث اللفظ يزول بزوال النظم العربي فلا يكون الفارسي قرآنا لانعدام الإعجاز. (الكاساني، بدائع الصنائع، ”فصل وأما أركانها خمسة: منها القيام“: ج۱،ص:۱۱۲)

شیعہ نو جوان کو قرآن کی تعلیم دینا:

(۲۳) **سوال**: چند شیعہ نو جوان قرآن کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیا ان کو پڑھانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ صدق دل سے آئیں اور ان کی ہدایت کی امید ہو یا ان کے شر کا اندیشہ نہ ہو، تو ان کو قرآن کی تعلیم دینے میں حرج نہیں ہے [۱]۔ اور ان کو تعلیم دینے کے لیے کسی ماہر اور سنجیدہ عالم کا ہونا ضروری ہے۔ تاہم اگر ان کی بدنیتی واضح ہو جائے یا ان سے کسی شر کا اندیشہ ہو، تو گریز کرنا چاہیے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۳/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

"بسم اللّٰہ" کب نازل ہوئی؟

(۲۴) **سوال**: "بسم اللّٰہ" کب نازل ہوئی؟ اور ذبح کرنے کی دعاء کب سے شروع ہوئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوان، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اس خط کا تذکرہ فرمایا ہے، جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکۂ بلقیس کے نام لکھا تھا، اس خط

---

(۱) إذا قال الكافر من أهل العرب أو من أهل الذمة علمني القرآن فلا بأس بأن يعلمه ويفقهه في الدين قال القاضي علي السغدي إلا أنه لا يمس المصحف فإن اغتسل ثم مسه فلا بأس به. (ابن نجيم، البحر الرائق، "كتاب الكراهية: فصل في البيع": ج۸، ص:۳۷۳)

کے شروع میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے لکھا فرمایا ''إنه من سلیمان وإنه بسم الله الرحمن الرحیم''(۱) معلوم ہوا کہ ''بسم الله الرحمن الرحیم'' اپنے ان ہی الفاظ کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے سے بھی پہلے سے جاری ہے۔

نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مقدس نازل ہوا تو ''بسم الله'' سے اور پہلی وحی بھی ''إقرأ بسم ربك الذي خلق''(۲) ہے، اس میں بھی ''بسم الله'' ہے، مگر ان مشہور الفاظ کے ساتھ نہیں ہے اور نہ ہی کسی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلی وحی میں ''بسم الله'' کے الفاظ نازل ہوئے ہوسکتا ہے کہ فصل ما بین السورتین کے لیے اس کو پڑھے جانے کا حکم ہوا یا جب دوسری سورت نازل ہوئی، تو فصل کے لئے علیحدہ نازل ہوئی اتنا متعین ہے۔ کہ ''بسم الله الرحمن الرحیم'' پہلے ہی سے ان ہی الفاظ کے ساتھ رائج تھی اور ذبح کی دعاء اس وقت سے رائج ہے، جب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دینے کے لئے گلے پر چھری رکھی اور چلائی تھی، پھر ان کی جگہ دنبہ ذبح فرمایا۔ گویا قربانی ہر قوم میں رہی، مگر اس طریقہ رائج کے موافق نہ تھی۔(۳)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۴/ ۱۴۱۵ھ)

---

(۱) سورة النحل: ۳۰.

(۲) سورة العلق: ۱.

(۳) وقال الشعبي: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مكتب في بدء الأمر على رسم قريش باسمك اللهم حتى نزلت، ﴿وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا﴾ (سورة الهود: ۴۱) فكتب باسم الله حتى نزلت ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ ط﴾ (سورة الإسراء: ۱۱۰) فكتب بسم الله الرحمن حتى نزلت آية ﴿اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (سورة النمل: ۳۰). (أبو محمد حسين البغوي، تفسير بغوي، ''سورة الفاتحه'': ج۱ص:۷۳)

قرآن پاک وحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟

(۲۵) **سوال**: قرآن پاک وحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد علی، چمپارن

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ کلام ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، اس کی تلاوت وقت نزول سے ہی کی جاتی ہے، وہ اس درجہ تواتر کو پہونچا ہوا ہے کہ اس کی کسی آیت یا حرف کے بارے میں یہ شبہ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ قرآن کا حصہ ہے یا نہیں، لاکھوں حفاظ اس کی تلاوت کرنے والے ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے؛ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وحی الٰہی کے بغیر دین کی کوئی بات نہیں بتاتے تھے، لیکن حدیث کی تلاوت نہیں کی جاتی اور احادیث کچھ متواتر ہیں، کچھ مشہور، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا کلام ہم تک تواتر کے ساتھ نہیں پہونچا؛ اس لیے اس میں سند بیان کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو قرآن وحی متلو اور حدیث وحی غیر متلو کا نام اور مذہب اسلام کا اصل مدار یہ ہی دو چیزیں ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۵/۶/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم سے اوپر بیٹھنا:

(۲۶) **سوال**: قرآن کریم رحل پر نیچے رکھا ہے اور زید کرسی پر بیٹھا ہے یا کسی اونچی جگہ پر کھڑا ہے، تو وہ گنہگار ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: حکیم الدین، سہارنپور

(۱) مفتي محمد شفیع عثمانيؒ، معارف القرآن، ''سورة النساء:۱۱۳''، ج ۲، ص: ۵۴۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم سے اوپر بیٹھنا یا کھڑا ہونا، عذر کی وجہ سے ہوتو درست ہے اور اگر بلا عذر ہو، تو قرآن کے احترام کے خلاف ہے۔ دانستہ ایسا کرنا باعث گناہ ہے۔[۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۰ھ)

تغنی سے کیا مراد ہے؟

(۲۷) **سوال:** ''من لم یتغن بالقرآن فلیس منا'' سے کیا مراد ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ صدیقی، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک اچھی آواز سے پڑھنا مراد ہے جو مستحب ہے، لیکن مروجہ گانے کی طرح آواز بنا کر پڑھنا مکروہ ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران، گنگوہی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۶/۸ھ)

---

(۱) مد الرجلين إلى جانب المصحف إن لم يكن بحذائه لا يكره وكذا لو كان المصحف معلقا في الوتد وهو قد مد الرجل إلى ذلك الجانب لا يكره، كذا في الغرائب. (جماعة من العلماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الخامس: في آداب المسجد، والقبلة، والمصحف'': ج۵ص:۳۷۳)
رجل وضع رجله على المصحف إن كان على وجه الاستخفاف يكفر وإلا فلا، كذا في الغرائب. (''أيضاً:'')
(۲) عن عبد الرحمن بن السائب، قال: قدم علينا سعد بن أبي وقاص، وقد كف بصره، فسلمت عليه، فقال من أنت؟ فأخبرته، فقال: مرحباً بابن أخي، بلغني أنك حسن الصوت بالقرآن، سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: (إن هذا القرآن نزل بحزن، فإذا قرأتموه فأبكوا، فإن لم تبكوا فتباكوا، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مسابقہ قرأت جائز ہے کہ نہیں؟

(۲۸) **سوال**: مسابقہ قراءت جائز ہے یا نہیں؟ بعض فتاویٰ میں ناجائز لکھا ہے کہ اس میں لوگ نمبروں کی وجہ سے ممتحن کی غیبت میں مبتلا ہوتے ہیں، شرعی حکم مقابلہ قرأت کے بارے میں کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد بشیر احمد، فرخ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسابقہ قرأت کا عنوان ہو یا مظاہرہ قرأت کا اس سے قرآن کو بہترین طریقہ پر پڑھنے کا رواج پیدا ہوتا ہے، جب کہ حدیث شریف میں بھی فرمایا کہ ''**حسنوا القرآن بأصواتکم**'' کہ قرآن پاک کو بہترین سے بہترین انداز پر پڑھو کہ اس میں شان اسلام کو سلام ہے؛ اس لیے یہ امر مستحسن ہے اور باقی رہا انعام کا معاملہ یہ ترغیب کے لیے ہے، اس کو بھی جائز قرار دیا جاسکتا کہ ترغیب عبادت اعانت علی الطاعت کے قبیل سے ہے جس پر وعدہ ثواب ہے۔

البتہ نمبر کی کمی زیادتی کی وجہ سے ممتحن کی غیبت کرنے والا گنہگار ہوگا۔ جب کہ یہ باتیں تمام امتحانات میں ہوتی ہیں، مدارس دینیہ اسلامیہ کے امتحانات ہوں یا اسکولوں اور کالجوں کے، آپ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وتغنوا به فمن لم يتغن به فليس منا). (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب إقامة الصلوٰة والسنة: باب في حسن الصوت بالقرآن'': ج۱،ص:۱۷۶، رقم:۱۳۳۷)

والخلاف جار في الحديث الأخر ليس منا من لم يتغن بالقرآن والصحيح أنه من تحسين الصوت ويؤيده الرواية الأخرى، يتغني بالقرآن يجهر به. (علامه نووي، على شرح المسلم،''كتاب فضائل القرآن: باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن'': ج۱،ص:۲۶۸)

وقال النووي رحمه الله، أيضاً: قال القاضي أجمع العلماء على استحباب تحسين الصوت بالقرأة وترتيلها، قال أبو عبيد: والأحاديث الواردة في ذلك محمولة على التحزين والتشويق، قال: واختلفوا في القرأة بالألحان فكرهما مالك والجمهور رحمهم الله لخروجها عما جاء القرآن له من الخشوع والتفهم وأباحها أبو حنيفة رحمه الله وجماعة من السلف للأحاديث الخ. (''أيضاً:'')

کو ہدایت کی جاتی ہے کہ آپ اس کے محاسن پر نظر ڈالیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۵/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

ایک طرف قرآن کا عربی متن اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن کریم لکھنا:

(۲۹) **سوال**: ایک طرف قرآن کریم کا عربی متن لکھنا اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن مجید بعینہ لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ صدیقی، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: ایک طرف قرآن کریم کا عربی متن ہو اور دوسری طرف دوسری زبان میں قرآن کریم لکھا جائے تا کہ جو لوگ عربی زبان میں قرآن نہیں پڑھ سکتے ہیں وہ دوسری زبان میں قرآن پڑھ لیں یہ مسئلہ اہل علم کے درمیان مختلف فیہ ہے، بعض حضرات اسے ناجائز کہتے ہیں؛ اس لیے کہ قرآن کریم کو رسم عثمانی کے علاوہ میں لکھنا درست نہیں ہے، جب کہ بعض حضرات نے ضرورت اور تبلیغ دین کی اشاعت کے پیش نظر اس کی گنجائش دی ہے۔ فقہ اکیڈمی انڈیا نے چند شرائط کے ساتھ اس کی گنجائش دی ہے۔ فقہ اکیڈمی کی تجویز کے الفاظ ہیں: اصل تو یہ ہے کہ صرف عربی رسم الخط میں قرآن کریم کی اشاعت کی جائے؛ لیکن ضرورتاً عربی متن کے ساتھ درج ذیل شرائط کے ساتھ

---

(۱) ويجوز إذا كان البدل من جانب واحد بأن قال إن سبقتك فلي كذا وإن سبقتني فلا شيء لك وإن كان البدل من الجانبين فهو حرام لأنه قمارٌ إلا إذا أدخلا محلِّلاً بينهما ...... إلى ...... وما يفعله الأمراء فهو جائز بأن أن يقولوا الإثنين أيكما سبق فله كذا. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الحظر والإباحة“: ج۹،ص:۳۱۰)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال ما أذن الله لشيء ما أذن النبي حسن الصوت يتغني بالقرآن. (أخرجه مسلم، في سننه، ”كتاب فضائل القرآن: باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن: ج۱،ص:۲۶۸،رقم:۷۹۲)

اشاعت کی گنجائش ہے۔

(الف) قرآن کریم کی ترتیب نہ بدلے۔ (ب) مخارج کا حتی الامکان لحاظ کیا ہے۔ (ج) عثمانی رسم الخط کی تمام خصوصیات کے لیے جامع مانع اصطلاحات وضع کر کے اس زبان کے رسم الخط کو مکمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔[1]

''سئل الإمام الشهاب الرملي هل تحرم كتابة القرآن العزيز بالقلم الهندي أو غيره فأجاب بأنه لا يحرم لأنه دلالة على لفظه العزيز وليس فيها تغيير له وعبارة الاتقان للسيوطي هل يحرم كتابته بقلم غير العربي، قال الزركشي لم أرفيه كلاما لأحد من العلماء ويحتمل الجواز لأنه قد يحسنه من يقرأه والأقرب المنع والمعتمد الأول''.[2] وافتى شيخنا الرملي بجواز كتابة القرآن بالقلم الهندي وقياسه جوازه بنحو التركي أيضا:[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۷/۳/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن میں مذکور اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء کی حقیقت کیا ہے؟

(۳۰) **سوال:** قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے لیے اعضاء کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے تشبہ پیدا ہوتا ہے، ان کی حقیقت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہباز احمد، جموں کشمیر

---

(۱) نئے مسائل اور فقہ اکیڈمی کے فیصلے: ص: ۱۴۶
(۲) حاشية الجمل على شرح المنهج للجمل: ج۱ص: ۱۲۳۔
(۳) حاشية الحيرمي: ج۱ص: ۳۷۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لیے جو اعضاء ذکر کئے گئے ہیں، جیسے: ہاتھ، پنڈلی، وجہ وغیرہ اس بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں:

ایک یہ کہ ان اعضاء کو انسانی اعضاء پر قیاس نہ کیا جائے؛ بلکہ ان سے مراد وہ اعضاء نورانی ہیں جو شانِ الٰہی کے موافق ہوں [۱] اور دوسرے یہ کہ ایسے اعضاء بول کر ذاتِ خداوندی کی بعض صفات مراد ہیں، بہرکیف انسانی اعضاء کی طرح اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہوں یہ مراد نہیں ہے؛ اس لیے کوئی تشبہ جسم وغیرہ میں پیدا نہیں ہوتا۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۲/۳/۱۲ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن پاک میں کل کتنے حروف ہیں؟

(۳۱) **سوال:** قرآن پاک میں کل کتنے حروف ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: شریف احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: طبرانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً

(۱)وإنما يسلك في هذا المقام مذهب السلف من ائمة المسلمين قديماً وحديثاً وهو إمرارها كما جائت من غير تكييف ولا تشبيه ولا تعطيل. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة الأعراف:۵۴": ج۳، ص:۱۴۸)

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس عقیدہ میں حضرات سلف کے مسلک پر ہوں کہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں مگر "کنہ" اس کی معلوم نہیں۔(أشرف علي التهانوي، إمداد الفتاویٰ: ج۶، ص:۴۲۵)

(۲)وأما ما قال المتأخرون من ائمتنا في تلك الآيات يؤولونها بتأويلات صحيحة سائغة في اللغة والشرع بأنه يمكن أن يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة إلى غير ذلك تقريبا إلى أفهام القاصرين فحق أيضا عندنا. (خليل أحمد سهارنفوري، المهند على المفند: ص:۱۲)

روایت کیا ہے کہ قرآن پاک کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۲/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم یا درود شریف دل دل میں پڑھنے سے ثواب ملے گا کہ نہیں؟

(۳۲) **سوال**: قرآن شریف یا درود شریف دل دل میں پڑھنے سے ثواب ہوگا یا نہیں، جب کہ زبان نہ ہلائی جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ نذیر احمد، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اگر دل دل میں پڑھا جائے تب بھی ثواب ملتا ہے اور اگر زبان سے بھی پڑھ لیا جائے، تو اور زیادہ ثواب ملتا ہے؛ البتہ اگر آیت سجدہ صرف دل دل میں پڑھے، تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا؛ کیوں کہ یہ دنیاوی حکم ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وأخرج الطبراني عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، مرفوعاً: القرآن ألف ألف حرف وسبعة وعشرون ألف حرف. (عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن: ج۱، ص:۲۴۱)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه كان يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لم يأذن الله لشيء ما أذن أن يتغنى بالقرآن وقال صاحب له يريد يجهر به. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب فضائل القرآن: باب من لم يتغن بالقراءة'': ج۲، ص:۷۵۱، رقم:۵۰۲۳)

(و) أدنى (الجهر إسماع غيره و) أدنى (المخافتة إسماع نفسه) ومن بقربه؛ فلو سمع رجل أو رجلان فليس بجهر، والجهر أن يسمع الكل خلاصة (ويجري ذلك) المذكور (في كل ما يتعلق بنطق، كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة وعتاق وطلاق واستثناء) وغيرها. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

زبان رسالت پر جاری کلمات آیات کی شکل میں؟

(۳۳)**سوال**: وہ کون سی آیت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہوئی، پھر اسی طرح آسمان سے نازل ہوگئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری حفظ الرحمٰن، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: وہ دو آیتیں ہیں:

(۱)﴿قد جاء کم بصائر من ربکم﴾(الآیة)

(۲)﴿أفغیر اللّٰه أبتغي حکماً﴾(الآیة)(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۵/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......(قوله وأدنى الجهر إسماع غيره إلخ) اعلم أنهم اختلفوا في حد وجود القراءة على ثلاثة أقوال: فشرط الهندواني والفضلي لوجودها خروج صوت يصل إلى أذنه، وبه قال الشافعي.
وشرط بشر المريسي وأحمد خروج الصوت من الفم وإن لم يصل إلى أذنه، لكن بشرط كونه مسموعا في الجملة، حتى لو أدنى أحد صماخه إلى فيه يسمع.
ولم يشترط الكرخي وأبو بكر البلخي السماع، واكتفيا بتصحيح الحروف. واختار شيخ الإسلام وقاضي خان وصاحب المحيط والحلواني قول الهندواني، وكذا في معراج الدراية. ونقل في المجتبى عن الهندواني أنه لا يجزيه ما لم تسمع أذناه ومن بقربه، وهذا لا يخالف ما مر عن الهندواني لأن ما كان مسموعا له يكون مسموعا لمن في قربه كما في الحلية والبحر. ثم إنه اختار في الفتح أن قول الهندواني وبشر متحدان بناء على أن الظاهر سماعه بعد وجود الصوت إذا لم يكن مانع. وذكر في البحر تبعا للحلية أنه خلاف الظاهر، بل الأقوال ثلاثة. وأيد العلامة خير الدين الرملي في فتاواه كلام الفتح بما لا مزيد عليه، فارجع إليه. وذكر أن كلا من قولي الهندواني والكرخي مصححان، وأن ما قاله الهندواني أصح وأرجح لاعتماد أكثر علمائنا عليه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المختار، "کتاب الصلاة: فصل في القراءة": ج۱،ص:۵۳۴)

(۱)عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن: ج۱،ص:۴۷.

آیت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تخصیص:

(۳۴)**سوال**: ﴿یاأیها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون﴾ (الآیۃ) اس آیت کے بارے میں بعض مقررین حضرات فرماتے ہیں کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی تھی ہم اس کے مخاطب نہیں ہیں کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ڈاکٹر محمد شمیم، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آیت کریمہ تمام مؤمنین کے لئے ہے، تخصیص کی جو صورت سوال میں مذکور ہے وہ بلا دلیل ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۰/۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت کس نبی پر نازل ہوئی؟

(۳۵)**سوال**: قرآن شریف کی سب سے پہلی آیت یعنی قرآن شریف سب سے پہلے کن پیغمبر یا رسول یا نبی پر اترا تھا اور کن پر سب سے پہلے کون سی آیت اتری تھی، یعنی وحی آئی تھی اس کے بعد کون کون سے پیغمبروں یا رسولوں یا نبیوں پر کون کونسی آیات اتری تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: ریاض محمد خاں، قائم گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن پاک کی جملہ آیات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر

(۱) بأن المراد نهيه عن عدم الفعل لا عن القول. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة آل عمران:۹۸إلى ۱۱۵'':ج۲،ص:۲۳۹)

إنها نزلت في شأن القتال. (أبو محمد الحسين، البغوي، ''سورة الصف:۶۱'':ج۵،ص:۷۹)

نازل ہوئیں، سب سے پہلے "سورۂ إقرأ" نازل ہوئی۔[۱]

دیگر انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل ہوئیں ان کے نام ہیں، مثلاً: "زبور" حضرت داؤد علیہ السلام پر، "تورات" حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، "انجیل" حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۱/۴/۱۴۰۷ھ)

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

قرآن کریم کی آیات کی کل تعداد کتنی ہے؟

(۳۶) **سوال**: قرآن کریم کی آیات کی کل تعداد کتنی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ مہدی حسن، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم کی آیات کی تعداد: ۶۶۶۶ ؍ ہے۔[۳] اور جمل

(۱) قال هذه أول سورة أنزلت على محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم. (علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة العلق": ج۱۶، ص: ۳۱۹)

(۲) عن أبي ذر قال: قلت: يا رسول الله كم انزل الله من كتاب قال مأة كتاب وأربعة كتب أنزل على شيث خمسين صحيفة وعلى إدريس ثلاثين صحيفة وعلى إبراهيم عشر صحائف وعلى موسىٰ قبل التوراة عشر صحائف وأنزل التوراة والإنجيل، والزبور والفرقان. (علامه آلوسي، روح المعاني: تفسير "سورة الأعلى": ۱۹)

﴿وَّ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝﴾ (سورة الإسراء: ۵۵)

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝﴾ (سورة الحديد: ۲۷)

(۳) وجميع آيات القرآن ستة آلاف وستمائة ستة وستون آية: ألف وعدد ألف وعيد وألف أمر وألف نهي وألف قصص وألف خبر وخمسمأة حلال وحرام ومائة دعاء وتسبيح وست وستون ناسخ ومنسوخ، كذا في الشعبي عن الكشاف. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، "كتاب الصلوة: باب فصل في صلاة التراويح": ص: ۴۱۵)

میں ۶۵۰۰/ ہے۔[1]

دوسرا قول یہ ہے کہ ۶۶۱۶/ آیات ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ابتداء اور درمیان میں تعوذ اور بسملہ کا حکم:

(۳۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام علماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

درس قرآن کے ابتدا میں مفسر تعوذ اور بسملہ دونوں پڑھتے ہیں، پھر آیت کریمہ کی تفسیر یا ترجمہ کے بعد بغیر تعوذ اور بسم اللہ کے ہی شروع کر دیتے ہیں، پوچھنا ہے کہ کیا ابتداء میں تعوذ اور بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہے؟ یا جب آیت کریمہ کی تفسیر کر کے دوبارہ آیت پڑھنا شروع کرتے ہیں اس وقت بھی تعوذ اور بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے؟ از روئے شریعت مکمل ومدلل جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سمیع اللہ، جھارکھنڈ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم پڑھتے اور پڑھاتے وقت ابتداء میں تلاوت شروع کرتے ہوئے تعوذ اور ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا سنت ہے: جیسا کہ معارف القرآن میں حضرت مفتی شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: تلاوت قرآن کے علاوہ کسی دوسرے کلام یا کتاب پڑھنے سے پہلے ''أعوذ باللّٰہ'' پڑھنا سنت نہیں ہے وہاں صرف ''بسم اللّٰہ'' پڑھنی چاہئے۔[2]

---

(۱) وأما جملة عدد آياته فهو ستة آلاف وخمسمأية. (الجمل: ج۱،ص:۵)

وقال غيره: سبب اختلاف السلف في عدد الآي أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم كان يقف على رؤوس الآي للتوقيف فإذا علم محلها وصل للتمام فيحسب السامع حينئذ أنها ليست فاصلة. (عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، ''النوع التاسع عشر: في عدد سورة وآياته'': ج۱،ص:۲۳۳)

(۲) مفتي شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن، ''سورة النحل:۸۹'': ج۵،ص:۳۸۹.

مفسر کے درسِ قرآن کا مقصد قرأت قرآن کریم نہیں ہے؛ اس لئے ابتداء میں ''بسم اللّٰه'' پڑھ لینا کافی ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے:

''وحاصله أنه إذا أراد أن يأتي بشيء من القرآن كالبسملة والحمدلة، فإن قصد به القراءة تعوذ قبله وإلا فلا، وكما لو أتى بالبسملة في افتتاح الكلام كالتلميذ حين يبسمل في أول درسه للعلم فلا يتعوذ، وكما لو قصد بالحمدلة الشكر، وكذا إذا تكلم بغير ما هو من القرآن فلا يسن التعوذ بالأولى''[1]

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''إذا أراد أن يقول بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، فإن أراد افتتاح أمر لا يتعوذ، وإن أراد قراءة القرآن يتعوذ، كذا فى السراجية''[2]

قرأت کا ارادہ ہوتو ''أعوذ باللّٰه'' اور ''بسم اللّٰه'' دونوں پڑھنا چاہئے اور اگر قرأت کا ارادہ نہ ہو؛ بلکہ درس وتدریس یا تفسیر کا ہوتو تعوذ پڑھنا بھی کوئی ضروری نہیں ہے

''قال العلامة آلوسي رحمه اللّٰه: ﴿فَإِذا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ﴾ أي إذا أردت قراءة القرآن فاسأله عز جاره أن يعيذك مِنَ وساوس الشَّيْطانِ الرَّجِيمِ كى لا يوسوسك في القراءة''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۵: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیانِ دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: فروع قرأ بالفارسية أو التوراة أو الإنجيل'': ج۱،ص:۴۸۹.

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الرابع: في الصلوٰة والتسبيح وقراءة القرآن'': ج۵،ص:۳۶۵.

(۳) علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة النحل:۹۸'': ج۸،ص:۳۳۷.

قرآن کریم میں آیات متشابہات اوران کا صحیح محمل:

(۳۸) **سوال**: قرآن کریم میں بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے ’’ید، وجہ‘‘ کا تذکرہ ہے مثلاً: ﴿بل یداہ مبسوطتان﴾ وغیرہ اس طرح آیتوں کا کیا محمل ہے، بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہاتھ ہیں جس طرح کے ہمارے ہاتھ ہیں کیا یہی مطلب ہے؟ اگر نہیں تو ان آیات متشابہات کا صحیح محمل کیا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد راشد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن وحدیث میں بہت سی نصوص ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے لیے ’’ید، وجہ‘‘ وغیرہ کا اثبات کیا گیا ہے اس طرح کی آیات واحادیث کو متشابہات کہا جاتا ہے، اس سلسلے میں حضرات اہل علم کے دو نقطہ نظر ہیں۔ سلف اور متقدمین کا نقطہ نظر تفویض کا ہے یعنی نصوص میں جن صفات کا اثبات کیا گیا ہے وہ سب بلا شبہ اللہ تعالیٰ کے لیے ان کی شایان شان ثابت ہیں؛ لیکن یہ صفات مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں اور نہ ہمیں ان اوصاف کی کوئی کیفیت اور حقیقت معلوم ہے۔ دوسرا نقطہ نظر خلف اور متأخرین کا ہے۔ وہ حضرات ایسی تأویل کرتے ہیں جو ذات باری تعالیٰ کے شایان شان ہوں، مثلاً: ’’ید‘‘ کے معنی قدرت، ’’وجہ‘‘ کے معنی ذات کے ہیں اس کو تنزیہ مع التأویل کہتے ہیں پہلے نظریے کو تنزیہ مع التفویض کہتے ہیں، علماء دیوبند کا اصل مسلک تو اول ہے؛ البتہ دوسرے نظریے کو بھی حق سمجھتے ہیں، چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اس عقیدہ میں حضرات سلف کے مسلک پر ہوں کہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں مگر ’’کنہ‘‘ اس کی معلوم نہیں۔ (۱)

’’وإنما لیسلك في هذا المقام مذهب السلف من أئمة المسلمین قدیما وحدیثا وهو إمرارها کما جاءت من غیر تکییف ولا تشبیه ولا تعطیل‘‘ (۲)

---

(۱) أشرف علي التهانويؒ، إمداد الفتاوی: ج۶،ص:۲۵۔

(۲) ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ’’سورة الأعراف:۵۴۔

’’وأما ما قال المتأخرون في أئمتنا في تلك الآيات يؤولونها بتأويلات صحيحة في اللغة والشرع بأنه يمكن أن يكون المراد من الاستواء الاستيلاء ومن اليد القدرة إلى غير ذلك تقريباً إلى أفهام القاصرين فحق أيضاً عندنا‘‘(۱)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۷/۱۴۴۲ھ)

قرآن کریم میں بعض الفاظ ’’ص‘‘ کے ساتھ لکھے ہیں مگران کے اوپر ’’س‘‘ بنا ہوا ہے ان کو کس طرح پڑھیں؟

(۳۹)**سوال:** قرآن پاک میں بعض الفاظ لکھے ہوئے ہیں ’’ص‘‘ کے ساتھ مگران پر ’’س‘‘ بھی بنا ہوا ہوتا ہے جیسے ﴿یبصط، هم المصیطرون، علیهم بمصیطر﴾ ان کو کس طرح پڑھیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا عبدالستار، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان مذکورہ الفاظ میں ’’ص‘‘ کے اوپر ’’س‘‘ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا اس کو ’’ص اور س‘‘ دونوں کے ساتھ پڑھ سکتا ہے؛ لیکن دونوں میں سے صرف ایک طریقہ اختیار کرے نہ کہ دونوں یعنی دو دفعہ نہ پڑھے۔(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۳/۱۴۲۱ھ)

---

(۱) خليل أحمد سهارنفوري، المهند على المفند:ص:۳۸.

(۲) ويبسط بالبقرة وبصطة بالأعراف بالسين وصلاً ووقفاً وهم المصيطرون بالطور بالخف. (محمد هارون، خلاصة البيان، مع ضياء البرهان،ص:۲۶۵)

مصحف عثمانی کے خلاف لکھنا:

(۴۰)**سوال**: کیا مصحف عثمانی وکتابت عثمانی کے خلاف کسی مصلحت کے تحت لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سمیع اللہ صدیقی، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اور عربی زبان کے بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ ان کی مثال دوسری زبانوں میں نہیں ہے اور اگر ہے بھی، تو طرز ادا اور اس کی صحیح آواز اور اس کی ادائے گی میں بہت ہی زیادہ فرق ہے، مثلاً: ''صَلِّ'' کا لفظ جو اصل ہے اس کے معنی درود اور رحمت نازل فرمانے کے ہیں اور یہ لفظ اگر ''سَلِّ''، یعنی سین کی آواز کے ساتھ پڑھ دیا جائے، تو اس کے معنی ''تلوار کھینچ تو'' کے ہو جائیں گے، جیسا: کہ ہندی زبان میں ''ص، س'' میں کوئی فرق نہیں اور ایسے ہی ''ط، ت، ۃ'' میں ہندی زبان میں کوئی فرق نہیں وغیرہ۔

ایسے ہی دیگر زبانوں کا حال ہے؛ اس لیے قرآن پاک کے متن کو اصلی عربی رسم الخط اور عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں چھاپا جائے گا تو اس سے قرآن پاک کے معنی میں فرق آجائے گا اور اس کی ادائے گی بھی صحیح نہ ہوگی؛ اس لیے قرآن پاک کے متن کو دوسری زبان میں چھاپنا جائز نہیں ہے، البتہ قرآن پاک کے ترجمہ ومطلب میں اس قسم کا تغیر نہ ہوگا، اس تبدیلی میں مقصد کچھ بھی ہو اس کی آسان صورت یہ ہے کہ غیروں کی تعلیم کے لئے قرآن پاک کے اصل متن کو عربی ہی میں چھاپا جائے اور ان کو سمجھانے کے لئے ان کی زبان میں اس کا ترجمہ، مطلب وتفسیر لکھ دی جائے، تاکہ وہ سمجھ لیں اور مسلمانوں کو عربی متن والا قرآن پاک پڑھایا جائے، کیونکہ ان کو نماز میں اور غیر نماز میں قرآن پاک اصل عبارت میں پڑھنا ہے اور مسلمان اسی کے مکلّف ہیں۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۶/۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)يحرم مخالفة خط مصحف عثمان في واو أو ياء أو ألف أو غير ذلك. (جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن: ج۲،ص:۱۶۶)سئل مالك هل يكتب المصحف على ما أحدثه الناس من الهجاء. فقال: لا إلا على الكتبة الأولى. (جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن: ج۴،ص:۱۴۶)

فصل ثالث

علم بالاحادیث

علم کے اٹھائے جانے سے متعلق حدیث کی وضاحت:

(۴۱) **سوال**: ''إن اللّٰه تعالى لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس الخ''
اس حدیث کا کیا مطلب ہے اور علم کے اٹھائے جانے کی کیا صورت ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: راشد صدیقی، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پوری حدیث اس طرح ہے:

''عن عبد اللّٰه بن عمر بن العاص قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه لايقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من الناس ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يترك عالماً اتخذ الناس رؤساً جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا''[1]

اسی حوالہ کے حاشیہ میں اس حدیث کا مطلب مذکور ہے، کہ قیامت سے پہلے دنیا سے علم اٹھالیا جائے گا اور علم کے اٹھانے کی یہ صورت نہیں ہوگی، کہ ایک بارگی لوگوں کے دلوں سے علم نکل جائے گا؛ بلکہ علم اس طرح اٹھے گا کہ دھیرے دھیرے اہل علم اٹھ جائیں گے اور جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو اپنا مقتدیٰ بنائیں گے اور ان سے مسائل معلوم کریں گے، تو وہ ایسے فتوے دیں گے کہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم: باب ما جاء في ذهاب العلم'': ج۲،ص:۳۱،رقم:۲۶۵۲.
وعن عبد اللّٰه بن عمر بن العاص قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن اللّٰه لايقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد الخ. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳؛ وأخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب العلم: باب كيف يقبض العلم'': ج۱،ص:۲۰،رقم:۱۰۰)

حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں قیامت کی ایک علامت اور اس کی صورت واقعیہ کو بیان کیا گیا ہے۔

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۸/۱۸ھ)

وضوء کے بعد رومالی پر پانی چھڑکنا:

(۴۲) **سوال:** ایک حدیث میں وضو کے بعد پائجامہ کی رومالی پر پانی کی چھینٹیں ڈالنا آیا ہے، اس کی وجہ اور علت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ماسٹر نصیر احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جن حضرات کو قطرات آنے کا صرف وسوسہ ہوتا ہے، ان کے لیے یہ عمل کرنا بہتر ہے اس سے وسوسہ شیطانی ختم ہو جائے گا۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۱۴ھ)

حدیث شریف میں سلطان سے کیا مراد ہے؟

(۴۳) **سوال:** ''أفضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر'' (أخرجه الطبراني في المعجم الكبير: ۲۸۲/۸، الرقم: ۸۰۸۱، وأيضاً في المعجم الأوسط: ۵۲/۷،

(۱) ولو عرض له الشيطان كثيراً لا يلتفت إلى ذلك، كما في الصلوٰة وينضح فرجه بماء حتى لو رأى بللا حمله على بلة الماء هكذا في الظهيرية. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الطهارة: الفصل الثالث في الاستنجاء، كيفية الاستنجاء من البول'': ج۱ص:۱۰۴)

الرقم:۶۸۲۴) میں سلطان سے کیا مراد ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اعظم، کھتولی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سلطان سے مراد ہر صاحب اقتدار بادشاہ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خطبہ حجۃ الوداع:

(۴۴)**سوال:** حجۃ الوداع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ کس حالت میں دیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: ذاکر حسین، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں سواری پر سوار ہوکر دیا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر. (أخرجه أبوداود، في سننه، "كتاب الملاحم: باب الأمر والنهي": ج۲،ص:۵۹۷، رقم:۴۳۴۴)

نقل في الحاشية: عن مرقات الصعود قال الخطابي: وإنما صار ذلك أفضل الجهاد لأن من جاهد العدو كان مترددا بين رجاء وخوف لا يدري هل يغلب أو يغلب وصاحب السلطان مقهور في يده فهو إذا قال الحق وأمره بالمعروف فقد تعرض للتلف واهراق نفسه للهلاك فصار ذلك أفضل أنواع الجهاد من أجل غلبة الخوف. (خليل أحمد سهارنفوري، بذل المجهود، "كتاب الملاحم: باب الأمر بالمعروف الخ": ج۵،ص:۱۱۹)

(۲) عن خالد بن العداء، قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يخطب الناس...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کلونجی کے کاروبار کے لیے حدیث کا سہارا لینا:

(۴۵)**سوال**: حدیث ہے کہ کالے دانوں کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ اس میں موت کے سوا سب چیزوں کا علاج ہے۔اس حدیث کوکلونجی کے کاروبار کے لیے سہارا بنانا کیسا ہے؟ اوراس حدیث کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم عبدالولی، سیتاپور

الجواب وباللہ التوفیق: یہ حدیث ترمذی شریف میں موجود ہے۔امام ترمذی نے اس حدیث کو سندا ''حسن صحیح'' کہا ہے۔[1] اس حدیث میں کلونجی کے استعمال کی ترغیب ہے۔کاروبار کے لیے اگر اس کے فضائل وترغیب کو بیان کر دیا جائے، تو کوئی مضائقہ نہیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حائضہ عورت سے وطی کی صورت میں دینار صدقہ کرنے کا مطلب:

(۴۶)**سوال**: احقر کی نظر سے ایک حدیث گذری ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو حائضہ سے صحبت کرے، وہ نصف دینار خیرات کرے۔(مشکوٰۃ شریف) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت حیض میں صحبت کرنی ہو تو نصف دینار خیرات کرکے کر سکتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسمیع، منگلور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... يوم عرفة على بعير قائما في الركابين. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب المناسك: باب الخطبة على المنبر بعرفة'': ج۱،ص:۲۶۵،رقم:۱۹۱۷)

(۱)أخرجه الترمذي، في سننه، ج۲،ص:۲۵،رقم:۱۳۸۳

(۲)عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: عليكم بهذه الحبة السوداء، فإن فيها شفاء من كل داء إلا السام، والسام الموت. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الطب: باب ما جاء في الحبة السوداء'': ج۲،ص:۲۴،رقم:۱۳۸۳)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آپ نے جو سمجھا وہ غلط سمجھا، حدیث مذکور(۱) کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بطور جرمانہ کے نصف دینار پہلے ادا کر کے حالت حیض میں صحبت کر لے؛ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حالت حیض میں صحبت حرام ہے(۲) جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے؛ لیکن اگر کسی نے صحبت کر لی، تو بطور جرمانہ وسزا کے نصف دینار صدقہ کرے(۳) جیسا کہ فاسد روزے کی سزا وجرمانہ کفارہ ہے۔ ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ أَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج﴾(۴)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۱/۱۴۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

”علماء أمتی کأنبیاء بنی إسرائیل“ کی تحقیق اور حدیث کا مطلب:

(۴۷) **سوال:** اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبی کے برابر ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟ اور حدیث کس درجہ کی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ملاجی معین الدین، ہاپوڑ روڈ، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرتبہ میں تو کوئی بھی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، اب اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے انبیاء سے دعوت اور دین کی اشاعت کا کام لیا، ایسے

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله عليه وسلم: إذا وقع الرجل بأهله وهي حائض فليتصدق بنصف دينار، رواه الترمذي وأبوداود والنسائي والدارمي وابن ماجه. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب الصلوٰة: باب الحيض، الفصل الثاني“: ج۱،ص:۵۶، رقم:۵۵۳)

(۲) ولو أتاها مستحلا كفر وعالماً بالحرمة ارتكب كبيرة ووجبت التوبة ويتصدق بدينار أو بنصفه استحباباً. (المرغيناني، الهداية، ”كتاب الطهارت: باب الحيض والاستحاضة“: ج۱،ص:۶۴، حاشیہ:۹)

(۳) ويندب تصدقه بدينار أو نصفه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطهارة: باب الحيض، متصل مطلب في حكم وطء المستحاضة“: ج۱،ص:۴۹۴)

(۴) سورة البقرة: ۲۲۲.

ہی یہ کام امت محمدیہ کے علماء بھی کریں گے۔[1] یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے؛ لیکن اس کا مفہوم کسی دینی امر سے معارض نہیں ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۱/۱۱ھ)

عاشوراء سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

(۴۸) **سوال**: عاشورہ کے روزے کی فضیلت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ روزہ پچھلے ایک سال کے گیارہ مہینوں کا کفارہ بن جائے گا، تو کیا کبیرہ کی معافی بھی ہو جائے گی؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر احمد خان، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: یہ ارشادِ گرامی تو صغیرہ گناہوں کے بارے میں اطمینان ویقین دلاتا ہے، کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے ہیں، ان احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے بھروسے پر گناہ کرنے لگے؛ بلکہ اپنے گناہوں پر نادم ہوں اور پاک باز بننے کی سعی کریں، تو یہ چیز اس میں مددگار ثابت ہوگی۔[3]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲ھ)

---

(۱) معناه صحيح لكنه ضعيف من حيث أنه مسند إلى النبي صلى الله عليه وسلم. (العثيمين، شرح الأربعين: ج۱، ص: ۴۵)

(۲) علماء أمتي كأنبياء بني إسرائيل، حديث متكلم فيه والصحيح من قول النبي ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا ایک عورت چار آدمیوں کو جہنم میں لے جائے گی؟

(۴۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کیا ایک عورت چار آدمیوں کو جہنم میں لے کر جائے گی، کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: توقیر عالم، ضلع: ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایک عورت چار مردوں کو جہنم میں لے کر جائے گی۔ اس کے لیے عربی عبارت اس طرح ذکر کی جاتی ہے ''إذا دخلت امرأة النار ادخلت معها أربعة، أباها و زوجها و أخاها و إبنها''۔ اس طرح صراحت کے ساتھ کوئی روایت میری نظر سے نہیں گزری ہے۔ غور کیا جائے، تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اصول شریعت کے بھی خلاف ہے؛ اس لیے کہ قرآن میں ہے ﴿وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ﴾ [۱] کہ کل قیامت میں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، یعنی کوئی کسی کے گناہ کی سزا کسی دوسرے کو نہیں دی جائے گی۔ اسی طرح دوسری آیت میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ ﴿أَمْ لَمْ يُنَبَّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى ﴿٣٦﴾ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى ﴿٣٧﴾ أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ﴿٣٨﴾ وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ [۲] ایک حدیث ترمذی میں ہے کہ کوئی جنایت کرتا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......صلی اللّٰہ علیه وسلم: العلماء أمناء الرسل والعلماء أمناء اللّٰہ علی خلقه. (محمد عبدالرؤف المناوي، فیض القدیر: ج۱،ص:۹)

(۳) إن المراد بهذا وأمثاله غفران الصغائر. (عمدة القاري، ''كتاب الطهارة: باب الاستنثار في الوضوء'': ج ۳،ص:۱۳، رقم:۱۶۰؛ علامه أنور شاه الكشميري، العرف الشذي على الترمذي: ج۱،ص:۴)

يكفر كل شيء إلا الدين ظاهر أنه يكفر الكبائر حقوق اللّٰہ أيضاً: والمشهور إنها لا تكفر إلا بالتوبة. (شبير أحمد العثماني، فتح الملهم: ج۳،ص:۴۱۲)

(۱) سورة الأنعام:۱۶۴.

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ أُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾ (سورة التوبة:۷۱)

(۲) سورة النجم:۳۶-۳۹.

ہے، تو اس کی سزا اسی کو ہوگی، کسی کے باپ کے جرم کی سزا اس کے بیٹے کو یا بیٹے کے جرم کی سزا باپ کو نہیں دی جائے گی" **إن دمائكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا، ألا لا يجني جان إلا على نفسه، ألا لا يجني جان على ولده ولا مولود على والده**"[1]

حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی جہنم میں جائیں گی؛ لیکن ان کے شوہر حضرت لوط اور حضرت نوح علیہ السلام جنت میں جائیں گے؛ اس لیے اصول شریعت پر یہ حدیث منطبق نہیں ہوتی ہے؛ البتہ بعض دوسری روایات سے اس کی تائید ضرور ہوتی ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار اور نگراں ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ امام نگراں ہے، اس سے اس کی رعایہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور مرد نگراں ہے، اس سے اس کی بیوی بچوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

"**أن عبد الله بن عمر، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته، الإمام راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها، والخادم راع في مال سيده ومسئول عن رعيته**"[2] بہت ممکن ہے کہ اس طرح کی روایت کو سامنے رکھ کر یہ مضمون بنایا گیا ہو، ورنہ سوال میں درج کردہ الفاظ احادیث کے ذخیرہ میں نہیں ملتے ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۴/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الفتن: باب ما جاء دماؤكم وأموالكم عليكم حرام": ج ۲، ص: ۱۸۸، رقم: ۲۱۵۹.

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الجمعة: باب الجمعة، في القرىٰ والمدن": ج ۱، ص: ۸۲۰، رقم: ۸۹۳.

باب العلم

سنت کی شرعی حیثیت اور حدیث ضمام بن ثعلبہ کی تشریح:

(۵۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک حدیث ہے: ''جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل نجد ثائر الرأس، نسمع دوي صوته، ولا نفقه ما يقول حتى دنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فإذا هو يسأل عن الإسلام؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خمس صلوات في اليوم، والليلة فقال: هل علي غيرهن؟ قال: لا، إلا أن تطوع، وصيام شهر رمضان، فقال: هل علي غيره؟ فقال: لا، إلا أن تطوع، وذكر له رسول الله صلى الله عليه وسلم الزكاة، فقال: هل علي غيرها؟ قال: لا، إلا أن تطوع، قال: فأدبر الرجل، وهو يقول: والله، لا أزيد على هذا، ولا أنقص منه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفلح إن صدق'' (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۱) اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ اس حدیث میں جس شخص کا تذکرہ ہے، اس نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ میں نماز، زکوۃ اور روزہ کے معاملہ میں کوئی نفل ادا نہیں کروں گا، اس کے باوجود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ کامیاب ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنت ونفل ضروری نہیں ہیں، پڑھ لیا جائے، تو بہتر ہے نہ پڑھے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔ برائے کرم بتائیں کہ کیا یہ بات درست ہے، اور فرض کے علاوہ نماز پڑھنا ضروری ہے یا نہیں ہے، اگر ضروری ہے، تو اس حدیث کا جواب کیا ہے؟۔

فقط: والسلام
المستفتی: مسیح اللہ، تھانوی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حدیث مسلم شریف کی ہے، جس میں حضرت ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے تھے اور اسلام کی ماہیت وحقیقت کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا؛ بلکہ شرائع اسلام کے بارے میں سوال کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نماز کے بارے میں بتایا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں، انہوں نے پوچھا کہ کیا اس کے علاوہ بھی نمازیں فرض ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کے علاوہ فرض نہیں ہیں؛ الا یہ کہ تم نفل نماز پڑھو، تو اب شروع کرنے کی وجہ سے وہ تمہارے اوپر لازم اور ضروری ہوجائیں گی، اس کے

بعد آپ نے فرمایا: کہ رمضان کے روزے فرض ہیں، انہوں نے سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ اور بھی روزے فرض ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں؛ مگر یہ کہ تم نفل روزے رکھو، پھر آپ نے زکوۃ کا تذکرہ کیا، انہوں نے پوچھا کیا فرض زکوۃ کے علاوہ مزید مال کا کوئی حق ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں؛ مگر یہ کہ تم نفلی صدقات ادا کیا کرو، وہ صحابی چلے گئے اور جاتے وقت یہ کہا کہ خدا کی قسم میں نہ اس پر اضافہ کروں گا اور نہ ہی میں اس میں کوئی کمی کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جذبہ اور خلوص کو محسوس کر کے فرمایا: یہ کامیاب ہو گیا، اگر اپنی بات میں سچا ہے۔ مسلم کی روایت میں اسی قدر ہے؛ لیکن بخاری میں اسماعیل بن جعفر کی روایت میں یہ اضافہ ہے **''فأخبره رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بشرائع الإسلام''**[1] کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کے تمام احکام ہی بتلائے، ان الفاظ کے عموم میں تمام ماموارت، منہیات، حج، وتر، صدقہ فطر، اور نوافل وسنن وغیرہ تمام احکام آ گئے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تمام احکام کی اطلاع دی، اور انہوں نے جاتے ہوئے یہ کہا، کہ خدا کی قسم میں ان باتوں کی تبلیغ میں اور خود بھی ان باتوں پر عمل کرنے میں کوئی کمی زیادتی نہیں کروں گا۔

مذکورہ باتوں سے حدیث کا مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے، بعض حضرات اس روایت سے نفل کے غیر ضروری ہونے پر استدلال کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف پانچ نمازوں کو فرض قرار دیا اور باقی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل قرار دیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض پڑھنا ضروری ہے اور اس کے علاوہ ضروری نہیں ہے۔ حالاں کہ اگر روایت کے ظاہر کو دیکھا جائے، تو جو حضرات یہ استدلال کرتے ہیں، ان پر بھی اعتراض ہو جائے گا، روایت میں صدقہ فطر کا تذکرہ نہیں ہے، جب کہ بہت سے ائمہ کے یہاں صدقہ فطر واجب اور فرض ہے۔ اسی طرح وتر کا تذکرہ نہیں ہے، جب کہ وتر کے بارے میں خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **''الوتر حق فمن لم یؤتر فلیس مني''** وتر واجب ہے، جو وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا[2] اسی طرح حدیث میں صرف ماموارت کا بیان ہے، منہیات کا بیان نہیں ہے۔ کیا کوئی شخص صرف فرائض کو بجالا کر، منہیات سے بچے بغیر کامیاب ہو سکتا ہے اور کیا کوئی اس حدیث کی بناء

(۱) أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الصوم: باب وجوب صوم رمضان'': ج۱، ص: ۱۸۰، رقم: ۱۸۹۱.
(۲) أخرجه أبوداود، في سننه، ''کتاب الصلاة: باب في من لن یوتر'': ج۱، ص: ۲۰۱، رقم: ۱۴۱۸.

پر ترک منہیات کو غیر ضروری کہہ سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے؛ بلکہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ منہیات سے بچنا بھی ضروری ہے، اس لیے مذکورہ روایت سے سنت کے ترک یا فرض کے علاوہ تمام نوافل کے غیر ضروری ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ بخاری کی روایت کو سامنے رکھ کر یہی کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احکام کا تذکرہ کیا تھا اور انہوں نے ان تمام احکام کو قبول کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں ان احکام میں کمی یا زیادتی نہیں کروں گا۔ بخاری کی بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ ''لا أتطوع شيئا ولا أنقص مما فرض الله على شيئا'' یعنی صرف فرائض پر عمل کروں گا، نہ فرائض میں کمی کروں گا اور نہ ہی نفلی عبادت کروں گا، بظاہر اسماعیل بن جعفر کی دونوں روایت میں تعارض ہے؛ اس لیے ان میں سے ایک کے الفاظ صحیح ہیں اور دوسری روایت بالمعنی ہیں۔

''لا أزيد على هذا و لا أنقص'' کا حضرات محدثین نے مختلف جوابات دیئے ہیں۔

علامہ ابن بطال فرماتے ہیں: اس حدیث کا مطلب اوامر کی محافظت کا اور اہتمام سے ان کو بجالانے کا عہد اور خبر ہے اور یہ قول اس درجہ میں ہے کہ جب جب اس کے سامنے اللہ یا رسول اللہ کا کوئی امر آئے گا، خواہ فرض سے متعلق ہو یا سنت سے متعلق ہو، وہ اس کی طرف سبقت کرے گا؛ لہٰذا یہ کہنا کہ سنت کے ترک میں کوئی حرج نہیں اور کوئی گناہ نہیں، اس کا مذکورہ حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

''يحتمل أن يكون قوله: تمت والله لا أزيد على هذا ولا أنقص على معنى التأكيد في المحافظة على الوفاء بالفرائض المذكورة، من غير نقصان شيءٍ من حدودها، كما يقول العبد لمولاه إذا أمره بأمر مهم عنده: والله لا أزيد على ما أمرتني به ولا أنقص، أي أفعله على حسب ما حددته لي، لا أخل بشيءٍ منه، ولا أزيد فيه من عند نفسي غير ما أمرتني به، ويكون الكلام إخبارًا عن صدق الطاعة وصحيح الائتمار. ومن كان فى المحافظة على ما أُمِرَ به بهذه المنزلة، فإنه متى ورد عليه أمرٌ للّٰه تعالىٰ أو لرسوله فإنه يبادر إليه، ولا يتوقف عنه، فرضًا كان أو سُنَّةً. فلا تعلق في هذا الحديث لمن احتج أن تارك السُّنن غير حَرجٍ ولا آثمٍ، لتوعد اللّٰه تعالىٰ على مخالفة أمر نبيه. وبهذا التأويل تتفق معاني الآثار والكتاب، ولا يتضاد شيء من ذلك''(۱)

---

(۱) ابن بطال، شرح صحيح البخاري لابن بطال: ج۱، ص: ۱۹۵.

علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں: کہ صحابی رسول نے اپنے لیے خصوصی رخصت کا مطالبہ کیا تھا؛ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصی رعایت دے دی تھی، اس طرح کی بہت سی مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں، شہادت کے باب میں دو گواہی ضروری ہیں؛ لیکن ایک صحابی کو آپ نے تنہا دو کے قائم مقام کردیا تھا، تو اس طرح کی مثالیں عام قاعدے سے مستثنیٰ ہوتی ہیں، اسے عام قاعدے کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے۔

''والوجه عندي أن هذا الرجل جاء إلى صاحب الشريعة واسترخَص منه بلا وَاسطة، فرخَّصَ له الشارع خاصة، فيصير مستثنى من القواعد العامة، كما في الأضحية ولا تجزيء عن أحد بعدك. وهذا أيضًا باب يعلمه أهل العرف، فلا أثر له على القانون العام، فمن أراد أن يترخصَ برخصتِهِ فليسترخَّص من الشارع، وإذ ليس فليس''[1]

ایک جواب حضرت شیخ الہند نے دیا ہے، کبھی کبھی ایک چیز کی نفی مقصود ہوتی ہے، مگر ساتھ ہی تحسین کلام یا تاکید ومبالغہ کے لیے اس کی ضد کی بھی نفی کردی جاتی ہے، مثلاً: بیچنے والے سے خریدار پوچھتا ہے، قیمت میں کمی بیشی ہوگی یا نہیں؟ اسی طرح تولتے وقت خریدار کہتا ہے، کہ اچھی طرح وزن کرو کم وبیش نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہاں مقصود کمی کی نفی ہے زیادتی کی نفی نہیں اور پہلی مثال میں کمی مقصود ہے نہ کہ زیادہ کرانا، تو اسی طرح صحابی کا مقصود کلام ''لا أنقص'' ہے، ''لا أزيد'' تحسین کلام کے لیے ہے یا تاکید ومبالغہ کے لیے ہے[2]؛ اس لیے روایت کے ظاہر سے یہ سمجھنا کہ صرف فرض پر عمل کرنا ضروری ہے اور فرض کے علاوہ پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے یہ غلط ہے۔ اس طرح کے ایک واقعہ سے جس میں تخصیص یا استثناء کا احتمال ہو، استدلال کرنا درست معلوم نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ صحابہ کا تعامل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا توارث بھی پیش نظر رہنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنت کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ اگر کبھی کوئی سنت وقت سے فوت ہوجائے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اس کی قضاء کیا کرتے تھے۔

فرض نمازوں کے علاوہ جو نمازیں ہیں اس میں بعض نمازیں وہ ہیں جن کے ادا کرنے کا آپ نے حکم دیا اور ترک پر آپ نے وعید بیان کی ہے، ایسے امور فقہاء کے یہاں واجب کہلاتے ہیں،

(۱) علامه أنور شاه الكشميري، فيض الباري، ''باب الزكاة من الإسلام''، ج۱، ص:۱۷۲، رقم:۴۶.

(۲) مولانا اکرام علي، نفع المسلم، ص:۱۲۳.

جیسے: وتر کی نماز آپ نے سخت لفظوں میں کہا ''من لم یؤتر فلیس منا'' جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، بعض وہ نمازیں ہیں جن کی آپ نے بڑی شدت سے ترغیب دی، فجر کی سنت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فجر کی سنت تم ضرور پڑھو، اگرچہ گھوڑے تمہیں روند دیں ظاہر ہے کہ اس تاکید کے باوجود اس کو صرف نفل سمجھ کر اس کو ترک کرنے کا جواز نکالنا کسی طرح بھی درست نہیں معلوم ہوتا ہے۔

سنت مؤکدہ کا بلا عذر ترک کرنا اور ترک پر اصرار کرنا یہ باعث گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ شفاعت سے محرومی کا باعث ہے؛ اس لیے کہ جس کام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہتمام سے کیا ہو، اور اس کے کرنے کی تاکید کی ہو، پھر بلا عذر کے اس کو ترک کرنا بہت بڑی محرومی اور شقاوت کی بات ہے، حضرات فقہاء نے تصریح کی ہے کہ سنت مؤکدہ کے ترک پر اصرار، یہ گناہ کا باعث ہے؛ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من ترك سنتي لم تنله شفاعتي''[1] جس نے میری سنت کو ترک کر دیا، وہ میری شفاعت نہیں پائے گا۔ ایک حدیث میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من رغب عن سنتي فليس مني''[2] جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرے طریقہ پر نہیں ہے۔ امام مکحول حدیث کے بڑے امام گزرے ہیں، وہ لکھتے ہیں: ''السنة سنتان: سنة أخذها هدى و تركها ضلالة و سنة أخذها حسن و تركها لا بأس به''[3] سنت کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ سنت ہے، جس پر عمل کرنا ہدایت اور ترک کرنا گمراہی ہے۔ اور ایک وہ ہے، جس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ**: امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۴۴۱/۱۰/۲۳ھ)

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة'': ج۹، ص: ۲۲۰.

(۲) ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الضحية'': ج۳، ص: ۳۰۵.

(۳) السرخسي، أصول السرخسي، ''فصل في بيان المشروعات من العبادات وأحكامها'': ج۱، ص: ۱۱۴.

کیا عہد نبوی اور عہد صحابہؓ میں مساجد رات کو تلاوت قرآن اور نماز سے آباد رہتی تھیں؟

(۵۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: کیا دور نبوت اور دور صحابہ میں رات کے وقت مساجد تلاوت قرآن، نفل نمازوں، فضائل صحابہ کی تعلیم سے اسی طرح آباد ہوتی تھیں، جس طرح آج کل دعوت وتبلیغ کے ساتھی جمع ہوکر دیر رات تک یا کچھ وقت تک تعلیم کرتے ہیں، پھر اس کے بعد نفلی عبادات میں مشغول ہوجاتے ہیں، پھر اگر ان سے اس بارے میں معلوم کرتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد کو آباد کرنے کی محنت کر رہے ہیں۔ ان کا یہ جواب دینا اور اس طرح جمع ہوکر عبادت کرنا درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صاحب، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں ہی تمام قسم کے خیر انجام پاتے تھے، بہت سے وہ کام جو آج مسجد میں نہیں ہوتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں انجام دئے جاتے تھے۔ تعلیم وتزکیہ کی مجلس مسجد میں ہی ہوتی تھیں، وعظ ونصیحت مسجد میں ہوتے تھے، صحابہ قرآن کی تلاوت مسجد میں کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگی امور کے مشورہ مسجد میں ہی کیا کرتے تھے، دو لوگوں کے درمیان اگر نزاع ہوجائے، تو اس کا تصفیہ مسجد میں ہوتا تھا، ابتداء میں بہت سے صحابہ کے پاس رہنے کے لیے گھر نہیں تھا، تو صحابہ مسجد میں ہی سوتے تھے، غرض کہ آپ کے زمانہ میں ہر امور خیر کو مسجد میں ہی انجام دیا جاتا تھا، رات میں بھی صحابہ سے مسجد میں قرآن پڑھنا اور نفل پڑھنا ثابت ہے؛ اس لیے اگر یہ کام تبلیغی حضرات مسجد میں اس طرح انجام دیں کہ کسی دوسرے کو اپنی عبادت میں کوئی خلل نہ ہو، تو یہ درست اور عہد صحابہ کے معمول سے

ثابت ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳۰/۱/۱۴۴۱ھ)

حدیث ”سؤر المؤمن شفاء“ کی تحقیق:

(۵۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

کچھ دینی حلقے ایسے ہیں جہاں مختلف افراد کے ذریعہ ایک ہی گلاس سے بنا دھوئے پانی پینا، ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی کے استعمال کو باعث برکت سمجھنا عام بات ہے، ان کا کہنا ہے کہ حدیث میں آیا ہے، ”سؤر المؤمن شفاء“ (مؤمن کا بچا ہوا شفاء ہے) سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جہاں مسلمانوں کی عمومی مجلسوں میں اکثریت ایسے افراد کی ہو، جو بیڑی، سگریٹ، پان، گٹکا

---

(۱) ﴿فِيْ بُيُوْتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ (سورة النور:۳۶)

عن أبي هريرة: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الملائكة تصلي على أحدكم مادام في مصلاه، ما لم يحدث: اللهم اغفرله، اللهم أرحمه، لا يزال أحدكم في صلاةٍ مادامت الصلاة تحبسه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الأذان: باب من جلس في المسجد ينتظر الصلوٰة“: ج۱،ص:۱۳۲،رقم:۶۵۹)

وقد كان صلى الله عليه وسلم إذا سلم من صلاته قال بصوته إلا على لا إله إلا الله وحده لا شريك له وتقدم وقد كان صلى الله عليه وسلم يأمر من يقرأ القرآن في المسجد أن يسمع قراء ته وكان ابن عمر يأمر من يقرأ عليه وعلى أصحابه وهم يستمعون ولأنه أكثر عملاً وأبلغ في التدبر ونفعه متعد لإيقاظ قلوب الغافلين وجمع بين الأحاديث الواردة بأن ذلك يختلف بحسب الأشخاص والأحوال فمتى خاف الرياء أو تأذى به أحد كان الإسرار أفضل ومتى فقد ما ذكر كان الجهر أفضل قال في الفتاوى لا يمنع من الجهز بالذكر في المساجد. (أحمد بن محمد، الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ”كتاب الصلاة: فصل في صفة الأذكار“: ج۱،ص:۳۱۸)

عبد الله بن عمر، (أنه كان ينام وهو شاب أعذب لا أهل له في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم) (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة: باب لزم الرجال فى المسجد“: ج۱،ص:۸۰،رقم:۴۴۰)

ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الكراهية: الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة“: ج۵،ص:۳۲۱)

اورتمبا کو کے عادی ہوں، جہاں نماز، روزہ وغیرہ کی پابندی نہ کرنے والے بھی شریک رہتے ہوں، جہاں ایسے افراد بھی آتے جاتے ہوں، جن پر بادہ خواری کا بھی الزام ہو،تو کیا ایسے افراد کا جھوٹا (بچا ہوا) بھی شفاء ہے۔ جبکہ وہ لوگ مسواک کی سنت ادا کرنے کی زحمت بھی نہ کرتے ہوں؟

جب وقت کا حکیم حاذق یہ کہتا ہو کہ بہت سی بیماریاں، بے جا آپسی اختلاط سے لگنے والی ہوتی ہیں،تو کیا اگر حکیم حاذق کی تشخیص حرام اشیاء (شراب وغیرہ) کو حلال کر دیتی ہیں (جب کوئی متبادل نہ ہو)،تو کیا ایسی صورت میں معاملۂ مذکور جسے دینی حلقوں میں سنت کہا جاتا ہے، وہاں یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ ایک ہی گلاس سے پانی پلانے کی صورت میں ایک شخص دوسرے کو پانی پلانے سے پہلے گلاس کو دھولیا جائے۔

برائے کرم مسئلے کی وضاحت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ ''**سؤر المؤمن شفاء**'' کس حیثیت کی حدیث ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: جو حدیث سوال میں مذکورہ ہے، وہ بعض کے نزدیک متکلم فیہ ہے؛ تاہم مذکورہ صورت میں حدیث شریف سے مؤمن کا جھوٹا پینے کا وجوب ثابت نہیں ہوتا؛ بلکہ اباحت واستحباب کا ثبوت ہے۔ اور وہ بھی کمالِ ایمان کے ساتھ؛ اس لئے کہ ''المؤمن'' پر ''الف، لام'' سے کمالِ ایمان پر دلالت ہے، اور اس صورت میں واضح ہے کہ اگر دیگر عوارض بیڑی، سگریٹ یا کسی اور مرض وغیرہ کی وجہ سے کراہت ہو، تو اس کے جھوٹے سے احتراز میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی صاحبِ ایمان ایسا ہے کہ اس میں کراہت کی کوئی وجہ نہ ہو، تو خوامخواہ اس کے جھوٹے سے کراہت بھی درست نہیں؛ بلکہ کسی صاحب نسبت کا جھوٹا ہو، تو مستحسن ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱/۶:۱۴۳۷ھ)

(۱) وأما حدیث (سؤر المؤمن شفاء) فغیر معروف. (ملا علي قاري،......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حدیث میں حیاء سے کیا مراد ہے؟

(۵۳) **سوال**: حدیث شریف میں اللہ سے حیاء کرنے کو کہا گیا ہے؛ پوچھنا ہے کہ حیاء سے کیا مراد ہے؟ کیا نصوص میں حیاء کی کوئی تشریح موجود ہے؟ امید ہے کہ جواب مدلل دینے کی زحمت گوارہ کریں گے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سالم، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حیاء کہتے ہیں وقار سنجیدگی اور متانت کو اصطلاح میں:

"هو صفة وخلق يكون في النفس فيبعث على اجتناب القبيح ويمنع من التقصير في حق ذي الحق"[1] نفس کا کسی کام کے کرنے میں انقباض اور تنگی محسوس کرنا ملامت اور سزا کے ڈر سے نہ کرنے کو حیاء کہتے ہیں۔

حیاء انسانی زندگی میں ایک ضروری حیثیت رکھتی ہے شرم وحیاء کے ذریعے انسان کو خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے، افعال میں ہو، اخلاق میں ہو یا اقوال میں، جس میں حیاء کا جذبہ نہ رہے اس سے خیر رخصت ہو جاتی ہے۔ امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل کی ہے: **"إذا لم تستحي فاصنع ما شئت"**[2] جب حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... مرقاة المفاتيح، "كتاب الحج: باب خطبة يوم النحر ورمي أيام التشريق": ج۵، ص:۱۸۳۹، رقم:۲۶۶۶)

حديث ريق المؤمن شفاء كذا سؤر المؤمن شفاء ليس له اصل مرفوع. (ملا علي القاري، المصنوع، في معرفة الحديث الموضوع: ج۱، ص:۱۰۶، رقم:۱۴۴)

عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: سمعت أبي يقول: سمعت عمر بن الخطاب يقول: قال رسول الله عليه وسلم: (كلوا جميعاً، ولا تفرقوا، فإن البركة مع الجماعة). (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "أبواب الأطعمة: باب الاجتماع على الطعام": ج۱، ص:۲۳۶، رقم:۳۲۸۷)

عن ابن عباس رفعه من التواضع أن يشرب الرجل مع سؤر أخيه. (شمس الدين ابن محمد، المقاصد الحسنة: ج۱، ص:۲۷۳)

(۱) ابن حجر، فتح الباري شرح البخاري، باب أمور الإيمان، ج۱، ص:۵۲

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأدب: باب إذا لم تستحي فاصنع ما شئت": ج۲، ص:۹۰۴، رقم: ۶۱۲۰؛ وأخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الأدب: باب في الحياء": ج۲، ص:۶۶۸، رقم:۴۷۹۷.

اللہ تعالیٰ سے حیاء کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کو امام ترمذیؒ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے:

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: استحیوا من اللّٰہ حق الحیاء، قال: قلنا یا رسول اللّٰہ إنا نستحي والحمد للّٰہ، قال: لیس ذاك ولکن الاستحیاء من اللّٰہ حق الحیاء أن تحفظ الرأس وما وعی، والبطن وما حوی ولتذکر الموت والبلی ومن أراد الآخرۃ ترك زینۃ الدنیا فمن فعل ذلك فقد استحییٰ من اللّٰہ حق الحیاء''(۱)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کیا کرو۔ جیسا کہ اس سے شرم وحیاء کرنے کا حق ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرتے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء کا یہ مطلب نہیں جو تم نے سمجھا ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ سے شرم وحیاء کرنے کا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنے سر اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں ہیں ان سب کی حفاظت کرو اور اپنے پیٹ اور اس کے اندر جو چیزیں ہیں ان کی حفاظت کرو اور موت اور ہڈیوں کے سڑ جانے کو یاد کرو اور جسے آخرت کی چاہت ہو وہ دنیا کی زینت کو ترک کردے، تو جس شخص نے اسے پورا کیا حقیقت میں اسی نے اللہ تعالیٰ سے حقیقی حیاء کی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے، حیاء ایمان کا جزء ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے اور بے حیائی بدکاری ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے۔

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الحیاء من الإیمان والإیمان في الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء في النار''(۲)

حیاء اخلاقیات میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے اس سے خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے، اگر حیاء ہے تو دوسرے خصائل بھی حاصل ہو سکتے ہیں، ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ کا فرمان ہے: ہر دین کے لئے ایک خُلق ہے اور اسلام کا خُلق حیاء ہے۔

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب صفة القيامة'': ج۲،ص:۸۰،رقم:۲۴۵۸.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الإيمان، باب ما جاء في الحياء'': ج۲،ص:۲۱،رقم:۲۰۰۹.

’’عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه علیه وسلم: إن لکل دین خُلقا وإن خُلق الإسلام الحیاء‘‘[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیو بند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیو بند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

مسجد حرام اور مسجد نبوی کے اضافہ شدہ حصے میں نماز پڑھنے کا ثواب:

(۵۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان شرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں: یہ سننے میں آیا ہے کہ مکہ مکرمہ کی مسجد میں ایک نماز دوسرے کسی شہر میں ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور مسجد نبوی میں ایک نماز دیگر مسجدوں میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، یہ مسجدیں پہلے زمانے میں جتنی تھیں آج توسیع کے بعد کافی پھیل چکی ہیں۔ کیا یہ کئی گنا ثواب کسی خاص سمت اور حدود میں نماز پڑھنے پر حاصل ہوگا؟ یا اس نماز کو جماعت سے پڑھنے پر ہی یہ ثواب ملے گا؟ کیا عورتوں کو اکیلے نماز پڑھنے پر برابر ہی ثواب ملے گا؟ مثلاً اگر وہ ہوٹل کے کمرے میں پڑھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عارف، شاہجہاں پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صحیح روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر اور مسجد نبوی میں ایک نماز ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے۔ پچاس ہزار والی روایت ضعیف ہے، اور اس وقت مسجد حرام اور مسجد نبوی میں جو اضافہ کیا گیا ہے ان تمام حصوں میں نماز پڑھنے سے یہ ثواب حاصل ہو جاتا ہے، کسی مخصوص حصہ میں نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے اور یہ ثواب فرض نمازوں کے بارے میں ہے، نفل نماز کے بارے میں نہیں، اس لیے کہ حدیث کے اندر نفل نماز گھر میں پڑھنے کو افضل قرار دیا ہے۔

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’أبواب الزهد، باب الحیاء‘‘: ج ۲، ص: ۳۰۸، رقم: ۴۱۸۱.

"ومعلوم أنه قد زيد في المسجد النبوي؛ فقد زاد فيه عمر ثم عثمان ثم الوليد ثم المهدي، والإشارة بهذا إلى المسجد المضاف المنسوب إليه صلى اللّٰه عليه وسلم، ولا شك أن جميع المسجد الموجود الآن يسمى مسجده صلى اللّٰه عليه وسلم فقد اتفقت الإشارة والتسمية على شيئ واحد، فلم تلغ التسمية، فتحصل المضاعفة المذكورة في الحديث فيما زيد فيه. وخصها الإمام النووي بما كان في زمنه صلى اللّٰه عليه وسلم عملاً بالإشارة،[1] قوله: (إلا المسجد الحرام) وفي المفاضلة بين المسجد الحرام والمسجد النبوي كلام وحقق في الحاشية أن الاستثناء لزيادة الأجر في المسجد الحرام. ثم ادعى العلماء بتضعيف أجر المسجد النبوي بعده، إلا أن ما استدلوا به لا يوازي رواية الصحيح. بقى أن الفضل يقتصر على المسجد الذي كان في عهد صاحب النبوة خاصةً أو يشمل كل بناء بعده أيضاً؟ فالمختار عند العيني رحمه اللّٰه تعالىٰ أنه يشمل الكل، وذلك لأن الحديث ورد بلفظ: مسجدي هذا. فاجتمع فيه الإشارة والتسميه. وفي مثله يعتبر بالتسمية، كما يظهر من الضابطة التى ذكرها صاحب (الهداية) تنبيه: قال الطحاوي رحمه اللّٰه تعالىٰ: إن الفضيلة في الحرمين تختص بالفرائض، أما النوافل فالفضل فيها في البيت. قلت: وهو الصواب، فإن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم لم يؤدها إلا في البيت مع كونه بجنب المسجد"[2]

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ**: امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	مفتی دار العلوم وقف دیوبند
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند	(۱۰/۶: ۱۴۴۱ھ)

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاو: باب صفة الصلاة، مطلب في ستر العورة": ج۱،ص:۴۲۶.

(۲) علامة أنور شاه الكشميري، فيض الباري، "باب في مسجد قبا": ج۳،ص:۵۸۹.

باب العلم

اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

ناخون کاٹنے کا مسنون طریقہ:

(۵۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے کیا یہ صحیح روایت ہے؟

(۲) ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: توقیر عالم، ابن مسقیم عالم ضلع ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) احادیث مبارکہ میں ستر کا عدد میری نگاہ سے نہیں گزرا، ہاں حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل رحمت کا ایک حصہ مخلوق میں تقسیم کیا اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے، مخلوق جو ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، وہ اسی ایک حصے کی وجہ سے ہے، یہاں تک کہ گھوڑا جو اپنے بچے کو تکلیف پہنچنے کے ڈر سے اس کے اوپر سے اپنا کھر اٹھائے وہ بھی اسی ایک حصے سے ہے۔

''جعل اللّٰہ الرّحمة مائة جزء، فأمسك عنده تسعة وتسعين جزأً، وأنزل في الأرض جزئا واحدا، فمن ذلك الجزء يتراحم الخلق، حتى ترفع الفرس حافرها عن ولدها، خشية أن تصيبه''[1]

اسی طرح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ جتنا ایک عورت اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے اس سے زیادہ اللہ اپنے بندے پر مہربان ہوتا ہے؛ چنانچہ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی، جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اسکو قیدیوں میں ملا، اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگایا اور اس کو دودھ پلانے لگی، ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأدب: باب جعل اللّٰه الرحمة مأة جزء'': ج۲، ص: ۸۸۹، رقم: ۶۰۰۰.

میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا: کہ نہیں، جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اس سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے، جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہوسکتی ہے۔

''عن عمر بن الخطاب رضي اللّٰه عنه: قدم على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم سبي، فإذا امرأة من السبي قد تحلب ثديها تسقي، إذا وجدت صبيا في السبي أخذته، فألصقته ببطنها وأرضعته، فقال لنا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: أترون هذه طارحة ولدها في النار قلنا: لا، وهي تقدر على أن لا تطرحه، فقال: اللّٰه أرحم بعباده من هذه بولدها''(۱)

(۲) ناخن کاٹنے کا کوئی طریقہ احادیث سے ثابت نہیں ہے؛ اس لیے بعض حضرات کی رائے ہے کہ جس طرح مناسب سمجھے ناخن کاٹ سکتا ہے؛ البتہ امام غزالی نے اسی طرح فتاوی عالمگیری میں اور ملاعلی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں ایک مستحب طریقہ لکھا ہے، وہ یہ کہ پہلے داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے، پھر وسطی پھر بنصر اور خنصر کو کاٹے، اس کے بعد بائیں ہاتھ میں چھوٹی انگلی سے کاٹتا ہوا آئے اور موٹی انگلی پر ختم کرے، اس کے بعد داہنے ہاتھ کی موٹی انگلی کے ناخن کو کاٹے، اس طرح ابتداء اور انتہاء دونوں داہنے سے ہوجائے گی۔ دوسرا طریقہ یہ ہے پہلے داہنے ہاتھ کے مکمل ناخون مکمل کاٹ لے، پھر بائیں ہاتھ کی انگلیوں کے کاٹے، پاؤں میں بھی اسی دوسری ترتیب کو ملحوظ رکھے۔

''وفي شرح الغزاوية روي أنه صلى اللّٰه عليه وسلم بدأ بمسبحته اليمنى إلى الخنصر ثم بخنصر اليسرى إلى الإبهام وختم بإبهام اليمنىٰ وذكر له الغزالي في الإحياء وجها وجيها ولم يثبت في أصابع الرجل نقل، والأولى تقليمها كتخليلها. قلت: وفي المواهب اللدنية قال الحافظ ابن حجر: إنه يستحب كيفما احتاج إليه ولم يثبت في كيفيته شيء. وفي الشامي. وفي شرح الغزاوية

(۱) ''أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الأدب، ج۲ص:۸۸۹، رقم:۵۹۹۹۔

روي أنه صلى الله عليه وسلم بدأ بمسبحته اليمنى إلى الخنصر ثم بخنصر اليسرى إلى الإبهام وختم بإبهام اليمنى وذكر له الغزالي في الإحياء وجها وجيها ولم يثبت في أصابع الرجل نقل، والأولى تقليمها كتخليلها. قلت: وفي المواهب اللدنية قال الحافظ ابن حجر: إنه يستحب كيفما احتاج إليه ولم يثبت في كيفيته شيء''(۱)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۴/۱۴۴۱ھ)

کیا آپ ﷺ کی سنت کے خلاف کرنا گناہ ہے؟

(۵۶) **سوال:** کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کرنا گناہ ہے؟ کیونکہ میں نے ایک عالم سے بیان سنا کہ یقیناً ہمیشہ خیر اسی میں ہوتی ہے کہ ہر حال میں سنت کی اتباع ہو، اور ایک مسلمان کو چاہئے کہ ہمیشہ سنت کی اتباع کرے؛ لیکن ہم قانوناً معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مثلاً: کپڑا پہلے داہنے ہاتھ میں پہننا سنت ہے؛ لیکن اگر کوئی پہلے بائیں ہاتھ میں پہن لے، تو پھر کیا وہ گناہ شمار ہوگا یا نہیں؟ اس طرح کی بہت ساری مثالیں ہماری روزمرہ کی زندگی میں ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ریاست علی، بجنوری

الجواب وباللہ التوفیق: سنت کی دو قسمیں ہیں، موکدہ اور غیر موکدہ، اول کے اصرار کے ساتھ ترک پر گناہ ہے اور دوسرے پر نہیں(۲)۔ اگرچہ غیر موکدہ میں بھی اتباع سنت ہی میں خیر

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الحظر والإباحة: باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع''، ج۹، ص:۳۰۶.

(۲) السنة سنتان: سنة أخذها هدى وتركها ضلالة: وسنة أخذها حسن وتركها لا بأس به. (السرخسي، أصول السرخسي: ج۱، ص:۴۱۱) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ہے اور اسی کو اپنانا چاہئے۔

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۵: ۱۴۳۷ھ)

”صلاة في مسجدي بخمسين ألف صلاة“ حدیث کا حکم:

(۵۷) **سوال:** ”وصلوٰته في مسجدي بخمسين ألف صلاةٌ“ کیا یہ حدیث صحیح ہے؟ اگر نہیں، تو یہ کس درجہ کی حدیث ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ روایت سنن ابن ماجہ میں ہے اور سند کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ البتہ اس سلسلے میں زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة في غيره من المساجد إلا المسجد الحرام، وإسناده على شرط الشيخين“[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۶: ۱۴۴۱ھ)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وذكر في المبسوط قال مكحول: السنة سنتان: سنة أخذها هدى وتركها ضلالة، وسنة أخذها حسن وتركها لا بأس به، السنن التى لم يواظب عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذها هدى وتركها ضلالة كالأذان والإقامة وصلاة العيد. (البزدوي، كشف الأسرار شرح أصول البزدوي، ”أقسام العزيمة“: ج۳،ص:۳۱۰)

(۱) أخرجه ابن ماجه، في سننه، ”كتاب إمامة الصلاة: باب ماجاء في الصلوة في المسجد الجامع“: ص:۱۰۲، رقم:۱۴۱۳)
ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الصلاة: باب المساجد ومواضع الصلاة“: ج۲،ص:۳۶۶، رقم:۶۹۲)

مسجد نبوی میں چالیس نماز پڑھنے کی فضیلت والی حدیث کا حکم:

(۵۸)**سوال**: ''من صلى في مسجدي أربعين صلاة لاتفوته صلاة كتب له براءة من النار و براءة من العذاب و براءة من النفاق'' (*مسند احمد*) یہ حدیث کس درجہ کی ہے؟ صحیح، حسن، ضعیف یا موضوع؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سجاد نعمانی، بہار

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ روایت ضعیف ہے، تاہم فضائل میں قابل عمل ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۶:۱۴۴۱ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

دعاء کے بعد ہاتھ کو چہرے پر پھیرنے والی حدیث کا حکم:

(۵۹)**سوال**: ''أخرج الترمذي من حديث عمر بن الخطاب رضي الله

---

(۱)قال عبد الرحمن المهدي إذا روينا عن النبي صلى الله عليه وسلم في الحلال والحرام والأحكام شددنا في الأسانيد وانتقدنا في الرجال، وإذا روينا في الفضائل والثواب والعقاب سهلنا في الأسانيد وتسامحنا في الرجال. (شبير أحمد العثماني، مقدمه فتح الملهم: ج۱ص:۸)

يجوز عند أهل الحديث وغيرهم التساهل في الأسانيد ورواية ماسوى الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان ضعفه من غير صفات الله تعالىٰ والأحكام كالحلال والحرام، ومما لا تعلق له بالعقائد والأحكام. (عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي، تدريب الراوي في شرح تقريب النووي، "شروط العمل بالأحاديث الضعيفة": ج۱ص:۳۵۰)

وأما الاحتجاج بالضعيف غير الموضوع، فيجب أن يعلم أنه لا يعمل به في الأحكام والعقائد على القول الصحيح الذي عليه جمهور أهل العلم والاحتجاج به في المواعظ والقصص وفضائل الأعمال وسائر فنون الترغيب والترهيب، فقد اختلف العلماء فيه على ثلاثة أقوال: القول الأول أنه يعمل به مطلقاً وإلى هذا ذهب جمهور العلماء. (الشيخ عبد الحق المحدث، كشف المغيث في شرح مقدمة الحديث: ص:۳۵۲)

عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه؛ و أخرج أبو داؤد عن حديث ابن عباس رضي الله عنهما وقال فيه: فإذا فرغتم فامسحوا بها وجوهكم'' یہ حدیث کیسی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور غریب کہا ہے، اسی طرح حاکم اور ذہبی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ امام نووی نے اذکار میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۶: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

''کنت نورا بین یدی ربی عزوجل'' حدیث کی تحقیق:

(۶۰) **سوال:** ''نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم'' میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث لکھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے سامنے ایک نور تھا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے تقریباً چالیس ہزار سال پہلے۔ اس حدیث کی تحقیق مطلوب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کریم اللہ بنگال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حدیث میں چودہ ہزار سال کا تذکرہ ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''نشر الطیب'' میں بھی چودہ ہزار سال کا ہی تذکرہ ہے۔ حدیث احکام ابن القطان کے حوالے سے متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ عجلونی کی ''کشف الخفا'' میں اسی طرح ''سیرت حلبیہ، شرح الزرقانی علی المواہب'' اشرف المصطفیٰ وغیرہ کتب میں یہ حدیث مذکور ہے، تاہم حدیث کی

(۱) أبو الحسن عبيد الله المباركفوري، مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح: ج۷، ص: ۳۴۶.

اسنادی حیثیت پر کہیں کوئی کلام نہیں ملا۔

''کنت نورا بين يدي ربي عزوجل قبل أن يخلق بأربعة عشر ألف عام نقله العجلوني في الخفاء عن العلقمي عن علي بن الحسين عن أبيه عن جده مرفوعا في هذا الإسناد على وابنه صحابيان وسبطه على بن الحسين الملقب بزين العابدين تابعي و أورده القسطلاني في باب أول المخلوقات عن مرزوق عن على بن الحسين عن أبيه عن جده''(۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی — **کتبه**: امانت علی قاسمی

محمد عمران گنگوہی — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — (۲۰/۶: ۱۴۴۱ھ)

کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی شکل میں پیدا کیا ہے؟

(۶۱) **سوال**: میں نے ایک حدیث متعدد مرتبہ سنی ہے؛ لیکن اس کی صحت کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالی نے انسان کو اپنی شکل میں پیدا کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وبالله التوفيق: جی یہ حدیث بخاری وغیرہ متعدد کتب حدیث میں ہے **''إن الله خلق آدم على صورته''** کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے یہاں ''ہ''، ضمیر بعض لوگوں کے نزدیک خود حضرت آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہے، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو، ان کو اپنی صورت کا بنایا ہے؛ لیکن صحیح یہ ہے کہ ''ہ'' ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے؛ اس لیے کہ ایک روایت میں صورۃ الرحمٰن بھی ہے۔(۲)

---

(۱) عبد الرشيد بن ابرهيم، فرحة اللبيب بتخريج أحاديث نشر الطيب، ص: ۷۹.

(۲) عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خلق الله آدم على صورته، طوله ستون ذراعا، فلما خلقه قال إذهب فسلم على أولئك النفر من الملائكة جلوس، فاستمع ما يحيونك،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اورصورت سے مرادصفت ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صفت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد اسعد جلال قاسمی **کتبہ**: امانت علی قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۱/۶:۱۴۴۱ھ)

کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے تخلیق ہوا؟

(۶۲) **سوال**: مجھے معلوم ہوا کہ کچھ ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سب سے پہلے تخلیق ہوا، کچھ احادیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور لوح وقلم، زمین وآسمان؛ بلکہ ہر مخلوق پر مقدم ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمیر، محی الدین پور

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإنها تحيتك وتحية ذريتك. فقال: السلام عليكم. فقالوا: السلام عليك ورحمة الله. فزادوه ورحمة الله، فكل من يدخل الجنة على صورة آدم، فلم يزل الخلق ينقص بعد حتى الآن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإستيذان: باب بدء السلام'': ج۲،ص:۹۱۹،رقم:۱۳۲۸)

قوله: (خلق الله آدم على صورته)، والصواب أن الضمير راجع إلى الله تعالى لما في بعض الطرق: (على صورة الرحمن) وإذن أشكل شرحه. فقال القاضي أبو بكر بن العربي: إن المراد من الصورة الصفة، والمعنى: أن الله تعالى خلق آدم على صفاته. وتفصيله أنه وضع في بني آدم أنموذا من الصفات الإلهية، وليس من الكائنات أحد من يكون مظهرا كاملا لتلك الصفات، إلا هو. ألا ترى أن صفة العلم التي هي من أخص الصفات لا توجد إلا في الإنسان؟ فإن سائر الحيوانات ليس فيها إلا قوة مخيلة.

وقيل: الغرض من إسناد الصورة إلى نفسه، مجرد التشريف والتكريم، على ما ينطق به النص: ﴿لقد خلقنا الإنسان في أحسن تقويم﴾ (سورة التين:۴)وليس المراد منه: أن لله تعالى أيضا صورة. ...... (علامه أنور شاه الكشميري، فيض الباري،''كتاب الاستيذان، باب بدء السلام'':ج۶،ص:۱۸۷،رقم:۶۲۲۷)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الاستيذان: باب بدء الإسلام ج۲،ص:۲۱۹،رقم:۱۳۲۸

الجواب وبالله التوفيق: مصنف عبدالرزاق کے حوالہ سے یہ حدیث لکھی ہے، مگر مصنف عبدالرزاق میں موجود نہیں ہے، اس لیے علماء نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ (۱)

''ومنها ما ذكره العجلوني في كشف الخفا (ج۱،ص:۲۶۵)، قال: روي عبد الرزاق بسنده عن جابر بن عبد الله قال: قلت: يا رسول الله بأبي أنت وأمي أخبرني عن أول شيء خلقه الله قبل الأشياء؟ قال: يا جابر إن الله تعالىٰ خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء، ولم يكن في ذلك الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملك ...الحديث بطوله. وهذا لم نقف عليه في المطبوع من المصنف للحافظ عبد الرزاق''(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثبوت قرآن وحدیث سے:

(۶۳) **سوال**: کیا قرآن وحدیث میں ایسا کوئی ثبوت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ حدیث کا درجہ اور حدیث کا حوالہ بھی دیں۔

---

(۱) وفي الدر أيضا عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله يقول إن أول شيء خلق الله القلم ثم النون الخ .... أخرجه الحكيم الترمذي هذا وروي أن أول ما خلق الله العقل وأن أول ما خلق الله نوري وأن أول ما خلق الله روحي وأن أول ما خلق الله العرش والأولية من الأمور الإضافية، فيؤول أن كل واحد مما ذكر خلق قبل ما هو من جنسه، فالقلم خلق قبل جنس الأقلام، ونوره قبل الأنوار وإلا فقد ثبت أن العرش قبل خلق السموات والأرض فتطلق الأولية على كل واحد بشرط التقييد، فيقال: أول المعاني كذا وأول الأنوار كذا، ومنه قوله: أول ما خلق الله نوري وفي رواية روحي ومعناهما واحد فإن الأرواح نورانية أي أول ما خلق الله من الأرواح روحي، رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب إسنادا أي لا متنا. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح،''كتاب الإيمان: باب الإيمان بالقدر'': ج۱،ص:۱۶۷، رقم:۹۴)

(۲) أبوسعيد عبدالملك، شرف المصطفى: ج ۱،ص: ۳۰۷؛ و نور الدين برهان الحلبي، السيرة الحلبية: ج۱،ص:۲۱۴؛ و إسماعيل بن محمد، كشف الخفاء حرف الهمزه مع الهاء: ج۱،ص:۳۰۲.

’’قلت یا رسول اللّٰہ کم وفي عدۃ الأنبیاء قال مائۃ ألف وأربعۃ وعشرون ألفا الرسل من ذلک ثلاث مائۃ وخمسۃ عشر جما غفیرا‘‘ حدیث مذکور سند ومتن کے اعتبار سے کیسی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان، بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ روایت کو امام احمد (حدیث نمبر: ۲۲۳۴۲)، امام طبرانی (حدیث نمبر: ۷۸۷۱) نے نقل کیا ہے۔ علامہ ہیثمی نے لکھا ہے کہ اس کے رواۃ صحیح ہیں۔ اور امام حاکم نے علی شرط مسلم اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۸/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہونے سے متعلق حدیث:

(۶۴) **سوال:** ہماری مسجد کے امام صاحب کا اختلاف سننے میں آیا جو کہ بریلوی مسلک سے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میرے پیچھے نماز پڑھنے والے تمام مقتدی ’’حي علی الصلوہ‘‘ پر کھڑے ہوں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اس بارے میں کوئی حدیث ہے؟ یا کوئی ثبوت ہے، جس کو میں دکھا

---

(۱) وفي روایۃ عن أبي أمامۃ رضي اللّٰہ عنہ، قال أبوذر رضي اللّٰہ عنہ: قلت: یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کم وفاء عدۃ الأنبیاء قال مأۃ ألف أربعۃ وعشرون ألفاً الرسل من ذلک ثلثمایۃ وخمسۃ عشر جما غفیراً. (مشکوۃ المصابیح،’’کتاب الفتن: باب بدء الخلق وذکر الأنبیاء علیہم السلام، الفصل الثالث‘‘: ج ۲،ص:۵۱۱،رقم:۵۷۳۷)

العدد في ہذا الحدیث وإن کان مجزوما بہ، لکنہ لیس بمقطوع، فیجب الإیمان بالأنبیاء والرسل مجملا من غیر حصر في عدد، لئلا یخرج أحد منہم، ولا یدخل أحد من غیرہم فیہم. (ملا علي قاري، مرقاۃ المفاتیح، ’’کتاب الفتن: باب بدء الخلق وذکر الأنبیاء علیہم السلام‘‘: ج۱۱،ص:۴۳،رقم:۵۷۳۷)

سکوں۔ کیونکہ انھوں نے چیلنج کیا ہے کہ کوئی ثبوت پیش کرے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، محی الدین پور

الجواب وبالله التوفيق: فقہ کی کتابوں میں ''حي على الصلوه'' پر کھڑے ہونے کو مستحب لکھا ہے، جس کا مطلب علامہ طحطاوی نے یہ لکھا ہے کہ ''حي على الصلوه'' پر ہر حال میں کھڑا ہو جانا چاہئے، اس سے تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے پہلے کھڑے ہونا درست نہیں ہے۔ امام صاحب کا ''حي على الصلوٰه'' پر کھڑے ہونے پر اصرار کرنا درست نہیں ہے۔ صفوں کو درست کرنا واجب ہے اور واجب پر عمل کرنا مستحب پر عمل کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ حضرات صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں تشریف لاتے دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے، اور اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ تکبیر شروع فرماتے تھے۔[1] معلوم ہوا کہ ابتداء تکبیر میں کھڑا ہونا بھی درست ہے؛ بلکہ صفوں کی درستگی کے لئے یہی صورت بہتر ہے تا کہ اقامت کے ختم ہونے سے پہلے مکمل صف درست ہو جائے۔

''عن أبي هريرة رضي الله عنه يقول أقيمت الصلوة قمنا فعدلنا الصفوف قبل أن يخرج إلينا رسول الله''[2] اس حدیث کے ذیل میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ یہی ان کے نزدیک سنت ہے[3] حضرت حافظ ابن حجر اپنی

---

(۱) أخرجه مسلم، في سننه، ''كتاب الصلوٰة: باب متى يقوم الناس للصلوٰة'': ج۱، ص: ۲۲۰)

(۲) فأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى إذا قام في مصلاه قبل أن يكبر ذكر فانصرف وقال لنا مكانكم فلم نزل قياماً ننظره حتى خرج إلينا وقد اغتسل ينطف رأسه ماء فكبر فصلى بنا. (أخرجه مسلم، في سننه، ''كتاب الصلوٰة: باب متى يقوم الناس للصلوٰة'': ج۱، ص: ۲۲۰، رقم: ۱۵۷)

(۳) (قوله فقمنا فعد لنا الصفوف) إشارة إلى أنه هذه سنة معهودة عندهم. (النووي على مسلم، ''كتاب الصلاة: باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة'': ج۱، ص: ۲۲۱)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن الصلوٰة كانت تقام لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيأخذ الناس مقامهم قبل أن يأخذ النبي صلى الله عليه وسلم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الصلوٰة: باب في الصلوٰة تقام ولم يأت الإمام ينظرونه قعوداً'': ج۱، ص: ۸۰، رقم: ۵۴۱) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کتاب فتح الباری شرح بخاری میں ابن شہاب کی روایت نقل فرماتے ہیں، جس میں بالکل صریح ہے کہ وہ لوگ تکبیر کہتے ہی کھڑے ہوجایا کرتے تھے۔

”روي عبدالرزاق عن ابن جريج عن ابن شهاب أن الناس كانوا ساعة يقول المؤذن الله أكبر يقومون إلى الصلاة فلا يأتي النبي صلى الله عليه وسلم مقامه حتى تعتدل الصفوف“(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷:۱۴۴۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جب حیاء نہ رہے تو جو مرضی وہ کر!

(۶۵) **سوال**: حضرات مفتیان کرام!

عرض ہے کہ ایک مقولہ عوام الناس کے مابین زبان زد ہے کہ: ”جب حیاء نہ رہے تو جو مرضی ہو کر“۔ کیا یہ مقولہ ہے؟ یا کوئی حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ براہ کرم جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: شمشیر الاسلام، مدرسہ فیض القرآن، مراد آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شرم وحیاء کے ذریعہ انسان کو خیر وبھلائی حاصل ہوتی ہے آدمی منکرات ولغویات سے بچا رہتا ہے؛ لیکن جب حیاء نہ رہے تو اس شخص سے خیر رخصت ہوجاتی ہے اور شر اپنا ٹھکانہ مضبوط کر لیتا ہے، حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک روایت نقل کی ہے: نبوت کے کلام سے لوگوں نے جو آخری بات پائی ہے وہ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وعن أنس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سووا صفوفكم فإن تسوية الصفوف من إقامة الصلوٰة: متفق عليه إلا عن المسلم من تمام الصلوٰة. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب الصلوٰة، باب تسوية الصفوف“: ج۱، ص:۹۸، ۱۰۸۷)

(۱) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، ”كتاب الصلاة: باب متى يقوم الناس إذا رأوا الإمام عند الإقامة“: ج۲، ص:۱۲۰، رقم: ۶۳۷.

یہ ہے کہ ''جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو مرضی ہو کر''۔

''عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم إن مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولىٰ إذا لم تستحي فاصنع ما شئت''(۱)

الحاصل: مذکورہ عبارت جو عوام کے درمیان زبان زد ہے وہ کسی کا مقولہ نہیں؛ بلکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے؛ اس لئے اس کو لوگوں کا مقولہ سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴/ ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور مجھے پورا، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(٦٦) **سوال**: یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور مجھے پورا۔ کیا یہ صحیح حدیث ہے؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت ہیں، اس کی دلیل کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللہ التوفیق: ان الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں ملی۔ تاہم مضمون کے اعتبار سے یہ درست ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نصف حسن دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل حسن دیا گیا۔ مختلف روایتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل الحسن ہونا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت پیدا کیا اور تمہارے نبی سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔(۲)

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأدب: باب إذا لم تستحي فاصنع ما شئت'': ج ۲، ص: ۹۰۴، رقم: ٦١٢٠.

(۲) وفي حديث أنس رضي الله عنه .... وقال في السماء الثالثة فإذا أنا بيوسف إذا هو قد أعطي شطر الحسن فرحب بي ودعا لي بخير الخ. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب في المعراج'': ج ۲، ص: ۵۲۸، رقم: ۵۸٦۳)

’’قال ابن القيم في بدائع الفوائد: قول النبي صلى الله عليه وسلم عن يوسف ’’أوتى شطر الحسن“ قالت طائفة المراد منه أن يوسف أوتى شطر الحسن الذي أوتيه محمد فالنبي صلى الله عليه وسلم بلغ الغاية في الحسن ويوسف بلغ شطر تلك الغاية قالوا: ويحقق ذلك ما رواه الترمذي من حديث قتادة عن أنس رضي الله عنه قال:’’ما بعث الله نبيا إلا حسن الوجه حسن الصوت وكان نبيكم أحسنهم وجها وأحسنهم صوتا‘‘[1] (قد أعطي شطر الحسن)، قال المظهر: أي: نصف الحسن. أقول: وهو محتمل أن يكون المعنى نصف جنس الحسن مطلقا، أو نصف حسن جميع أهل زمانه. وقيل بعضه لأن الشطر كما يراد به نصف الشيء قد يراد به بعضه مطلقا. أقول: لكنه لا يلائمه مقام المدح وإن اقتصر عليه بعض الشراح، أللهم إلا أن يراد به بعض زائد على حسن غيره، وهو إما مطلق فيحمل على زيادة الحسن الصوري دون الملاحة المعنوية لئلا يشكل نبينا صلى الله عليه وسلم وإما مقيد بنسبة أهل زمانه وهو الأظهر / وقد قال بعض الحفاظ من المتأخرين، وهو من مشايخنا المعتبرين: أنه صلى الله عليه وسلم كان أحسن من يوسف عليه السلام إذ لم ينقل أن صورته كان يقع من ضوئها على جدران ما يصير كالمرآة يحكى ما يقابله، وقد حكي عن صورة نبينا صلى الله عليه وسلم؛ لكن الله تعالى ستر عن أصحابه كثيرا من ذلك الجمال الباهر، فإنه لو برز لهم لم يطيقوا النظر إليه كما قاله بعض المحققين: وأما جمال يوسف عليه السلام فلم يستر منه شيء اهـ‘‘[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابن القيم، بدائع الفوائد: ج۳، ص: ۲۰۶.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ’’كتاب الفتن: باب في المعراج‘‘: ج۱۱، ص: ۱۴۹، رقم: ۵۸۶۳.

کیا صحابہ کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار ہے؟

(۶۷) **سوال**: میں نے بہت سی تقریریں سنیں علماء نے صحابہؓ کی تعداد ایک لاکھ پچیس ہزار بیان فرمائی۔ کیا یہ شمار قرآن وحدیث میں کہیں بیان ہوئے؟ بحوالہ بتائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ارشاد احمد، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: حضرات صحابہؓ کی تعداد کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں کوئی واضح صراحت نہیں ملی۔ حافظ ابن صلاح نے مقدمہ ابن صلاح میں امام ابوزرعہ رازی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی مجموعی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار تھی۔ ''قبض رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن مأة ألف وأربعة عشر ألفا من الصحابة ممن روي عنه وسمع منه وفي رواية ممن رآه وسمع منه''[۱] البتہ حافظ عراقی نے لکھا ہے کہ حضرات صحابہؓ کو شمار کرنا اور ان کی تعداد متعین کرنا دشوار ہے، اس لیے کہ وہ حضرات ملکوں میں منتشر تھے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں کعب بن مالک کے تبوک میں پیچھے رہ جانے کے قصہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''أصحاب رسول اللّٰه كثير لايجمعهم كتاب حافظ''[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۸/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھنے کی فضیلت:

(۶۸) **سوال**: کیا معاقل بن یسار سے مروی یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو صبح ہر روز تین مرتبہ ''أعوذ باللّٰه السميع العليم، من الشيطان الرجيم'' اور پھر سورہ

(۱) إبراهيم بن موسىٰ الشافعي، مقدمه ابن الصلاح. (النوع التاسع والثلاثون: ج۲، ص:۵۰۱)

(۲) أحمد بن علي بن محمد، الإصابة في تمييز الصحابة: ج۱، ص:۸۷.

حشر کی آخری تین آیات پڑھے، تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت کے لیے اگلی صبح تک بھیجتے رہتے ہیں۔ اگر اس دن اس کا انتقال ہو جائے، تو شہادت کی موت ہوگی، اگر شام میں کہے، تو یہی ثواب ہوگا۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد فرمان، مید پور، میرٹھ

الجواب وباللّٰه التوفيق: یہ حدیث متعدد کتب حدیث میں مذکور ہے، امام ترمذی نے اس پر حدیث ’’غریب‘‘ کا حکم لگایا ہے؛ جبکہ ترمذی کے بعض نسخوں میں ’’حسن غریب‘‘ مذکور ہے۔ سنن دارمی کے محقق نے حدیث کو حسن قرار دیا ہے، بعض حضراتِ محدثین نے حدیث کے ایک راوی خالد بن طہمان کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم فضائل اعمال کے باب میں یہ روایت قابل عمل ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۹/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحيح:

محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن معقل بن يسار عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم وثلاث آيات من آخر سورة الحشر وكل الله به سبعين ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي وإن قالها مساء فمثل ذلك حتى يصبح، قال حسين: سليم أسد: إسناده حسن. (أخرجه عبد الله بن عبد الرحمن، في سنن دارمي: ج۲،ص:۵۵۰،رقم:۳۴۲۵)

هذا حديث حسن غريب صحيح، أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إني أصبح وأمسي“: ج۲،ص:۱۷۶،رقم:۳۳۸۸)

خالد بن طهمان، أبو العلاء الخفاف:

حدثني نافع بن أبي نافع عن معقل بن يسار عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح ثلاث مرات: أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم وقرأ ثلاث آيات من آخر سورة الحشر، وكل الله به سبعين ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي، وإن مات في ذلك اليوم مات شهيداً، ومن قالها: حين يمسي كان بتلك المنزلة هذا حديث حسن غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه. (محمد ناصر الدين، صحيح وضعيف سنن الترمذي: ج۱،ص:۳۱۵،رقم:۲۹۲۲)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پہاڑ کے راستے میٹھی نہر جاری ہونے والی حدیث:

(۶۹) **سوال**: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک آدمی نے ماضی میں اللہ تعالیٰ کی مسلسل پانچ سو برس عبادت کی، اس کو اللہ نے پہاڑ پر سایہ دیا، جہاں اطراف میں کھارا پانی تھا۔ اللہ نے صرف اس ایک آدمی کے لیے پہاڑ کے راستے ایک میٹھی نہر جاری کردی۔ وہ آدمی اس میں سے پانی پیتا تھا اور وضو کرتا تھا، اللہ نے ایک انار کا درخت اگا دیا، جس کا پھل روزانہ وہ کھاتا تھا۔ کیا یہ حدیث ہے؟ اس کی سند کیسی ہے حوالہ دیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، مرزا مراد

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ حدیث مستدرک علی الصحیحین میں ہے اور حاکم نے اس پر صحیح کا حکم لگایا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۱/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن أبي علاء خالد بن طهمان، عن نافع ولم ينسبه عن معقل بن يسار رفعه من قال حين يصبح أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم وثلاث آيات من سورة الحشر، وكل الله تعالىٰ ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي الحديث، وقال حسن غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه انتهى ولم يصفه إلا بنافع بن أبي نافع وكذلك أخرجه الدارمي في مسنده، عن أبي هريرة من طريق أبي أحمد الزبيري وأخرج الحليمي في مسنده عن أبي أحمد الزبيري ثلاثة أحاديث. (أحمد بن علي بن محمد، تهذيب التهذيب: ج۱، ص: ۴۱۱)

(۱) الحاكم، في مستدركه، ج۴، ص: ۲۷۸، رقم: ۷۶۳۷.

عن جابر بن عبد الله، رضي الله عنهما قال: خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: خرج من عندي خليلي جبريل آنفاً، فقال: يا محمد، والذي بعثك بالحق إن لله عبداً من عبيده عبد الله تعالىٰ خمس مائة سنة على رأس جبل في البحر عرضه وطوله ثلاثون ذراعاً في ثلاثين ذراعاً، والبحر المحيط به أربعة آلاف فرسخ من كل ناحية وأخرج الله تعالىٰ له عيناً عذبة بعرض الأصبع تبض......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز کو اگر اپنے وقت میں نہ پڑھے:

(۷۰) **سوال**: فضائل اعمال میں ایک روایت آتی ہے کہ جو نماز کو اپنے وقت پر نہیں پڑھے گا ایک کروڑ اسی لاکھ سال جہنم میں جلے گا۔

یہ حدیث کی کس کتاب میں ہے اس کی سند مطلوب ہے اور حدیث کس درجے کی ہے؟ جزاک اللہ خیرا

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

الجواب وباللہ التوفیق: حدیث کی معتبر کتابوں میں یہ حدیث ہمیں نہیں ملی؛ لیکن قرآن کریم کی آیت سے اس طرح کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۷/۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کو بھائی کہنا:

(۷۱) **سوال**: جیسا کہ بہت سارے مسلمان غیر مسلموں کو بھائی کہتے ہیں، حدیث

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... بماء عذب فتستنقع في أسفل الجبل وشجرة رمان تخرج له كل ليلة رمانة فتعذيه يومه، فإذا أمسىٰ نزل فأصاب من الوضوء وأخذ تلك الرمانه فأكلها ثم قام لصلاته ...... قال جبريل عليه السلام: إنما الأشياء برحمة الله تعالىٰ يا محمد، هذا حديث صحيح الإسناد. (أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله، في مستدركه: ج۴،ص:۲۷۸)

(۱) ﴿لَّٰبِثِينَ فِيهَآ أَحۡقَابًا﴾ (سورة النباء:۲۳) وفي التفسير:
أحقاباً جمع حقب والحقب الواحد: ثمانون سنة كل سنة إثنا عشر شهراً، كل شهر ثلاثون يوماً، كل يوم ألف سنة، روي ذلك عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه. (البغوي، تفسير البغوي،''سورة النباء'' ۲۳،ج۵،ص:۲۰۱)

میں تو ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، تو غیر مسلم کس طرح سے بھائی ہوئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، کلکتہ

الجواب وباللہ التوفیق: مسلمان مسلمان کا دینی بھائی ہے [۱] اور غیر مسلم وطنی بھائی ہیں اور کچھ تو نسبی بھائی بھی ہوتے ہیں۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۸/۴/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

کیا صحاح ستہ غلط ہیں؟
کیا حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ نے قتل کروایا؟

(۷۲) **سوال:** ہماری مسجد کے امام قاری سلطان محمود اعوان صاحب کہتے ہیں کہ وہ صحاح ستہ کو نہیں مانتے؛ کیونکہ ان میں بہت کچھ جھوٹ لکھا ہے، وہ فقط موطا امام مالک کو مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شہید کروایا اور ان کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ دور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ میں راہزنی اور ڈاکے مارتے تھے۔ مزید وہ یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کے بارہ اماموں نے عبداللہ بن سبا سے بھی زیادہ اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ براہ کرم ان نظریات کے حوالے سے ہماری راہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، بستی

---

(۱) ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ﴾ (حجرات:۱۰)

(۲) كل شيئين يكون بينهما اتفاق تطلق عليهما إسم الأخوة. (العيني، عمدة القاري شرح البخاري، "باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه": ج۱۲، ص:۲۸۹، رقم:۲۴۴۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ تمام نظریات سراسر غلط اور تاریخ سے عدم واقفیت پر مبنی ہیں۔ان نظریات کا حامل شخص گمراہ اور صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔اس کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی جائے۔ان نظریات کی کوئی بنیاد نہیں ہے؛ بلکہ سب اٹکل ہے جو اس شخص نے خود سے گھڑ لیے ہیں۔ یہ نظریات حدیث و اجماع کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔اس شخص سے ہی ان نظریات پر ثبوت طلب کر لیں، تو اس کی حقیقت سامنے آجائے گی۔

صحاح ستہ کے حوالہ سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''چھ کتابیں جو کہ اسلام میں مشہور ہیں، محدثین کے مطابق وہ صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ ہیں۔ان کتابوں میں حدیث کی جتنی قسمیں ہیں صحیح، حسن اور ضعیف، سب موجود ہیں اور ان کو صحاح کہنا تغلیب کے طور پر ہے۔''[۱] حاصل یہ ہے کہ نہ صحاح ستہ کی ہر حدیث صحیح ہے اور نہ اُن سے باہر کی ہر حدیث ضعیف ہے؛ لہٰذا چند روایات کے ضعیف ہونے کی وجہ سے سب کا انکار کر دینا غلط ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ باتیں لکھی ہیں وہ سب غلط ہیں۔[۲]

اس سلسلے میں حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق کا مطالعہ مفید ہوگا۔

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۱/۱۰/۱۴۴۱ھ)

(۱) الشيخ عبد الحق الدهلوي، أشعة اللمعات، شرح مشكوٰة المصابيح: ج۱، ص:۱۳۹.

(۲) يقول: لقد قتل عثمان وما أعلم أحدًا يتهم عليًا في قتله أسمى المطالب في سيرة علي بن أبي طالب: ج۱، ص: ۴۴۰)؛ وتاريخ ابن عساكر، ترجمة عثمان، ص: ۳۵؛ ولقد أنكر علي رضي الله عنه قتل عثمان رضي الله عنه وتبرأ من دمه، وكان يقسم على ذلك في خطبه وغيرها أنه لم يقتله ولا أمر بقتله ولا مالأ ولا رضي، وقد ثبت ذلك عنه بطريق تفيد القطع. (ابن كثير، البداية والنهاية: ج۷، ص:۲۰۲)

اللہ کی قسم میری امت میرے بعد شرک میں مبتلا نہیں ہوگی اس حدیث کی تحقیق:

(۷۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں:
بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ ''اللہ کی قسم میری امت میرے بعد شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتی''، تو کیا اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آج کے اس دور میں کوئی بھی مشرک نہیں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، ملاواں

الجواب وباللہ التوفیق: روایت کا مطلب یہ ہے کہ پوری کی پوری امت کبھی شرک میں مبتلا نہیں ہوگی؛ بلکہ ہر دور میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو شرک سے بچنے والے ہوں گے؛ جب کہ کچھ لوگ شرک بھی کریں گے، جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''**لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين وحتى تعبد قبائل من أمتي بالأوثان**''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۱۱/ ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

وتر کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے دو سجدے کرنا:

(۷۴) **سوال**: ایک صاحب نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ وتر کے بعد دو سجدے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کرنے ہیں، پہلے سجدہ میں پانچ بار ''**سبوح قدوس رب الملائكة والروح**'' پڑھنا ہے، پھر بیٹھ کر آیۃ الکرسی ایک بار، پھر سجدہ کرنا اور وہی دعا

(۱) أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الفتن: ذكر الفتن ودلائلها'': ج ۲،ص:۵۷۴؛أخرجه الترمذي، في سننه، ''باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون'':ج۲،ص:۱۷۷،رقم:۲۲۱۹)

پانچ بار پڑھنی ہے، ایسا کرنے پر سر اٹھانے سے پہلے اس کے لیے سو حج اور سو عمرہ کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور اس کو شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا وغیرہ، کیا یہ حدیث درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احادیث کی معتبر کتابوں میں اس کا ذکر ہمیں نہیں ملا، علامہ حلبی نے اس کے بطلان کی صراحت کی ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۱: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حدیث میں ''یدا بید'' کا کیا مطلب ہے؟

(۷۵)**سوال:** معاملات کے اندر جو حدیث رسول ہے ''الحنطة بالحنطة والشعير بالشعير الخ''۔ اس کے آخر میں جو لفظ ''يداً بيدٍ'' کا آیا ہے، کیا اگر کوئی معاملہ ایسا ہو، جس میں ''يداً بيدٍ'' نہ ہو، مثال کے طور پر ایک ہی جنس ہو، مثلاً: چاول کو چاول سے ادھار قرض کا معاملہ کیا جائے، تو یہ معاملہ ''يداً بيدٍ'' نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے، تو ''يداً بيدٍ'' کا مصداق کیا ہے؟ مفصل مطلوب ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: وحید الزماں صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''يداً بيدٍ'' کا ورود بیع کے لیے ہے نہ کہ قرض میں؛ لہٰذا

---

(۱) وأما ما ذكر في المضمرات أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لفاطمة رضي الله عنها: ما من مؤمن ولا مؤمنة يسجد سجدتين إلى آخر ما ذكر، فحديث موضوع باطل لا أصل له. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر'': ج۲،ص:۵۹۸)

قرض پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۷/۱۳ھ)

یوم عاشورہ سے متعلق حدیث کی حقیقت:

(۷۶)**سوال**: عاشورہ کے دن جو شخص دستر خوان وسیع کرے گا اس کی ترقی سال بھر تک فراخ رہے گی یہ حدیث بھی ہے یا نہیں اور کس کتاب کی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ایم ابن بیگم صاحبہ، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ حدیث درست اور معجم کبیر وغیرہ میں مذکور ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۶/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) حدیث کا تعلق بیع سے ہے، قرض سے نہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک جنس کی بیع اسی جنس سے ہو رہی ہو تو نقد در نقد ہونا چاہیے ادھار جائز نہیں ہے، حدیث میں ''الحنطة بالحنطة'' سے پہلے ''بیعوا'' محذوف ہے۔

''وأما عدم جواز بيع الحنطة بالحنطة وزنا معلوما فلعدم العلم بالمساواة الذهب بالذهب مثلاً بمثل وقد تقدم وجه انتصابه إنه بالعامل المقدر أي بيعوا وفي البخاري لا تبيعوا الذهب بالذهب إلا مثلا بمثل. (ابن الهمام، فتح القدير، ''كتاب الصرف'': ج ۷، ص: ۱۳۴)

قال الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل يدا بيد والفضل ربا أي: بيعوا الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل يدا بيدا. (الكاساني، بدائع الصنائع، ''فصل في شرائط الصحة في البيوع'': ج ۵، ص: ۱۸۳)

(۲) عن عبد اللّٰه: عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من وسع على عياله يوم عاشوراء لم يزل في سعة سائر سنته. (أخرجه سليمان بن أحمد، المعجم الكبير: ج ۱۰، ص: ۷۷، رقم: ۱۰۰۰۷)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قبر میں تدفین کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لبوں پر "یا أمتی یا أمتی" کے الفاظ تھے:

(۷۷) **سوال**: (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد خاکی جس وقت قبر میں اتارا گیا تو صحابہ کرامؓ نے دیکھا کے حضور کے لب مبارک جنبش کر رہے ہیں ایک صحابیؓ نے جو قبر میں جسم اطہر کو اتارنے کے لیے موجود تھے اپنے کانوں کو لبوں کے قریب کیا تو آواز آ رہی تھی۔ "يا أمتي يا أمتي"

(۲) جمعرات اور سوموار کے دن (ہفتہ میں دو دن) امت کے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس میں پیش ہوتے ہیں اور ان کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ میں نے مقرر موصوف سے مندرجہ بالا احادیث کی سند اور تصدیق چاہی، تو وہ ٹال گئے۔ اور فرمایا کہ میرا قیام ابھی تین دن ہے میں بتلا دوں گا، انھوں نے کوئی سند پیش نہیں کی، اسی گفتگو کے دوران مقرر موصوف کے ایک ساتھی نے کہا کہ ضروری نہیں کہ تمام واقعات آپ کو معروف احادیث میں مل جائیں۔ اور مثال میں ایک واقعہ نقل کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی امت نے معجزہ دکھانے کے لیے کہا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پرانی قبر پر گئے اور اللہ کے حکم سے ایک مردہ کو زندہ کر دیا جو حضرت نوح علیہ السلام

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... حديث: من وسع على عياله في يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها، الطبراني في الشعب وفضائل الأوقات، وأبو الشيخ عن ابن مسعود، والأولان فقط عن أبي سعيد، والثاني فقط في الشعب عن جابر وأبي هريرة، وقال: إن أسانيده كلها ضعيفة، ولكن إذا ضم بعضها إلى بعض أفاد قوة، بل قال العراقي في أماليه: لحديث أبي هريرة طرق، صحح بعضها ابن ناصر الحافظ، وأورده ابن الجوزي في الموضوعات من طريق سليمان ابن أبي عبد الله عنه، وقال: سليمان مجهول، وسليمان ذكره ابن حبان في الثقات، فالحديث حسن على رأيه، قال: وله طريق عن جابر على شرط مسلم، أخرجها ابن عبد البر في الاستذكار من رواية أبي الزبير عنه، وهي أصح طرقه، ورواه هو والدارقطني في الأفراد بسند جيد، عن عمر موقوفا عليه، والبيهقي في الشعب من جهة محمد بن المنتشر، قال: كان يقال، فذكره، قال: وقد جمعت طرقه في جزء، قلت: واستدرك عليه شيخنا رحمه الله كثيرا لم يذكره، وتعقب اعتماد ابن الجوزي في الموضوعات، قول العقيلي في هيصم بن شداخ راوي حديث ابن مسعود: إنه مجهول بقوله بل ذكره ابن حبان في الثقات والضعفاء. (شمس الدين، المقاصد الحسنة: ج۱ص:۶۷۴)

کے بیٹے حضرت سام تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نوح کے بیٹے سے پوچھا کہ انتقال کے وقت تو تم جوان تھے مگر اب تم میں یہ بڑھاپے کے آثار پائے جاتے ہیں؟ نوح علیہ السلام کے بیٹے نے جواب دیا کہ اس وقت دنیا میں جو برائیاں پھیلی ہیں، ان کے غم نے میری یہ حالت بنادی، مقرر موصوف کے ساتھی (جنھوں نے یہ واقعہ نقل کیا) نے فرمایا: کہ یہ واقعہ آپ کو کسی حدیث میں نہیں ملے گا، میں نے کہا: کہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات قرآن میں مذکور ہیں؛ مگر یہ واقعہ قرآن سے ثابت نہیں۔ اور حدیث سے آپ خود انکار کررہے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے واقعات کی تصدیق کا کوئی تیسرا درجہ معتبر نہیں ہوسکتا، تو ان صاحب نے جواب دیا: کہ واقعہ سیرت حلبیہ جلد دوم صفحہ ۶۰ یا صفحہ ۸۰ پر مذکور ایسی ثقہ حدیث ہے کہ ان کو نہ ماننے والا کافر ہوگا، مولوی عبدالرشید قاسمی جو حال ہی میں دیوبند سے (حدیث میں) فارغ ہوئے اور یہاں دینی مدرسہ میں معلم ہیں، میں نے سیرت حلبیہ کے بارے میں ان سے معلوم کیا، تو انھوں نے بتایا: کہ یہ ایک کتاب اسرائیلی روایات کا مجموعہ ہے، ایک اور صاحب نے تقریر میں بیان فرمایا: غازی کو اللہ تعالیٰ چار انعام سے نوازے گا، تین انعامات، تو آخرت میں ملیں گے، مگر ایک انعام اس کو دنیا میں ملتا ہے، وہ ہے رزق، اللہ تعالیٰ غازی کو رزق عطاء کرتا ہے۔ غازی سے کوئی حساب نہیں ہوگا اور وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔

فقط: والسلام

المستفتی: ریاض احمد خان، ساٹنا

الجواب وباللہ التوفیق: (۱،۲) حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده في النار أو قال من النار أو كما قال عليه الصلوة والسلام“۔[1]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے کلام کا منسوب کرنا، جو آپ سے صادر نہ ہوا ہو۔ بہت بڑا گناہ ہے، اکثر صحابہؓ حدیث کی روایت کرنے سے؛ اس لیے احتراز کرتے تھے کہ جو بات آپ نے نہ

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده في النار. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”باب التحذير من الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم“: ج۱، ص: ۱۰، رقم: ۳)؛
وعن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الأقضية: باب نقض الأحكام الباطلة“: ج۲، ص: ۷۷، رقم: ۱۷۱۸)

کہی ہو، ہمارے سہو یا غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو جائے۔ مقرر نے جو کچھ بھی حدیث کے نام سے بیان کیا صحیح نہیں؛ اس لیے صحیح روایت اور سند میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۶/۲۸ھ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط واقعہ کی نسبت:

(۷۸) **سوال**: کیا تعمیر کعبہ کے وقت جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۲۵/ ۳۵ سال کی تھی، چچا ابو طالب نے کہا: پتھر کو کندھے پر رکھ کر چلنے میں تکلیف ہو رہی ہے، تو تہہ بند کھول کر کندھے پر رکھ لو، تو کیا آپ نے ایسا کیا؟ کیا یہ واقعہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شکیل احمد، فتح گڑھ

الجواب وباللہ التوفیق: یہ واقعہ من گھڑت ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط واقعہ کا منسوب کرنا گناہ عظیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''**من تعمد علي كذبا فليتبوأ مقعده من النار**''(۱) مجھ پر جو شخص جھوٹ بولے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۰/۷/۱۸ھ)

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: إثم من كذب علي النبي صلى الله عليه وسلم'': ج ۱، ص: ۲۱، رقم: ۱۰۸.

کیا رزق، خوش حال عورت کے مقدر سے ملتا ہے؟

(۷۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں: عوام میں یہ مشہور ہے کہ روزی، خوش حالی، تونگری، مرد کو عورت کے مقدر سے ملتی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک صحابیؓ مفلس تھے، انھوں نے اپنی مفلسی کی شکایت کی، تو آپ نے ان سے ایک اور شادی کرنے کا حکم فرمایا: اسی طرح ان کی مفلسی میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ آپ نے ان سے چوتھی شادی کے لیے فرمایا: چوتھی شادی کے بعد وہ تونگر ہو گئے، تو کیا یہ واقعہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عقیل الرحمٰن صاحب، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں ملی؛ لیکن قرآن کریم اور احادیث سے اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے کہ شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ فقر وفاقہ دور فرماتے ہیں اور ماتحتوں پر خرچ کرنے سے برکات ہوتی ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۹/۱۳ھ)

داڑھی منڈوانا گویا اپنی ماں سے زنا کرنا ہے:

(۸۰) **سوال**: ایک صاحب نے وعظ میں کہا کہ جو شخص ڈاڑھی صاف کراتا ہے، گویا وہ اپنی ماں سے زنا کرتا ہے۔ اور جو ڈاڑھی کٹواتا ہے اور پھر اس پر ہاتھ پھیرتا ہے، وہ اپنی ماں کی شرمگاہ پر

---

(۱) ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ۚ إِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ (سورة النور: ۳۲)

ثلاثة حق على الله عونهم المجاهد في سبيل الله والمكاتب الذي يريد الأداء والناكح الذي يريد العفاف.

(أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجهاد، باب الجهاد والناكح": ج۱ص: ۲۹۵، رقم: ۱۶۵۵)

ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے۔ کیا واقعی یہ حدیث ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی شمیم اختر، سیتامڑھی

الجواب وبا اللّٰہ التوفیق: ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا یا بالکل منڈانا، موجب فسق وگناہِ کبیرہ ہے[1]؛ لیکن مذکورہ فی السوال باتیں حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہیں، وعظ ونصیحت کے وقت انتہائی احتیاط لازم ہے جو حدیث نہ ہو، اس کو حدیث کہہ کر بیان کرنا شرعاً درست نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: ''**من تعمد علی کذباً فلیتبؤ مقعده من النار**''[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۷/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حدیث میں سواد اعظم سے مراد!

(۸۱) **سوال**: حضرت مفتی صاحب!

پوچھنا ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے؟ کیا اس کا ثبوت حدیث کی کتابوں میں ہے؟ اور سواد اعظم سے کون سی جماعت مراد ہے؟ بالتفصیل جواب

---

(۱) أما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصوم: باب ما يفسد الصوم ومالا يفسده'': ج۲، ص:۴۱۸)

(۲) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: إثم من كذب علي النبي صلى الله عليه وسلم'': ج ۱، ص:۲۱، رقم:۱۰۸.

مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقبال خاں، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذ شذ في النار‘‘(۱) سواداعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا، سواداعظم سے مراد بڑی جماعت، حق پر چلنے والی جماعت ہے۔ اس کا مصداق اہل سنت والجماعت ہے۔ اور اہل سنت والجماعت سے مراد وہ حضرات ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے طریقے پر چلتے ہیں۔

’’أهل السنة والجماعة هم الفرقة الناجية والطائفة المنصورة أخبر النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عنهم بأنهم يسيرون على طريقته وأصحابه الكرام دون انحراف؛ فهم أهل الإسلام المتبعون للكتاب والسنة المجانبون لطرق أهل الضلال‘‘(۲)

’’عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه يقول: سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: يقول: إن أمتي لا تجمع على ضلالة فإذا رأيتم اختلافاً فعليكم بالسواد الأعظم‘‘. (۳)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ’’میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہوگی؛ لہٰذا جب تم اختلاف دیکھو سواداعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو‘‘۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ’’كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة‘‘: ج۱، ص: ۳۸۳، رقم: ۱۷۴.
(۲) الندوة العالمية للشباب الإسلامي، الموسوعة الميسرة: ج۱، ص: ۳۶.
(۳) أخرجه ابن ماجة، في سننه، ’’أبواب الفتن، باب السواد الأعظم‘‘: ج۲، ص: ۲۸۳، رقم: ۳۹۵۰.

حدیث میں سکینہ سے کیا مراد ہے؟

(۸۲)**سوال**: حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نماز تہجد میں سورہ کہف پڑھ رہا تھا، اس کا گھوڑا اس کے قریب میں بندھا ہوا تھا کہ دیکھا کہ آسمان سے روشنی نیچے کو اترنے لگی، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ سکینہ تھا، تو سکینہ کیا چیز ہے اور کثرت نوافل سے اس کا نزول اب بھی ممکن ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد اختر قاسمی، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق:"قال ابن حجر في فتح الباري: السكينة في أهل الغنم أي الوقار أو الرحمة أو الطمأنية مأخوذ من سكون القلب وتطلق السكينة، أيضاً: بإزا معان غير ما ذكر منها الملائكة"[1]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سکینہ سے مراد طمانیت ہے اور وہ چیز ہے جس سے سکون وصفائی قلب حاصل ہو اور ظلمت نفسانیہ دور ہو اور جو باعث حصول رحمت ہو اگر حضور قلب سے نمازیں ادا کی جائیں تو اس زمانہ میں بھی یہ چیز حاصل ہوسکتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث سے ہے یا نہیں؟

(۸۳)**سوال**: کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث سے ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد شعبان، دیوبند

(۱)ابن حجر العسقلاني، فتح الباري شرح صحيح البخاري، "مقدمه: فصل: س، ك: ج۱ص:۱۶۹.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا ثبوت حدیث میں ہے۔ ترمذی شریف میں ہے۔ ’’فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم برکة الطعام الوضوء قبله والوضوء بعده‘‘(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴/۱۰/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

علماء کی زیارت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے:

(۸۴)**سوال:** زیارت علماء، زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، زیارت رب ہے الخ۔ اس حدیث کی تفصیل اور مراد مطلوب ہے اور اس کا ماخذ بھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد، بڑھانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئولہ میں جس حدیث سے متعلق سوال کیا گیا ہے، درحقیقت یہ علماء کو ان کے مقام سے بڑھانا ہے، عالم کی زیارت، دیدار انبیاء کرام کی طرح ہے؛ یہ حدیث موضوع ہے، ’’کما نقله ابن الحجر المکي عن السیوطي‘‘(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۷/۷/۱۴۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقال الترمذي: لا نعرف هذا الحدیث إلا من حدیث قیس بن الربیع، وقیس بن الربیع یضعف في الحدیث، قال الباني: ضعیف. (أخرجه الترمذي: في سننه، ’’أبواب الأطعمة: باب ما جاء في الوضوء قبل الطعام وبعده‘‘: ج۲،ص:۶، رقم:۱۸۴۶)

(۱) عن أنس رضي اللّٰه عنه بلفظ: إن مدینة تحت العرش من مسبك إذا فر علی بابها ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حدیث ''السلطان ظل اللّٰہ'' کا مفہوم:

(۸۵)**سوال:** حدیث ''السلطان ظل الله في الأرض من أهان السلطان في الأرض أهان الله'' اسلام میں اس قول کی حقیقت کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ناصر اقبال، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ بادشاہ کو عمدہ اوصاف سے متصف ہونا چاہئے، نرمی کے وقت نرمی، سختی کے وقت سختی کی ضرورت ہے اور عدل وانصاف وغیرہ میں اس کو نمونہ ہونا چاہئے اور بادشاہ کا رعایا کو احترام کرنا چاہئے اور اس کی عزت وتوقیر کو لازم سمجھنا چاہئے، باقی تفصیلات کتب حدیث میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۵/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......ملك ينادي كل يوم ألا من زار العلماء فقد زار الأنبياء.

أخرجه إسماعيل بن محمد، في كشف الخفاء، ''باب حرف الهمزة مع النون'': ج ۱،ص: ۲۸۷؛ وقال السيوطي: ملك ينادي كل يوم ألا من زار عالما فقد زار الرب فله الجنة. (الحاوي للفتاویٰ، ''باب العجابة الزرنية'': ج۳،ص:۵٦)

(۱) وأما الحديث النبوي (السلطان ظل الله في الأرض يأوي إليه كل ضعيف وملهوف) وهذا صحيح، فإن الظل مفتقر إلى آو وهو رفيق له مطابق له نوعاً من المطابقة والآوي إلى الظل المكتنف بالمظل صاحب الظل فالسلطان عبد الله مخلوق مفتقر إليه لا يستغني عنه طرفة عين، وفيه من القدرة والسلطان والحفظ والنصرة وغير ذلك من معاني السؤدد والصمدية التي بها قوام الخلق، ما يشبه أن يكون ظل الله في الأرض وهو أقوي الأسباب التي بها يصلح أمور خلقه وعباده، فإذا صلح ذو السلطان صلحت أمور الناس، وإذا فسد فسدت يحسب فساده؛ ولا تفسد من كل وجه، بل لا بد من مصالح، إذ هو ظل الله، لكن الظل تارة يكون كاملاً مانعاً من جميع الأذي وتارة لا يمنع إلا بعض الأذي، وأما إذا عدم الظل فسد الأمر، كعدم سر الربية التي بها قيام الأمة الإنسانية. والله أعلم. (ابن تيميه، مجموعة الفتاویٰ، ''كتاب قتال أصل البغي إلى نهاية الإقرار'': ج۱۸،ص:۳۹)

باب العلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں پسند ہیں:

(۸۶) **سوال:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔(۱) خوشبو (۲) عورت (۳) نماز۔اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالصمد صاحب، کلکتہ

الجواب وباللّٰه التوفيق: خوشبو دل و دماغ کو معطر کرتی ہے اور عقل میں اضافہ کرتی ہے اور عقل دین کو قائم رکھتی ہے؛ اس لئے خوشبو محبوب ہے اور عورتیں مردوں کے لئے عفت و پاکدامنی اور امت میں اضافہ کا ذریعہ ہیں؛ اس لیے عورتیں محبوب ہیں اور نماز اسلامی رکن اور دین کی بنیاد ہے اور نماز کے وقت دربار خداوندی میں حاضری ہوتی ہے؛ اس لئے نماز محبوب ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا گھر میں کھیتی کے سامان کا ہونا ذلت کا باعث ہے؟

(۸۷) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: بخاری شریف کی حدیث ہے کہ جس گھر میں کھیتی کا سامان ہل وغیرہ ہو، اس گھر میں ذلت داخل ہو

(۱) وعن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجبه من الدنيا ثلاثة: الطعام والنساء والطيب، فأصاب اثنين ولم يصب واحداً أصاب النساء والطيب ولم يصب الطعام رواه أحمد. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب الرقاق: باب فضل الفقراء“: ج۲،ص:۴۴۹، رقم:۵۲۶۰)

وعن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجبه من الدنيا ثلثة) أي ثلاثة أشياء كما في رواية (الطعام) أي حفظا لبدنه وتقوية على دينه (والنساء) أي‌صونا النفسه النفيسه عن الخواطر الخسيسة (والطيب) أي لتقوية الدماغ الذي هو محل العقل عند بعض الحكماء الخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الرقاق: باب فضل الفقراء وماكان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم“: ج۵،ص:۲۳)

جاتی ہے، کیا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کا کیا مطلب ہے، کیا کھیتی کے سامان کا گھر میں رکھنا ذلت کا باعث ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: پرویز قاسمی، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جی یہ حدیث بخاری شریف کی ہے اور صحیح روایت ہے؛ البتہ حضرات محدثین نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سب سے اہم مسئلہ جہاد کا تھا، کھیتی میں مشغولی یہ جہاد سے اعراض کا باعث بنتا ہے، اور جہاد سے اعراض یہ ذلت کا باعث ہے؛ اس لیے کھیتی کے آلات کے گھر میں ہونے کو ذلت کا باعث قرار دیا گیا ہے، ورنہ کھیتی ایسی چیز ہے جس پر دنیا کی بنیاد ہے، کھیتی کی چیزیں ہی لوگ کھاتے ہیں؛ اس لیے مطلقاً اس کو ذلت کا باعث نہیں کہا جاسکتا ہے۔ ہاں بعض اعتبار سے کھیتی میں مشغول لوگ خیر کے کاموں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ جیسے وعظ ونصیحت کی مجلس یا صلحاء کی صحبت سے محروم ہوتے ہیں، اس اعتبار سے بھی یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ فیض الباری میں علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”واعلم أن الحرث والمزارعة ملاك العالم، لا يتم نظامه إلا به، ومع ذلك ترد الأحاديث في كراهته، فيتحير منه الناظر. وما ذكرناه في الحجامة لا ينفع ههنا، فإن الحجام الواحد يكفي لجماعات، بخلاف الحرث. وأجيب أن الأهم في عهده صلى اللّٰه عليه وسلّم كان الجهاد، والاشتغال بالحرث يوجب الاشتغال عنه، فذمَّه[1] لهذا. ثم إن مخالب السلطنة تنشب بالمزارع، أكثر مما تنشب بالتاجر. وكذا المزارع يحرم من الخير كثيرًا، فلا يجد فرصة لاستماع الوعظ، وصحبة الصلحاء. والحاصل: أن الشيء إذا دار بين خير وشر، لا يحكم عليه بالخيرية مطلقا، أو الكراهةِ كذلك. ولتجاذب الأطراف، فترد الأحاديثُ فيه بالنحوين لذلك، فأفهم[2] ولما ذكر فضل الزرع والغرس في الباب السابق أراد

---

(۱) علامه أنور شاه، الكشميري: فيض الباري، ”باب ما يحذر من عواقب“: ج۳، ص: ۵۴۳.

(۲) بدر الدين العيني، عمدة القاري، ”باب ما يحذر من عوقب“: ج۱۸، ص: ۴۳۲.

الجمع بينه وبين حديث هذا الباب، لأن بينهما منافاة بحسب الظاهر. وأشار إلى كيفية الجمع بشيئين أحدهما: هو قوله: ما يحذر من عواقب الاشتغال بآلة الزرع، وذلك إذا اشتغل به فضيع بسببه ما أمر به. والآخر: هو قوله: أو مجاوزة الحد، وذلك فيما إذا لم يضيع، ولكنه جاوز الحد فيه. وقال الداوردي: هذا لمن يقرب من العدو فإنه إذا اشتغل بالحرث لا يشتغل بالفروسية ويتأسد عليه العدو، وأما غيرهم فالحرث محمود لهم. وقال عزوجل: ﴿وأعدوا لهم ما استطعتم﴾ (الأنفال:٦) ولا يقوم إلا بالزراعة. ومن هو بالثغور المتقاربة للعدو لا يشتغل بالحرث، فعلى المسلمين أن يمدوهم بما يحتاجون إليه. [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۸/۲:۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

''اللّٰه اللّٰه في أصحابي'' کی تحقیق:

(۸۸)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱)عن أبي أمامة الباهلي قال: ورأى سكة وشيئاً من آلة الحرث فقال سمعت النبي رسول اللّٰه عليه وسلم يقول: لا يدخل هذا بيت قوم إلا أدخله الذل. (بدر الدين العيني، عمدة القاري، ''باب ما يحذر من عوقب'': ج۱۲،ص:۱۵۶)

ما ذكر من آلة الحرث بيت قومٍ إلا أدخله أي: اللّٰه كما في نسخة صحيحة (الذل) بضم أوله أي: المذلة بأداء الخراج والعشر، والمقصود الترغيب والحث على الجهاد. قال التوربشتي: و إنما جعل آلة الحرث مذلة للذل لأن أصحابها يختارون ذلك إما بالجبن في النفس، أو قصور في الهمة، ثم إن أكثرهم ملزومون بالحقوق السلطانية في أرض الخراج ولو آثروا الخراج لدرت عليهم الأرزاق واتسعت عليهم المذاهب، وجبى لهم الأموال مكان ما يجبى عنهم. قيل: قريب من هذا المعنى حديث. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ''باب المساقاة والمزارعة'': ج۵،ص:۱۹۸۹،رقم:۲۹۷۸)

''اللّٰه اللّٰه في أصحابي'' کیا یہ حدیث ضعیف اور موضوع ہے، اس کی تحقیق مطلوب ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ظفر، بھیونڈی

الجواب وباللّٰه التوفيق: یہ حدیث موضوع نہیں ہے؛ ہاں ایک روای کے نام میں اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام ترمذی، امام احمد اور ابن حبان وغیرہ نے اپنی کتابوں میں اس کو نقل کیا ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو نقل کرکے ''هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه'' کا حکم لگایا ہے؛ اس لیے یہ حدیث موضوع نہیں ہے۔ جمعہ کے خطبہ وغیرہ میں اس کا پڑھنا درست ہے۔

''عن عبد اللّٰه بن مغفل، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اللّٰه اللّٰه في أصحابي، لا تتخذوهم غرضا من بعدي، فمن أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذاني، ومن آذاني فقد آذى اللّٰه، ومن آذى اللّٰه فيوشك أن يأخذه هذا حديث غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه.[1] إسناده ضعيف. عبد اللّٰه بن عبد الرحمن، ويقال: عبد الرحمن بن زياد، ويقال عبد الرحمن بن عبد اللّٰه، وقال الذهبي: لا يعرف. وجاء في ''التهذيب'' في ترجمة عبد الرحمن بن زياد: قيل إنه أخو عبيد اللّٰه بن زياد بن أبيه، وقيل: عبد اللّٰه بن عبد الرحمن.[2]

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۲/۹ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب المناقب، باب في من سب أصحاب النبي صلى اللّٰه عليه وسلم'': ج۲، ص: ۲۲۵، رقم: ۳۸۶۲.

(۲) أخرجه محمد بن حبان بن أحمد، في صحيح ابن حبان، ''باب ذكر الزجر عن اتخاذ المرء أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم غرضاً بالتنقص'': ج۸، ص: ۲۴۴، رقم: ۷۲۵۶.

إسناده ضعيف لجهالة عبد الرحمن بن زياد أو عبد الرحمن بن عبد اللّٰه، أخرجه أحمد، في مسنده: ج۳۴، ص: ۱۶۹، رقم: ۲۰۵۴۸.

باب العلم

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے:

(۸۹) **سوال**: علماء سے سنا ہے کہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوجاتا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری رمضان صاحب، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: متعدد احادیث سے اس کا ثبوت ہے، کہ اس مبارک مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کس صحابی کی شکل میں تشریف لاتے تھے؟

(۹۰) **سوال**: وہ کون سے صحابی ہیں کہ جن کی صورت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لایا کرتے تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: پرویز عالم، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) فمن تطوع فيه بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

صالح علماء کی تابعداری کیا کرو، کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۹۱) **سوال**: گلستانِ حدیث میں ایک حدیث علماء کے متعلق ایک بزرگ نے نقل کی ہے، یہ درست ہے یا نہیں؟

حدیث: فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو علماء عمل صالح اور اسلامی رہبری و پیروی کرتے ہیں، ان کی تابعداری کیا کرو، بیشک وہ دنیا اور آخرت کے چراغ ہیں، (کتاب فردوس) تو کیا کتاب فردوس مستند کتاب ہے؟

(۲) علماء کی تابعداری کے متعلق کوئی حدیث تحریر فرمادیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: معرفت مولانا محمد اسلم صاحب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کتاب فردوس سے جن الفاظ سے آپ نے حدیث نقل کی ہے، وہ کتب صحاح ستہ میں نہیں ہے؛ البتہ دیگر احادیث موجود ہیں، جن سے علماء کی عزت اور ان کے احترام کرنے کا حکم ملتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے ''**إن علماءهم ورثة الأنبياء، ورّثوا العلم من أخذه أخذ بحظ وافر**''[1] قرآن کریم میں ہے: ﴿**إنما يخشى الله من عباده العلماء، وما يعقلها الالعالمون، وقال هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون، من يرد الله به خيراً يفقه في الدين، وأما العلم بالتعليم**﴾ دین ومذہب اور احکامِ شریعت سے واقف کردینے والے علماء حق ہی ہیں، اگر ان کا اتباع نہ کیا جائے، تو ضلالت وگمراہی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (مسند الحارث، ''باب في فضل شهر رمضان'': رقم:۳۲۱؛ صحيح ابن خزيمة، ''باب فضائل شهر رمضان'': رقم:۱۸۸۷)

(۲) دحية بن خليفة بن فروه الخ وكان جبرئيل عليه السلام ينزل على صورته. (ابن حجر العسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة: ج۲،ص:۳۲۱)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب العلم: باب العلم قبل القوم والعمل'': ج۱،ص:۱۶، رقم:۶۷.

پھیل جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۹/۲۱ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

شب قدر کے معنی کیا ہیں؟

(۹۲) **سوال**: شب قدر کے معنی کیا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جمیل الدین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قدر کے معنی عظمت وشرف کے ہیں اس رات کی عظمت و شرافت وکرامت کی وجہ سے اس کو لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر ورّاقؒ فرماتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے جس آدمی کی کوئی قدر وعظمت اللہ کے یہاں نہیں ہوتی وہ شخص اس رات میں توبہ واستغفار کر کے، عبادت کر کے صاحب قدر ومنزلت ہو جاتا ہے۔ اور قدر کے دوسرے معنی تقدیر وحکم

(۱)عن قيس بن كثير عن أبي الدرداء رضي اللّٰه عنه، أن النبي صلى اللّٰه عليه وآله وسلم، قال: من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سهل اللّٰه له طريقاً إلى الجنة، وأن الملائكة لتضع أجنحتها رضي لطالب العلم، وأن العالم ليستغفر له من في السموٰت ومن في الأرض، حتى الحيتان في الماء. وفضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، وأن العلماء ورثة الأنبياء، وأن الأنبياء، عليهم السلام، لم يورثوا ديناراً ولا درهما، وإنما ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر. (العيني، عمدة القاري شرح صحيح البخارى، ”باب العلم قبل القول والعمل لقوله تعالىٰ ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهٗ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ (سورة المحمد:۱۹) فبدأ بالعلم“: ج۲،ص:۳۹،رقم:۶۷)

وإنما ورثوا العلم): لإظهار الإسلام ونشر الأحكام أو بأحوال الظاهر والباطن على تباين أجناسه. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب العلم: الفصل الأول“: ج۲،ص:۱۲۶،رقم:۲۱۲)

قال ابن حجر: والفقه هو الفهم قال اللّٰه تعالىٰ: لا يكادون يفقهون حديثا، أي: لا يفهمون والمراد الفهم في الأحكام الشرعية قوله: وإنما العلم بالتعلم هو حديث مرفوعٌ، أيضاً: أورده بن أبي عاصم والطبراني من حديث معاويةً أيضاً: بلفظ يا أيها الناس: تعلموا إنما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن يرد اللّٰه به خيراً يفقه في الدين إسناده حسنٌ. (ابن حجر، فتح الباري شرح صحيح البخاري، ”كتاب العلم: قوله باب العلم قبل القول والعمل“: ج۱،ص:۱۶۱،رقم:۶۷)

کے بھی آتے ہیں چونکہ سال بھر کے حالات ومعاملات اس رات میں لکھے جاتے ہیں اس لئے اس کو قدر کہتے ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پندرہویں شعبان کی فضیلت:

(۹۳) **سوال**: پندرہ شعبان کے روزے کی فضیلت کے لئے مشکوٰۃ شریف سے استدلال کی کیا نوعیت اور حیثیت ہے، جو روزہ نہ رکھے کیا وہ ملعون ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواحد قریشی، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) مشکوٰۃ شریف احادیث مقدسہ کا انتہائی اہم ذخیرہ ہے، جس کو علماء نے غیر معمولی اہمیت دی ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور آثار تابعین رحمہم اللہ اجمعین کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ رہا معاملہ استدلال کا تو کسی بھی کتاب سے استدلال کے لیے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ استدلال کس مسئلہ سے متعلق ہے، کبھی

(۱) وقال مجاهد: سلام الملائكة والروح عليك تلك الليلة خير من سلام الخلق عليك ألف شهر. قوله: ﴿تنزل الملائكة والروح﴾ أي: جبريل عليه والسلام ﴿فيها﴾ أي: ليلة القدر، قوله: ﴿من كل أمر﴾ أي: تنزل من أجل كل أمر قضاه الله وقدره في تلك السنة إلى قابل، تم الكلام عند قوله: ﴿من كل أمر﴾ ثم ابتدأ فقال: ﴿سلام﴾ أي: ما ليلة القدر إلا سلامة وخير كلها ليس فيها شر وقال الضحاك، لا يقدر الله في تلك الليلة إلا السلامة كلها، فأما الليالي الأخر فيقضي فيهن البلاء والسلامة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح: ج۱۱ص:۱۲۹)

فضل ليلة القدر ثبت في رواية أبي ذر قبل الباب بسلمة، ومعنى ليلة القدر: ليلة تقدير الأمور وقضائها والحكم الفضل، يقضي الله فيها قضاء السنة، وهو مصدر قولهم: قدر الله الشيء قدرا وقدراً، لغتان، كالنهر والنهر، وقدره تقديرا بمعنى واحد. وقيل: سميت بذلك الخطرها وشرفها. وعن الزهري: هي ليلة العظمة والشرف، من قول الناس: فلان عند الأمير قدر، أي: جاه ومنزلة. ويقال: قدرت فلاناً، أي: عظمته، قال الله تعالىٰ: ﴿وما قدروا الله حق قدره﴾. أي: ما عظموه حق عظمته. (العيني، عمدة القاري: ج۱۱ص:۲۸)

اس کا تعلق عقائد سے ہوگا، تو کبھی واجبات وفرائض سے اور کبھی سنن ونوافل سے یا معاشرت واخلاقیات سے اس کا تعلق ہوگا۔ ہرایک پر استدلال کے لیے مستدل منہ کے لئے شرائط علیحدہ ہیں، مشکوٰۃ شریف کی خصوصیت ہے کہ اس میں راوی کی وضاحت اور جس کتاب سے روایت لی گئی اس کا عموماً حوالہ بھی ہوتا ہے؛ لہٰذا عمومی استدلال، فتن، ادعیہ، اعتصام بالکتاب، اسماء حسنیٰ، فضائل ونوافل اور ترغیب وترہیب وغیرہ کے لیے اس سے استدلال بالکل درست ہے اور معاملہ عقائد وواجبات وغیرہ کا ہو، تو اس پر استدلال کے لیے حوالہ موجود ہے کہ حدیث کے مراتب کو معلوم کر کے ضروری ہو، تو مرجع کی طرف رجوع کرلیا جائے؛ بالکلیہ یہ کہہ دینا کہ اس سے استدلال درست نہیں ہے یہ غلط ہے۔

(۲) پندرہ شعبان کے روزے کی فضیلت ثابت ہے کتب حدیث میں اس کا ذکر ہے اور کتب فقہ میں بھی وضاحت ہے، روزہ رکھنا افضل ہے اور ثواب ہے؛ اگر کوئی روزہ نہ رکھے، تو بھی کوئی برائی نہیں ہے، افضلیت کا انکار بھی درست نہیں ہے اور پھر مذکورہ فی السوال شدت تو بالکل ہی غلط ہے، ایسی شدت اختیار نہ کرنی چاہئے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۱۲/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو قبریں برابر کرنے کا جو حکم دیا، اس کی حقیقت کیا ہے؟

(۹۴) **سوال**: ابی الہیاج سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا: کہ مجھ

---

(۱) عن علي ابن أبي طالب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، "كتاب إمامة الصلاة والسنة فيها: باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان": ج۱ص:۲۵۳، رقم:۱۳۸۸)

إذا روينا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الحلال والحرام والسنن والأحكام تشددنا في الأسانيد وإذا روينا عن النبي في فضائل الأعمال وما لا يضع حكما ولايرفعه تساهلنا في الأسانيد. (الخطيب البغوي، الكفاية في علم الرواية، "باب التشديد في أحاديث الأحكام": ج۱ص:۱۳۴)

کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر بنا کر بھیجا تھا، کہ کسی بلند قبر کو برابر کئے بغیر نہ چھوڑوں۔ اب سوال یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشرکوں کی طرف بھیجا تھا، کہ مسلمانوں کی بستی میں بھیجا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس خطیب، شاہجہاں پور

الجواب وبالله التوفيق: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں ہی کی طرف بھیجا تھا؛ اس لیے کہ مسلمانوں میں بعض لوگ قبروں کو بہت اونچا کر دیتے تھے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قبروں کو ٹھیک کر دو یعنی ایک بالشت اونچا کرنا، جو عموماً قبر کی نکلی ہوئی مٹی سے ہی ہو جاتا ہے، اتنا تو شرعاً جائز بھی ہے اور مطلوب بھی ہے۔ احادیث سے اس کا مطلوب ہونا ثابت ہے؛ لیکن قبر کو اس سے زیادہ اونچا کرنا شرعاً درست نہیں؛ لہٰذا حدیث کے لفظ ''سويته'' سے مراد قبر کو شرعی حدود کے موافق اور ٹھیک کر دینا ہے؛ نیز قبر پر قبے وغیرہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ احادیث وکتب فقہ میں اس کی ممانعت صراحت کے ساتھ ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحيح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن میں کیڑے ہو گئے تھے؟

(۹۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) عن أبي الهياج الأسدي قال: قال لي علي ألا أبعثك على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا تدع تمثالاً إلا طمسته، ولا قبرا مشرفاً إلا سويته رواه مسلم. قوله أن لا تدع أي لا تترك (تمثالاً) أي صورة (إلا طمسته) أي محوته وأبطلته والاستثناء من أعم الأحوال (ولا قبرا مشرفا) هو الذي بني عليه حتى ارتفع دون الذي أعلم عليه بالرمل والحصباء، أو محسوسة بالحجارة ليعرف ولا يوطأ (إلا سويته) في الأزهار قال العلماء: يستحب أن يرفع القبر قدر شبر، ويكره فوق ذلك، ويستحب الهدم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، باب دفن الميت'': ج۴، ص: ۶۸، رقم: ۱۶۹۶)

حضرت ایوب علیہ السلام جب بطور آزمائش بیماری کے اندر مبتلا کئے گئے، تو ان کے بدن کے اندر کیڑے ہوگئے اور اگر کوئی کیڑا نیچے گر جاتا، تو اس کو اٹھا کر وہیں رکھ دیتے، کیا یہ روایت صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے، تو براہ کرام حوالہ تحریر فرمادیں، عین نوازش ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: توقیر عالم ابن مستقیم عالم ضلع ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ایوب علیہ السلام کے جسد مبارک میں کیڑے پڑنے کی روایات معتبر نہیں ہیں، جن روایات وآثار سے کیڑے پڑنے اور جسد اطہر میں پھوڑے، پھنسی وغیرہ کا ثبوت ہوتا ہے، ان کو محققین نے رد کیا ہے؛ کیوں کہ انبیاء علیہم السلام کو بشری بیماری لاحق ہونا، تو ثابت ہے؛ لیکن ایسی بیماری کا لاحق ہونا، جس سے انسانی طبیعت نفرت کرتی ہو نصوص شرعیہ کے خلاف ہے؛ بلکہ صحیح روایات اور آیت قرآنی سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوا تھا، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے معارف القرآن میں لکھا ہے، قرآن میں اتنا تو بتلایا گیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک شدید قسم کا مرض لاحق ہوگیا تھا؛ لیکن اس مرض کی نوعیت نہیں بتائی گئی۔ احادیث میں بھی اس کی کوئی تفصیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے؛ البتہ بعض آثار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے جسم کے ہر حصہ پر پھوڑے نکل گئے تھے، یہاں تک کہ لوگوں نے گھن کی وجہ سے آپ کو کوڑی پر ڈال دیا تھا، لیکن بعض محقق مفسرین نے ان آثار کو درست تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر بیماریاں تو آسکتی ہیں؛ لیکن انہیں ایسی بیماریوں میں مبتلا نہیں کیا جاتا، جن سے لوگ گھن کرنے لگیں، (۱) ''أهل التحقيق أنه لا يجوز أن يكون بصفة يستقذره الناس عليها لأن في ذلك تنفيرا فأما الفقر والمرض وذهاب الأهل فيجوز أن يمتحنه اللّٰه تعالى بذلك''.

''وفي هداية المريد للفاني أنه يجوز على الأنبياء عليهم السلام كل عرض

(۱) مفتي محمد شفيع العثمانيؒ، معارف القرآن: ج۷، ص: ۵۲۲.

بشرى ليس محرما ولا مكروها ولا مباحا مزريا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس ولا مما يؤدي إلى النفرة ثم قال بعد ورقتين، واحترزنا بقولنا ولا مزمنا ولا مما تعافه الأنفس عما كان كذلك كالإقعاد والبرص والجذام والعمي والجنون، وأما الإغماء، فقال النووي: لا شك في جوازه عليهم لأنه مرض بخلاف الجنون فإنه نقص، وقيد أبو حامد الإغماء بغير الطويل وجزم به البلقيني، قال السبكي: وليس كإغماء غيرهم لأنه إنما يستر حواسهم الظاهرة دون قلوبهم لأنها معصومة من النوم الأخف، قال: ويمتنع عليهم الجنون وإن قل لأنه نقص ويلحق به العمي ولم يعم نبي قط، وما ذكر عن شعيب من كونه كان ضريرا لم يثبت، وأما يعقوب فحصلت له غشاوة وزالت اهـ".

"وفرق بعضهم في عروض ذلك بين أن يكون بعد التبليغ وحصول الغرض من النبوة فيجوز وبين أن يكون قبل فلا يجوز، ولعلك تختار القول بحفظهم بما تعافه النفوس ويؤدي إلى الاستقذار والنفرة مطلقا وحينئذ فلا بد من القول بأن ما ابتلي به أيوب عليه السلام لم يصل إلى حد الاستقذار والنفرة كما يشعر به ما روي عن قتادة ونقله القصاص في كتبهم، وذكر بعضهم أن دائه كان الجدري ولا أعتقد صحة ذلك[1]. والله تعالى أعلم".

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۳/۴/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ایک حدیث کا مصداق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں:

(۹۶) **سوال**: ایک عالم نے وعظ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں فرمایا کہ اگر ایمان اور علم ثریا پر بھی ہوگا، تو فارس کا ایک آدمی اس کو وہاں سے بھی حاصل

(۱) علامہ آلوسي، روح المعاني، "سورة ص:۳۸": ج۱۲، ص:۱۹۷.

کرلے گا۔ مجھے اس حدیث میں تردد ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے یا کسی اور شخص کے بارے میں صحیح کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نورالٰہی، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال حدیث مسلم شریف، بخاری شریف میں ہے [1] علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وسلم پر صادق آتی ہے اور اس کا صحیح مصداق وہی ہیں اور علامہ سیوطیؒ کے ایک شاگرد ہیں، جوفرماتے ہیں کہ ہمارے استاد علامہ سیوطی نے جوفرمایا وہی صحیح ہے؛ اس لیے فارس کے لوگوں میں سوائے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی بھی اتنے اونچے علم کو نہیں پہونچا۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد نبوی میں چالیس نماز کا ثواب:

(۹۷) **سوال**: مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنے کا کیا ثواب ہے۔ کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد خالد، گجرات

---

(۱) لوکان الإيمان عند الثريا لناله رجال أو رجل من هؤلاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب التفسير، سورة الجمعة: باب قوله: أخرين منهم لما يلحقوا بهم": ج ۲،ص: ۷۲۷؛و أخرجه المسلم، في صحيحه، "كتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم: باب فضل فارس": ج۲،ص:۳۱۲،رقم:۲۵۴۶)

(۲) في حاشية الشبراملسي على المواهب عن العلامة الشامي تلميذ الحافظ السيوطي قال: ما جزم به شيخنا الرملي أن أبا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لأنه يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه أحد. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "مقدمه": ج۱،ص:۱۴۷)

الجواب وباللہ التوفیق: مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دیگر مسجدوں کے مقابلے میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔[1] اور چالیس نمازیں مسلسل جو شخص مسجد نبوی میں ادا کرے اس کے لئے جہنم، عذاب اور نفاق سے برائت کا اعلان ہے۔[2] ''اللھم وفقنا''

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱:۵/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی غفرلہٗ، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جو اس دنیا سے رائی کے برابر ایمان بچا کر لے جائے گا اس کو دس گنا بڑی جنت عطا فرمائیں گے کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۹۸) **سوال:** میں ایک ضروری مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں!

میں نے کئی مرتبہ تبلیغی حضرات کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اس دنیا سے رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان بچا کر لے جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اس دنیا سے دس گنا بڑی جنت عطا فرمائیں گے''۔

ایک مرتبہ میں بھی جماعت میں تھا تو ہمارے ایک ساتھی نے بھی یہ حدیث بیان کردی، جس پر ایک صاحب کہنے لگے کہ یہ حدیث نہیں ہے، یہ تو تبلیغ والے ایک دوسرے کی سنا، سنی بیان کرنے لگے۔ اب برائے کرم مسئلہ حل فرمائیں، کہ کیا واقعی یہ حدیث نہیں ہے؟ یا حدیث تو ہے پر ''دس گنا'' کی قید نہیں یا یہ کسی صحابیؓ وغیرہ کا قول ہے یا واقعی حدیث ہے، اگر حدیث ہے، تو برائے کرم کتاب کا

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه: يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم قال: صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام. (أخرجه المسلم، "كتاب الصلاة: باب فضل الصلاة بمسجدي": ج۱، ص:۴۴۶، رقم:۱۳۹۴)

(۲) عن أنس رضي الله عنه، قال: من صلى في مسجدي أربعين صلاة لا تفوته صلاة كتب له برائة من النار وبرائة من العذاب وبرئ من النفاق. قال المنذري في الترغيب وترهيب: رواية الصحيح: أخرجه أحمد في مسنده والطبراني في الأوسط وفي مجمع الزوائد رجاله ثقات. (محمد أمين الشنقيطي، أضواء البيان في إيضاح القرآن، سورة الجن:۱۸، ج۸، ص:۳۳۶؛)

حوالہ دیں، اور ساتھ ہی راوی کا نام بھی بتا دیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عمر، مکی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مندرجہ ذیل حدیث میں ادنی درجہ کے جنتی کو دس گنا بڑی جنت ملنے کی صراحت موجود ہے۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ''إني لأعلم آخر أهل النار خروجاً منها، وآخر أهل الجنة دخولاً الجنة، رجل يخرج من النار حبواً، فيقال له: إذهب فأدخل الجنة فيأتيها فيخيل إليه أنها ملأى، فيرجع فيقول:يا رب، وجدتها ملأى، فيقول اللّٰه عز وجل: إذهب فأدخل الجنة، فإن لك مثل الدنيا، وعشرة أمثالها أو إن لك مثل عشرة أمثال الدنيا، فيقول: أتسخر بي أو أتضحك بي وأنت الملك؟ قال: فلقد رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ضحك حتى بدت نواجذه، فكان يقال: ذلك أدنى أهل الجنة منزلة''[1].

ترجمہ: *حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں، جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں جائے گا۔ یہ ایک ایسا شخص ہوگا، جو اوندھے منہ دوزخ سے نکلے گا، پھر اللہ اس سے فرمائے گا کہ جا کر جنت میں داخل ہو جا؛ پس وہ جنت کے پاس آئے گا، تو اس کا یہ خیال ہوگا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے؛ چنانچہ وہ واپس لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب میں نے تو اسے بھری ہوئی پایا، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جا کر جنت میں داخل ہو جا، پھر وہ اس کی طرف آئے گا، تو اسے یہی خیال گزرے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے؛ پس وہ جا کر پھر عرض کرے گا، کہ اے میرے رب میں نے تو اسے بھری ہوئی پایا، اس پر اللہ تعالیٰ (تیسری بار) فرمائے گا، کہ جا کر جنت میں داخل ہو جا، تیرے لیے تو وہاں دنیا کے برابر جگہ ہے اور اس سے دس گنا زیادہ ہے۔ (اسے یقین نہ آئے گا اور وہ*

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الرقاق: باب صفة الجنة والنار'': ج ۲،ص: ۹۶۹، رقم: ۶۵۷۱؛
وأخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب آخر أهل النار خروجا'':ج۱،ص:۱۷۳، رقم:۱۸۶-۳۰۸.

سمجھے گا کہ شاید اس سے مذاق کیا جا رہا ہے)؛ چنانچہ وہ عرض کرے گا کہ اے خدا تو بادشاہ ہو کر مجھ سے مذاق کر رہا ہے (اس حدیث کے راوی بتاتے ہیں کہ) پھر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، (راوی یہ بھی بتاتے ہیں کہ) کہا جاتا تھا کہ یہ شخص اہل جنت میں سب سے کم رتبے والا ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱/ ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

’’(اللهم إني) أعوذ بالله من الخبث والخبائث‘‘:

(۹۹) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام:

ہمارے مکتب میں ایک مولوی صاحب نے بچہ کو بیت الخلاء جانے کی دعا یاد کروائی ہے ’’اللهم إني أعوذ بالله من الخبث والخبائث‘‘ پوچھنا یہ ہے کہ کیا یہ حدیث ہے؟ یا علماء اور صلحاء کا مقولہ ہے؟ نیز اس کا معنی کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد زاہد، سیتاپور

الجواب وبالله التوفيق: حدیث کی کتابوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رفع حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو دعا پڑھتے جیسا کہ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے:

’’عن أنس بن مالك -رضي الله عنه- قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الخلاء قال: عن حماد قال: ’’اللهم إني أعوذ بك‘‘ وقال: عن عبد الوارث قال: ’’أعوذ بالله من الخبث والخبائث‘‘‘‘(۱)

---

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، ’’كتاب الطهارة: باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء‘‘: ج۱، ص:۲، رقم:۴.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہوتو کہے: ’’أعوذ باللّٰہ من الخبث والخبائث‘‘ اے اللہ میں گندگی اور شیاطین سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مذکورہ دعاء اور ’’اللھم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث‘‘ کو بھی حدیث کی کتابوں میں حضرات محدثین نے ذکر کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بول وبراز سے پہلے اس کو پڑھا کرتے تھے۔

’’إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، کان إذا دخل الکنیف، قال: اللھم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث، وعن عبد العزیز بھذا الإسناد وقال: أعوذ باللّٰہ من الخبث والخبائث‘‘[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی
قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۵/ ۱۴۴۲ھ)

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ’’كتاب الحيض: باب ما يقول إذا أراد الخلاء‘‘: ج۱، ص: ۱۶۳، رقم: ۳۷۵.

فصل رابع

علم بالفقہ

’’أنظر إلی ما قال ولا تنظر إلی من قال‘‘ کا مطلب:

(۱۰۰) **سوال:** یہ مقولہ بہت مشہور ہے ’’أنظر إلی ما قال ولا تنظر إلی من قال‘‘ برائے کرم بتائیں کہ یہ مقولہ کس کا ہے؟ اور اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: نوشاد عالم، دملوی

الجواب وباللہ التوفیق: ’’أنظر إلی ما قال ولا تنظر إلی من قال‘‘۔ یہ مقولہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور بہت سی کتابوں میں ہے۔ [۱]

عموماً قائل کی بات دوسروں کے لئے مفید ہوتی ہے جب کہ بعض اوقات بات کہنے والا اچھا آدمی نہیں ہوتا؛ اس لئے قائل کے قول کی طرف دھیان دینا چاہئے، اگر کوئی مفید بات ہو، تو خواہ کوئی بھی کہے اختیار کر لینی چاہئے؛ اس لئے ضروری ہے کہ اختیار کرنے والا یہ جان سکتا ہو کہ کون سی بات مفید ہے اور کون سی بات غیر مفید ہے؛ لہٰذا جن امور میں کوئی فرق کر سکتا ہو ان امور میں سب کی بات سنے اور مفید کو اختیار کرے اور جن امور میں فرق ہی نہ کر سکتا ہو ان امور میں انہیں لوگوں کی بات پر عمل کرے جن کو قابل اعتماد اور ان امور میں ماہر سمجھتا ہو۔ اسی طرح امور شرعیہ میں قابل اعتماد ماہر علماء ہی کی بات پر عمل کیا جائے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۷/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ’’كتاب العلم: الفصل الأول‘‘: ج۱، ص: ۳۰۰، رقم: ۲۱۶.
(۲) إن الواجب على من أراد أن يعمل لنفسه أو يفتي غيره أن يتبع القول الذي رجحه علماء مذهبه. (محمد أمين بن عمر بن عبدالعزيز، رسم المفتي: ص: ۵)

باندی سے وطی کرنا اوراس سے پیدا لڑکی کا حکم:

(۱۰۱) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر کسی نے باندی سے وطی کی اوراس سے ایک بچی پیدا ہوئی تو اس سے وطی کرنا جائز ہے یا نہیں ہے اور وہ کس کے حکم میں ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: توقیر عالم، ضلع ہریدوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آقا اگر باندی سے وطی کرے اوراس سے بچہ پیدا ہو اور آقا اس بچہ کے نسب کا دعوی کرے، تو وہ باندی ام ولد ہوجاتی ہے اوراس بچہ کا نسب آقا سے ثابت ہوجاتا ہے، بچہ آزاد شمار ہوتا ہے۔ اورآقا کے لیے اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس سے اس کا نسب ثابت ہے، البتہ جس باندی سے آقا کو بچہ پیدا ہوا اور وہ ام لد بن گئی ہے، آقا کے لیے اس ام ولد سے وطی کرنا جائز ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۵: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا ولدت الأمة من مولاها فقد صارت أم ولد له لا يجوز بيعها ولا تمليكها "لقوله عليه الصلاة والسلام" أعتقها ولدها أخبر عن إعتاقها فيثبت بعض مواجبه وحرمة البيع ولأن الجزئية قد حصلت بين الواطئ والموطوئة بواسطة الولد فإن المائين قد اختلطا بحيث لا يمكن التميز بينهما على ما عرف في حرمة المصاهرة– وله وطؤها واستخدامها وإجارتها وتزويجها "لأن الملك فيها قائم فأشبهت المدبرة. (المرغيناني، هدايه،"كتاب العتق: باب الاستيلاد": ج۲،ص: ۴۷۳،۴۷۴)

عن جابر قال إن رجلا أتى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال إن لي جارية هى خادمتنا وأنا أطوف عليها وأكره أن تحمل فقال: أعزل عنها إن شئت فإنه سيأتيها ما قدر لها فلبث الرجل ثم أتاه فقال: إن الجارية قد حبلت فقال: قد أخبرتك إنه سيأتيها ما قدر لها. رواه مسلم. (مشكوة المصابيح،"كتاب النكاح: باب المباشرة، الفصل الأول": ج۲،ص: ۲۷۵،رقم: ۳۱۸۵)

نواقض وضو کی دو عبارتوں میں تعارض:

(۱۰۲)**سوال**:(۱)''**خرج دم من القرحة بالعصر و لو لا ه ما خرج نقض في المختار كذا في الوجيز للكردري و هو الأشبه كذا في القنية و هو الأوجه كذا في شرح المنية للحلبي**''.

(۲)''**إن قشرت نفطه وسال منها ماء أو صديد أو غيره إن سال عن رأس الجرح نقض، و إن لم يسل لا ينقض هذا إذا قشرها فخرج بنفسه أما إذا عصرها فخرج بعصره لا ينقض لأنه مخرج ليس بخارج كذا في الهداية**''. (ہندیہ: ج۱،ص: ۶۲، زکریا، دیوبند)

حضرات گرامی سے عرض ہے کہ یہ عبارات فتاوی عالمگیری کی ہیں اور ان دونوں میں بظاہر تعارض ہے عصر کے معاملہ میں، تو اس تعارض کو کیسے رفع کیا جائے جب کہ بظاہر دونوں عبارتیں مفتی بہ ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، پرتاب گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پہلے اصل مسئلہ سمجھیں کہ غیر سبیلین سے اگر کوئی چیز نکلے اور نکل کر اپنی جگہ سے بہ جائے، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اتنی معمولی مقدار میں ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے''**ليس في القطرة والقطرتين من الدم وضوء إلا أن يكون سائلا**'' اس مسئلہ کی روشنی میں اگر غور فرمائیں، تو پہلی عبارت درست ہے، اگر زخم سے نجاست نکلے اور وہ اتنی مقدار میں ہے کہ نچوڑنے کی صورت میں اس میں سیلان پایا جائے گا، تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اگر چہ اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اس کو نہ نچوڑا جاتا، تو وہ نہ بہتا، جہاں تک ہدایہ کی عبارت کا تعلق ہے''**أما إذا عصرها فخرج بعصره لا ينقض لأنه مخرج و ليس بخارج**'' یہ درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ اس صورت میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا، کیوں کہ وضو کے ٹوٹنے کا مدار خارج پر ہے اور مخرج سے بھی خارج کا وجود ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ لکھنوی نے

صاحب ہدایہ کی اس عبارت پر نقد کیا ہے وہ لکھتے ہیں۔ ''وذكر في الكافي الأصح أن المخرج ناقض انتهى كيف لا؟ وجميع الأدلة من الكتاب والسنة والإجماع والقياس تدل على تعليق النقض بالخارج النجس وهو الثابت في المخرج''[۱]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۳/۱۱/۱۴۴۰ھ)

کیا مفتی کے لیے انشورنس، ایجوکیشن، انٹرنیٹ وغیرہ سے واقفیت ضروری ہے؟

(۱۰۳)**سوال**: کیا ایک ماہر عالم کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ موجودہ حالات کا علم وفہم رکھے تا کہ بوقت ضرورت ان مسائل کے متعلق فتوی دے سکے، جیسے: انشورنس، الکحل، بزنس، لون، ایجوکیشن، سائنس، ہیلتھ، فوٹو گرافی، ویڈیو گرافی، انٹرنٹ، کمپیوٹر وغیرہ؟ جیسے کہ الکحل ہے کہ وہ آپریشن اور میڈیکل پریکٹس کے دوران ہاسپٹلوں میں استعمال ہوتا ہے، فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی کا استعمال کورٹ میں اظہار حقیقت کے لیے ہوتا ہے، جبکہ اسلام بھی حقیقت کا انکشاف چاہتا ہے۔ الغرض یہ تمام چیزیں اسلام جو چاہتا ہے اس میں معاون ومددگار رہوتی ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یقیناً موجودہ حالات کا علم رکھنا ایک مفتی کے لیے انتہائی ضروری ہے، ان حالات کو جانے بغیر صحیح رائے نہیں دی جاسکتی، علاوہ ازیں بہت ساری چیزیں عام

---

(۱) المرغيناني، هداية، ''كتاب الطهارة: فصل في نواقض الوضوء'': ج۱، ص:۲۹، حاشية: ۱.
وفي غير السبيلين بتجاوز النجاسة إلى محل الخ. والمراد أن تتجاوز ولو بالعصر وما شأنه أن يتجاوز لو لا المائع كما لو مصت علقه فأمتلأت بحيث لو شقت لسال منها الدم كذا في الحبلى. (أحمد بن محمد، حاشية الطحطاوي، ''كتاب الطهارة'': فصل، ص:۸۷)

حالات میں ناجائز ہوتی ہیں، مگر خاص حالات میں ان کی اجازت مع شرائط دی جاتی ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۲۳/۱۲/۱۴۳۶ھ)

کیا اجماع کا منکر کافر ہے؟

(۱۰۴) **سوال:** کیا اجماع کا انکار کرنے والا کافر ہوجاتا ہے، کیونکہ قادیانی کے اوپر کفر کا فتوی اجماع امت سے ہے؛ لیکن موجودہ وقت کے اہل حدیث ایک مجلس کی تین طلاق کو تین نہیں مانتے، ایک مانتے ہیں، تو کیا اس لحاظ سے وہ کافر نہیں ہوجاتے، کیونکہ ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ماننا بھی چار اماموں اور مجتہدوں کے اجماع سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: اجماع حجت شرعیہ فرعیہ ہے، اسے ماننا یقیناً ضروری ہے لیکن منکر خارج از ایمان نہیں ہے (۲) اور اہل حدیث کو بھی خارج از ایمان کہنا غلط ہے، لیکن قادیانی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منکر ہیں؛ اس لیے کافر ہیں۔ (۳)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی
محمد عمران گنگوہی نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند (۳/۵/۱۴۴۰ھ)

---

(۱) من جهل بأهل زمانه فهو جاهل. (مجموعه رسائل ابن عابدين: ج۲،ص:۱۳۱)

(۲) إجماع الأمة موجب للعلم قطعاً كرامة على الدين لانقطاع توهم إجتماعهم على الضلالة الخ. (المدخل إلى الفتاوى على الهندية: ج۱،ص:۳۵)

(۳) ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (سورة الأحزاب:۴۰)

فتویٰ اور مسئلہ کے مابین فرق:

(۱۰۵) **سوال**: فتوی اور مسئلہ میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شعیب، محی الدین پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسئلہ عام ہے سائل کے سوال کے جواب کو بھی مسئلہ کہا جاتا ہے، اسی طرح عوام الناس کے سامنے حکم شرعی کی وضاحت کو بھی مسئلہ کہا جاتا ہے، جبکہ فتوی حکم شرعی کے طلب پر شریعت کا جو موقف واضح کیا جائے اس کا نام فتوی ہے، گویا فتوی خاص ہے اور مسئلہ عام ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۵/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا امت کا اختلاف رحمت ہے؟

(۱۰۶) **سوال**: ''اختلاف أمتي رحمة'' میری امت کا اختلاف رحمت ہے، پوچھنا ہے کہ: اختلاف رحمت کیسے ہے؟ اس کا مطلب کیا ہے؟ براہ کرم بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد قمر عالم، راعین، محلّہ: مہتوار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''اختلاف أمتي رحمة'' کا مطلب ائمہ مجتہدین کے مابین فروع میں اختلاف ہے اور ان حضرات کا اختلاف اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا اثر ہے کیونکہ

(۱) فالحکم الشرعي هو خطاب الله تعالىٰ المتعلق بأفعال المکلفین طلبا أو اقتضاء أو تخییرا أما الفتویٰ فهي انزال الحکم الشرعي علی واقع المستفتي. (محمد أبوزهره، أصول الفقه:ص:۲۹)

ان کا اختلاف لوگوں کے لئے دین کی راہ میں وسعت پیدا کرتا ہے اور یہ واضح کر دیتا ہے کہ دین میں حرج اور تنگی نہیں ہے؛ بلکہ دینِ اسلام نہایت ہی آسان ہے، بخاری شریف میں ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إن الدین یسر''[۱] دین اسلام نہایت ہی آسان ہے۔

ائمہ کرام کے درمیان فروعات میں اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر ہے، ''فإن اختلاف أئمة الهدیٰ توسعة للناس کما في التتارخانیة''[۲] ائمہ اور علماء کا اختلاف لوگوں کے لیے دین کی راہ میں وسعت پیدا کرتا ہے۔

''وعلم بأن الاختلاف من آثار الرحمة فمهما کان الاختلاف أکثر کانت الرحمة أو فر''[۳]

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احکام کے استنباط میں اختلاف رائے نہ رکھتے تو امت کے لیے رخصت کا پہلو نہ نکلتا، ''ونقل السیوطي عن عمر بن عبد العزیز أنه کان یقول: ما سرني لو أن أصحاب محمد -صلی اللّٰه علیه وسلم- لم یختلفوا لأنهم لو لم یختلفوا لم تکن رخصة''[۴]

خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ: آپ کی تالیفات لکھا دیتے ہیں اور ان کو اسلام کے تمام اطراف وجوانب میں تقسیم کرا دیتے ہیں تا کہ امت کو انہیں کے موافق عمل کرنے پر ابھاریں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: امیر المؤمنین اختلافِ علماء اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے اس امت پر رحمت ہے، ہر عالم اس کی اتباع کرتا ہے جو اس کے نزدیک صحیح ہے اور تمام علماء ہدایت پر ہیں اور تمام علماء اللہ تبارک وتعالیٰ کے دین اور اس کی مرضی ہی کا ارادہ رکھتے ہیں۔

''وأخرج الخطیب إن هارون الرشید قال: لمالك بن أنس یا أبا عبد اللّٰه

(۱) أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الإیمان: باب الدین یسر'': ج۱، ص:۱۶، رقم:۳۹.

(۲) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''مقدمه'': ج۱، ص:۶۸.

(۳) ''أیضاً''.

(۴) ''أیضاً''.

نکتب هذه الکتب یعني مؤلفات الإمام مالك ونفرقها في أفاق الإسلام لتحمل علیها الأمة، قال: یا أمیر المؤمنین! إن اختلاف العلماء رحمة من اللّٰه تعالیٰ علی هذه الأمة کل یتبع ما صح عنده وکلهم علی هدی وکل یرید اللّٰه تعالیٰ‘‘[1]

لہٰذا: ائمہ کے اجتہادات واستنباط کے ما بین مختلف فیہ مسائل ہیں جو اختلاف رائے ہے وہ اختلاف حق و باطل نہیں ہے؛ بلکہ ایک رائے کو صواب محتمل خطاء اور دوسری رائے کو خطاء محتمل صواب کہیں گے اور اس اختلاف کو اختلافِ رخصت کہتے ہیں، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں حضرت عمر بن عبد العزیز اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ کا قول تفصیل سے ذکر ہوا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

کیا آج اجماع ہوسکتا ہے؟

(۱۰۷) **سوال**: میں اجماع کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ کیا آج اجماع ہوسکتا ہے؟ اگر کسی ملک کے علماء کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں اور اسی ملک کے دوسرے علماء اس کی مخالفت کریں تو کیا اجماع کا انعقاد درست ہوگا، کیا یہ متفق علیہ مسئلہ سب کے لئے واجب الاطاعت ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: معصوم، سلہٹ، بنگلہ دیش

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی زمانہ میں پیش آنے والے مسئلے کے حکم شرعی پر اس زمانہ کے تمام مجتہدین کا متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے، تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی اجماع ہوسکتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ امت کسی غلط بات پر متفق نہیں ہوسکتی ہے گویا امت اپنی اجتماعی حیثیت میں معصوم ہے۔

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''مقدمہ'': ج۱، ص: ۶۸.

”**الإجماع في اللغة العزم وفي الاصطلاح اتفاق المجتهدين من أمة محمد صلى الله عليه وسلم في عصر على أمر دينى وأيضاً: العزم التام على أمر من جماعة أهل الحل والعقد**“(۱)

اجماع کے سلسلے میں ضروری ہے کہ اس عہد کے تمام مجتہدین کسی مسئلے پر متفق ہوں یا اکثر متفق ہوں پھر چند لوگوں کا اختلاف مضر نہیں ہوگا؛ لیکن اگر دونوں طرف مجتہدین کی جماعت ہو تو اس کو اجماع سے تعبیر نہیں کیا جائے گا، مثلاً: موجودہ دور میں جو سیمینار ہوتے ہیں ان میں اگر کسی مسئلے پر تمام حضرات کی ایک رائے ہوتی ہے اور دو تین لوگ اس سے اختلاف کرتے ہیں تو اس کو اجماعی مسئلہ ہی کہا جاتا ہے؛ لیکن اگر دونوں طرف اہل علم کی رائے ہو تو پھر اس کو متفقہ فیصلہ نہیں کہا جاتا؛ بلکہ یہ لکھا جاتا ہے کہ اس مسئلہ میں اہل علم کی دو رائے ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۱/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تقلید کرنا ضروری ہے؟

(۱۰۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے کالج کے ایک دوست ہیں ان کا کہنا ہے کہ کسی امام کی تقلید کرنا ضروری نہیں ہے، قرآن وحدیث کو خود ہی سمجھ کر اس پر عمل کیا کرو، کیا میرے دوست کا یہ کہنا صحیح ہے؟ از روئے شریعت بتائیں کہ قرآن وحدیث کو میں خود ہی سمجھنے کی کوشش کروں اور کسی امام وغیرہ کی رائے (تقلید) کو قبول نہ

---

(۱) قواعد الفقه:ص:۱٦؛المدخل إلى الفتاوى على الهندية:ج۱ص:۳۴،فقه إسلامي تدوين وتعارف:ص:۴۸)
وفي أصول السرخسي إجماع الأمة موجب للعلم قطعاً كرامة لهم على الدين لإنقطاع توهم إجتماعهم على الضلال، وهذا مذهب الفقهاء وأكثر المتكلمين وهذا الإجماع حجة موجبة شرعاً. (المدخل إلى الفتاوىٰ على الهندية:ج۱ص:۳۵)

کروں؟ ازراہ کرم جلد جواب مرحمت فرما کر ذہنی خلجان کو دور فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اکرم بیگوسرائے

الجواب وبالله التوفيق: قرآن وسنت میں بعض احکام تو ایسے ہیں جنہیں معمولی پڑھا لکھا شخص سمجھ سکتا ہے اس کے برعکس قرآن وسنت کے بہت سے احکام وہ ہیں جن میں کوئی ابہام یا اجمال یا قرآن کریم کی ایک آیت کا دوسری آیت اور حدیث سے بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے ان جیسے مسائل میں اجتہاد کیا جاتا ہے اور اجتہاد اتنی اہم اور نازک ذمہ داری ہے کہ ہر کس وناکس کو یہ ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی ہے اس کے لئے اخلاص وللّٰہیت، تقویٰ، خداترسی شرط ہے اس کے ساتھ ساتھ عمیق علم، ذکاوت وفراست وسیع نظر اور زمانہ سے بھرپور آگہی کی بھی ضرورت ہے اسی مفہوم کو علامہ جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مجمع الجوامع میں لکھا ہے: وہ عامی جو کتاب وسنت کو نہیں جانتا اور نہ اس میں نصوص کے تتبع تلاش، سمجھنے اور ان سے حکم شرعی مستنبط کرنے کی صلاحیت ہے تو وہ کسی ایسے مجتہد کے اجتہاد پر عمل کرے جس کے استنباط مع دلائل مدون ہیں ان پر عمل کرنے والا شریعت پر عمل کرنے والا قرار دیا جائے گا۔

’’ويجب على العامي وغيره فمن لم يبلغ مرتبة الاجتهاد والتزام مذهب معين من مذاهب المجتهدين‘‘[1]

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عقد الجید میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

’’ويجب على من لم يجمع هذه الشرائط تقليده فيما يعن له من الحوادث‘‘[2]

یعنی اس شخص پر جو ان شرائط کا جامع نہ ہو اس پر کسی مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے ان مسائل میں جو ان کو پیش آئیں۔

(۱) نور الهدايه ترجمه شرح الوقاية:ص:۱۰.

(۲) الشاه ولى الله محدث الدهلوي، عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد، ’’المقدمة‘‘: ج۱ص:۵.

’’وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله تعالىٰ العلماء وتبعهم عليه من حيث يشعرون أولا يشعرون‘‘(۱)

مجتہدین کے مذاہب میں کسی مذہب کی پابندی ایک راز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علماء کے دلوں میں الہام کیا اور اس پر ان کو متفق کیا ہے وہ اس کی مصلحت اور راز کو جانیں یا نہ جانیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اصولیین کے نزدیک تقلید نام ہے کہ جس امام اور مجتہد کی ہم تقلید کر رہے ہیں ان سے دلیل کا مطالبہ کیے بغیر ان کی بات کو مان لینا اور ان پر پورا اعتماد کرنا ہے(۲) اس میں مجتہد کی حیثیت شارع کی نہیں؛ بلکہ محض شارح کی ہوتی ہے اور ہر شخص کے اندر چونکہ اتنی صلاحیت نہیں ہوتی کہ قرآن وحدیث سے مسائل کو خود اخذ کر سکے؛ اس لیے ائمہ مجتہدین پر آپ کو اعتماد کرنا چاہیے اور وہ جو سمجھے ہیں اور امت کو سمجھاتے ہیں اس کو منشاء الٰہی اور مراد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر واجب الاتباع سمجھنا چاہیے۔(۳)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی	**کتبه:** محمد حسنین ارشد قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۵/۴:۱۴۴۲ھ)

اصول کرخی کے قاعدہ نمبر: (۲۹) کی تشریح:

(۱۰۹) **سوال**: مفتیان کرام، فقہ حنفی کی ایک اصولی عبارت کی توضیح مطلوب ہے:

اصول کرخی، میں قاعدہ نمبر: ۲۹/ میں لکھا ہے، ’’**الأصل: أن كل آية تخالف قول أصحابنا فإنهما تحمل على النسخ أو على الترجيح والأولىٰ أن تحمل على التأويل من جهة التوفيق**‘‘ ترجمہ: ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اس کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ وہ منسوخ ہے یا کسی اور دلیل کو اس پر ترجیح حاصل ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس میں

(۱) الشاه ولی الله محدث دهلوي، الاتصاف في بيان أسباب الاختلاف، "باب حكاية حال الناس": ج۱ص:۴۳.
(۲) مفتي محمد تقي عثماني، درس ترمذي: ج۱ص:۱۳.
(۳) الشاه ولي الله محدث الدهلوي، عقد الجيد، ورسائل إمام ولي الله الدهلوي: ج۲ص:۱۳.

ایسی تاویل کی جائے، کہ اس آیت میں اور ہمارے اصحاب کے قول میں موافقت پیدا ہو جائے۔ اس عبارت کی توضیح کریں، اور عنداللہ ماجور ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: ہمارے اصحاب کا اگر کوئی قول کسی آیت کے خلاف ہے، تو ظاہر ہے اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا ہے کہ ان ماہرین کی نظر یہاں تک نہیں پہونچی ہوگی، بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ ان کو اس آیت کے منسوخ ہونے کا علم حاصل ہو گیا تھا؛ اس لئے انھوں نے آیت پر عمل نہیں کیا اور ان کا قول آیت کے بظاہر خلاف ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے وہ آیت کے خلاف نہیں ہے۔ یا بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ دو آیتوں میں تعارض ہو گیا اور ان کی تاریخ نزول کا ہمیں علم نہیں تو اب ان میں سے کس پر عمل کیا جائے، اس میں ہمارے اصحاب کا قول یقیناً الگ ہوگا اور بظاہر آیت کے خلاف معلوم ہوگا،[1] حالانکہ جب ان آیتوں پر عمل کرنا تاریخ نزول کا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے ممکن نہیں رہا تو کسی اور قول کا قائل ہونا امر لابدی ہے تاکہ اس سلسلہ میں دیگر نصوص کو ترجیح حاصل ہو جب اس طرح سے دوسری نصوص کو ترجیح دی جائے گی، تو اس کے نتیجے میں احناف کے قول اور آیت میں تعارض ختم ہوگا اور موافقت کی راہ خود بخود نکل آئے گی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۵: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أي بظاهر نفس تلك الآية وإلا فلا يمكن مخالفة آية، أو خبر لمسائل أئمتنا الحنفية فإنهم قد استنبطوا مسائلهم من كتاب الله عز وجل وسنة نبينا صلى الله عليه وسلم، وإجماع مجتهدي أمة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم، والقياس الصحيح المأخوذ من الكتاب والسنة والإجماع، وما خالف مسائلهم فهو مؤول فتنبه لذلك ولا تكن من المغترين. (قواعد الفقه حاشيه/۱: ج۱ص:۱۸)

باب العلم

ہدایہ کی جن احادیث کے بارے میں زیلعی وغیرہ نے ''غریب'' اور ''لم أجده'' کہا ہے ان کے بارے میں اکابر دیوبند کی کیا رائے ہے؟

(۱۱۰) **سوال**: ہدایہ کی جن احادیث کے متعلق امام زیلعیؒ یا حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے ''غریب''، ''لم أجده''، ''لا أصل له'' وغیرہ کے الفاظ کہے ہیں (اور اس کے معانی احادیث بھی دیگر حفاظ جیسے حافظ قطلو بغاؒ وغیرہ کو بھی نہیں ملے) ان احادیث کے بارے میں اکابر دیوبند کی آراء معلوم ہوسکتی ہیں؟ اور ان احادیث کے بارے میں ہمیں کیا موقف رکھنا چاہیے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد جاوید، مرزاپور

الجواب وباللہ التوفیق: فقہاء کرام بہت سی احادیث کو بالمعنی روایت کرتے ہیں اور ان کے پیش نظر تنقیح واستخراج مسائل ہیں، ان کا یہ وظیفہ یعنی بیان مسئلہ اول درجہ میں اور بیان احادیث دوسرے درجہ میں ہے، جب کہ محدثین کا مطمع نظر اول درجہ میں بیان حدیث من وعن اور بیان مسئلہ ثانوی درجہ میں ہوتا ہے؟ اسی تناظر میں بعض احادیث کو محدثین ''لم أجده'' وغیرہ فرماتے ہیں حالانکہ وہ معنوی اعتبار سے ثابت ہوتی ہیں، دیگر توجیہات بھی شراح ہدایہ نے لکھی ہیں رجوع کرلیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۰/۱/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أئمتنا الحنفية رضي الله عنهم لما رأوا أحاديث النبي صلى الله عليه وسلم مختلفة وآثار الصحابة رضوان الله عنهم متعارضة تتبعوا مأخذ الشريعة من الكتاب والسنة، فوجدوا الشريعة على صنفين: صنف هي القواعد الكلية المطردة والمنعكسة كقوله تعالىٰ: ﴿لا تزر وازرة وزر أخرى﴾ وقوله صلى الله عليه وسلم: الخراج بالضمان: وصنف وردت في حوادث جزئية وأسباب مختصة كأنها بمنزلة الاستثناء من الكليات. (عميم الإحسان، قواعد الفقه: ص:۵) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حنفی کا غیر حنفی مفتی کے فتوی کو ماننا:

(۱۱۱)**سوال**: ہمارے یہاں مختلف عقائد ومسالک کے لوگ ہیں اور ہر مسلک کا کسی فتوے کے بارے میں جداگانہ خیال ہے، کسی کا خیال ہے کہ حنفی مسلک والے کو شافعی یا غیر مقلد حضرات کے فتویٰ کو نہیں ماننا چاہئے؛ لہٰذا جواب طلب امر یہ ہیں کسی بھی مسلک کا فتویٰ دوسرے مسلک کو ماننا چاہئے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد طیب خان صاحب، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حنفی کے لئے ضروری یہ ہے کہ اپنے مسلک ہی کے مطابق فتویٰ دے، ایسے ہی شافعی اور مالکی حنبلی مفتیوں کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اپنے مسلک ہی کے مطابق فتویٰ دیں، ہر مسلک والے کو اپنے مسلک والے مفتی کے فتوے پر عمل کرنا چاہئے، دوسرے کے نہیں۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۱۰ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......فصل: تنبيه: وهذا المبحث ينجر إلى رواية الحديث ونقله بالمعنى، وفيه اختلاف فالأكثرون على أنه جائز بمن هو عالم بالعربية و ما هو في أساليب الكلام وعارف بخواص التراكيب ومفهومات الخطاب لئلا يخطى بزيادة ونقصان وقيل جائز في مفردات الألفاظ دون المركبات، وقيل: جائز لمن استحضر الفاظه حتى يتمكن من التصرف فيه، وقيل: جائز لمن يحفظ معاني الحديث ونسي الفاظها للضرورة في تحصيل الأحكام. (الشيخ عبد الحق الدهلوي، مقدمة على مشكوٰة المصابيح:ص:۴)

(۱) أن الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للإجماع وأن الحكم الملفق باطل بالإجماع. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "مقدمه":ج۱،ص:۷۴)

وكذا في الموسوعة الفقية الكويتيه:ج۱۳،ص:۲۹۴.

فتویٰ کے منکر کا حکم کیا ہے؟

(۱۱۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین کہ مفتیانِ دین جو شرعی مسائل پر فتوے صادر فرماتے ہیں اُن پر ''آمنا وصدقنا'' کہنا ہر مسلمان کا ایمان ہے، لیکن برعکس اِس کے اگر کوئی فردِ واحد یا کچھ اشخاص مفتیانِ دین کے فتاویٰ کو جھٹلاتے ہیں یا اُن کے مُنکر ہیں، تو ایسے مسلم اشخاص کی شرعی پوزیشن کیا ہے از راہِ مہربانی صحیح پوزیشن سے آگاہ کریں عنایت ہوگی؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ عبدالستار انصاری، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتوے میں مسئلہ شرعی کی وضاحت ہوتی ہے، اگر اس انکار کرنے والے کی منشاء اور غرض یہ ہے کہ فتویٰ کچھ بھی ہو یعنی شرعی مسئلہ کچھ ہو وہ اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اپنی رائے کو مقدم سمجھتے ہیں، تو فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ایسی صورت میں منکر پر کفر عائد ہو جاتا ہے۔[۱] اور اگر منشاء یہ ہو کہ سوال واقعہ کے خلاف لکھ کر فتوی حاصل کیا گیا ہے یا مسئلہ غلط لکھا گیا ہے تو خلاف بولنے والے پر ضروری ہوتا ہے کہ واقعہ کی صحت کو واضح کرے یا فتوے کی غلطی کو کتاب وسنت سے ثابت کرے، بغیر ثبوت کے اگر کوئی انکار کرتا ہے، تو اس کی بات قابل توجہ نہیں، بلکہ وہ خاطی اور گنہگار ہے۔

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۹/۱۱/۱۴۱۰ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إذا جاء أحد الخصمين إلى صاحبه بفتوى الأئمة فقال صاحبه ليس كما أفتوا أو قال لا نعمل بهذا كان عليه التعزير ثم إن كانت نية القائل الوجه الذي يمنع التكفير فهو مسلم. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲، ص: ۲۸۴)

إن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط. (أيضاً: ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر: ج۲، ص: ۲۹۳)

جاہل شخص کا مسائل بتانا:

(۱۱۳) **سوال**: ایک شخص جاہل ہے اور وہ لوگوں کو ہر وقت مسئلہ بتاتا ہے، وہ شخص قرآن شریف اور چھوٹی کتاب پڑھنا جانتا ہے اور بڑے لوگوں کا حوالہ دیتا ہے کہ میں نے فلاں بزرگ سے سنا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جسیم الدین، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ایسے جاہل کو جس کو صحیح مسائل یاد نہ ہوں، مسئلہ نہ بتلانا چاہئے، بلکہ علماء اور مفتیان سے رجوع کرنا چاہئے ورنہ تو وہ شخص گنہگار ہوگا، جس سے پرہیز لازم ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۱۰/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فتوی کو نہ ماننے کا حکم:

(۱۱۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں: گزارش خدمت یہ ہے کہ آپ کے ذریعہ دئے گئے فتوی بتاریخ: ۲/۹: ۱۴۴۲ھ (کاپی منسلک) کے متعلق

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الله لايقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن بقبض العلم يقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالماً اتخذ الناس رؤساً جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱،ص:۳۳،رقم:۲۰۶)

وحدثني أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن عبد الله بن عمرو بن سرح قال: أنا ابن وهب قال: قال لي مالك رحمه الله: إعلم أنه ليس يَسلَم رجل حدّث بكل ما سمع ولا يكون إماماً أبداً وهو يحدث بكل ما سمع. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''المقدمة، باب النهي عن الحديث بكل ما سمع'': ج۱،ص:۹،رقم:۵)

خدمت میں عرض ہے کہ میرے بڑے بھائی حافظ محمد سالم انور کو یہ فتوی دکھایا گیا اور اس کے مطابق بٹوارہ کے لیے کہا تو انہوں نے صاف انکار کردیا اور کہا میں یہ سب دیکھنا بھی نہیں چاہتا اور نہ اسے مانتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ تمہیں اولاد نہیں ہے؛ اس لیے تمہیں کوئی ترکہ نہیں ملے گا؛ لہٰذا جناب والا سے گزارش ہے کہ ان حالات میں ان کے اوپر کیا شرعی حکم لاگو ہوتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دینے کی زحمت گوارا کی جائے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ناظم انور سمری بختیار پور ضلع سہرسہ (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فتوی کے ذریعہ قرآن وحدیث کا حکم بتلایا جاتا ہے، فتوی دینے والا دراصل اللہ تعالیٰ کا حکم بتلاتا ہے، دارالافتاء فتوی دیتا ہے ماننے پر مجبور نہیں کرتا، اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا ایک مسلمان کا دینی فریضہ ہوتا ہے، اس سے انکار کرنا بے جا جرأت اور بے دینی کا عمل ہے، ہاں اگر فتوی میں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا قابل اشکال ہو، تو اس کو دوبارہ معلوم کیا جاسکتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۴۲:۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا عام آدمی بھی اجتہاد کرسکتا ہے؟

(۱۱۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام علمائے عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

---

(۱) رجل عرض علیه خصمه فتوی الأئمة فردها وقال: ''چہ بارنامہ فتوی آوردہ'' قیل یکفر لأنه رد حکم الشرع وکذا لو لم یقل شیئاً لکن ألقی الفتویٰ علی الأرض وقال: ''ایں چہ شرع است'' کفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، ومنها: ما یتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲، ص:۲۸۳)

الهازل أو المستهزئ إذا تکلم استخفافاً واستهزاء ومزاحاً یکون کفراً عند الکل، وإن کا اعتقاده خلاف ذلك. (أیضا: ''ومنها: ما یتعلق بتلقین الکفر'': ج۲، ص:۲۸۷)

ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ ہر شخص اجتہاد نہیں کر سکتا ہے میرا ماننا ہے کہ اجتہاد تو کوشش کرنے کو کہتے ہیں؛ اس لیے میں بھی کسی مسئلہ میں استنباط اور اجتہاد کر سکتا ہوں، وہ عالم دین میری اس بات کو برا مان رہے ہیں؛ اس لیے مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اجتہاد کے کوئی اور بھی معنی ہیں؟ نیز اجتہاد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ براہ کرم مدلل اور تشفی بخش جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ابرار الحق، جے، این، یو، دہلی

الجواب وباللّٰه التوفيق: بشرط صحتِ سوال صورت مسئولہ میں اجتہاد کہتے ہیں کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور اس سے مراد ہے کسی قضیہ (مسئلہ) کو قیاس کے طریقے سے کتاب وسنت کی طرف لوٹانا۔

''الاجتهاد بذل الوسع في طلب الأمر، والمراد به رد القضية من طريق القياس إلى الكتاب والسنة''[1] کسی فقیہ کا کسی حکم شرعی کو حاصل (استنباط) کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت خرچ کرنے کو بھی اجتہاد کہا جاتا ہے۔

اجتہاد کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ج فَأِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْأٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً﴾[2]

اس آیت کریمہ میں ادلۃ اربعہ (چاروں دلیلوں) کی طرف اشارہ ہے۔ ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ﴾ سے مراد قرآن کریم ہے ﴿أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ سے مراد سنت ہے ﴿أُولِي الْأَمْرِ﴾ سے مراد علماء اور فقہا ہیں۔ ان میں اگر اختلاف وتنازع نہ ہو؛ بلکہ اتفاق ہو جائے تو اسے اجماعِ فقہاء کہتے ہیں اور اگر ﴿أُولِي الْأَمْرِ﴾ میں علماء وفقہاء کا اختلاف ہو تو ہر ایک مجتہد اپنی رائے سے اجتہاد کرتا ہے اس نئے اور غیر واضح اختلافی مسئلے کا قرآن وسنت کی طرف لوٹانا اور استنباط کرنا اجتہادِ شرعی یا قیاسِ مجتہد کہلاتا ہے۔

(۱) محمد بن محمد الحسيني، تاج العروس من جواهر القاموس: ج۷، ص:۵۳۹.

(۲) سورة النساء:۵۹.

’’قال أبو بكر الجصاص: إن أولى الأمر هم الفقهاء لأنه أمر سائر الناس بطاعتهم ثم قال فإن تنازعتم في شيء فردوه إلى الله والرسول فأمر أولى الأمر برد المتنازع فيه إلى كتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم إذا كانت العامة ومن ليس من أهل العلم ليست هذه منزلتهم لأنهم لا يعرفون كيفية الرد إلى كتاب الله والسنة ووجوه دلائلهما على أحكام الحوادث فثبت أنه خطاب للعلماء‘‘(۱)

لہٰذا عوام الناس اور غیر عالم کا یہ مقام نہیں ہے کہ اختلافی مسائل کو کتاب وسنت کی طرف لوٹائے؛ اس لیے کہ لوٹانے کا کیا طریقہ ہے یہ اسے معلوم نہیں ہے اور نہ ہی انہیں نت نئے مسائل مستنبط کرنے کے دلائل کے طریقوں کا علم ہوتا ہے؛ اس لئے یہ مقام اور یہ خطاب علماء اور فقہاء ہی کا ہے۔

اجتہاد کا دروازہ ہر ایک کے لیے کھلا ہوا ہو اس کی شریعت اسلامیہ میں گنجائش نہیں ہے، البتہ عام تحقیق وتلاش کتاب وسنت میں تدبر وتفکر، ان کے لطائف اور حقائق کا استخراج ہر زمانے کے تکوینی حوادث سے تشریعی مسائل کو تطبیق دے کر مناسب فتاوی دینا ایسے ہی معاندین اسلام کے نئے نئے شکوک وشبہات اور اعتراضات کی تردید کے لیے نصوص شرعیہ سے استنباط کرنا اصول اسلام کے اثبات اور تحقیق کے لئے کتاب وسنت سے تائید پیدا کرنے کا کام ہر دور میں اہل علم کے لیے باقی ہے اور ہر دور میں اہل عمل کے لئے (مذکورہ) میدان باقی ہے اجتہاد کی یہی نوع کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أحمد بن علی أبوبكر الجصاص، أحكام القرآن، (سورة النساء:۵۹) "باب في طاعة أولى الأمر": ج۳، ص:۱۷۷۔
(۲) حكيم الإسلام قاري محمد طيب صاحب، تحقيق: محمد حسنين أرشد قاسمي، اجتهاد اور تقليد: ص:۷۹۔

فصل خامس

متفرقات علم

صرف قرآن وحدیث پر عمل کرنا:

(۱۱۶) **سوال**: اماموں کے مسائل میں اختلافات ہیں، اگر صرف قرآن وحدیث کو دیکھ کر عمل کریں، تو کوئی حرج تو نہیں؟ لوگوں کی رائے ہے کہ اس طرح اختلاف نہ ہوگا؟

فقط: والسلام
المستفتی: شفیع احمد اعظمی، بحرین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عمل تو قرآن وحدیث پر ہوتا ہے، البتہ جب تک بصیرت تامہ نہ ہو اس کے صحیح مفہوم تک رسائی ہر شخص کے بس کی بات نہیں (۱)۔ قرآن پاک کی تفسیر احادیث ہیں، پھر احادیث کے سبب ورود کی معلومات ضروری ہوتی ہیں، پھر نظائر کے تحت اجماع کا درجہ ہے، عام لوگوں کے بس کی بات نہیں کہ سب کو سمجھ سکیں؟ اب سوچنے والے عموماً علماء سے بدظن ہوتے ہیں، جو ان کے لئے خطرناک ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۶/۲۲ھ)

---

(۱) ليس في قوة أحد بعد الأئمة الأربعة أن يبتكر الأحكام ويستخرجها من الكتاب والسنة فيما نعلم أبداً. (النافع الكبير:ص:۱۵، اللباب في الجمع بين السنة والكتاب، أبو محمد علي بن زكريا، المنجبي:ص:۱۰)

(۲) يخاف عليه الكفر إذا شتم عالماً أو فقيها من غير سبب، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، منها: ما يتعلق بالعلم والعلماء'': ج۲،ص:۲۸۲)

۷۸۶/عدد کی ایجاد کب سے ہوئی:

(۱۱۷)**سوال**: ۷۸۶/کی ایجاد کب سے ہوئی، اس کا لکھنا کیسا ہے اور بدعت کسے کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: سعید الحق قاسمی، بنی گنج

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بدعت کہتے ہیں کہ کوئی ایسا کام کرنا جس کی شریعت میں کوئی اصل ثابت نہ ہواور اس کو اپنے لئے شریعت سمجھ کر لازم اور ضروری قرار دے لینا۔[۱]

ابجد کے قاعدہ سے حروف کے جو عدد ہوتے ہیں''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم'' کا عدد نکالا گیا تو ۷۸۶/نکلا، ۷۸۶/کا عدد تحریر کے شروع میں بطور لزوم یا یہ سمجھ کر نہیں لکھا جاتا کہ اس میں خیر وبرکت ہے، بلکہ مقصد بے ادبی سے تحفظ ہوتا ہے[۲] اور چونکہ یہ سمجھ کر مذکورہ اعداد لکھے جاتے ہیں کہ یہ''بسم اللّٰہ'' کی جانب مشیر اعداد ہیں، تو مدار ثواب ہے چونکہ نیت بھی ہے؛ اس لئے اس سے بھی محرومی نہیں ہوئی۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۵/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا غیر مسلم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہیں؟

(۱۱۸)**سوال**: کیا غیر مسلم امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت آتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسرائیل، مرزاپور

---

(۱) البدعة: كل ما خالف أصول الشريعة ولم يوافق السنة. (شرح أبي داؤد للعيني، ''باب في التثويب'': ج۳،ص:۷)
إحداث ما لم يكن له أصل في عهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. (العيني، عمدة القاري، ''باب إمامة المفتون والمبتدع'': ج۵،ص:۲۳۰، رقم:۶۹۴)...... بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر......

الجواب وباللہ التوفیق: غیر مسلم بھی امت محمدیہ کے تحت آتے ہیں، اس حیثیت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور تبلیغ کے مخاطب وہ بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کو امت دعوت کہتے ہیں اور جو مسلم ہیں ان کو امت اجابت کہتے ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا علم دین کسی خاص برادری کا حق ہے؟

(۱۱۹) **سوال:** زید دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہے، اپنے کو پٹھان کہتا ہے اس کا کہنا ہے کہ چھوٹی قوموں کو دین کی اونچی تعلیم نہیں دینی چاہئے، دوسرے مولوی صاحب دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں وہ کہتے ہیں کہ دارالعلوم کے داخلہ فارم میں کوئی ایسا خانہ نہیں اور برادری کی بنیاد پر کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا ہے۔ میں حلوائی برادری سے ہوں اور اس بات کا ثبوت ہوں، اسلام میں برہمنیت نام کی کوئی چیز نہیں ہے یہ دارالعلوم اور اکابر دارالعلوم پر بہتان ہے، مفتی کفایت اللہ صاحب نائی برادری سے تھے اور دارالعلوم کے فضلاء میں سے تھے، اب جو حق پر ہو آپ بیان فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد واصف، گونڈہ

الجواب وباللہ التوفیق: تعلیمی معاملہ ہو یا اس قسم کا دوسرا مسئلہ ہو اس میں برادری اور قومیت کے اعتبار سے امتیاز برتنا اور مذکورہ جملے استعمال کرنا زید کے لئے درست نہیں (۲) علم دین

......گذشتہ صفحہ کے بقیہ حواشی......(۲) ﴿لَّا يَمَسُّهٗٓ إِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (سورة الواقعة:۷۹)

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما الأعمال بالنيات؛ وأخرجه البخاري في صحيحه، باب كيف كان بدء الوحي، ج۱،ص:۳، رقم:۱

(۱) ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "باب فضل الوضوء والغر المحجلين"، ج۱،ص:۲۳۶.

(۲) الناس سواء لا فضل لعربي على عجمي إنما الفضل بالتقوىٰ وقال تعالىٰ: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ﴾ (شرح القسطلاني، إرشاد السامي، "باب الأكفاء في الدين"، ج۸،ص:۱۹)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے[1]، جس میں ہر مومن مسلمان کا حق برابر کا ہے کہ وہ آئے اور میراث محمدی سے حصہ پائے، کسی کو منع کرنے، روکنے کا حق نہیں ہے، ایسے حضرات جو منع کرنے والوں میں ہوں سخت گنہگار ہوں گے طلب علم عبادت ہے اور عبادت سے روکنا گناہ ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۲/۷/۱۴۰۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

علم کو دینی اور دنیاوی میں تقسیم کرنا:

(۱۲۰) **سوال**: مولانا صاحب: علم کو دو حصوں یعنی دینی علم اور دنیاوی علم میں تقسیم کرنا کہاں تک درست ہے؟ کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے، لہٰذا ہر علم اللہ کی قدرت پر دلالت کرتا ہے۔ یقیناً قرآن اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں اور یہ سب سے اونچے درجہ پر ہیں، سب سے اول درجہ اس کو حاصل ہے؛ لیکن کیا دوسرے علوم کو دوسرا یا تیسرا درجہ حاصل ہوسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: ریاست علی، بجنوری

الجواب وباللہ التوفیق: دنیاوی علم سے مراد وہ علم ہے، جس کا تعلق اس دنیا کے مسائل وضروریات سے ہے اور دینی علم سے مراد وہ علم ہے، جس کا تعلق آخرت کے مسائل وضروریات سے ہے۔ اپنی دنیاوی زندگی کے مسائل کو سمجھنے، انھیں حل کرنے اور دنیاوی ضروریات

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: إنما الناس کأسنان المشط وإنما یتفاضلون بالعافیة. (الکنی والأسماء للدولابي، باب من کنیة أبو خزیمة: ج۲،ص:۵۲۳)

(۱) إن العلماء ورثة الأنبیاء، إن الأنبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهماً إنما ورثوا العلم فمن أخذه أخذ بحظ وافر. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''مقدمه، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم'':ج۱،ص:۲۰،رقم:۲۲۳)

(۲) العالم والمتعلم شریکان في الأجر ولا خیر في سائر الناس. (''أیضاً'':رقم:۲۲۸)

پوری کرنے کے لیے دنیاوی علم بھی ضروری ہے، علم کو دو حصوں میں اس طرح تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم دونوں کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

جمہور علماء کسے کہتے ہیں؟

(۱۲۱) **سوال**: کسی بھی مسئلہ میں کہا جاتا ہے اس مسئلہ میں جمہور علماء کا اختلاف ہے یا اتفاق ہے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جمہور علماء کون ہیں اور ان کا زمانہ کون سا ہے؟ تفصیل سے بتادیں مہربانی ہوگی۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، بندی پور

الجواب وباللہ التوفیق: کسی بھی زمانے کے مستند علماء کی ایک بڑی تعداد کو جمہور علماء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰/۱/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن یحیٰ بن حسان سمعت الشافعي يقول: العلم علمان: علم الدين وهو الفقه، وعلم الدنيا وهو الطب وما سواه من الشعر وغيره فعناء وعبثٌ. (شمس الدين، سير أعلام النبلاء: ج۸، ص:۲۵۲)

وعن الحسن قال: (العلم علمان فعلم في القلب فذاك العلم النافع وعلم على اللسان فذاك حجة اللّٰه عز وجل على ابن آدم). رواه الدارمي. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱، ص:۳۳۴، رقم:۲۷۰)

(۲) اتفاق علماء العصر على حكم النازلة، تعريف الإجماع على كل من هذين الاتفاقين ووجه الجواز أنه يجوز أن يظهر مستند جلي يجمعون عليه. (القاضي أبو يعلى، العدة في أصول الفقه: ج۱، ص:۱۷۰)

سب سے پہلا اجماع کب ہوا؟

(۱۲۲) **سوال**: براہ کرم مجھے یہ تفصیل سے بتائیں کہ کس خلیفہ کے زمانے میں سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا؟

فقط: والسلام
المستفتی: اقبال احمد امین، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۳: ۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

عالم کسے کہتے ہیں؟

(۱۲۳) **سوال**: عالم کسے کہتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، احمد آباد، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: عرف میں کسی معتبر ادارہ سے علوم دینیہ کے مخصوص نصاب کو پڑھ کر فارغ ہونے والے شخص کو عالم کہا جاتا ہے، جب کہ حقیقت میں عالم اسے کہتے ہیں جس کے اندر علم دین کی وجہ سے خشیت الٰہی پیدا ہو جائے؛ اس لئے عالم بننے کے لئے کسی ادارے سے فارغ ہونا ضروری نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۷/۶: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تقویٰ کیا ہے؟

(۱۲۴) **سوال**: تقوی کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ کے خوف سے اللہ کے اوامر کو بجا لانے اور اللہ کی منہیات کو ترک کر دینے کا نام تقوی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۱/۷: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا، جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا، اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہؓ کرام کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا، جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔ (خاتم النبیین مترجم: ص: ۱۹۷)

محمد إدريس كاندهلوى، احتساب قاديانيت: ج۲، ص: ۱۰.

(۲) ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ﴾ (سورة الفاطر: ۲۸)

وأفادت الآية الكريمة أن العلماء هم أهل الخشية وأن من لم يخف من ربه فليس بعالم: ابن كثير.

ولهٰذا قال شيخ الإسلام عن الآية: وهذا يدل على أن كل من خشي الله فهو عالم وهو حق ولا يدل على أن كل عالم يخشاه. (ابن تيميه، انتهى من مجموع الفتاوىٰ: ج۷، ص: ۵۳۹)

قال الذهبي رحمه الله: ليس العلم عن كثرة الرواية ولكنه نور يقذفه الله في القلب وشرطه الإتباع والفرار من الهوى والابتداع. (جامع بيان القرآن: ج۲، ص: ۲۵)

(۱) ﴿وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾ (سورة آل عمران: ۱۸۶)

﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۲)

وقال أبو نعيم روي عن ابن مسعود رضي الله عنه: مرفوعاً أيضاً هو أن يطاع فلا يعصى ويشكر فلا يكفر ويذكر فلا ينسىٰ، وقال البغوي: قال ابن مسعود رضي الله عنه وابن عباس هو أن يطاع فلا يعصي هذا إجمال ما ذكر ...... إلى ...... فمقتضىٰ هذه الآية وجوب اكتساب كمالات الولاية. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، ''سورة آل عمران: ۱۰۲'': ج۲، ص: ۱۰۸)

علم لدنی، وہبی اور علم کسبی میں فرق:

(۱۲۵)**سوال**: علم لدنی، وہبی اور علم کسبی میں کیا فرق ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حکیم الدین، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: علم لدنی یا وہبی اس علم کو کہتے ہیں، جو بغیر سیکھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاصہ سے عطا فرما دیتے ہیں اور جو علم سیکھا جائے، خواہ مدارس سے یا خانقاہوں سے یا کسی پیر و مرشد سے وہ علم کسبی کہلاتا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آپ ﷺ کو خواب میں دیکھنا:

(۱۲۶)**سوال**: سال گذشتہ گرمی میں ایک رات تقریباً گیارہ بجے میں صوفہ پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے درود شریف پڑھ رہی تھی، میں سوئی نہ تھی؛ بلکہ صرف آنکھیں بند کئے ہوئے تھی، اتنے میں دیکھتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آ کر کہتے ہیں ”پیاری بیٹی اپنا سیدھا

---

(۱) ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ أٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا﴾ (سورة الكهف:٦٥)

يا موسىٰ اني على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه وأنت على علم من علم الله علمك الله علماً لا أعلمه. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، ”تحت تفسير آية:٦٥“: ج٥،ص:٣٩٦)

ثم إن الذي أميل إليه أن موسىٰ عليه السلام علم بعلم الحقيقة المسمىٰ بالعلم الباطني والعلم اللدني إلا أن الخضر أعلم به منه، وللخضر عليه السلام سواء كان نبياً أو رسولاً علماً بعلم الشريعة المسمىٰ بالعلم الظاهر إلا أن موسىٰ عليه السلام أعلم به منه فكل منهما أعلم من صاحبه من وجه. (علامه آلوسي، روح المعاني، ”سورة كهف“ ٦٥: ج٩،ص:٤٧٨)

فإن حصل بواسطة البشر فهو كسبي، وإلا فهو العلم اللدني الخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب العلم، الفصل الأول“: ج١،ص:٢٦١، رقم:١٩٨)

والا ہاتھ دو' میں دیتی ہوں، تو جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کچھ رکھ کر ہتھیلی کو بند کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اب اپنا ہاتھ دھیرے دھیرے کھولو! جب میں نے ایسا کیا، تو دیکھتی ہوں کہ میرا نام اور جس لڑکے کو میں پسند کرتی ہوں اس کا نام اللہ کے نور سے روشن ہے۔ ان سب حالات میں میری آنکھیں بند تھیں، صوفہ پر بیٹھی تھی، جب میں نے آنکھیں کھولیں، تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا، میں بڑے پس وپیش میں ہوں، ہر کوئی کہتا ہے کہ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں نہیں آ سکتا، جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اس نے آپ ﷺ ہی کو دیکھا، لیکن میرا سوال یہ ہے کہ کیا واقعی مجھے زیارت ہوئی ہے، ان دنوں میں درود شریف بہت زیادہ پڑھ رہی تھی، اور میں مایوس بھی کافی تھی کچھ پریشانیوں کی وجہ سے۔ مجھے بتائیے میں اب کیا کروں؟ میرے لئے دعا بھی کریں کہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں۔

فقط: والسلام
المستفتیہ: فاطمہ، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: آپ نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ لوگوں سے سنا وہ سچ ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں، درود شریف کا ورد کثرت سے کریں، مایوس اور پریشان کن حالات میں اس سے دلوں کو راحت ملتی ہے، اللہ پر بھروسہ رکھئے اور جس میدان میں بھی کامیابی چاہتی ہیں، اس کے لئے پوری کوشش جاری رکھئے، آپ کی مراد ان شاء اللہ ضرور پوری ہوگی، آپ خوش بخت ہیں اور جب تک سنت کو مضبوطی سے تھامے رہیں گی آپ کی خوش بختی قائم رہے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۱۱: ۱۴۳۵ھ)

الجواب صحیح:
فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) إن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (من رآني في المنام فسيراني في اليقظة، ولا يتمثل الشيطان بي) قال أبو عبد الله: ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

عصر کے وقت آسمان میں سفید بادل کاٹکڑا دیکھنا:

(۱۲۷) **سوال**: ہمارے ایک ساتھی نے لگ بھگ عصر کے وقت خواب دیکھا کہ وہ کہیں جارہے ہیں اور آسمان میں ایک سفید بادل کاٹکڑا ظاہر ہوا، اسے دیکھتے ہی ان کا بدن ایک دم ہلکا سا ہوگیا، ان کو اللہ اور رسول کی بات یاد آگئی اور وہ فوراً مسجد میں گھس گئے اور دیکھا کہ اور لوگ بھی مسجد کی طرف آرہے ہیں۔ تعبیر بتائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نجم الدین، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس میں نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور یہ اطلاع ہے کہ اس کے ذریعہ سے آپ کی ہر طرح سے حفاظت ہوگی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۳/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال: ابن سيرين: إذا رآه في صورته. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب التعبير: باب من رأى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في المنام“: ج۲،ص:۱۰۳۵، رقم:۶۹۹۳)

عن أبي سعيد الخدري، رضي اللّٰه عنه: سمع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: (من رآني فقد رأى الحق، فإن الشيطان لا يتكونني). (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب التعبير: باب من رأى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم“: ج۲،ص:۱۰۳۵، رقم:۶۹۹۷)

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ط اَلَا! بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (سورة الرعد:۲۸)

عن الطفيل بن أبي بن كعب عن أبيه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا ذهب ثلثا الليل قام فقال: يآ أيها الناس أذكروا اللّٰه أذكروا اللّٰه جائت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه، قال أبي قلت: يا رسول اللّٰه إني أكثر الصلاة عليك فكم أجعل لك من صلاتي؟ فقال: ما شئت قال: قلت الربع، قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قلت النصف، قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قال: قلت: فالثلثين، قال: ما شئت، فإن زدت، فهو خير لك، قلت: أجعل لك صلاتي كلها، قال: إذا تكفي همك ويغفرلك ذنبك. قال أبو عيسىٰ: هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب صفة القيامة، باب منه“: ج۲،ص:۱۸۰، رقم:۲۴۵۷)

(۱) ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ط...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خواب میں قبرستان کی زیارت:

(۱۲۸)**سوال**: میں نے ایک خواب دیکھا، تعبیر جاننا ہے کہ میں نے قبرستان دیکھا، کچھ قبروں پر مکمل ہری گھاس تھی، ایک قبر پر پھول سجا ہوا تھا، پھر میں نے دعا پڑھی ''**السلام علیکم یا أهل القبور یغفر الله لنا ولكم**'' تعبیر بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: لقاء الرحمٰن، اندور

الجواب وبالله التوفيق: سائل کو چاہئے کہ مرحومین کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرے، ہری گھاس سرسبز وشادابی کی علامت ہے، ترقی، امن وعافیت اور پریشانی سے نجات کی طرف اشارہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶/۸/۱۸ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾(سورة البقرة:۵۷)

﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ وهو السحاب الأبيض، ظللوا به في التيه ليقيهم حر الشمس، كما رواه النسائي وغيره عن ابن عباس رضي الله عنهما في حديث الفتون، قال: ثم ظلل عليهم في التيه بالغمام. وقال ابن جرير وآخرون: وهو غمام أبرد من هذا وطيب، (ابن كثير، تفسير ابن كثير، ''سورة البقرة: ۵۷'': ج۱، ص:۲۶۶)

قال ابن عباس رضي الله عنه: ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ﴾ قال: غمام أبرد من هذا وطلب، وهو الذي يأتي الله فيه في قوله: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ إِلَّآ أَنْ يَّأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ﴾ (البقرة:۲۱۰) وهو اللذي جائت فيه الملائكة يوم بدرٍ، قال ابن عباس رضي الله عنهما: وكان معهم في التيه. (''أيضاً'')

(۱) مر النبي صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال إنهما يعذبان وما يعذبان في كبير، أما هذا فكان لا يستنزه من البول، وأما هذا فكان يمشي بالنميمة، ثم دعا بعسيب رطب فشقه بإثنين، ثم غرس على هذا واحداً وعلى هذا واحداً، وقال: لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''كتاب الطهارة: باب الاستبراء من البول'': ج۱، ص:۱۷، رقم:۲۰)

والد کی قبر کے پاس خواب میں وضو کرنا:

(۱۲۹)**سوال**: میرے والد کا دو ماہ پہلے انتقال ہوگیا، میں نے دس دن قبل ان کو خواب میں دیکھا، میں نے دیکھا کہ میں ان کی قبر کے پاس وضو کررہا ہوں، میں نے دیکھا کہ ان کی قبر پیروں کی جانب تھوڑی سی کھلی ہوئی ہے، میں نے دیکھا کہ وہ ناشتہ تناول فرمارہے ہیں، جب میں گیا، تو انھوں نے بتایا کہ ناشتہ ہوچکا ہے، کچھ خالی پلیٹیں بھی وہاں پڑی تھیں۔اس کی تعبیر بتائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اقتدار، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بہت خوش آئند خواب ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہیں اور ان کو خوشیاں میسر ہیں، تاہم آپ ایصال ثواب کرتے رہیں، فقراء ومساکین کو کھانا کھلائیں۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۵/۷: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

نمازی شخص کا اپنے آپ کو جوا کھیلتے ہوئے خواب میں دیکھنا:

(۱۳۰)**سوال**: میرے ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ وہ کچھ لوگوں کے ساتھ جواء کھیل رہا ہے۔اور اس میں اس نے سب کچھ گنوادیا، پھر قسمت آزمائی کے لئے ایک اور موقع لیا، اس وقت اچانک عصر یا مغرب کی اذان شروع ہوگئی۔ میرا ایک دوست جو مسجد کا صدر ہے اس نے دیکھا کہ وہ جوا کھیلنے میں مصروف ہے، تو وہ اس کو نماز کے لئے مسجد لے گیا، خیال رہے کہ یہ شخص حقیقی

---

(۱) للإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوماً أو صدقة أو غيرها (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب صلاة الجنازة، مطلب في زيارة القبور": ج۳،ص:۱۵۰)

من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات والأحياء جاز ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة. ("أيضاً": مطلب في القراءة للميت وإهداء ثوابها له": ج۳،ص:۱۵۲)

زندگی میں جواسے اورحرام کاموں سے بہت دور ہے اور نیک آدمی ہے، اس کی تجارت بھی آج کل اچھی نہیں چل رہی ہے۔اس کی تعبیر بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبداللہ، الہ آباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جوئے میں سب کچھ گنوا دینا کاروبار میں خسارہ ہے، پھر ایک موقع اور لینا کاروبار میں لگے رہنا ہے، اور نماز کے لئے چلے جانا، اس خسارہ میں اللہ کی طرف متوجہ ہونا ہے، جوخسارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے اس کی جان ومال میں اضافہ ہوتا ہے؛ اس لئے نوافل، صدقہ وخیرات وغیرہ سے اللہ تعالیٰ سے خوب تعلق بڑھائیں؛ تجارت میں بھی نفع ہوگا ''إن شاء اللّٰہ''[1] ریاکاری اور کارِخیر انجام دینے کے بعد اس کا لوگوں کے سامنے ذکر کرنے سے احتراز کریں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۲: ۱۴۳۸ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیانِ دارالعلوم وقف دیوبند

خواب میں قرآن کریم کو دیکھنا:

(۱۳۱)**سوال:** میں اپنے خواب کی تعبیر چاہتا ہوں: ایک رات خواب میں دیکھا کہ ہم اور ہمارے دوست صبح میں روڈ کے کنارے کھڑے تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے، تبھی میں نے کچھ لڑکیوں کو دیکھا کہ وہ قرآن کریم کو اپنے سر پر اٹھا کر لے جا رہی ہے، جنہیں لگا کہ میں پہچانتا ہوں، پر صبح آنکھ کھلی، تو بالکل بھی یاد نہیں رہا کہ وہ لڑکیاں کون تھیں، برائے مہربانی آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کی اس خواب کی تعبیر مجھے بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، کشمیر

(۱) ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِيْنَ أَعْمَالًا ۝ أَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝﴾ (سورة الكهف:۱۰۴)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعبیر اچھی ہے، خوشی میسر ہوگی، بیماری سے شفا ملے گی اور عبادت کی توفیق ملے گی ان شاء اللہ۔ علم وحکمت، میراث، امانت، روزی حلال، دین ودیانت کی بھی دلیل ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۰/۵/۳۰ھ)

خواب میں کھانا اور پانی دیکھنا:

(۱۳۲) **سوال:** مجھے ہر رات خواب آتے ہیں، میں اکثر خواب میں کھانا پکاتے اور کھانا ختم ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں، کبھی کھانے سے فارغ ہوکر ہاتھ دھوتا ہوں، کبھی میری مرحومہ ماں رسوئی گھر میں نظر آتی ہیں، کبھی میرے اکلوتے بڑے سگے بھائی کہتے ہیں کہ بھگونے میں جو کھانا ہے وہ کھالو، کبھی دیکھتا ہوں، کہ مجھے ادھر (سعودی) سے جانے پر مجبور کیا جارہا ہے، کبھی دیکھتا ہوں، کہ دوست کے ساتھ گوشت، بکری اور مرغا کھا رہا ہوں، کبھی دیکھتا ہوں، کہ پانی کا نل کھولا ہوں اور پانی نکل آتا ہے اوپر کے خواب کی تعبیر قرآن وحدیث اور اسوہ صحابہؓ کی روشنی میں بتائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد منہاج، بنگلور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ خواب دیکھنے والے کی ترقی کی علامت ہے؛ اس لئے خوب محنت وجد وجہد سے کام لیں۔ (۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۱/۵/۶ھ)

---

(۱) حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ خواب میں مصحف کا دیکھنا پانچ چیزوں پر دلیل ہے:...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خواب میں مرحوم کے سامنے قرآن پڑھتے ہوئے دیکھنا:

(۱۳۳) **سوال**: میری دادی ماں کا جمعہ کو انتقال ہوگیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میری دادی ماں بستر پر بیٹھی ہیں اور ان کی بہن بھی (جن کا کچھ پندرہ دن پہلے انتقال ہوا) اور دادا (جو زندہ ہیں) وہ کچھ کام کررہے ہیں، یہ میرا پرانا گھر تھا۔ کچھ دیر بعد مجھے محسوس ہوا کہ یہ ہمارے پرانے گھر سے بہت دور نئے گھر کے قریب ہے، میری دادی ماں مجھے بتارہی تھیں کہ میں اب بھی زندہ ہوں، پھر میں نے ان کے پاس قرآن پڑھنا شروع کردیا، جیسا کہ میں ان کی زندگی میں کرتا تھا، قرآن پڑھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ غلط اثرات دور ہورہے ہیں، تعبیر بتائیں۔

نوٹ: جب میں چھوٹا تھا، تو میں اپنی دادی ماں کو قرآن سکھاتا تھا۔

فقط: والسلام
المستفتی: لئیق الرحمٰن، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: اس خواب سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دادی مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عطا فرمایا ہے، اور مغفرت فرمادی ہے۔ اور اس کی خصوصی وجہ قرآن کریم سیکھنا ہے۔ اور یہ کہ باقی مذکورہ افراد بھی خوش وخرم ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۶: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیانِ دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (۱) علم وحکمت (۲) میراث (۳) امانت (۴) روزی حلال (۵) دین ودیانت۔ (علامہ ابن سیرین، تعبیر الرؤیا، "باب میم مصحف وقرآن مجید"، ص: ۵۴۴)

(۲) حضرت ابراہیم کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے، اگر خوراک مزے دار اور شیریں ہے، تو خوشی اور شادی ہے اور اگر ترش اور تلخ ہے، تو غم واندوہ پر دلیل ہے اور خواب میں کھانے کی چیز فروخت کرنے والا بات کرنے والا آدمی ہے۔ (تعبیر الرؤیا اردو، "باب ک، کھانا"، ص: ۲۵۱)

(۱) (سورة القرآن) التي تقرأ على الأموات غالباً قرائتها في المنام تدل على موت المريض وقرائة سورة تصاريف المريض سرور وأفراح ورزق وتجديد. (العبد الغني بن إسماعيل، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خواب میں کسی صحابیہ کو دیکھنا:

(۱۳۴)**سوال**: میں نے خواب میں ایک عورت کو دیکھا کسی نے بتایا کہ یہ صحابیہ ہیں۔ میں ان کے پاس گیا، میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنائیے! انھوں نے مجھے ایک لمبی حدیث عربی میں سنائی، مجھے لگا کہ میں سمجھ گیا، میں نے ان کے اندر جو باتیں دیکھیں وہ یہ ہیں: (۱) وہ بہت خوبصورت تھیں، (۲) میں بہت شرمیلا تھا، میں ان پر بھرپور نظر نہیں کرسکا، (۳) وہ اپنے حجاب کے ساتھ کچھ کررہی تھیں کہ اچانک میری نظر پڑی کہ ان کے بال پورے سفید ہیں، (۴) ان کے پیر کی بیچ والی انگلی پر خون لگا ہوا تھا، جبکہ کوئی زخم نہیں تھا۔ میرے خواب کی تعبیر بتائیں میں اس رات سے نارمل حالت میں نہیں ہوں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوا، محی الدین پور

الجواب وباللہ التوفیق: یہ خواب خوش آئند ہے، خواب دیکھنے والے کو کوئی خوشی میسر آئے گی، درود شریف کثرت سے پڑھیں حالت نارمل ہوجائے گی۔ (إن شاء اللّٰہ)[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۴/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... تعطیر الأنام: ج۱، ص: ۱۵۰)

(قرآن) هو في المنام قرائته من مصحف أمر ونهي وشرف وسرور ونصر. (ومن رأى) أنه يقرأ القرآن ظاهراً من غير مصحف، فإنه رجل يخاصم في حق ودعواه حق ويؤدي ما في يده من الأمانة ويكون مؤمناً خاشعاً يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر. (العبد الغني بن إسماعيل، تعطير الأنام: ج۱، ص: ۲۷۲)

(۱) ورؤية الصحابة رضي الله عنهم تدل على الخير والبركة على حسب منازلهم ومقاديرهم المعروفة في سيرهم وطريقتهم وربما دلت رؤية كل واحد منهم على ما نزل به، وما كان في أيامه من فتنة أو عدل فمن رأى أنه حشر مع أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فإنه من يطلب الاستقامة في الدين. (العبد الغني بن إسماعيل، تعطير الأنام: ج۱، ص: ۱۲)

مسجد نبوی کی محراب کس نے بنوائی تھی؟

(۱۳۵) **سوال**: مسجد نبوی کی محراب کس نے بنوائی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: مزمل الحق، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے مسجد نبوی کی محراب بنوائی تھی۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نہر زبیدہ کی تاریخ کیا ہے؟

(۱۳۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

نہر زبیدہ کی ابتدائی تاریخ کیا ہے، یعنی نہر کہاں سے شروع اور کہاں ختم ہوئی، زبیدہ کس کی بیوی تھی اور کس کی بیٹی تھی؟ تاریخ میں اگر کہیں ذکر ملتا ہو، تو وضاحت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عتیق احمد، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: زبیدہ جعفر بن منصور کی لڑکی تھی، اس کی کنیت ام جعفر تھی، یہ ہارون رشید جو عباسی خاندان کا چوتھا خلیفہ تھا، اس کی بیوی تھی، اس نے خواب دیکھا تھا کہ انسان، جانور، پرند، چرند اس سے صحبت کر رہے ہیں، تو وہ گھبرا کر اٹھ گئی، بہت ہی پریشان ہوئی۔ علماء نے

---

(۱) أول من أحدث ذلك عمر بن عبد العزيز وهو يومئذ عامل للوليد بن عبد الملك على المدينة. (مرقاة المفاتيح، شرح مشكوة المصابيح، "باب المساجد ومواضع الصلاة": ج۲، ص:۶۲۴، رقم:۷۴۶)
كذا في وفاء الوفاء: ص:۵۲۵.

اس کوخواب کی یہ تعبیر بتلائی کہ آپ کوئی نہر یا تالاب بنوائیں گی جس سے انسان، جانور، پرند سیراب ہوں گے؛ چنانچہ زبیدہ کی خواہش پر بادشاہ ہارون رشید نے نہر بنوانے کا حکم دیا[۱]۔ دریائے نیل سے نکالی گئی تھی، اب بھی اس نہر کے نشانات مکہ مکرمہ میں ہیں ۱۹۸۱ء میں جب میں خود حج کو گیا تھا، میں نے خود دیکھے ہیں، اب بھی نہر زبیدہ کے نام سے مشہور ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۶/۱۱/۱۴۱۴ھ)

عصری تعلیم کے لیے عورت کا بغیر محرم کے اسکول وکالج جانا:

(۱۳۷)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

دور حاضر میں عصری علوم عوام کی ضرورت بن چکی ہے؛ اس لیے اگر کوئی عورت عصری علوم حاصل کرنے کی خاطر بغیر محرم کے اسکول، کالج جائے، تو شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد صادق، گورکھپوری

الجواب وباللہ التوفیق: اسلام نے مرد وعورت کسی کو بھی تعلیم سے نہیں روکا ہے بلکہ تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ وہ تعلیم انسانیت کے لیے نافع ہو اور شرعی طور پر جائز ہو تو اس کا حاصل کرنا مردوں کے لیے بھی جائز ہے اور عورتوں کے لیے بھی جائز ہے لیکن چوں کہ بالغ لڑکی کا باہر نکلنا عام طور پر فتنہ سے خالی نہیں ہوتا ہے جب کہ موجودہ حالات میں بالغ لڑکیوں کو مختلف فتنوں کا سامنا ہے جن میں بعض فتنے منظّم سازش کے تحت سر ابھار رہے ہیں؛ اس لیے اس وقت لڑکیوں کی تعلیم کے لیے بہت زیادہ حساسیت کی ضرورت ہے۔ اس کی کوشش ہونی

---

(۱) ملا علي قاري، مرقات المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح، "إنما الأعمال بالنيات": ج۱، ص: ۴۸)

(۲) محمد بن أحمد بن الضياء محمد القرشي المكي الحنفي، تاريخ مكة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشريفة والقبر الشريف: ج۱، ص: ۳۱۵)

چاہیے کہ ادارے مخلوط تعلیم کے نہ ہوں اس لیے کہ مخلوط تعلیمی اداروں میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہے [۱]
بہتر یہی ہے کہ کوئی محرم اس کو چھوڑنے اور لانے جائے تاکہ اس کی مکمل نگرانی ہوسکے تاہم اگر گاڑی سے لانے لے جانے کا نظم کیا جائے اور ساتھ میں کوئی نگراں ہو، تو بھی گنجائش ہے۔

’’عن الشِّفَاء بنتِ عبدِ اللّٰه، قالت: دخلَ عليَّ النبي صلَّى اللّٰه عليه وسلم وأنا عندَ حفصةَ، فقال لى: ’’ألا تُعَلِّمين هذه رُقْيَةَ النملة، كما علَّمتنيها الكتابةَ‘‘[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: امانت علی قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

لڑکیوں کی تعلیم:

(۱۳۸) **سوال**: عرض خدمت ہے کہ اسکول و کالجز میں بڑھتی بے حیائی اور بے پردگی کو دیکھتے ہوئے مظفر نگر میں خالص بچیوں کے لیے ایک دینی تعلیمی ادارہ قائم کیا گیا تھا جس میں خصوصیت سے یہ طے کیا گیا کہ بچیوں کو صرف خواتین ہی تعلیم دیں گی اور الحمد للہ ۴۴ر معلمات پر مشتمل عملہ اس ادارہ میں بچیوں کی بہتر تربیت کے لیے کوشاں ہے؛ لیکن چند بڑی کتابیں پڑھانے کے لیے بدرجہ مجبوری چند مرد حضرات اساتذہ کرام کو مقرر کیا گیا جو کہ یقیناً بااخلاق اور نیک سیرت ہیں اوران کے دامن پر کوئی بدنما داغ نہیں ہے اور باپردہ شریعت کی روشنی میں تعلیم دے رہے ہیں۔ ادارہ کے احاطہ کو فتنہ سے بچانے کے لیے کیمروں کی نگرانی میں رکھا گیا ہے تمام بچیوں پر شرعی پردہ لازم ہے بچیوں کی نگرانی کے لیے خواتین مقرر کی گئی ہیں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی فتنہ جنم

(۱) اتفق الفقهاء على وجوب حجب عورة المرأة والرجل البالغين بسترها عن نظر الغير الذي لا يحل له النظر إليها، وعورة المرأة التي يجب عليها حجبها من الأجنبي هي في الجملة جميع جسدها عد الوجه والكفين وقول النبي يا أسماء أبي المرأة إذا بلغت الحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا وأشار إلى وجهه وكفيه. (وزارة الأوقاف و الشئون، الموسوعة الفقهية الكويتية:ج۱۷،ص:۶)

(۲) أخرجه أبوداود، في سننه، ’’كتاب الطب: باب ما جاء في الرقي‘‘:ج۲،ص:۵۴۰،رقم:۳۸۸۷.

نہ لے ایسی صورت میں بدرجہ مجبوری مرد اساتذہ کا شرعی پردہ کے اہتمام کے ساتھ بچیوں کو تعلیم دینا کیسا ہے؟ جائز یا ناجائز؟ اور کیا ان معلمین کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اکرم ندوی، مصطفیٰ کالونی مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تعلیم نسواں کی موجودہ دور میں شدید ضرورت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اگر لڑکیاں تعلیم وتہذیب یافتہ ہوں گی، تو نسلوں کے ایمان کی حفاظت ہوگی لیکن اس کے ساتھ شریعت کے اصولوں کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے اس لیے بالغ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ عورتوں کو ہی معلمات مقرر کیا جائے لیکن اگر بڑی کتابوں کو پڑھانے کے لیے معلمات دستیاب نہ ہوں تو بدرجہ مجبوری پردہ کے نظم کے ساتھ مردوں کو مقرر کیا جا سکتا ہے اور ایسے مرد کے پیچھے نماز درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۴۴۱/۱۲/۲۴ھ)

بالغہ یا نابالغہ کا علم حاصل کرنا:

(۱۳۹) **سوال:** (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) ثلاثة لهم أجران: رجل من أهل الكتاب آمن بنبيه وآمن بمحمد والعبد المملوك إذا أدى حق الله وحق مواليه ورجل له أمة فأدبها فأحسن تأديبها علمها فأحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوج فله أجران. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ”كتاب الإيمان، الفصل الأول“: ج۱،ص:۷۹، رقم:۱۱)

قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم: غلبن عليك الرجال فاجعل لنا يوماً من نفسك فوعدهن يوماً ليقهن فيه فوعظهن وأمرهن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوماً على حدة“: ج۱،ص:۲۱، رقم:۱۰۱)

(الف) عورت بالغہ یا نابالغہ مگر مشتہاۃ ہو تو گھر سے باہر ہو کر دارالاقامہ میں رہ کر یا بغیر دارالاقامہ میں رہتے ہوئے کوئی محرم راستہ میں ساتھ لے کر آیا جایا کرے مگر دارالاقامہ میں کوئی محرم ساتھ نہ رہے تو ایسی صورت میں علم حاصل کرنے کے بارے میں حضرات مفتیانِ کرام کی کیا رائے ہے؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ حصول علم میں مرد یا عورت ہونے میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

(ب) سنا جاتا ہے کہ مدارس البنات کے جو ناظم تعلیمات ہیں یہ حضرات بھی سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ ہم بوڑھے ہیں؛ لہٰذا متعلمہ عورتوں کے بالمقابل جا کر ان کی ضروریات کی خبر گیری کر سکتے ہیں اب بتائیں کہ ان کا ایسا کہنا کس حد تک صحیح ہے؟

(ج) اگر معلم مرد ہو تو اس سے بالغہ عورت کا پردہ میں رہتے ہوئے تعلیمی سوال و جواب کرنا کیسا ہوگا۔ حالانکہ ''صوۃ المرأۃ عورۃ'' جو مقولہ ہے کیا وہ لفظاً و معنیً حدیث میں سے نہیں؟ اگرچہ لفظاً نہیں تو یقیناً معنیً ہوگا، اب اس حدیث کے لحاظ سے عورت کا مرد معلم سے سوال و جواب کر کے علم حاصل کرنا ان کے لئے جائز ہوگا یا نہیں، اگر جائز ہے تو من جانب شرع کسی قسم کی قیودات ہیں یا نہیں؟

(د) مدارس البنات کے محرکین کی طرف سے یہ بھی سنا جاتا ہے کہ عورت علم دین حاصل کرنے کے لئے گھر سے باہر ہونے کے بعد خدانخواستہ اگر راستہ میں زنا وفتنہ کا یقینی اندیشہ ہو تب بھی تحصیل علم کے لیے باہر ہونا ضروری ہے اگر بات من جانب الشرع صحیح ہے تو کس درجہ کے علم کے لئے باہر ہو سکتی ہیں۔ بالتفصیل حوالۂ قلم فرمائیں؟

(ہ) مدارس البنات کے بارے میں ایک اور اشکال کا استفتاء:

مدارس البنات اگر علمائے زمان یعنی دورِ حاضر کے علمائے کرام قائم نہ کریں تو عنداللہ مسئول ہوں گے یا نہیں، اگر حقیقۃً مسئول ہونا ہی ہو، تو اگلے علماء کے زمانے یعنی حضرات علماء دیوبندؒ وغیرہم کیوں مدارس قائم نہیں کئے، اور جب کہ مدارس البنات قائم کئے بغیر وہ دنیا سے رحلت فرما گئے تو کیا وہ ناجی نہ ہوں گے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حضرت العلام

جناب حافظ محبوب الرحمٰن صاحب چاٹگام

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آجکل مردوں کی تعلیم کی طرف تو علماء و دیگر حضرات توجہ دے رہے ہیں لیکن عورتوں کی تعلیم کے لئے کوئی خاص نظم موجودہ دور میں مسلم معاشرہ میں نہیں پایا جاتا حالانکہ جس طرح مردوں پر حصول تعلیم لازم وضروری ہے اسی طرح دینی تعلیم، تشریع اسلامی فقہ و حدیث وغیرہ کا حاصل کرنا عورتوں پر بھی ضروری ہے کم ازکم اس درجہ حصول تعلیم تو فرض ہے کہ نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ اوران کے شرائط مثلاً طہارت وغیرہ سے پورے طور پراس کو جانکاری حاصل ہوجائے اورارکان اسلام کی صحیح ادائے گی پرعورت قادر ہو۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ''**طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة**''(الحدیث) بعض حضرات نے ''**مسلمة**'' کے لفظ کو مدرج فی الحدیث کہا ہے، اگراس لفظ کو مدرج ہی مانا جائے تب بھی حدیث صرف مردوں کے لئے نہیں ہے بلکہ ''**مسلم**'' کے لفظ میں تبعاً عورتیں بھی داخل ہیں، نیز اتنا علم حاصل کرنا ضروریات وواجبات دین میں سے ہےاوراس سے زائد حاصل کرنے میں دینی ومعاشرتی فائدے بیشمار ہیں۔

خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس عورتوں کو مسائل بتلاتے اورعورتیں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرتیں۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خصوصاً فقہ اسلامی میں یدطولیٰ حاصل تھا۔حضرات صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے،فقہاء کے یہاں بھی اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں صاحب بدائع صنائع علامہ کاسانی رحمہ اللہ جو فقہ حنفی کے اہم افراد و متبحرین میں شمار کئے جاتے ہیں، ان کی صاحبزادی اوراہلیہ فقہ میں بڑی مہارت رکھتی تھیں حتی کہ ہرفتویٰ پران کی صاحبزادی کے دستخط لازمی ہوتے تھے۔لوگ ان سے مسائل معلوم کرتے اوروہ لوگوں کو مسائل بتلاتی تھیں۔اسی طرح کی بہت سی مثالیں اسلامی معاشرہ میں ملتی ہیں۔درمختار کے ایک مسئلہ سے اس کی پوری وضاحت ہوتی ہے در مختار میں ہے کہ: اگر کمسن لڑکی کی شادی باپ دادا کے علاوہ نے یا کسی کمسن باندی کی شادی غیرآقا نے کرادی تو وقت بلوغ ان دونوں کو خیار حاصل ہوگا کہ قاضی شرعی کے یہاں درخواست دے کراس نکاح کو ختم کرادیں۔شرط یہ ہے کہ جب بالغ ہوتو فوراً عدم رضا کا اظہار کرےاوراپنے تئیں یہ طے کرے کہ اس نکاح کو باقی نہیں رکھنا۔اگر بلوغ کے سال دوسال بعد اپنا خیار فسخ حاصل کرنا چاہےتو خیار فسخ حاصل نہ ہوگا اگرآزاد عورت یہ کہے کہ مجھے مسئلہ معلوم نہیں تھا کہ فوراً فسخ کا اظہار ضروری ہےتو

اس کی بات قابل اعتناء واعتبار نہ ہوگی ہاں اگر باندی یہ کہے کہ مجھے مسئلہ معلوم نہیں تھا تو اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ وجہ یہ ہے کہ باندی کو تو حصول علم کا موقع نہیں ملتا کہ وہ اتنا علم حاصل کرے اور آزاد عورت کو مواقع حاصل ہیں۔ اس لئے اس پر لازم تھا کہ وہ اتنا علم حاصل کرتی (کتاب النکاح از درمختار) معلوم ہوا کہ ایسے باریک جزئیات پر بھی نظر ہونی ضروری ہے آجکل عورتیں نماز روزہ، نماز میں سجدۂ سہو، سے ہی غافل ہیں اس لئے کہ ان کی تعلیم کا مردوں نے کوئی نظم ہی نہیں کیا، رہا یہ کہ عورتوں کی تعلیم کے لئے اگر مردوں کو معلم رکھا جائے تو ''صوة المرأة عورة'' سے اعتراض لازم آئے گا سو مندرجہ بالا واقعات کے پیش نظر اس کی ضرورت بھی شدید ہے پس مدرسہ میں اگر پردہ کے ساتھ تعلیم کا نظم ہو اور مرد معلم ہو تو بھی مضائقہ نہیں حتی الامکان عورتیں ہی تعلیم دیں، لیکن ضرورت کے وقت پردہ کے معقول نظم کے ساتھ اگر مرد بھی تعلیم دے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔

البتہ یہ لازم ہے کہ خود مرد عورتوں کی خبر گیری نہ کریں اسٹاف عورتوں ہی کا ہو۔ اختلاط ہرگز نہ ہو۔ جہاں کلام و بات چیت لازم ہو جائے وہاں معقول پردہ کا لحاظ رکھا جائے۔ دارالاقامہ میں پردہ کا معقول نظم ہو اس کی دیواریں اونچی ہوں وغیرہ لیکن اگر کسی لڑکی کے بارے میں یہ یقین مکمل طور پر ہو یا خود اس لڑکی کو یقین ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جائے گی تو وہ گھر ہی میں رہ کر معمولی علم حاصل کرے جو حضرات ایسے وقت پر بھی دارالاقامہ یا مدرسہ میں طالبات یا کسی طالبہ کا آنا لازم قرار دیں یہ درست نہیں ان لوگوں کی بات شرعاً قابل تردید ہے۔ بعض خصوصی واقعات وضروریات لازمہ کے پیش نظر علماء دیوبند مدارس البنات نہ کھول سکے ان کا مشن مردوں کی تعلیم رہا مواقع اس کے نہ مل سکے کہ اس طرف کامل طور پر توجہ دے سکتے۔ الحاصل عورتوں کی تعلیم کے نظم کی ضرورت ہے اس کی مخالفت درست نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۶/۵/۵ھ)

---

(۱) وعن الشفاء بنت عبد اللّٰه قالت: دخل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و أنا ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مدرسہ میں عصری تعلیم کا نظم:

(۱۴۰) **سوال**: دینی و اسلامی مدرسہ کسے کہتے ہیں، ہمارے گاؤں میں ایک مدرسہ ہے جس میں دینی علوم کے ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں، کیا اس کو دینی مدرسہ کہہ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد احسان صاحب، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینی تعلیم کے ساتھ دنیاوی وعصری تعلیم حاصل کرنے میں شرعاً کوئی وجہ عدم جواز کی نہیں ہے، بلکہ ہر وہ علم جو نفع بخش ہو اور جس سے انسان کو معرفت خداوندی حاصل ہو، اسلام اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ البتہ دینی اسلامی مدرسہ اس کو کہا جاتا ہے کہ جس میں قرآن وحدیث اور ان سے متعلق علوم پڑھائے جائیں اور یہ ہی اس کا اصل مقصد ہے اگر اس کے ساتھ عصری علوم بھی پڑھائے جائیں تو وہ ضمنی ہوں اور اتنی حد تک ہوں کہ دیکھنے والے ان کو

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... عند حفصة فقال: (ألا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتنيها الكتابة، رواه أبو داؤد. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الطب والرقي، الفصل الثاني'': ج۸،ص:۳۷۸،رقم:۴۵۶۱)

وقال صاحب بذل المجهود، وفيه دليل على جواز تعلم نساء الكتابة الخ. (بذل المجهود: ج۵،ص:۸)

وكن نساءٌ يبعثن إلى عائشة رضي الله عنها: بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة، فتقول: ألا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الحيض: باب إقبال المحيض وإدباره'': ج۱،ص:۴۵۶)

إعلم أنه لما كان الرجال يهيجهم النظر إلى النساء على عشقهن والتوله بهن، ويفعل بالنساء مثل ذلك، وكان كثيراً ما يكون ذلك سبب لأن يبتغي قضاء الشهوة منهن على غير السنة الراشدة، كاتباع من هي في عصمة غيره، أو بلا نكاح، أو غير اعتبار كفائة والذي شوهد في هذ الباب يغني عما سطر في الدفاتر اقتضت الحكمة أن يسد هذا الباب. (الإمام الشاه ولي الله محدث الدهلوي، حجة الله البالغة: ج۱،ص:۶۸۶)

وكل عمل ولو تبرعاً لأجنبي ولو قابلة أو مغلسة لتقدم حقه على فرض الكفاية، ومن مجلس العلم إلا لنازلة امتنع زوجها من سؤالها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطلاق: باب النفقة، مطلب في الكلام على المؤنسة'': ج۵،ص:۳۲۵)

ضمنی ہی سمجھیں اس سلسلہ میں صائب الرائے علماء کا جو فیصلہ ہو وہی معتبر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۷/۷/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

محمد اسحاق دہلویؒ کی کتاب ''داستان یوسف علیہ السلام'' وغیرہ پڑھنا:

(۱۴۱)**سوال**: مولانا محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ''داستانِ یوسف علیہ السلام، معراج رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت ابراہیم علیہ السلام'' وغیرہ پڑھنا یا سنانا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: سید محمد فرقان، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ فی السوال کتابیں اسرائیلی روایات کی حامل ہونے

(۱) عن زيد بن ثابت رضي الله عنه، قال: أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أتعلم له كلمات من كتاب يهود قال: إني والله ما آمن يهود على كتابي، قال: فما مر بي نصف شهر حتى تعلمته له قال: فلما تعلمته كا إن ذا كتب إلى يهود كتبت إليهم وإذا كتبوا إليه قرأت له كتابهم قال أبو عيسىٰ: هذا حديث حسنٌ صحيحٌ، وقد روي من غير هذا الوجه عن زيد بن ثابت. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الاستئذان، باب ما جاء في تعليم السريانية'': ج۲،ص:۱۰۰،رقم:۲۷۱۵)

عن أم سلمة رضي الله عنها: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول: إذا صلى الصبح حين يسلم اللهم إني أسألك علماً نافعاً، ورزقاً طيباً، عملاً متقبلاً. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''كتاب الصلاة: أبواب إقامة الصلاة والسنة، فيها باب ما يقال بعد التسليم'': ج۱،ص:۲۹۸،رقم:۹۲۵)

عن أنس بن مالك رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''مقدمه، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم'': ج۱،ص: ۲۰،رقم:۲۲۴)

کی وجہ سے غیر معتبر ہوگئی ہیں، (۱) چونکہ ان میں اکثر وبیشتر واقعات وقصص غیر معتبر ہیں؛ اس لیے پرہیز اولیٰ ہے۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غلط واقعات کا بیان عقائد اسلامیہ میں رخنہ اندازی کا باعث، البتہ اگر فضائل وشمائل کے باب میں اسرائیلی روایات بھی ہوں، تو چونکہ مقصد راہ خداوندی کی طرف ترغیب دلانا ہے؛ اس لئے اس میں مضائقہ نہیں ہے۔

مذکورہ کتابوں میں جو باتیں دوسری معتبر کتابوں میں بھی آئی ہیں، وہ مذکورہ کتابوں میں بھی معتبر ہیں، علماءِ حقانی سے معلوم کرکے کتاب پڑھیں یا سنیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۳/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تاریخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی کیسی کتاب ہے؟

(۱۴۲) **سوال**: اکبر شاہ نجیب آبادی کی کتاب تاریخ اسلام کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، شاہ صاحب کی اپنی ذات کس حد تک معتبر ہے۔ کیوں کہ اکثر وبیشتر دینی مدارس کے علماء اسی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ یہ بہترین کتاب ہے۔ گزارش ہے کہ آپ رہنمائی فرمادیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عثمان غازی، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: ان کی کتاب ''تاریخ اسلام'' معتبر کتاب ہے۔ مولانا

---

(۱) وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج أي: الحرج الضيق والإثم وهذا ليس على معنى إباحة الكذب عليهم بل دفع لتوهم الحرج في التحديث عنهم وإن لم يعلم صحته وإسناده لبعد الزمان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم، الفصل الأول'': ج۱، ص: ۴۰۶، رقم: ۱۹۸)

اہل حق علماء میں سے تھے، وہ ایک کامیاب اور تحقیقی مزاج رکھنے والے ایک باکمال مصنف تھے، کسی قسم کا شبہ نہ کریں۔ ان کی کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ جہاں شبہ ہو عبارت مع حوالہ نقل کر کے مسئلہ دریافت کرلیا کریں۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی — **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی

محمد عمران گنگوہی — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — (۱۲/۶: ۱۴۳۸ھ)

مولانا حقانی کو مولانا کہنا صحیح ہے کہ نہیں؟

(۱۴۳) **سوال:** حضرت مولانا حقانی صاحب کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ وہ کوئی مستند عالموں میں سے نہیں ہیں، لہٰذا اُنھیں مولانا نہ کہا جائے، تو ایسے لوگوں کا قول صحیح ہے یا غلط، جب کہ مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محض بدعت پسند لوگ کہتے ہیں کہ ایک بے پڑھے لکھے جاہل آدمی کو آگے بلایا جانا اور وہ بھی علماء کے قلم سے زیب نہیں دیتا، لیکن میں عرض کروں گا کہ حدیث نبوی میں ہے ایک ایسے شخص کو جو صرف چالیس حدیثیں یاد کئے ہوئے ہو، یوم حشر میں زمرہ علماء میں اٹھایا جائے گا، تو جس شخص کے سینہ میں ہزارہا حدیثیں اور روایات اور کتاب اللہ کی آیات مع صفحہ وسطر محفوظ ہوں آخر زمرہ علماء میں شمار نہ کرنے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عثمان، سلطان پور

الجواب وباللہ التوفیق: مستفتی نے جو حضرت مولانا حقانی کے متعلق حضرت

---

(۱) مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی ایک اچھے اور معتبر مؤرخ تاریخ ہند کے موضوع پر ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں وہ اپنے فن میں کافی مہارت رکھتے ہیں جو بھی کتابیں لکھتے ہیں بڑی محنت سے لکھتے ہیں پوری تحقیق اور حوالوں کے ساتھ لکھتے ہیں۔ (مقدمہ تاریخ ہند قدیم، جلد اول)

حکیم الاسلام قدس سرہ کا جو فیصلہ نقل کیا وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت رحمۃ اللہ نے بیان فرمایا ہے، جو اپنی جگہ پر مسلم اور قابل اعتماد ہے حضرت کے بالمقابل دیگر ہرکس وناکس کی بات معتبر نہیں ہوگی، حضرت کا فیصلہ کافی ہے دوسروں کی طرف قطعاً توجہ کی ضرورت نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امام ابوحنیفہؒ کی سن پیدائش کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں؟

(۱۴۴) **سوال**: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد مظاہر صاحب، بریلی

الجواب وباللہ التوفیق: آپ کا تابعی ہونا مشہور اور مسلّم ہے اور آپ کی سن پیدائش ۸۰ھ ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وعن أبي الدرداء قال سئل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ما حد العلم الذي إذا بلغه الرجل كان فقيهاً، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من حفظ علی أمتي أربعین حدیثاً في أمر دینها بعثه اللّٰه فقيها وكنت له یوم القیامة شافعاً وشهیداً.
قال الطيبي فإن قيل كيف طابق الجواب السؤال أجيب بأنه من حيث المعنى كأنه قيل معرفة أربعين حديثا بأسانيدها مع تعليمها الناس ...... والظاهر أن معرفة أسانيدها ليست بشرط الخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱ص:۳۰۸، رقم:۲۵۸)

(۲) فأبو حنيفة رحمه اللّٰه أدرك جماعة من الصحابة وعاصرهم ومولده يقتضي ذلك، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ائمہ اربعہ کی سن ولادت ووفات:

(۱۴۵) **سوال**: (۱) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے، وفات کیا ہے؟

(۲) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے، وفات کیا ہے؟

(۳) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے، وفات کیا ہے؟

(۴) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی سن پیدائش کیا ہے وقات کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: رشید الدین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور وفات ۱۵۰ھ بغداد میں ہوئی۔

(۲) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی اور انتقال ۱۹۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا۔

(۳) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں فلسطین میں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال ۲۰۴ھ شہر مصر میں ہوا۔

(۴) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد میں ۱۶۴ھ میں ہوئی اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۹/۳/۲۲ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فإنه ولد سنة ثمانين وعاش إلى سنة خمسين ومأة، فقد أمكن اللقاء لوجود جماعة من الصحابةؓ في ذلك العصر. (تاريخ بغداد، ذكر ما قاله العلماء في ذم رأية: ج۲۲،ص:۷۶)

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، "الباب الثاني في ذكر أئمة أصحاب الأصول، أسماء الرجال": ص:۶۲۴.

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا کیا نام ہے؟

(۱۴۶) **سوال**: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا کیا نام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمد عاصم ہاشمی، لکھیم پور

الجواب وباللہ التوفیق: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا نام عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أشرف علي التهانوي، أشرف السوانح، ”الفصل الأول، السيرة الذاتية، اسمه ونسبه“:ص:۲۱.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
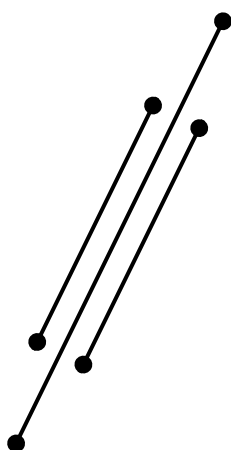
باب السّیر و المناقب

فصل اوّل: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فصل ثانی: سیرت الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام

فصل ثالث: سیرتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

فصل اول

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کیسے ادا ہوئی اور سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟

(۱) **سوال:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ کیسے ادا ہوئی اور سب سے پہلے کس نے نماز پڑھی؟

فقط والسلام
المستفتی: محمد شمیم، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ جماعت سے نہیں پڑھی گئی؛ بلکہ علیحدہ علیحدہ پڑھی گئی، چونکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے آخری وقت میں معلوم کیا تھا کہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے گا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب غسل وکفن سے فارغ ہو جاؤ، تو میرا جنازہ قبر کے قریب رکھ کر ہٹ جانا اور اول اہل بیت کے مرد نماز جنازہ پڑھیں گے، پھر ان کی عورتیں نماز جنازہ پڑھیں گی، پھر تم اور دیگر لوگ، ہم نے عرض کیا کہ قبر میں کون اتارے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت اور ان کے ساتھ ملائکہ ہوں گے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما، قال: لما أرادوا أن يحفروا لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم بعثوا إلى أبي عبيدة بن الجراح وكان يضرح كضريح أهل مكة. وبعثوا إلى أبي طلحة. ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا؟

(۲)**سوال**: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کو اپنا خلیفہ بنایا تھا؟

فقط: والسلام

المستفتی: صدرالدین صاحب، کلکتہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھی اپنا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب فرمایا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۱/۲/۱۷ھ)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وكان هو الذي يحفر لأهل المدينة. وكان يلحد. فبعثوا إليهما رسولين. فقالوا: اللهم خر لرسولك. فوجدوا أبا طلحة. فجيء به. ولم يوجد أبو عبيدة. فلحد لرسول الله صلى الله عليه و سلم.

قال: فلما فرغوا من جهازه يوم الثلاثاء وضع على سريره في بيته. ثم دخل الناس على رسول الله صلى الله عليه و سلم أرسالا. يصلون عليه. حتى إذا فرغوا أدخلوا النساء. حتى إذا فرغوا أدخلوا الصبيان. ولم يؤم الناس على رسول الله صلى الله عليه و سلم أحد.

لقد اختلف المسلمون في المكان الذي يحفر له. فقال قائلون يدفن في مسجده. وقال قائلون يدفن مع أصحابه. فقال أبو بكر رضي الله عنه: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: ما قبض نبي إلا دفن حيث يقبض. قال: فرفعوا فراش رسول الله صلى الله عليه و سلم الذي توفى عليه. فحفروا له ثم دفن صلى الله عليه و سلم وسط الليل من ليلة الأربعاء. ونزل في حفرته علي بن أبي طالب والفضل بن العباس وقثم أخوه وشقران مولى رسول الله صلى الله عليه و سلم. وقال أوس بن خولى وهو أبو ليلى لعلي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنشدك الله وحظنا من رسول الله صلى الله عليه و سلم. قال له علي: أنزل. وكان شقران مولاه أخذ قطيفة كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يلبسها. فدفنها في القبر وقال: والله لا يلبسها أحد بعدك أبدا. فدفنت مع رسول الله صلى الله عليه و سلم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب ما جاء في الجنائز: باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم'': ج۱،ص:۵۲۰، رقم:۱۶۲۸)

(۱) وقد اتفق الصحابة رضي الله عنهم على بيعة الصديق في ذلك الوقت حتى علي ابن أبي طالب والزبير بن العوام رضي الله عنهما. (أبو الفداء ابن كثير، البدايه والنهايه، ''خلافة أبي بكر صديق'': ج۶،ص:۳۶۹)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں میں غسل وکفن دیا گیا تھا؟

(۳) **سوال:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کپڑوں میں غسل وکفن دیا گیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار حسین، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اختلاف ہوا کہ کپڑے اتارے جائیں یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند طاری فرما دی اس میں کسی کہنے والے نے کہا کہ غسل مع کپڑوں کے دیا جائے، تو صحابہ نے مع کپڑوں کے غسل دیا اور پھر تین سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......حدثني عبيد الله بن عمر القواريدي حدثنا عبد الأعلى بن عبد الأعلى حدثنا أبو داود بن أبي هند عن أبي نصرة قال: لما اجتمع الناس على أبي بكر رضي الله عنه، فقال: مالي لا أرى علياً، فقال فذهب رجل من الأنصار فجاء وابه، فقال له يا علي قلت: ابن عم رسول الله وفتن رسول الله، فقال علي رضي الله عنه: لا تثريب يا خليفة رسول الله أبسط يدك فبسط يده فبايعه، قال أبو بكر رضي الله عنه: مالي لا أرى الزبير، قال: فذهب رجال من الأنصار فجاء وا به، فقال: يا زبير! قلت ابن عمة رسول الله وحواري رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الزبير: لا تثريب يا خليفة رسول الله أبسط يدك فلبسط يده فبايعه.

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم أدخل الرجال فصلوا عليه بغير إمام أرسالاً حتى فرغوا، ثم دخل النساء فصلين عليه ثم أدخل الصبيان فصلوا عليه، ثم أدخل العبيد فصلوا عليه أرسالاً، لم يؤمهم على رسول الله صلى الله عليه وسلم أحد. (أبو الفداء ابن كثير، البدايه والنهايه، "فصل في كيفية الصلاة عليه صلى الله عليه وسلم": ج۵، ص:۳۰۴)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، تقول: لما أراد واغسل النبي صلى الله عليه وسلم قالوا: والله ما ندري أنجرد رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثيابه كما نجرد موتانا أم نغسله وعليه ثيابه، فلما اختلفوا ألقى الله عليهم النوم حتى ما منهم رجل إلاوذقنه في صدره، ثم كلمهم من ناحية البيت لا يدرون من هو أن اغسلوا النبي صلى الله عليه وسلم ثيابه، فقاموا إلى رسول الله صلى الله ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

زہر دیئے جانے کے کتنے سال بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا:

(۴) **سوال**: ایک مولانا نے اپنے بیان میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عورت نے زہر دیا تھا، تو اس واقعہ کے کتنے سال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ شفیق احمد، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت الحارث نے ایک بکری کے گوشت میں زہر ملا کر غزوہ خیبر کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گوشت پیش کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اٹھا کر کچھ گوشت منہ میں ڈالا، مگر معلوم ہوگیا، بعض روایات سے معلوم ہوا کہ گوشت نے کہہ دیا کہ میرے اندر زہر ملا ہوا ہے، (۱) تو آپ نے اس کو تھوک دیا، اس واقعہ کے تین سال بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فغسلوه وعليه قميصه يصبون الماء فوق القميص ويدلكونه بالقميص دون أيديهم وكانت عائشة تقول: لو استقبلت من أمري ما استدبرت ما غسله إلا نسائه. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الجنائز: باب ستر الميت'': ج ۲، ص: ۴۴۸، رقم: ۳۱۴۱؛ أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير: ص: ۶۰۳)

(۱) كان جابر بن عبد الله يحدث أن يهودية من أهل خيبر سمت شاة مصلية، ثم أهدتها لرسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الذراع فأكل منها وأكل رهط من أصحابه معه، ثم قال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم: ارفعوا أيديكم وأرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى اليهودية فدعاها، فقال لها: أسممت هذه الشاة قالت اليهودية: من أخبرك قال: أخبرتني هذه في يدي للذراع، قالت: نعم، قال: فما أردت إلى ذلك قالت: قلت: إن كان نبيا فلن يضره وإن لم يكن نبيا استرحنا منه، فعفا عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يعاقبها وتوفي بعض أصحابه الذين أكلوا من الشاة، واحتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم على كاهله من أجل الذي أكل من الشاة حجمه أبو هند بالقرن والشفرة وهو مولى لبني بياضة من الأنصار. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''أول كتاب الديات، باب في من سقى رجلاً سماء'': ج ۲، ص: ۶۲۰، رقم: ۴۵۱۰)

(۲) أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير: ص: ۲۷۴.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

(۵) **سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیات کون کون سی ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں آنے کے بعد عطا ہوئی تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالقیوم صاحب، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: چند خصوصیات ذکر کی گئی ہیں:

(۱) بوقت پیدائش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر نجاست وگندگی سے بالکل پاک صاف تھا۔

(۲) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ کی حالت میں انگشت شہادت کا آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے ہونا۔

(۳) ولادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ کا ایسے نور کو دیکھنا جس کی روشنی سے کسریٰ کے محلات نظر آ گئے۔ (۱)

(۴) گہوارے میں فرشتوں کا جھونکا دینا۔ (۲)

(۵) گہوارے میں کلام کرنا (۳) جب کہ یہ دوسرے انبیاء کی بھی خصوصیت ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ نے بیالیس خصوصیات تحریر فرمائی ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے۔ ''نشر الطیب: ص:۱۸۴''۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن آمنة بنت وهب قالت: لما فصل مني تعني النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم خرج معه نور أضاء له ما بين المشرق والمغرب، ثم وقع إلى الأرض معتمداً على يديه، ثم أخذ قبضة من التراب فقبضها ورفع رأسه إلى السماء. (القسطلاني: ج۱، ص:۱۲۷؛ فرحة اللبيب: ص:۱۰۹)

ورأيت حين حملت به أنه خرج منها نور رأت به قصور بصرى من أرض الشام. (سيرة نبويه لابن هشام: ص:۱۴۶؛ فرحة اللبيب: ص:۱۱۲)

(۲) وذكر ابن سبع في الخصائص أن مهده كان يتحرك بتحريك الملائكة وإن كلاماً تعلم به أن قال: اللّٰہ أكبر كبيراً والحمد للّٰہ كثيرا. (السيوطي، خصائص الحبيب؛ وفرحة اللبيب: ص:۱۲۳)

(۳) أن النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم تكلم أوائل ما ولد. فتح الباري لابن حجر. (فرحة اللبيب: ص:۱۱٦)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی کے نام کیا کیا تھے؟

(۶) **سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی کے نام کیا کیا تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: فریدالدین، کاسگنج

الجواب وباللہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا، دادا کا نام عبدالمطلب اور دادی کا نام فاطمہ بنت عمر تھا، نانا کا نام وہب اور نانی کا نام مبرہ بنت عبدالعزیٰ تھا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۲/۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آمنہ کی قبر کا دہلی میں ہونا:

(۷) **سوال**: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی قبر دہلی میں ہے اور اس کو شہید کر دیا گیا، کیا یہ بات صحیح ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: معراج الدین، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ بات بلاتحقیق اور غلط ہے؛ بلکہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال مدینہ سے واپسی پر مقام ابواء میں ہوا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی ہوئی تو مدینہ

---

(۱) أبو البرکات، أصح السیر، ''نسب رسول اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم'': ص: ۷۷/ یا ص: ۸۰)
سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب الخ۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مصنفہ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ؛ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔
وہب بن عبدمناف کی صاحبزادی جن کا آمنہ تھا۔ ج ۱، ص: ۱۰۸۔

سے واپس آتے ہوئے مقام ابواء میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ (۱) اور وہیں مدفون ہوئیں ام ایمن رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۷/۱۴۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضور سراپا نور تھے کہ نہیں اور آپ کے فضلات پاک تھے کہ نہیں؟

(۸) **سوال**: کسی مقرر نے اپنے وعظ میں یہ جملے کہے کہ انبیاء علیہم السلام کا بول و براز پاک ہوتا ہے اور خصوصاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے، کیونکہ آپ سراپا نور تھے اس پر استفسار کیا گیا، تو جواب ملا کہ خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا، وعظ میں اصلاحی چیزیں بیان کرنی چاہئیں، نہ کہ ایسی روایات جن سے دوسری اقوام ہنسیں ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہیں کیا گیا تھا کہ اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔

(۱) کیا انبیاء کرام کے فضلات کا یہی حکم ہے؟ جیسا: کہ اس واعظ کے الفاظ سے پتا چلتا ہے یا صرف خصوصیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے؟

(۲) بصورت ثانی خصوصیت ہونے کے باوجود اس کو خواہ مخواہ کہنا اور ایسے واعظوں کے وعظ سننے سے روکنے والا کیسا ہے اور پھر کیا اس کا ثبوت قرآن وسنت سے کسی درجہ میں ہے یا بالکل نہیں ہے۔ جیسا: کہ مجیب اول نے کہا ہے کہ ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہیں کیا گیا۔ امید ہے کہ جواب عنایت فرمائیں گے۔

فقط: والسلام
المستفتی: احسان اللہ، بھاگلپور (بہار)

(۱) ابوالبرکات عبدالرؤف، اصح السیر، ص: ۲۸۔
(۲) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ج ۱، ص: ۱۱۲؛ مصنفہ: علامہ سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ؛ علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

الجواب وبالله التوفيق: قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے ﴿قل إنما أنا بشر مثلكم يوحى إلي﴾ [1] کہ اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک انسان ہوں (فرق یہ ہے کہ) مجھ پر وحی آتی ہے۔ اس آیت سے نفی ہو رہی ہے اس کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور تھے، اگر سراپا نور تھے، تو پھر بول و براز کے کیا معنی، حالانکہ عادت انسانی کے مطابق آپ کو بھی بول و براز ہوتا تھا؛ البتہ بول و براز کی پاکی ناپاکی کے بارے میں علماء متقدمین ومتاخرین نے بحث کی ہے یہ ان کا مقام ہے ہمیں اس پر توقف کرنا چاہیے، یہ مسئلہ مدار ایمان نہیں ہے۔ واعظوں کا مجامع میں اس مسئلہ کو بیان کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے؛ اس لئے احتراز ضروری ہے، جس نے ایسا کیا غلطی کی اس کا اعادہ نہ ہونا چاہئے۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۹/۵/۱۵ھ)

---

(۱) سورة النساء: ۱۷.

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت: سئلت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل في بيته قالت: كان بشراً من البشر يفلي ثوبه ويحلب شاته ويخدم نفسه. (أخرجه أحمد بن حنبل، في مسنده، ''حديث عائشة رضي الله عنها'': ج ۷، ص: ۳۶۵؛ بحواله: كفايت المفتي: ج ۱، ص: ۳۷۶)

صح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وسائر فضلاته وبه قال أبو حنيفة رحمه الله: كما نقله في المواهب اللدنية عن شرح البخاري للعيني وصرح به البيري في شرح الأشباه وقال الحافظ ابن حجر تظافرت الأدلة على ذلك وعد الأئمة ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم ونقل بعضهم عن شرح المشكاة للملا على القاري إنه قال: اختاره كثير من أصحابنا واطال في تحقيقه في شرحه على الشمائل في باب ما جاء في تعطره عليه الصلوة والسلام. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الطهارة: باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم''': ج ۱، ص: ۳۱۸)

روي إنه قال حجمت رسول الله صلى الله عليه وسلم وشربت الدم من الحجمة وقلت يا رسول الله شربته، فقال: ويحك يا سالم أما علمت أن الدم حرام لا تعد. (أبوالحسن علي بن محمد، أسد الغابة: ج ۲، ص: ۱۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے اسماء گرامی:

(۹)**سوال**: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں کتنی تھیں اور ان کے نام کیا کیا تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شہزاد عالم، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: پانچ پھوپھیاں تھیں جن کے نام درج ذیل ہیں:
(۱) حضرت صفیہ (۲) ام حکیم البیضاء (۳) عاتکہ (۴) امیمہ (۵) برہ۔
ان میں صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہوئیں۔ [۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ہجرت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون سے صحابی تھے اور مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان کون تھے؟

(۱۰)**سوال**: ہجرت کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہبری کرنے والے اور اونٹنی کو لے جانے والے کون صحابی تھے اور مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے میزبان کون تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: صوفی امداد حسین، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور نکیل پکڑ کر اونٹنی کو چلانے والے آپ ہی تھے اور آنحضور صلی اللہ

(۱) أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير: ص:۷۹-۸۰.

علیہ وسلم کے میز بانِ اول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے ان کو اول میز بانی کا شرف حاصل ہوا۔ [۱]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۵ھ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھنا:

(۱۱) **سوال:** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو کتنی بار دیکھا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: خادم حسین، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کئی بار دیکھا ہے۔

طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے "رآه مرتين مرة بقلبه ومرة ببصره عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنه قال رأى محمد ربه قلت أليس الله يقول لاتدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار قال ويحك ذاك إذا تجلى بنوره الذي هو نوره وقد رأى ربه مرتين" [۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۵ھ)

---

(۱) أبو البركات عبد الرؤف، أصح السير:۱۳۶.

(۲) أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب التفسير، سورة النجم": ج۲،ص:۱۶۴،رقم:۳۲۷۹)

عن أبي ذر قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم هل رأيت قال: نور إني أراه...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کس سن میں ہوئی تھی؟

(۱۲) **سوال:** حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کس سن میں ہوئی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد احتشام، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: آپ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ۵۷۱ء میں ہوئی تھی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کعبہ کی چابی:

(۱۳) **سوال:** مکہ مکرمہ کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی چابی لے کر کس کو دی، کیا پہلے ہی متولی کو دی یا کسی دوسرے آدمی کو؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالتواب مظاہری

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب معنى قول الله عزول ولقد رأه نزلة أخرى الخ'': ج۱،ص:۹۹،رقم:۲۹۱)

وذهب الجمهور من المفسرين إلى أن المراد أنه رأى ربه سبحانه وتعالىٰ ثم اختلف هولاء فذهب جماعة إلى أنه صلى الله عليه وسلم رأى ربه بفؤاده دون عينيه، وذهب جماعة إلى أنه رأه بعينيه قال الإمام أبو الحسن الواحدي قال المفسرون في هذا إخبار عن رؤية النبي صلى الله عليه وسلم ربه عز وجل ليلة المعراج. (النووي شرح المسلم ''كتاب الإيمان: باب معنى قول الله عزول ولقد رأه نزلة أخرى الخ'': ج۱،ص:۹۷،رقم:۲۸۰)

(۱) عن محمد بن اسحاق قال: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الإثنين لإثنتي عشرة ليلة خلت من شهر ربيع الأول عام الفيل. (ابن هشام، السيرة النبوية، ''الكامل في التاريخ، ذكر مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم'': ج۱،ص:۱۴۶: ج۱،ص:۴۱۶)

الجواب وباللہ التوفیق: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کی چابی اس پہلے ہی متولی و منتظم کو دیدی تھی، جن کا نام عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ تھا اور ان کے لئے دعا بھی فرمائی تھی کہ ’’خالدۃ تالدۃ‘‘ یعنی آپ کے پاس یہ چابی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی تحقیق:

(۱۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کی کتنی سیڑھیاں تھیں؟

(۲) مشہور یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی پہلی سیڑھی پر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسری سیڑھی پر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تیسری پر، بیٹھتے تھے، تو چوتھی سیڑھی پر پیر رکھتے ہوں گے اور کھڑے ہوتے ہوں گے، اس میں سے کون سی صورت صحیح ہے؟

(۳) حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں پہلی سیڑھی پر بیٹھ گئے، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھا کرتے تھے، دوسری سیڑھی پر پیر رکھ کر اور کھڑے ہو کر خطبہ دیا گیا۔

(۴) اب منبر کس طرح بننا چاہیے؟ ایک سیڑھی والا یا چار سیڑھی والا؟

(۵) اگر مسجد بڑی ہو، تو پانچ سیڑھی والا یا سات سیڑھی والا یا چار سیڑھی والا ممبر بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ براہِ کرم جواب سے نوازیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد الیاس، بریلی

---

(۱) دخل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم البیت وصلی فیہ رکعتین فلما خرج سألہ العباس أن یعطیہ المفتاح وأن یجمع لہ بین السقایۃ والسدانۃ فأنزل اللّٰہ ہذہ الأیۃ فأمر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیا أن یرد المفتاح إلی عثمان ویعتذر إلیہ. (’’تفسیر الخازن سورۃ النساء:۵۸‘‘: ج۱،ص:۳۹؛ ومحمد ثناء اللّٰہ پانی پتي، تفسیر المظہري، ’’سورۃ النساء:۵۸‘‘، ج۲،ص:۱۴۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱،۵) رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جو منبر خطبہ کے لئے بنایا گیا تھا اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ ''**ومنبرُہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان ثلاث درجٍ غیر المسماۃ بالمستراح قال ابنُ حجر: في التحفة وبحث بعضهم أن ماا عتید الآن من النزول في الخطبة الثانیة إلی درجه سفلی ثم العود بدعة قبیحة شنیعة**''(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اوپر کی سیڑھی پر خطبہ دیتے تھے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے زیریں سیڑھی پر اور عمر رضی اللہ عنہ تیسری سیڑھی پر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر اوپر ہی کی سیڑھی پر خطبہ دیا۔ تیسری پر نہیں کہ راحت کے لئے بیٹھنے کے وقت زمین پر پیر رکھنے پڑتے ہیں، شرح بخاری میں ہے ''**إن المنبر لم یزل علی حاله ثلاث درجات**''(۲) اور طبرانی میں ہے ''**عن ابن عمر قال لم یجلس أبوبکر الصدیق في مجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم علی المنبر حتی لقي اللّٰہ عزوجل ولم یجلس عمر في مجلس أبوبکر حتی لقي اللّٰہ، ولم یجلس عثمان في مجلس عمر، حتی لقي اللّٰہ**''(۳) پس مسنون طریقہ یہی ہے کہ منبر کی تین ہی سیڑھیاں ہوں؛ لیکن حسب ضرورت اور احوال کا لحاظ رکھتے ہوئے، اگر کم اور زیادہ کر لی جائیں، تو بھی جائز ہے۔ بہر صورت ایک درجہ سے زائد ہونی چاہئیں تا کہ زمین پر پیر نہ رکھنے پڑیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۱/۲۶ھ)

براق کی شکل وصورت کیسی تھی؟

(۱۵) **سوال:** آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سواری پر شب معراج میں سفر فرمایا اس

(۱) ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''کتاب الصلاۃ: باب الجمعة'': ج۲،ص:۱۶۱۔

(۲) العیني عمدۃ القاري شرح صحیح البخاري، ''باب الخطبة علی المنبر'': ج۶،ص:۲۱۵، رقم:۹۱۷۔

(۳) الطبراني، المعجم الأوسط، ''باب من اسمه محمود'': ج۸،ص:۴۹، رقم:۷۹۲۳۔

سواری کی شکل وصورت کیسی تھی اور کیا نام تھا اور آج کل بازاروں میں جو کیلنڈر رہوتے ہیں ان پر براق النبی لکھا ہوا ہے۔ کیا وہ صحیح ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: کریم الدین، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شب معراج کی سواری کا نام براق تھا، جس کی جسامت کے بارے میں صرف اتنا منقول ہے کہ وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا[۱]، آج کل جو شکل اس کی کیلنڈر پر ملتی ہے، اس کی کوئی اصل وحقیقت نہیں ہے؛ اس لئے ان کا گھر میں رکھنا بھی درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۷/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

امت محمدیہ کی ۱۶/خصوصیات:

(۱۶) **سوال:** ہمارے یہاں وعظ میں ایک صاحب نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دیگر امتوں کے علاوہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سولہ خصوصیات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں، مولانا نے بعض کو بیان فرمایا تھا، وہ کیا تھیں آپ بھی بیان فرمادیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد نبی حسن، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: یہ خصوصیات امت محمدیہ کہلاتی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

---

(۱) وأتيت بدابة أبيض، دون البغل وفوق الحمار: البراق. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب ذكر الملائكة": ج۱،ص:۴۵۵، رقم:۳۲۰۷)

ثم أتيت بدابة أبيض يقال له البراق فوق الحمار ودون البغل يقع خطوه عند أقصى طرفه فحملت عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب الإسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم": ج۱،ص:۱۴۹، رقم:۱۶۴)

(۱) غنائم کا حلال ہونا۔ یعنی جہاد میں ہاتھ لگا ہوا مال غنیمت حلال ہونا۔ (۱)

(۲) تمام روئے زمین پر نماز کا جائز ہونا۔ (۲)

(۳) نماز میں صفوف کا بطرز ملائکہ ہونا۔ (۳)

(۴) جمعہ کے دن کا ایک خاص عبادت کے لئے مقرر رہونا۔

(۵) جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی کا آنا کہ جس میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ (۴)

(۶) روزہ کے لئے سحری کی اجازت کا ہونا۔ (۵)

(۷) رمضان المبارک میں شب قدر کا عطا ہونا جو ایک ہزار مہینہ کی راتوں سے افضل ہے۔ (۶)

(۸) وسوسہ اور خطاء ونسیان کا گناہ نہ ہونا۔

(۹) احکام شاقہ کا مرتفع ہونا یعنی جو احکام مشکل تھے اللہ تعالیٰ نے اس امت سے ان کو اٹھالیا ہے۔

(۱۰) تصویر کا ناجائز ہونا۔

(۱۱) اجماع امت کا حجت ہونا اور اس میں ضلالت وگمراہی کا احتمال نہ ہونا ہے۔ (۷)

(۱۲) فروعی اختلاف کا رحمت ہونا۔

(۱۳) پہلی امتوں کی طرح عذابوں کا نہ آنا۔ (۸)

---

(۱) أعطيت خمسا لم يعطهن أحد من الأنبياء قبلي: نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الأرض كلها مسجد أ و طهوراً واحلت لي الغنائم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب التيمم: باب إذا لم يجد ماء ولا تراباً'': ج۱، ص:۴۸، رقم:۳۳۵)

(۲-۳) فضلنا على الناس بثلاث: جعلت لنا الأرض كلها مسجداً وجعلت تربتها طهوراً إذا لم نجد الماء وجعلت صفوفنا كصفوف الملائكة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب المساجد ومواضع الصلاة: باب المساجد'': ج۱، ص:۳۷۱، رقم:۵۲۲)

(۴) أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الجمعة: باب الساعة التى في يوم الجمعة: ج۱، ص:۱۲۸، رقم:۹۳۵)

(۵) أخرجه مسلم، في صحيه، ''كتاب الصيام: باب فضل السحور'': ج۱، ص:۳۵۰، رقم:۱۰۹۶.

(۶) شرح الزرقاني على المواهب: ج۷، ص:۴۵۰.

(۷) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الفتن، باب ماجاء في لزوم الجماعة: ج۲، ص:۳۹، رقم:۲۱۶۷.

(۸) أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب هلاك هذه الأمة'': ج۲، ص:۴۰۲، رقم:۲۸۸۹.

(۱۴) علماء سے وہ کام لینا جو انبیاء کرتے تھے۔ [۱]

(۱۵) قیامت تک جماعت اہل حق کا مؤید من اللہ ہوکر پایا جانا۔ [۲]

(۱۶) امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر امتوں پر گواہ بننا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ﴿لتکونوا شهداء علي الناس﴾ (القرآن الکریم) یعنی تم گواہ بنو گے لوگوں پر قیامت کے دن۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اُمی وانپڑھ کا کیا فرق ہے؟

(۱۷) **سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہا جانا کیسا ہے اور امی وانپڑھ میں کیا فرق ہے اور شرعاً کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ادریس بھوانی سیٹھ، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امی اس کو کہتے ہیں جس نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو اور جاہل وہ ہے، جس کو کوئی علم حاصل نہ ہو، دونوں میں فرق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی استاذ نہیں تھا؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امی کہا جاتا ہے اور یہ کہنا درست ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے علوم عطا فرمائے تھے کہ دنیا میں کسی کو بھی اتنے علوم لکھنا پڑھنا سیکھنے کے باوجود حاصل نہیں ہو سکے؛ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے عالم و معلم ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہنا خلاف واقعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے پڑھے ہوئے نہ تھے؛ اس لئے انپڑھ کہنا درست نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص آپ کو صلی اللہ علیہ وسلم کو انپڑھ کہتا ہے اور اس کی سمجھ میں یہ امی کا ترجمہ ہے (جس نے پڑھنا

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب العلم قبل القول والعمل": ج۱، ص:۲۴.

(۲) أشرف علي التهانوي، نشر الطيب، "في ذكر النبي الطبيب صلى الله عليه وسلم": ص:۱۸۵.

(۳) أخرجه البخاري، في صحيحه، "باب قول الله ﴿إنا أرسلنا نوحاً إلى قومه﴾": ج۲، ص:۱۷۶، رقم:۳۳۳۹)

لکھنا نہ سیکھا ہو)، تو وہ گنہگار نہیں ہے، تاہم انپڑھ کا لفظ استعمال کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کے خلاف ہے۔ اور جاہل کہنا تو قطعاً درست نہیں ہے، اگر اپنی دانست میں اس نے یہ امی ہی کا ترجمہ کیا ہے؛ اگر چہ غلط کیا ہے، تو وہ اس کلمہ سے دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوا اور اگر عیاذا باللہ اہانت کے لئے اس جملہ کو استعمال کیا تو وہ بلا شبہ مرتد ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ امی بولنے کی ضرورت پیش آئے تو امی لفظ بولا جائے، انپڑھ وغیرہ الفاظ سے اجتناب کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۱۱/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قریش کے معنی اور حقیقت:

(۱۸) **سوال**: قریش کے کیا معنی ہیں اور قریش کا لفظ خاندانِ رسول کو ملا ہے یا رسول اللہ کو اس کی تفصیل کونسی کتاب میں ہے میرے پاس بہت سی کتب ہیں، مگر کسی میں نہیں ملا۔

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی عبدالحمید، ایم پی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قریش ایک بحری جانور ہے جو اپنی قوت کی وجہ سے سب جانوروں پر غالب رہتا ہے وہ جس جانور کو چاہتا ہے کھالیتا ہے، مگر اس کو کوئی نہیں کھا سکتا ہے، اسی طرح قریش بھی اپنی شجاعت اور بہادری کی وجہ سے سب پر غالب رہتے ہیں کسی سے مغلوب نہیں ہوتے اس لیے قریش کے نام سے موسوم ہوئے (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اگر چہ "أبا عن جد" معزز اور ممتاز چلا آتا تھا، لیکن جس شخص نے اس خاندان کو قریش کے لقب سے ممتاز کیا وہ نضر بن کنانہ تھے، بعض محققین کے مطابق قریش کا لقب سب سے پہلے فہر کو ملا اور انہی کی اولاد قریشی ہے۔

نضر کے بعد فہر اور فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت واحترام حاصل کیا، قصی نے بڑے بڑے نمایاں کام کیے، قصی کی چھ اولاد تھیں، ان میں ایک عبد مناف تھے، قصی کے بعد قریش کی

(۱) محمد ثناء اللّٰہ پاني پتي، تفسیر المظهري، "سورة الأعراف: ۱۵۷": ج ۳، ص: ۴۴۲.
(۲) ادریس کاندھلویؒ، سیرت المصطفیٰ: ج ۱، ص: ۲۵.

ریاست عبد مناف نے حاصل کی اور انہی کا خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص خاندان ہے۔ تفصیل کے لیے سیرت مصطفیٰ اور سیرت النبی کا مطالعہ کریں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲:۳/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فتح مکہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج میں تاخیر کیوں کی؟

(۱۹) **سوال**: فتح مکہ ۸ھ میں ہوا اور حجۃ الوداع آپ نے ۱۰ھ میں کیا یہ دو سال کی تاخیر کی کیا وجہ ہوئی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فاروق شیخ، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: صحیح قول کے مطابق حج ۹ھ میں یا اس کے بعد فرض ہوا[2] اور فرض ہونے کے بعد جیسا کہ تمام احکام الٰہی کے متعلق آپ کی سیرت شاہد ہے، فوراً وقتِ حج آنے پر آپ نے حج ادا کیا؛ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی تاخیر نہیں کی۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۱/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) علامہ سیّد سلیمان ندویؒ، سیرت النبی: ج۱،ص:۱۰۶؛ والعيني، عمدة القاري شرح صحيح البخاري: ج٧،ص:٤٨٦.

(۲) قال القاضي عياض: وإنما لم يذكر الحج لأن وفادة عبد القيس كانت عام الفتح ونزلت فريضة الحج سنة تسع بعدها على الأشهر. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، شرح مشكوٰة المصابيح، "كتاب الإيمان: ج۱،ص:۹۰، رقم:۱۷)

إنه عليه السلام حج سنة عشر وفريضة الحج كانت سنة تسع. (ابن الهمام، فتح القدير، "كتاب الحج": ج۲،ص:۴۱۴)

(۳) ابوالبرکات، اصح السیر: ص:۵۲۵۔

کیا ''رحمۃ للعالمین'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے؟

(۲۰) **سوال**: رحمۃ للعالمین صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے یا امتی کے لئے بھی بولا جاسکتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہد اعظم نگر، بریلی

الجواب وباللّٰه التوفيق: رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ قرآن پاک کی آیت ﴿وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين﴾ [1] سے مستفاد ہوتا ہے لیکن کوئی شخص کسی بزرگ متقی دیندار کے لئے یہ جملہ استعمال کرے اور اس کا منشاء اور مقصد یہ ہو کہ ان کی وجہ سے ظلم سے لوگ بچے ہوئے ہیں۔ عدل وانصاف جاری ہے، مصائب و پریشانیوں سے تحفظ اللہ نے دیا ہوا ہے، تو مقصد اور نیت کے اعتبار سے ایسا کہنے پر کہنے والے کو مطعون نہیں کیا جائے گا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۹/۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غزوات کے موقعہ پر علم استعمال کرنے کی حکمت کیا ہے؟

(۲۱) **سوال**: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف غزوات کے موقع پر علم استعمال کرنے کی حکمت کیا تھی؟ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف غزوات کے مواقع پر کس کس رنگ کے علم استعمال کئے ہیں، اور قومی نشان کے طور پر جھنڈا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا عبدالمتین مظاہری، لکھنؤ

الجواب وباللّٰه التوفيق: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حضرات صحابۂ کرامؓ نے

(۱) سورة الأنبياء: ۱۰۷.

غزوات کے مواقع پر جہاد میں نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے جھنڈا استعمال فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ پسند تھا۔ ترمذی شریف میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ کا جھنڈا سفید رنگ کا تھا البتہ ابن قیم کے بیان کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے میں کبھی کبھی سیاہ رنگ کو بھی اختیار کیا گیا اور خاص خاص قبائل اور لشکروں کے جھنڈوں کا رنگ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی سیاہ وسفید کا مجموعہ منقول ہے۔ احادیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کے جھنڈے استعمال کرنے کا مقصد اور اس کی حکمت جہاد میں نظم وضبط کو قائم کرنا اور اس کو باقی رکھنا تھا۔ اور ان میں کسی خاص کپڑے کا اہتمام مقصود وملحوظ نہ تھا، جو کپڑا میسر آ گیا اسی کو استعمال کر لیا گیا حتی کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چادر ہی کا جھنڈا بنالیا گیا تھا؛ لہٰذا جہاد کے موقع پر مذکورہ مقصد کے لیے جھنڈے کا استعمال نہ صرف جائز ہے؛ بلکہ مسنون ہے۔ لیکن دیگر مقاصد کے لئے جھنڈوں یا خاص رنگوں کو مسنون سمجھنا درست نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا دیگر انبیاء کرام پر وحی غیر عربی میں نازل ہوتی تھی؟

(۲۲) **سوال**: ایک شخص کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی عربی زبان میں اترتی تھی۔ اور اس سے پہلے کے انبیاء کرام اپنی زبان میں عربی کا ترجمہ کرتے تھے اور سمجھاتے تھے، تو

(۱) عن براء بن عازب اسأله عن راية رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: كانت سوداء مربعة من نمرة. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الجهاد، باب ما جاء في الرايات": ج۲،ص:۲۹٦،رقم:۱٦۸۰)

عن ابن عباس رضي الله عنه قال: كانت راية رسول الله صلى الله عليه وسلم سوداء ولواؤه أبيض الخ. ("أيضاً": رقم:۱٦۸۱)

قال المباركفوري: كانت سوداء من نمرة وهي بردة من صوف يلبسها الأعراب فيها تخطيط من سواد وبياض ولذلك سميت نمرة تشبيها بالنمر الخ (المباركفوري، تحفة الاحوذي، "أبواب الجهاد: باب في الرايات": ج۵،ص:۲٦۸)

یہ وحی تو نہ ہوئی؛ بلکہ ترجمہ ہوا، اس کا مسئلہ کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، گورکھپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ﴾[1] قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے جو نبی اور رسول بھیجا ہے اس کو اس کی قوم کی زبان دے کر بھیجا، تاکہ وہ اپنی قوم کو تبلیغ کر سکے اور اسی زبان میں اس کو وحی دے کر بھیجا گیا جس زبان کو وہ جانتے تھے، چنانچہ بعض رسولوں اور نبیوں کو عربی زبان میں اور بعض کو سریانی زبان میں وحی بھیجی گئی؛ کیونکہ وہ اس کو جاننے والے تھے اور وہی زبان ان کی قوم کی زبان تھی ورنہ نبی اور رسول کا تخاطب بے کار ہو جاتا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عربی زبان میں وحی بھیجی جو قرآن پاک کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۴/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

غزوہ احد کس سن اور کس ماہ میں ہوا؟

(۲۳) **سوال:** غزوہ احد کس سن اور کس ماہ میں ہوا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی ابراہیم، گورکھپور

(۱) سورۃ الإبراهيم: ۴.

(۲) ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْأَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝﴾ (سورۃ الشعراء: ۱۹۵)
﴿فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝﴾ (سورۃ المریم: ۹۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غزوہ احد ۳ھ اور ماہ شوال میں ہوا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۵/۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا نبی کریم ﷺ جناتوں کے بھی نبی اور رسول تھے؟

(۲۴) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں!

قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنات کے بھی نبی اور رسول ہیں؟ یا صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں؟ اگر آپ جنات کے بھی نبی و رسول ہیں تو وہ کس طرح ایمان لائے؟ ان کے ایمان لانے کا کیا واقعہ ہے؟ براہ کرم مکمل و مدلل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

فقط والسلام
المستفتی: محمد شمش الہدیٰ، سوپول

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بنی نوع انسانی اور جنوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے؛ اس لئے ہر انسان اور جنوں پر واجب ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کرے۔ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے:

”ولم يبعث إليهم نبي قبل نبينا قطعا على ماقاله ابن حزم: أي وإنما كانوا متطوعين بالايمان لموسى مثلاً والدخول في شريعته. وقال السبكى: لا شك أنهم مكلفون في الأمم الماضية كهذه الملة إما بسما عهم من الرسول أو من صادق عنه، كونه إنسياً أو جنيا لا قاطع به“. (۲)

(۱) أبو البركات، أصح السير: ص: ۱۷۷.

(۲) أحمد بن محمد بن حجر الهيتمي، الفتاویٰ الحديثية: ج۱ ص: ۴۹.

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ثقلین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں اور جناتوں دونوں کے نبی ہیں جنوں کے ایمان لانے کا واقعہ کتب احادیث وغیرہ میں اس طرح ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو قرآن کریم بالقصد سنایا نہیں؛ بلکہ ان کو دیکھا بھی نہیں ہے۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جب جنات کو آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت کے بعد جو جنات آسمانی خبریں سننے کے لئے اوپر جاتے تھے تو ان پر شہاب ثاقب پھینک کر دفع کر دیا جانے لگا، جنات میں اس کا تذکرہ ہوا کہ اس کا سبب معلوم کرنا چاہئے کہ کونسا نیا واقعہ دنیا میں پیش آیا ہے جس کی وجہ سے جنات کو آسمانی خبروں سے روک دیا گیا ہے، جنات کے مختلف گروہ دنیا کے مختلف خطوں میں اس کی تحقیقات کے لئے پھیل گئے ان کا ایک گروہ حجاز کی طرف بھی پہونچا، اسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس لوٹے تھے اور اپنے اصحاب کے ہمراہ وادئ نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، اس وقت جنوں کے ایک گروہ نے قرآن کریم سنا اور اپنی قوم کی طرف واپس جا کر انہیں ڈرایا، اس واقعہ کی خبر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت تک نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی اور سورۃ احقاف کی آیت نازل فرمائی:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَآ إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا أَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ إِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا أُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ إِلَى الْحَقِّ وَإِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ أَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ أَوْلِيَآءُ ۭ أُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾﴾ (۲)

(۱) مفتی محمد شفیع عثمانیؒ، معارف القرآن: ج ۷، ص: ۴۵۷۔

(۲) سورۃ الأحقاف: ۲۹ تا ۳۲۔

اور اے پیغمبر! ان لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر بھی کیجئے، جب کہ ہم چند جنوں کو تمہاری طرف لے آئے کہ وہ قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر حاضر ہوئے تو ایک دوسرے سے بولے کہ چپ بیٹھے سنتے رہو۔ (پھر چپ بیٹھے سنتے رہے) اور جب قرآن پڑھا جا چکا یعنی نماز میں قرآن پڑھنا ختم ہو چکا، تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے (کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں) کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں، جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، دینِ حق بتاتی ہے اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ اے ہماری قوم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلانے والے کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ، وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو آخرت کے دردناک عذاب سے محفوظ رکھے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو نہ مانے گا وہ زمین کے کسی حصے میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکے گا خدا کے سواء اور کوئی حامی بھی نہ ہوگا ایسے لوگ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجن کی یہ آیات نازل فرمائیں:

﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ۙ يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ فَأٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝ۙ وَّأَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝ۙ وَّأَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ۙ وَّأَنَّا ظَنَنَّآ أَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝ۙ وَّأَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ۙ﴾ (۱)

اے پیغمبر! آپ لوگوں کو بتا دیجئے کہ میرے پاس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس امر کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا اور اس کے بعد اپنے لوگوں سے جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا جو نیک راہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم تو کسی کو اپنے پروردگار کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہمارے پروردگار کی بڑی اونچی شان ہے کہ اس نے نہ تو کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ کسی کو اولاد۔ اور ہم میں کچھ احمق ایسے بھی ہیں جو اللہ کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے اور ہمارا پہلے یہ خیال تھا کہ انسان اور جنات کبھی خدا کی شان میں جھوٹ بات نہ

---

(۱) سورۃ الجن: ۱ تا ۶.

کہیں گے۔ اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور اور بد دماغ کر دیا۔

پھر جس وقت جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان پر ایمان لے آئے۔ یہ شہر نصیبین کے جن تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے:

"عن عبد اللّٰه بن عباس رضي اللّٰه عنهما، قال: "انطلق النبي صلى اللّٰه عليه وسلم في طائفة منْ أصحابه عامدين إلى سوق عكاظ، وقد حيل بين الشياطين وبين خبر السماء، وأرسلت عليهم الشهب، فرجعت الشياطين إلى قومهم، فقالوا: مالكم؟ قالوا: حيل بيننا وبين خبر السماء، وأرسلت علينا الشهب، قالوا: ماحال بينكم وبين خبر السماء إلا شيء حدث، ﴿فاضْرِبُوا مَشَارِقَ الأرضِ ومغَارِبَها﴾، فَانْظُرُوا مَا هٰذا الذي حال بينكم وبين خبر السماء، فانصرف أولئك الذين توجهوا نحو تهامة إلى النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وهو بنخلة عامدين إلى سوق عكاظ، وهو يصلي بأصحابه صلاة الفجر، فلما سمعوا القرآن استمعوا له، فقالوا: هذا واللّٰه الذي حال بينكم وبين خبر السماء، فهنالك حين رجعوا إلى قومهم، قالوا: يا قومنا: ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ يَّهْدِيْٓ إِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا ۝﴾ (الجن:۲) فأنزل اللّٰه على نبيه صلى اللّٰه عليه وسلم: ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ﴾ (الجن:۱) وإنَّمَا أُوحِيَ إِلَيْهِ قَوْلُ الجِنِّ". [1]

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، ندوی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۴/۶/۱۴۴۲ھ)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأذان، باب الجهر بقراة صلاة الصبح": ج۱ص۱۰۶، رقم:۷۷۳.

فصل ثانی

سیرت الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی نسل:

(۲۵) **سوال**: حضرت نوح علیہ السلام کے کس بیٹے کی نسل دنیا کے کس علاقے کے لوگ ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہنواز، خاں میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت نوح علیہ السلام کے تین لڑکے تھے حام، سام، یافث۔ حام کی اولاد افریقی ممالک کے لوگ اور بعض نے ہندوستان کے باشندے مراد لئے ہیں اور سام کی اولاد اہل عرب، روم اور فارس کے لوگ ہیں اور یافث کی اولاد میں یاجوج ماجوج اور ترک، منگول وغیرہ ہیں۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت حواء علیہا السلام کا مہر:

(۲۶) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء علیہ السلام کو مہر میں کیا عنایت فرمایا تھا؟ کیا ہمارے یہاں بھی اس کو مہر بنانا جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی شبیر احمد، سہارنپور

(۱) مفتي محمد شفيع العثمانيؒ، معارف القرآن: ج ۷، ص: ۴۴۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء سے قربت کرنا چاہی، تو انہوں نے مہر طلب کیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ! میں ان کو مہر میں کیا دوں؟ ارشاد ہوا کہ اے آدم! آپ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر تین مرتبہ درود بھیجو، چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کے ساتھ قربت فرمائی۔[1] یہ انبیاء کی خصوصیت میں ہے۔ ہماری شریعت میں یہ چیز نہیں ہے؛ اس لئے ہماری شریعت کے مطابق مہر روپیہ، پیسہ، سونا، چاندی اور دیگر سامان جس کی قیمت کم از کم دس درہم چاندی کے برابر ہو وہ ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام کی یوم پیدائش کیا ہے؟

(۲۷) **سوال:** حضرت آدم علیہ السلام کا یوم پیدائش کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعزیز، مدراسی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسلم شریف کی صحیح روایت ہے کہ سورج طلوع ہونے والے دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔[2] اور ایک

---

(۱) إن اللّٰہ لما خلق آدم خلق له حواء من ضلع من أضلاعه اليسرى وهو نائم فلما استيقظ ورأها سكن إليها ومد يده إليها فمنعته الملائكة حتى يؤدي مهرها، فقال: وما مهرها، قالوا: تصلي على محمد صلى اللّٰہ عليه وسلم ثلاث مرات. (المواهب اللدنية للقسطلاني: ج۱ص:۲۵)

(۲) خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة، فيه خلق آدم، وفيه أدخل الجنة، وفيه أخرج منها، ولاتقوم الساعة إلا في يوم الجمعة. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الصلاة: باب الجمعة، الفصل الأول'': ج۱ص:۱۱۹، رقم:۱۳۵۶)

قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کی وفات بھی جمعہ کے دن ہوئی تھی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کتنے سال پہلے دنیا میں جنات آباد تھے؟

(۲۸) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے کتنے سال پہلے دنیا میں جنات آباد تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد الیاس، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: پیدائش آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال پہلے سے دنیا میں جنات آباد تھے، جب انہوں نے قتل وغارت گری شروع کردی تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا ایک لشکر بھیجا جنہوں نے جنات کو بھگا کر پہاڑوں، سمندروں، جزیروں اور ویران علاقوں میں پہونچا دیا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عصاء موسیٰ کی خصوصیات کیا تھیں؟

(۲۹) **سوال**: عصاء موسیٰ کی خصوصیات کیا تھیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اخلاق، بنگلہ دیش

---

(۱) محمد بن سعد، طبقات ابن سعد: ج۱ص:۸.

(۲) جلال الدين السيوطي، الدر المنثور: ج۲ص:۱۱۱.

الجواب وباللہ التوفیق: عصاء موسیٰ کی خصوصیات حسب ذیل لکھی جاتی ہیں، جو جلالین شریف میں ہیں:

(۱) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سفر میں ہوتے تو یہ لاٹھی آپ سے باتیں کرتی تھی اور چلتی تھی۔

(۲) جب آپ کو بھوک ستاتی اور کوئی چیز کھانے کو نہ ملتی تھی عصاء کو تو زمین پر مارتے تو زمین سے ایک دن کا کھانا نکل جاتا تھا، آپ اس کو نوش فرمالیتے تھے۔

(۳) جب پیاس لگتی تو آپ اس عصاء کو زمین میں گاڑ دیتے وہاں سے پانی ابلتا تھا، جب اٹھا لیتے، تو خشک ہو جاتا تھا۔

(۴) جب پھل کھانے کی خواہش ہوتی، تو آپ عصاء کو زمین پر گاڑ دیتے تو یہ درخت بن جاتا پتے آجاتے اور پھل آجاتے۔

(۵) کنویں سے پانی نکالنے کی ضرورت پیش آتی، تو کنویں کی گہرائی کے مطابق اس عصاء کی لمبائی ہو جاتی اور اس میں دو شاخیں تھیں جو ڈول کا کام دیتیں جو پانی بھر لاتی تھیں۔

(۶) رات کے وقت اس میں روشنی پیدا ہو جاتی۔

(۷) جب کوئی دشمن سامنے آتا تو یہ عصا اس سے خود بخود لڑ کر اس پر غالب آجاتا۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۹/۱/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس زبان میں سمجھایا؟

(۳۰) **سوال:** حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کس زبان میں سمجھایا اور دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیا، ان کی زبان کیا تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: ابوہریرہ شمیم، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

(۱) جلال الدین السیوطي، تفسیر جلالین: ج۱، ص: ۴۰۷.

الجواب وباللہ التوفیق: کتب تفاسیر وشرح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زبان سریانی تھی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۸/۱۵ھ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی شادیاں کیں اور ان سے کتنی اولاد ہوئیں؟

(۳۱) **سوال:** حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتنی عورتوں سے شادی کی اور ان سے کتنی اولاد پیدا ہوئی تھیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مفتی عرفان خان، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا ان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس کے بعد حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے بھی حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ (۲)

ان دونوں بیویوں کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قطورا بنت یقطن سے شادی کی ان سے چھ اولاد ہوئیں جن کے نام یہ ہیں:

(۱) یقشان (۲) زمران (۳) مدین (۴) مدان (۵) نشق (۶) سو۔

---

(۱) ابن كثير، البداية والنهاية: ج۲، ص: ۱۵۲.

(۲) قيل كانت هاجر جارية ذات هيئة فوهبتها سارة لإبراهيم، وقالت: خذها لعل الله يرزقك منها ولدا، وكانت سارة قد منعت الولد حتى أسنت فوقع إبراهيم على هاجر فولدت إسماعيل فلما ولد إسماعيل حزنت سارة حزنا شديدا فوهبها الله إسحاق. (أبو الحسن الجزري، الكامل في التاريخ: ج۱، ص۹۴)

اور قطورا کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجون بنت اہیر سے شادی کی تھی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتنے سال زندہ رہیں گے اور ان کا مدفن کہاں ہوگا؟

(۳۲) **سوال**: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے کے بعد، دنیا میں کتنے سال تک زندہ رہیں گے اور ان کا مدفن کہاں ہوگا۔

فقط: والسلام
المستفتی: مطیع الحق، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لاکر پینتالیس سال دنیا میں زندہ رہیں گے اور میرے مقبرے کے قریب دفن ہوں گے اور قیامت کے دن میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساتھ ہی قبر سے اٹھیں گے۔ یہ حدیث علامہ ابن جوزی نے عقائد نفس میں ذکر کی ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ''أیضاً'':

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، : ج۲،ص۴۸۰؛ وحاشیہ جلالین: ج۱،ص۵۲.

عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ينزل عيسىٰ ابن مريم إلى الأرض فيتزوج ويولد له ويمكث خمسا وأربعين سنة ثم يموت فيدفن معي في قبري فأقوم أنا وعيسىٰ ابن مريم في قبر واحد بين أبي بكر وعمر، رواه ابن الجوزي في كتاب الوفاء. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب نزول عيسىٰ عليه السلام، الفصل الثالث'': ج۲،ص۴۸۰،رقم:۵۵۰۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کا فاصلہ کتنا ہے؟

(۳۳)**سوال:** حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کتنے سال کا فاصلہ ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد یامین، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ایک ہزار نو سو پچھتر سال عرصہ گزرا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

(۳۴)**سوال:** حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید محمود صاحب، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سرندیپ میں ہے۔(۲) بعض حضرات مسجد حنیف میں

---

(۱)بین یدي قلبي من التوراة أي وهي کتاب موسیٰ وکان بینه وبین عیسیٰ ألف وتسعمائة وخمس وسبعون سنة وأول أنبیاء بني إسرائیل یوسف وآخرهم عیسیٰ. (حاشیة جلالین: ج۲،ص:۵۱)

اور ابن عسا کر نے ایک ہزار نو سو پچیس سال کا فاصلہ بیان کیا ہے۔

ومن موسیٰ إلی داؤد خمسمائة سنة وتسعة وستون سنة ومن داؤد إلی عیسیٰ ألف وثلاث مائة سنة وست وخمسون سنة. (تاریخ مدینه دمشق: ج۱،ص:۴۰)

(۲)قال علي بن أبي طالب وقتادة وأبو العالیه، أهبط بالهند فقال قوم بل أهبط بسرندیب علی جبل یقال له: نود. (المنتظم، لابن الجوزي، "باب ذکر آدم علیه السلام": ج۱،ص:۲۰۸)

ہونے کے قائل ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۲/۱۹ھ)

حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ وعمر:

(۳۵) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں آئے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا اور وہ کب تک بقید حیات رہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالاحد، موتی مسجد، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: حسب تصریح سیرت خاتم الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں تشریف لائے ہوئے تقریباً ۶۸۴۸ر چھے ہزار آٹھ سو اڑتالیس سال ہو گئے (۲)۔ حضرت آدم علیہ السلام حسب تصریح النور المبین: ۹۳۰ر (۳) سال اور حسب تصریح حیات الحیوان ۹۴۰ر سال بقید حیات رہے۔ تاہم اس پر کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی، مگر امام ابن عساکر کی عبارت سے مذکورہ وضاحت ملتی ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۳/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه، قال: صلى جبريل على آدم كبر عليه أربعاً وصلى جبريل بالملائكة يومئذ ودفن في مسجد الحنيف واحد من قبل القبلة ولحد له وكتم كبره. (''أيضاً''،:ج۱،ص:۲۲۸)

(۲) محمد بن إسحاق بن يسار قال: كان من آدم إلى نوح ألف ومائتا سنة ومن نوح إلى إبراهيم ألف ومائة واثنتان وأربعون سنة وبين إبرهيم إلى موسىٰ خمسمائة وخمس وستون سنة ومن موسىٰ إلى داؤد خمسمائة تسعة وستون سنة ومن داؤد إلى عيسىٰ ألف وثلاثة مائة وست وخمسون سنة ومن عيسىٰ إلى محمد عليه السلام ستمائة سنة فذلك خمسة آلاف وأربعمائة واثنان وثلاثون سنة، هذا الأجمال صحيح. (تاريخ دمشق الابن عساكر: ج۱،ص:۳۱)

(۳) أحمد بن محمد الصاوي، تفسير الصاوي: ج۱،ص:۴۹.

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام؟

(۳۶) **سوال**: حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ کا کیا نام تھا؟ تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالواحد، ارریہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام ''یوخابذ'' یا ''یوکابذ'' بنت لاوی بن یعقوب'' تھا۔ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے ثعلبی کا یہی قول نقل کیا ہے اور یہی راجح قول ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان:

(۳۷) **سوال**: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان کون سی تھی؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد منعم، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان تو سریانی تھی، مگر جب نمرود کے کارندوں کے ساتھ آپ علیہ السلام نے گفتگو فرمائی، تو اس وقت عبرانی زبان میں گفتگو کی تھی، تاکہ وہ گرفت نہ کرسکیں۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) امام بغوی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان کا نام یوحانذ بنت لاوي بن یعقوب تھا۔ (البغوي، معالم التنزیل (تفسیر بغوي) ج۳، ص: ۴۲۵)

(۲) كان آدم عليه السلام يتكلم باللغة السريانية وكذلك أولاده من الأنبياء...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا لباس!

(۳۸) **سوال**: جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے بدن پر کون سا لباس تھا اور دنیا میں کس چیز کا لباس پہنا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالسمیع، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت وہب فرماتے ہیں کہ آپ کے بدن پرنور کا لباس پڑا ہوا تھا اور دنیا میں اتارے جانے کے بعد بھیڑ کے بالوں کا خود تیار کردہ جبہ زیب تن فرمایا اور حضرت حواء علیہا السلام کے لئے لفافہ اور اوڑھنی تیار کر کے دی، انہوں نے وہ استعمال فرمائی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۸/۴/۱۴۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے:

(۳۹) **سوال**: حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح حضرت زلیخا سے ہوا تھا یا نہیں؟ نکاح خواں بعد نکاح جو دعا مانگتے ہیں اس میں یہ جملہ بھی بڑھا دیتے ہیں کہ ’’**اللهم ألف بينهما كما ألفت بين يوسف وزليخا**‘‘ تو یہ نکاح خواں حضرات کی ایجاد ہے یا اس کی کوئی اصل ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبداللہ صاحب، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بعض معتبر تفاسیر میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وغيرهم غير أن إبراهيم عليه السلام حولت لغته إلى العبرانية حين عبر النهر أي الفرات. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، باب قول الله: ونضع الموازين‘‘: ج۱،ص:۵۳،رقم:۳)

(۱) عن وهب بن منبه أنه كان لباسهما من النور. (محمد ثناء الله پانی پتی، تفسير المظهري،’’سورة الأعراف:۲۲‘‘: ج۳،ص:۳۵۹)

نکاح زلیخا سے ہوا ہے؛ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی تفسیر معارف القرآن میں ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس زمانہ میں عزیز مصر (قطمیر) کا انتقال ہوگیا تو شاہ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کی شادی کرادی۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زلیخا کے بطن سے دو لڑکے بھی پیدا ہوئے، ایک کا نام افرایم، دوسرے کا نام منشا تھا۔ تفسیر قرطبی، تفسیر ابن کثیر، معارف القرآن میں دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک سو دس سال یا ایک سو سات سال کی عمر میں وفات پائی اور عزیز مصر کی عورت کے بطن سے ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی۔ ایک کا نام افرایم، دوسرے کا نام میشا تھا اور لڑکی کا نام رحمت تھا، جو حضرت ایوب علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۷/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا کیا نام ہے؟

(۴۰) **سوال**: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا کیا نام ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر رضاء، سنت کبیر نگر

---

(۱) وكان الذي اشتراه من مصر عزيز ها وهو الوزير: حدثنا العوفي عن ابن عباس رضي الله عنه، وكان إسمه قطفير، وقال محمد بن إسحاق: اسمه أطفير بن روحيب وهو العزيز وكان على خزائن مصر، وكان الملك يومئذ الريان بن الوليد رجلٌ من العماليق. وقال: وإسم إمرائة واعيل بنت دعائيل، وقال غيره إسمها زليخا. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، "سورة يوسف": ج۴،ص:۳۲۴)

وقال اشتراه من مصر يعني قطفير لإمراء ته إسمها راعيل وقيل زليخا. (محمد ثناء الله پاني پتيؒ، تفسير المظهري، "سورة يوسف": ج۵،ص:۱۵۱)

مفتي محمد شفيع عثمانيؒ، معارف القرآن "سورة يوسف:۲۱": ج۵،ص:۸۹.

محمد إدريس كاندهلويؒ، معارف القرآن "سورة يوسف:۲۱": ج۴.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت زکریا علیہ السلام کی اہلیہ کا نام ایشاع بنت فاقوذ ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کے نام کیا کیا ہیں؟

(۴۱)**سوال:** حضرت مریم علیہا السلام کے والدین کے نام کیا کیا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار عمر، شانتی نگر، ممبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام عمران اور والدہ کا نام حَنّہ ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۶/۲۶ھ)

---

(۱) قوله تعالیٰ: ﴿وكانت امرأتي عاقراً﴾ امرأته هي إيشاع بنت فاقوذ ابن قبيل، وهي أخت حنه بنت فاقوذا قاله الطبري، وحنة هي أمّ مريم.

وقال القرطبي: امرأة زكريا هي إيشاع بنت عمران فعلى هذا القول: يكون يحيىٰ ابن خالة عيسىٰ عليهما السلام على الحقيقة، وعلى القول الأخر يكون ابن خالة أمه. (أبو عبد اللّٰه محمد، تفسير القرطبي، ''سورة مريم:۱۵'': ج۱۱،ص:۷۹)

(۲)أحمد بن محمد الصاوي، تفسير الصاوي: ج۳،ص۳۶.

﴿إِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ إِنِّيْ نَذَرْتُ لَكَ مَافِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(سورة آل عمران:۳۵)

قال الدمشقي: إمراء ة عمران هذه أم مريم بنت عمران عليها السلام وهي حنه بنت فاقوذ. (ابن كثير، تفسير ابن كثير، ''سورة آل عمران:۳۵'': ج۴،ص:۳۲۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے اولاد کتنی ہوئیں؟

(۴۲) **سوال**: حضرت یوسف علیہ السلام کے یہاں زلیخا سے کتنی اولاد ہوئیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: رشید اللہ اسلامی، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت یوسف علیہ السلام کے زلیخا سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ''افراثیم، میشا''[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

وہ کونسے انبیاءؑ ہیں جن کے نام پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے تھے؟

(۴۳) **سوال**: وہ کونسے انبیاء علیہم السلام ہیں جن کے نام پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے رکھ دیئے تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری محترم صاحب، دہرادون

الجواب وباللہ التوفیق: پانچ نبیوں کے نام ان کی پیدائش سے قبل رکھے گئے ہیں:

(۱) نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ ارشاد باری ﴿**مبشرا برسول يأتي من بعدي، إسمه أحمد**﴾[۲]

(۱) وقيل إنه لما مات زوجه إمرأته زليخا فوجدها عذراء، لأن زوجها كان لا يأتي النساء فولدت ليوسف عليه السلام رجلين وهما افراثيم ومنشا. (ابن كثير، البداية والنهاية، ''ذكر ما وقع من الأمور'': ج۱، ص:۲۱۰)
فزوج الملك يوسف راعيل امرأة العزيز، فلما دخل عليها قال: أليس هذا خيراً مما كنت تريدين؟ فقالت: أيها الصديق لا تلمني، فأني كنت المرأة حسناء ناعمة كما ترى، وكان صاحبي لا يأتي النساء، وكنت كما جعلك الله من الحسن فغلبتني نفسي. فوجدها يوسف عذراء فأصابها فولدت له رجلين إفراثيم بن يوسف، ومنشا بن يوسف. (القرطبي، الجامع لأحكام القرآن: ج۹، ص:۲۱۳)

(۲) ﴿وَإِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ (سورة الصف: ۶)

(۲) حضرت یحییٰ علیہ السلام جن کا ذکر قرآن پاک میں ﴿یزکر یا إنا نبشرك بغلام إسمه یحیی﴾ [۱]

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کا ذکر قرآن پاک میں ﴿بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم﴾ [۲]

(۴) حضرت اسحاق علیہ السلام۔ (۵) حضرت یعقوب علیہ السلام۔

جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے ﴿فبشرناه بإسحاق ومن وراء إسحاق یعقوب﴾ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بعض ازواج مطہرات کو ماں ماننے سے انکار کرنا:

(۴۴) **سوال**: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اگر کوئی شخص ماں ماننے سے انکار کرے یا بعض کو ماں مانتا ہے، بعض کو ماں نہیں مانتا، تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: توکل، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم کی آیت ہے ﴿وأزواجه أمهاتهم﴾ [۴]
اس آیت میں صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مؤمنوں کی مائیں ہیں اور حضرت خدیجہ ودیگر ازواج کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہونا مشہور احادیث سے ثابت ہے

---

(۱) ﴿یٰزَکَرِیَّآ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا﴾ (سورة مریم:۷)

(۲) ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ إِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِي الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾ (سورة آل عمران:۴۵)

(۳) ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِإِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ إِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ﴾ (سورة هود:۷۱)
الإتقان: ج۲، ص:۳۴۹.

(۴) سورة الأحزاب:۸.

اس لئے صورت مسئولہ میں قرآن کی صراحت کی بنا پر مذکورہ شخص ایمان کے دائرہ سے خارج ہوگیا ان پر تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۳/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت آدم علیہ السلام:

(۴۵) **سوال**: حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک کتنا عرصہ گزر چکا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، بنارس

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت آدم علیہ السلام سے اب تک کتنا عرصہ گزرا ہے تاریخ اس کی صحیح نشادہی کرنے سے عاجز ہے، نیز یہ بات ایمانیات اور معتقدات کے قبیل سے نہیں اس لئے زیادہ چھان بین کی بھی ضرورت نہیں، اور صحیح نشان دہی مشکل اور دشوار ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کبتہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۲۴: ۱۴۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وقوله: ﴿وأزواجه أمهاتهم﴾ قال الطبري: وحرمة أزواجه حرمة أمهاتهم عليهم في أنهن يحرم عليهن نكاحهن من بعد وفاته، كما يحرم عليهم نكاح أمهاتهم. (محمد طبري، جامع البيان في بيان تأويل القرآن، "سورة الأحزاب": ج۲۰، ص:۲۰۹)

(۱) قال ابن عابدين: وليست من المسائل التي يضر جهلها أو سأل عنها. (ابن عابدين، رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب في الكلام علي أبوى النبي وأهل الفترة": ج۳، ص:۱۸۵)
(أشرف علي التهانويؒ، أشرف الجواب: ص:۱۱۹)

کیا بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نکاح نہیں کیا؟

(۴۶) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام مفتیان عظام درجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں:
ایک مولانا صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا کہ بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نکاح نہیں کیا ہے؟ کیا یہ بات تحقیق شدہ ہے؟ ''نعوذ باللّٰہ'' کیا وہ نکاح کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ساجد، گرول بہار

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی صفت کو بیان کیا ہے ﴿اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا ۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾[1] اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو بشارت دیتا ہے یحییٰ علیہ السلام کی جن کے احوال یہ ہوں گے کہ وہ کلمۃ اللہ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے ہوں گے اور مقتدائے دین ہوں گے اپنے نفس کو لذات سے روکنے والے (عورت کے پاس نہیں جائیں گے) نبی اور صالحین میں سے ہوں گے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لفظ ''حصور'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وحصورا'' عطف علی ما قبله ومعناه الذي لا يأتي النساء مع القدرة على ذلك والإشارة إلى عدم انتفاعه عليه السلام بما عنده لعدم ميله للنكاح لما أنه في شغل شاغل عن تلك''[2]

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نکاح کرنے کی قدرت تھی؛ لیکن آخرت کا خیال ان پر اس قدر غالب تھا کہ نہ ان کو بیوی کی ضرورت محسوس ہوئی اور نہ ہی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی فرصت ملی؛ اس لیے حضرت یحییٰ علیہ السلام نے نکاح نہیں کیا، صاحب مرقاۃ

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۳۹.
(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، ''آل عمران: ۳۹-۴۰'': ج ۳، ص: ۱۴۸.

ملاعلی قاری رحمۃ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے:

’’عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه سلم: ينزل عيسىٰ بن مريم إلى الأرض فتزوج ويولد له‘‘[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قرب قیامت میں نازل ہوں گے تو نکاح کریں گے۔

الحاصل: قرآن وحدیث کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ ان دو پیغمبروں نے نکاح نہیں کیا ہے، مولانا صاحب نے دورانِ تقریر جو بات کہی ہے وہ صحیح ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ’’كتاب الفتن: باب نزول عيسىٰ عليه السلام، الفصل الأول‘‘: ج۸، ص: ۴۱۸.

فصل ثالث

سیرتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین

وہ کون صحابی ہیں جن کو شیر نے قافلہ تک پہونچایا تھا؟

(۴۷) **سوال**: ایک صحابی جو قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے اور ان کو شیر نے اپنے اوپر سوار کر کے قافلہ تک پہونچایا تھا وہ کون صحابی تھے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ارشد اشرف علی، گنگوہ

الجواب وباللہ التوفیق: وہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ تھے جو قافلہ سے پیچھے رہ گئے تھے تو شیر آ گیا انہوں نے اس کو کہا: میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مجھ کو قافلہ سے ملنا ہے تو اس نے ان کو اپنے ساتھ لیجا کر قافلہ سے ملا دیا تھا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت حلیمہ سعدیہ کب اسلام لائیں؟

(۴۸) **سوال**: بہشتی زیور میں تحریر ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف پر جہاد

---

(۱) وعن ابن المنكدر أن سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم أخطأ الجيش بأرض الروم أو أسر فانطلق هاربا يلتمس الجيش فإذا هو بالأسد. فقال: يا أبا الحارث أنا مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من أمري كيت وكيت فأقبل الأسد له بصبصة حتى قام إلى جنبه كلما سمع صوتا أهوى إليه ثم أقبل يمشي إلى جنبه حتى بلغ الجيش ثم رجع الأسد. رواه في شرح السنة. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الفتن: باب الكرامات، الفصل الثاني'': ج۲،ص:۵۴۵،رقم:۵۹۴۹)

کیا تو اس وقت حضرت حلیمہ سعدیہ اپنے شوہر اور لڑکے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر ان کی عزت کی وجہ سے بچھا دی اور ان کو سلام کیا تو کیا حلیمہ سعدیہ اس وقت مسلمان نہیں تھیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

فقط: والسلام

المستفتی: قاری اللہ مہر صدیقی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰه التوفيق: حضرت حلیمہ سعدیہ ایام رضاعت میں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کے زمانے میں مسلمان نہیں تھیں مگر موحد ہو سکتی ہیں، اگر چہ یہ بات کہیں نظر سے نہیں گزری اور غالباً وہ غزوۂ حنین کے بعد اسلام لائی ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۱۲/۲۸ھ)

الجواب صحيح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اسلام سے قبل کس مذہب کو مانتے تھے؟

(۴۹)**سوال:** حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کب مسلمان ہوئے اور اسلام سے قبل آپ کس مذہب کو مانتے تھے؟

فقط: والسلام

المستفتی: حافظ نور محمد، دیوبند

---

(۱)عن برة بنت أبي تجراة قالت: أول من أرضع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثويبة بلبن ابن لها يقال له: مسروح أياماً قبل أن تقدم حليمة وكانت قد أرضعت قبله حمزة بن عبد المطلب وأرضعت بعده أبا سلمة بن عبد الأسد المخزومي.

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال: كانت ثويبة مولاة أبي لهب قد أرضعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أياماً قبل أن تقدم حلمية وأرضعت أبا سلمة بن عبد الأسد معه فكان آخاه من الرضاعة. (أبو عبد اللّٰه محمد بن سعد، الطبقات الكبرى:ج۱،ص:۱۰۸)

وصحح ابن حبان وغيره حديث إسلام حليمة وانتها الشيماء. (أبو مدين: بن أحمد:ج۱،ص:۸۵)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اسلام سے قبل آپ آتش پرست تھے اور آپ کا پہلا نام مابہ ابن بوزخشاں تھا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز؟

(۵۰) **سوال:** حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز ہوئی کہ نہیں؟ اگر ہوئی، تو کس نے پڑھائی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محفوظ الرحمٰن، جھارکھنڈی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی؟ یہ بات تاریخ میں کسی جگہ وضاحت کے ساتھ نہیں ملتی، صرف اتنا ملتا ہے کہ اس وقت بہتر افراد شہید ہوئے تھے، ان تمام کو شہادت کے ایک دن بعد قریب کے گاؤں والوں نے دفن کیا تھا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲:۶/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال حدثني سلمان الفارسي: من فيه قال: كنت رجلا فارسياً من أهل قرية يقال لها جى (اسم المدينة) وكان أبي دهقان قريته وكنت أحب خلق الله إليه لم يزل حبه إياي حتى حبسني في بيته كما تحبس الجارية واجتهدت في المجوسية حتى كنت قطن النار التى يوقدها لا يتركها تخبو ساعة الخ. (أبو الفداء ابن كثير، البداية والنهاية، إسلام سلمان الفارسي: ج۳، ص: ۳۸۰)

(۲) فقتل من أصحاب الحسين رضي الله عنه إثنان وسبعون رجلاً ودفن الحسين وأصحابه أهل الغاضرية من بني أسد بعد ما قتلوا بيوم. (أبو الفداء ابن كثير، البداية والنهاية: ج۸، ص: ۱۸۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی شادیاں کیں؟

(۵۱) **سوال**: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کتنی شادیاں کیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے کتنے عرصہ کے بعد یہ شادیاں کیں تحقیق کر کے بتائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: توکل احمد، مہاراشٹر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نو شادیاں کیں، ایک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے باقی آٹھ شادیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد کیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے انتقال یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے کتنے سال بعد کیں، یہ وضاحت نہیں مل سکی۔

حضرت علی کی بیویاں!

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
ام البنین بنت حرام رضی اللہ عنہا
لیلیٰ بنت مسعود رضی اللہ عنہا
اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
ام حبیبہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
ام سعید بنت عروہ ابن مسعود رضی اللہ عنہا
محیاۃ بنت امرأ القیس رضی اللہ عنہا
امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا
خولہ بنت جعفر رضی اللہ عنہا[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أبو الفداء ابن کثیر، البدایة والنهایة: ج۷، ص:۳۳۲.

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سن ولادت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سن خلافت:

(۵۲) **سوال**: (۱) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولادت کس سن میں ہوئی؟

(۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت کس سن میں ہوئی اور کیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا؟

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کس سن میں عہدہ خلافت پر متمکن ہوئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعزیز، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: (۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے تین سال بعد ۵۷۴ء میں ہوئی۔ (۱)

(۲) جس سال ابرہہ بادشاہ نے بیت اللہ پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ابابیل پرندوں کے ذریعہ اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اس واقعہ کے تیرہ سال کے بعد ۵۸۴ عیسوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی اور آپ نے بعمر ۲۷/ سال اسلام قبول کیا۔ (۲)

(۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ اور آپ کو اسود تجیبی نے ۳۵ھ بروز جمعہ کو شہید کیا، حضرت حکیم بن حزام نے نماز جنازہ پڑھائی، ہفتہ کی شب میں جنت البقیع میں دفن کئے گئے، آپ کی کل عمر ۸۲ سال ہوئی۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) أبو الحسن علی بن أبي الكرم، الكامل في التاريخ: ج۲،ص:۴۱۹.

(۲) جلال الدين السيوطي، تاريخ الخلفاء:ص:۱۰۹.

(۳) بدر الدين العيني، عمدة القاري: ج۳،ص:۵.

حضرت علیؓ کا نکاح کس نے پڑھایا اور نکاح ان کی موجودگی میں ہوا تھا یا نہیں؟

(۵۳) **سوال**: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ہوا یا عدم موجودگی میں، نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح کس نے پڑھایا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ایوب، بجنور

الجواب وبالله التوفيق: ”عن عبدالله بن بريدة عن أبيه قال خطب أبوبكر وعمر رضي الله عنهما فاطمة رضي الله عنها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنها صغيرة ثم فخطبها علي فزوجها منه“(۱)

حدیث کے الفاظ اور عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا پیغام دیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ان سے کرا دیا، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلس میں نہ ہوتے، تو قبول کون کرتا وہ مجلس میں موجود تھے اور قبول انہوں نے ہی کیا تھا، اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۵/۲۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد، کیا حضرت حسینؓ کو خلفیہ بنایا گیا تھا؟

(۵۴) **سوال**: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد، کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تھا، جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے، اگر ان کو خلیفہ بنایا، تو اس کی کیا

---

(۱) مشكوة المصابيح، ”كتاب الفتن: باب مناقب علي رضي الله عنه، الفصل الثالث“: ج۲،ص:۵۶۵،رقم:۶۱۰۴.
(۲) أخرجه النسائي، في سننه، ”كتاب النكاح: باب تزوج المرأة مثلها“: ج۲،ص:۵۸،رقم:۳۲۲۱.

صورت تھی، کسی علاقہ خاص کا یا جس طرح امیر المومنین ہوئے ہیں اسی طرح۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شفیق حسین، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا، یہ آپ سے کس نے کہہ دیا، یا آپ نے کہاں دیکھ لیا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا، یہ غلط ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۴/۱۷ھ)

خلفاء راشدین نے آنحضور ﷺ کے زمانہ میں غزوات کیے ہیں یا نہیں؟

(۵۵) **سوال:** خلفاء راشدین نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوات کیے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خورشید، کھتولی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خلفاء راشدین غزوات میں شریک ہوئے ہیں۔ اس بارے میں تاریخ وسیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۹/۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) حیاۃ الحیوان میں لکھا ہے کہ: جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے، تو لوگ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

حضرات خلفائے ثلاثہ کی ازواج مطہرات کے اسماء گرامی:

(۵۶) **سوال**: عرض خدمت این کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، ان تینوں حضرات کی اہلیہ کے اسمائے گرامی کیا ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد امجد، میرٹھی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا نام اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا[۱] اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کا نام زینب بنت مظعون رضی اللہ عنہا[۲] اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما تھیں۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمارے علم کے مطابق آپ سے زیادہ کوئی خلافت کا مستحق نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، لیکن جب لوگوں کا اصرار ہوا، تو انہوں نے کہا کہ میں گھر میں خفیہ بیعت نہیں کرسکتا؛ چنانچہ لوگ مسجد میں جمع ہوگئے اور تمام مہاجرین وانصار آپ کی بیعت پر متفق ہوگئے۔ (حیاۃ الحیوان اردو: ج۱، ص: ۲۰۱؛ تاریخ الخلفاء اردو: ص: ۲۱۹)

(۲) محمد ادریس کاندھلویؒ، سیرت المصطفیٰ: ج۲، ص: از ۱۳۶ تا ۱۴۳۔

(۱) أسماء بنت عميس هاجرت مع زوجها جعفر إلى الحبشة فلما اشتشهد بموتة تزوجها بعده أبو بكر رضي الله عنه (فولدت له محمداً). (شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي، تاريخ الإسلام (حرف الباء): ج۴، ص: ۱۷۸)

(۲) ذكر أولاد عمر رضي الله عنه كان له من الولد عبد الله وعبد الرحمن وحفصة أمهم زينب بنت مظعون وزيد الأكبر ورقية أمهما أم كلثوم بنت علي وزيد الأصغر وعبيد الله وأمهما أم كلثوم بنت جرول. (جمال الدين، ابن الجوزي، تلقيح فهو أهل الأثر، باب ذكر أولاد عمر رضي الله عنه: ج۱، ص: ۷۶)

(۳) رقية بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم أمها خديجة تزوجها عتبة بن أبي لهب قبل النبوة فلما بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنزل عليه ﴿تبت يدا أبي لهب﴾ المسد قال أبو لهب لإبنه رأسي حرام إن لم تطلق ابنته ففارقها ولم يكن دخل بها وأسلمت حين أسلمت أمها خديجة وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم هي وأخواتها حين بايعه النساء فتزوجها عثمان بن عفان وهاجرت معه إلى أرض الحبشة

الهجرتين جميعاً وكانت قد أسقطت من عثمان سقطا ثم ولدت له بعد ذلك عبد الله الخ.
أم كلثوم بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم أمها خديجة تزوجها عتبة ابن أبي لهب قبل النبوة وأمره أبوه أن يفارقها للسبب اللذي ذكرناه في أمر رقية ففارقها ولم يكن دخل بها فلم تزل بمكة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وأسلمت حين أسلمت أمها وبايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أخواتها حين بايعه النساء هاجرت إلى المدينة حين هاجر رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما توفيت رقية تزوجها عثمان بن عفان وتوفيت في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم في شعبان سنة تسع من الهجرة. (ابن الجوزي، تلقيح، باب ذكر الاناث من أولاد النبي صلى الله عليه وسلم: ج۱ص:۳۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب

اسلامی اور غیر اسلامی فرقے
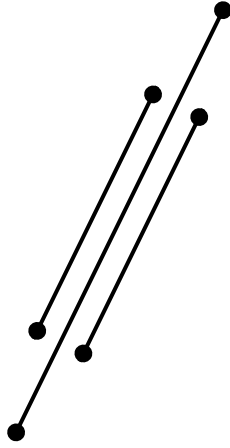
فصل اوّل: اہل سنت والجماعت

فصل ثانی: جماعت اہل حدیث

فصل ثالث: جماعت اسلامی

فصل رابع: بریلویت

فصل خامس: شیعیت

فصل سادس: قادیانیت

فصل اوّل

اہل سنت والجماعت

اہل حدیث کے اختلاف کی حیثیت:

(۱) **سوال**: غیر مقلد (اہل حدیث) کے متعلق تفصیل مطلوب ہے، کیا یہ اپنے دعووں میں صحیح ہیں؟ جب کہ بہت سارے اختلافات ہم جیسوں کے علم میں ہیں، سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا، ڈاڑھی کی مقدار، سنت چار رکعت والی کوئی نماز، عمرہ کے تعلق سے کہتے ہیں کہ پہلے عمرہ کے بعد دوبارہ مسجد عائشہ سے عمرہ صحیح نہیں ہوتا، نماز میں رفع یدین اور ہاتھوں کا باندھنا، وغیرہ وغیرہ۔

فقط: والسلام
المستفتی: عتیق احمد، کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مقلدین ائمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے، بلکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم قرآن وحدیث سے خود مسائل کو سمجھتے ہیں، ظاہر ہے کہ ائمہ اربعہ نے قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں مہارت کے بعد انہیں سے مسائل کی تخریج فرمائی ہے، اور انہیں آج کے لوگوں کے مقابلہ زیادہ ہی علم تھا، تقلید کا انکار کرنے والے گویا خود ہی مجتہد ہیں، اور متعدد مسائل میں اختلاف کرتے ہیں، ان باتوں پر اعتماد درست نہیں، تفصیل وتحقیق کے لئے مطالعہ غیر مقلدیت مؤلفہ مولانا صفدر خاں صاحب کا مطالعہ مفید ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۳/۱۲/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أهل الحق منهم أهل السنة والجماعة المنحصرون بإجماع من يعتد بهم في الحنفية والشافعية والمالكية والحنابلة، وأهل الهواء منهم غير المقلدين يدعون اتباع الحديث...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اہل سنت والجماعت کس کو کہتے ہیں؟

(۲) **سوال**: اہل سنت والجماعت کس کو کہتے ہیں اور جماعت اہل حدیث اس جماعت میں داخل ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عبدالرؤف، سیتاپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو توحید ورسالت اور ملائکہ وقرآن وحدیث پر اعتقاد رکھتے ہوں، قیامت وخیر وشر کے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہونے کے قائل ہوں، جماعت صحابہؓ کو برحق سمجھتے ہوں، قرآن وحدیث کی روشنی میں اجماع وقیاس سے مستنبط مسائل کو درست مانتے ہوں، قرآن وحدیث کی تشریحات وصحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین وسلف صالحین کی تشریحات کی موافقت کرتے ہوں؛ اور تشریحات میں عقلیات وظاہر کو ترجیح نہ دیتے ہوں وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ فی السوال لوگ اگر ایسے ہوں، تو اہل سنت والجماعت میں ہیں ورنہ نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۳/۷/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... وأني لهم ذلك. (أشرف علي التهانوي، مأة دروس: ص: ۲۸)

فإن أهل السنة قد افترق بعد القرون الثلاثة أو الأربعة على أربعة مذاهب ولم يبق مذهب في فروع المسائل سوى هذه الأربعة فقد انعقد الاجماع المركب على بطلان قول مخالف كلهم وقدقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يجتمع أمتي على الضلالة، وقال الله تعالىٰ: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط وَسَآءَ تْ مَصِيْرًا﴾ (محمد ثناء الله پانی پتیؒ، تفسير المظهري؛ ''سورة آل عمران: ۶۴'' ج۱، ص: ۶۴)

(۱) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليأتين على أمتي ما أتى على بني إسرائيل حذو النعل بالنعل حتى إن كان منهم من أتى أمه علانية، لكان في أمتي من يصنع ذلك، وإن بني إسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة، كلهم في النار إلا ملة واحدة، قالوا: ومن هي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة'': ج۲، ص: ۹۲، رقم: ۲۶۴۱) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا دیوبندی اہلِ سنت والجماعت ہیں:

(۳) **سوال**: اہل السنۃ والجماعت کس کو کہتے ہیں؟ کیا دیوبندی اہل السنۃ والجماعت کہلانے کے مستحق ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد یعقوب، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: اہل السنۃ والجماعۃ اس جماعت کے لوگوں کو کہتے ہیں، جو پیغمبر اسلام، خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، خصوصاً خلفاء راشدین کے طریقے اور سنت کے مطیع اور فرماں بردار ہوں، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: ''**وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي**''[1] یعنی کتاب وسنت کی اتباع کرنے والا فرقہ نجات پانے

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... قال صاحب المرقاة: المراد هم المهتدون المتمسكون بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي، فلا شك ولا ريب أنهم هم أهل السنة والجماعة، وقيل: التقدير أهلها من كان على ما أنا عليه وأصحابي من الاعتقاد والقول والفعل، فإن ذلك يعرف بالإجماع، فما أجمع عليه علماء الإسلام فهو حق وماعداه باطل. (ملا علي القاري، مرقاة المفاتيح، كتاب الإيمان'': ج۲،ص:۵۹، رقم:۱۷۱)

عن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتبعوا الأعظم: يعبر به عن الجماعة الكثيرة، والمراد ما عليه أكثر المسلمين قيل: وهذا في أصول الاعتقاد كأركان الإسلام، وأما الفروع كبطلان الوضوء بالمس مثلاً فلا حاجة فيه إلى الإجماع، بل يجوز اتباع كل واحد من المجتهدين كالأئمة الأربعة، وما وقع من الخلاف بين الماتريدية والأشعرية في مسائل فهي ترجع إلى الفروع في الحقيقية فإنها ظنيات. (ملا علي القاري، مرقاة المفاتيح، ''لزوم الجماعة'': ج۱،ص:۲۶۱، رقم:۱۷۴)

أقول الفرقة الناجية هم الآخذون في العقيدة والعمل جميعاً بما ظهر من الكتاب والسنة، وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين وإن اختلفوا فيما بينهم فيما لم يشتهر فيه نص، ولا ظهر من الصحابة اتفق عليه استدلالا منهم ببعض ما هنالك أو تفسير المجملة. (الإمام أحمد المعروف بشاه ولي الله الدهلوي؛ حجة الله البالغة، ''أبواب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفرقة الناجية وغيره الناجية'': ج۱،ص:۵۵۶)

إن هذه المذاهب الأربعة المروجة المحررة قد أجمعت الأمة أو من يعقد به منهما على جواز تقليد ها إلى: يومنا هذا. (''أيضاً'')

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراقِ هذه الأمة'': ج۲،ص:۹۳، رقم:۲۶۴۱.

والا ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہے اور ’’**كلهم في النار**‘‘ کے معنی یہ ہیں کہ بداعتقادی کی بنا پر جہنم میں جائیں گے، پھر جن کا عقیدہ حد کفر تک نہ پہونچا ہو وہ اپنی سزا بھگت کر دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردیئے جائیں گے، امت سے مراد مطلق اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا طریقہ وہ ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے، اہل بدعت وضلالت مراد نہیں ہیں، اور آج کے دور میں علماء دیوبند خود بھی پورے طور پر متبع سنت ہیں اور اس سنت رسول میں جو بدعت کی آمیزش لوگوں نے کردی ہے، اس کو الگ کر کے ختم کرنے والے عموماً علماء دیوبند ہیں؛ اس لئے کہا جاتا ہے کہ دیوبندی علماء اہل السنۃ والجماعت ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۱/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دیوبندی، وہابی کا حکم:

(۴) **سوال**: زید بولتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اور میں دیوبندی وہابی ہوں، اس کے بارے میں لوگوں نے فتویٰ بریلی عقائد کے مفتی سے منگوایا تھا، وہاں سے جواب آیا کہ ایسا کہنے والا کافر، مشرک، وہابی ہے، یہ کفریہ کلمات ہیں۔ اس کے یہاں کھانا جائز نہیں، بات وسلام کرنا جائز نہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اس کا نکاح کسی انسان سے جائز نہیں، تو اس سے زید بہت پریشان ہے۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ واضح کریں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلیم الدین، مدرسہ محمودیہ، نارتھ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ بالا صورت میں پہلی بات تو یہ ہے کہ زید کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں یہ قول بالکل درست ہے، جس مبتدع نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہا ہے اس نے بصراحت آپ کی ذات اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی فرق نہیں کیا ہے؛ چوں کہ قرآن نے علی الاعلان کہا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا علم اللہ کے علاوہ

کسی کو نہیں ہے، من جملہ انہیں میں غیب کا علم بھی ہے۔ (۱) انصاف کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے مقام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جگہ پر رکھیں، مگران بدعتیوں کو کیا کہئے، کار بد تو خود کریں، تہمت دھریں شیطان پر؛ نیز کسی پر کفر کا فتویٰ لگانا کوئی سہل کام نہیں ہے، چوں کہ فقہاء نے صاف فرما دیا ہے کہ اگر کسی شخص میں ۹۹/احتمالات کفر کے اور ایک احتمال ایمان کا ہو، تو بھی اس کو کافر نہ کہا جائے۔ (۲) پھر اس کی مثال تو غُلیل کے غلہ کی سی ہے کہ اگر غلہ کسی نرم زمین پر پڑے گا، تو اس میں پیوست ہو جائے گا اور اگر سخت زمین پر پڑے گا، تو پھینکنے والے پر لوٹ آئے گا۔ (۳) خلاصہ کلام یہ کہ کسی کو کافر کہنے سے احتیاط ضرور برتنی چاہئے، زید کے یہاں کھانا پینا، اس کے پاس اٹھنا، بیٹھنا سب درست ہے اور اس کا ایک نہیں؛ بلکہ چار عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: انوار الحق قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۷/۱۴۰۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

علماء فرنگی محل کا مسلک:

(۵) **سوال**: لکھنؤ میں جو مدرسہ فرنگی محل ہے ان لوگوں کا مسلک کیا ہے؟ مولانا عبدالباری فرنگی محل کے عقائد کیا تھے؟ کیا انھوں نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کو فرنگی محلی میں جلا دیا تھا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ذاکر حسین

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ ط إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (سورة لقمان: ۳۴)
﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ط﴾ (سورة النمل: ۶۵)

(۲) إن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمال واحد في نفيه فالأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال الثاني. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر: ص: ۱۹۹)

(۳) ابن عمر رضي الله عنهما، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، أيما إمرئ قال لأخيه يا كافر فقد باء بها أحد هما إن كان كما قال وإلا رجعت عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب من قال لأخيه المسلم يا كافر": ج ۱، ص: ۵۷، رقم: ۶۰)

الجواب وبالله التوفيق: علماء فرنگی محل علماء اہل سنت والجماعت ہیں، ملا قطب الدین سہالوی (۱۱۰۳ھ) ملا نظام الدین سہالوی فرنگی محلی (۱۱۶۱ھ) مولانا محمد عبدالحی فرنگی محلی (۱۳۰۴ھ) مولانا عبدالرزاق فرنگی محلی (۱۳۰۷ھ) اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی (۱۳۴۴ھ) یہ سب علماء اہل سنت والجماعت اور علماء حق ہیں۔[1] ان کے زمانہ میں دیوبندیت اور بریلویت کا وجود نہیں تھا، مولانا عبدالباری بھی علماء اہل سنت میں سے ہیں، ان کے زمانہ میں مولانا احمد رضا خان صاحب موجود تھے اور ان کے ساتھ تعلقات بھی تھے، ان کے بعض مسائل میں مولانا احمد رضا خان صاحب سے بھی اختلافات تھے، جیسا کہ بعض مسائل میں علماء دیوبند سے اختلاف تھا، مولانا عبدالباریؒ نے حضرت تھانویؒ کی کتاب حفظ الایمان پر اعتراض کیا تھا، صرف اتنی بات ملتی ہے، لیکن یہ بات کہ انھوں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کی کتابیں فرنگی محل میں جلادی تھیں، اس کا تذکرہ مجھے کہیں نہیں ملا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۰/۲۷/۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
محمد عمران، گنگوہی، محمد اسعد جلال قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہیں یا علماء بریلوی:

(۶) **سوال**: علماء دیوبند خاص کر اکابر اربعہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے بریلوی خیال کے علماء جو مخالفت میں تکفیر کے فتوے تک نکالتے رہتے تھے اور لوگوں کو ان کی مخالفت کی طرف مائل کرتے رہتے تھے، آیا علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہیں یا علماء بریلوی؟ حقیقت حال واضح فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حسین، مظاہری

(۱) وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (أخرجه الترمذي، فى سننه، ''أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة'': ج ۲، ص: ۹۳، رقم: ۲۶۴۱)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ حضرات اور دیگر دیوبندی حضرات بلاشبہ مسلمان اور اہل سنت والجماعت ہیں۔[۱] کلمہ گو اور ارکان اسلام کے ماننے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو کافر کہنا بہت بڑا گناہ ہے؛ بلکہ کفر کہنے والے ہی کی طرف لوٹتا ہے، جیسا کہ احادیث میں صراحت سے واضح ہوتا ہے[۲] بلاشبہ علماء دیوبند صراط مستقیم پر ہی ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۹/۲۶ھ)

(۱) وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا: من هي يارسول اللّٰه؟ قال: ما أنا عليه وأصحابي. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب الإيمان، باب ما جاء في افتراق هذه الأمة": ج۲، ص:۹۳، رقم:۲۶۴۱)

(۲) أيما رجل قال لأخيه يا كافر فقد باء بها أحد هما إن كان كما قال وإلا رجعت عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب الإيمان: باب من قال لأخيه المسلم يا كافر": ج۱، ص:۵۷، رقم:۶۰)

فصل ثانی

جماعت اہل حدیث

کیا غیر مقلدین گمراہ ہیں؟

(۷) **سوال**: غیر مقلدین کو کچھ لوگ گمراہ کہتے ہیں، جبکہ یہ بھی امت کا حصہ ہیں۔ علماء سعودی عرب کی اکثریت اہل حدیث ہے، ہندوستان میں علماء کرام کے ادارے میں سب کی نمائندگی اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، مسلم پرسنل لا بورڈ میں یہ سب شامل ہیں، حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سیمینار دیوبند میں اہل حدیث علماء کو مدعو کیا گیا، دیگر اسٹیج پر سب مسالک کے لوگوں کی شرکت رہتی ہے، دنیا میں عرب وعجم میں سب لوگ اسلام کے لئے کام کر رہے ہیں، ہندوستان میں بھی۔

مگر دیوبندی اکثریت علاقہ والے چندلوگ اہل حدیث کے ساتھ نازیبا بات اور برتاو کرتے ہیں، ساتھ ہی کچھ عالم ان جاہل عوام کا تعاون کرتے ہیں، اس سے امت مسلمہ کا مذاق بن رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اپنے سے دیگر مسلک کے لوگوں کے خلاف درج بالا معاملات کرنا اسوۂ حسنہ کی روشنی میں کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امت محمد، موتی ہار (بہار)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دیگر مسالک کے لوگوں کا بھی احترام لازم ہے، اچھے اخلاق سے پیش آنا ایمان کی علامت ہے،[۱] اسے بہر حال ملحوظ رکھنا چاہئے۔ دوسروں کا مذاق بنانے اور نازیبا حرکت کرنے سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔[۲] ان کو اچھے اور مشفقانہ لہجے میں سمجھانا

(۱) لا تحقرن من المعروف شيئاً ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق. (أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب البر والصلاة والآداب: استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء": ج۲،ص:۳۱۵،رقم:۲۶۲۶)

(۲) ﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ (سورة الحجرات:۱۱)

چاہئے، ان سے اچھے تعلقات اگر رکھیں گے، تو وہ آپ کی بات سنیں گے اور حق کو قبول کریں گے، ان کے دل میں صحابہ کرامؓ کی عظمت پیدا کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ کے واقعات سنائے جائیں۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہوگا، جبکہ وہ صحابہؓ کی شان اپنے اندر پیدا کریں؛ اس لئے اہل حق کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۴/۵:۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تقلید کے موضوع پر اہم کتاب:

(۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل میں:

ہماری ایک عربی دوست ہے جو کہتی ہے کہ اگر ہم مسلم ہیں، تو ہمیں شیعہ سنی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس پر کچھ کتابوں کا مشورہ دیدیں کہ میں اس کو ان کا مطالعہ کرنے کی لئے کہوں۔ ہمیں ایسی کوئی کتاب عربی میں بتائیں جس سے معلوم ہو کہ سنی جماعت ہی راہ حق پر ہے اور ہمیں چاروں مذاہب میں سے ایک کو ماننا ہی لازم ہے۔ اس موضوع پر کوئی عربی میں تفصیلی کتاب ہو تو اس کی رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، کریمہ پور (ہردوئی)

الجواب وباللہ التوفیق: اس موضوع سے متعلق ایک کتاب ''**عقد الجید في أحکام الاجتهاد والتقلید**'' کے نام سے آن لائن موجود ہے، اس کو نیٹ سے لوڈ کر کے مطالعہ کر لیا جائے۔ (۲) دوسری کتاب ''اجتہاد وتقلید'' ہے جو حجۃ الاسلام اکیڈمی دارالعلوم وقف دیوبند سے

(۱) ﴿إِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ﴾ (سورۃ المؤمنون:۹۶)
(۲) مصنفہ: الشاہ ولی اللہ محدث الدہلوی۔

شائع ہوئی ہے۔[۱] تیسری کتاب ''تقلید کی شرعی حیثیت'' ہے۔[۲] ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں۔ پہلی کتاب عربی اور باقی دونوں اردو میں ہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱۸: ۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا اہل حدیث وغیر مقلد الگ الگ فرقہ کا نام ہے؟

(۹) **سوال**: کیا اہل حدیث وغیر مقلد الگ الگ فرقے کا نام ہے؟ کیا یہ فرقہ اہل سنت والجماعت ہی میں شمار ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد کیف، علی گڑھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اہل حدیث وغیر مقلد ایک ہی فرقہ ہے اور یہ مسلمان ہیں؛ لیکن تقلید کے منکر ہیں، حالاں کہ تقلید ائمہ کے بغیر پورے طور پر راہِ راست پر رہنا مشکل ہے، اس سلسلے میں (فتاویٰ رحیمیہ: ص: ۲۳۴، ج۱) کا مطالعہ مفید ہوگا۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۴: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) مصنفہ: حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب۔ تحقیق وتخریج: محمد حسنین ارشد قاسمی

(۲) مصنفه: مفتي محمد تقي العثماني.

(۳) وترك الأشعري: مذهبه واشتغل هو ومن تبعه بإبطال رأى المعتزلة وإثبات ما ورد به السنة أي الحديث ومضى عليه الجماعة أي: السلف أو الصحابة خاصة بقرينة ما مر والمآل واحد فسموا بأهل السنة والجماعة أي: أهل الحديث وإتباع الصحابة: (محمد عبدالعزيز، النبراس، شرح العقائد: ص: ۳۱)

قال في خزانة الروات: العالم الذي يعرف معنى النصوص والأخبار وهو من أهل الدراية يجوز له أن يعمل عليها وإن كان مخالفاً لمذهبه. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''مطلب لا تقبل الشهادة بلفظ اعلم أو أتيقن'': ج ۷، ص: ۸۷)

غیر مقلد کو ضال و مضل کہنا:

(۱۰) **سوال**: غیر مقلد کو ضال اور مضل قرار دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ زید ''ترکت فیکم أمرین'' (الحدیث) سے استدلال کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ: ''یکفینا القرآن و الحدیث'' کیا زید راہ راست پر ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، مدراسی

الجواب وباللہ التوفیق: ہر غیر مقلد کے بارے میں ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں ہے، (۱) اور مذکورہ حدیث سے استدلال کر کے صرف قرآن وحدیث کو ماننا، اور آثار صحابہؓ واجماع امت وغیرہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے؛ اس لئے کہ آثار صحابہؓ واجماع امت، نیز قیاسِ صحیح کا حجت ہونا، قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جو ایسا کہے وہ گمراہ کن اور غلطی کا باعث ہے وہ خود بھی گمراہ ہے، اس کی بات پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) عن أبي ذر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يرمي رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر إلا ارتدت عليه إن لم يكن صاحبه كذلك. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأدب: باب ما ينهي السباب واللعن'': ج۲،ص:۸۹۳،رقم:۶۰۴۵)

(۲) عن عرفجة رضي الله تعالىٰ عنه، قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إنه سيكون هناتٌ وهناتٌ فمن أراد أن يفرق أمر هذه الأمة وهي جميع فاضربوه بالسيف كائناً من كان، رواه مسلم. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإمارة والقضاء'': ج۲،ص:۳۲۰،رقم:۳۶۷۷)

وعن ابن عمر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يجمع أمتي، أو قال أمة محمدٍ على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذَّ شذَّ في النار، رواه الترمذي. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الإيمان: بالإعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني'': ج۱،ص:۳۰،رقم:۱۷۳)

غیر مقلد کی امامت:

(۱۱)**سوال**: غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود حسن، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: غیر مقلد اگر ائمہ اربعہ کو برا نہیں کہتا، تو اس کے پیچھے نماز درست ہے بشرطیکہ طہارت وغیرہ میں مواقع اختلاف کی رعایت رکھتا ہو، تاکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کی امامت درست ہو جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۳/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)وعن عبادة ابن الصامت، قال: بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة في العسر واليسر والمنشط والمكره وعلى أثرة علينا وعلى أن لا ننازع الأمر أهله وعلى أن نقول بالحق أينما كنا لا نخاف في الله لومة لائم، وفي رواية: وعلى أن لا ننازع الأمر أهله إلا أن تروا كفراً بواحاً عند كم من الله فيه برهان، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول'': ج۲،ص:۳۱۹،رقم:۳۶۶۶)

أن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلوٰة: باب الإمامة'': ج۲،ص:۳۰۲)

فصل ثالث

جماعت اسلامی

جماعتِ اسلامی اوران کی کتابوں کا مطالعہ:

(۱۲) **سوال**: میرا ایک بھائی ہے جو جماعت اسلامی سے کچھ متأثر ہو گیا، ان کی کتابوں کا مطالعہ بھی کرتا ہے، اور اس جماعت کو برحق بتلاتا ہے، والد صاحب نے اس کو منع کیا اور کہا کہ اس جماعت پر ہمارے لوگوں نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے؛ اس لئے تم بھی اس جماعت کو کافروں کی جماعت مانو، اور کہا کہ اگر تم نے میری بات نہ مانی تو میں تم کو تمہاری امی کے ساتھ ہمیشہ کے لئے گھر سے نکال دوں گا، اور تم کو وراثت سے بھی محروم کر دوں گا اور تمہارا جو رشتہ ہو چکا ہے اس کو بھی ختم کرا دوں گا، میرا بھائی کہتا ہے کہ اس جماعت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے، صرف اس کی کتابیں دیکھتا ہوں، اور کسی جماعت کی کتابیں پڑھنے سے کوئی آدمی کافر نہیں ہو جاتا۔ اب سوال یہ ہے کہ:

(۱) کیا جماعت اسلامی کافروں کی جماعت ہے؟

(۲) والد صاحب کا، بھائی کو گھر سے نکالنا اور پھر تمام وراثت سے محروم کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

(۳) بھائی کا رشتہ ختم کرا دینا اور پھر شادی نہ کرنا کیسا ہے؟

(۴) بھائی کے ساتھ امی کو بھی گھر سے نکالنے کی دھمکی دینا کیسا ہے؟

(۵) بھائی کا اس جماعت کی کتابیں پڑھنا، اور اس جماعت کو برحق ماننا کیسا ہے؟

(۶) اس بارے میں میرا نظریہ ہے کہ والد صاحب ٹھیک کہتے ہیں مگر میں بھائی کو گھر سے نکالنے پر راضی نہیں ہوں تو یہ میرا خیال کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ناصرالدین، رام پور (یوپی)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) جماعت اسلامی کے کفر کا کوئی بھی قائل نہیں ہے، اکابرین میں سے بھی کسی معتبر شخصیت نے اس جماعت کی تکفیر نہیں کی؛ اس لئے جماعت اسلامی کو

کافر کہنا قطعاً درست نہیں ہے۔ (۱)

(۲) اس صورت میں والد صاحب کا اپنے لڑکے کو گھر سے نکالنا اور وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

(۳) رشتۂ نکاح کو ختم کر دینا یا شادی نہ کرنا بھی شرعاً درست نہیں ہے؛ بلکہ بغیر شرعی وجہ کے ایسا کرنا قطع رحمی ہے۔

(۴) بھائی کو ہی گھر سے نکالنا جائز نہیں ہے، امی تو بے قصور ہے اس کی تو والد کے باطل خیال کے اعتبار سے بھی کوئی خطا نہیں ہے؛ اس لئے اس کو گھر سے باہر نکالنے یا دھمکی دینے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(۵) جماعت اسلامی کے مختلف وکثیر مصنفین ہیں، کسی کی کتاب دیکھے بغیر اس پر کلام نہیں کیا جا سکتا، اتنا ضرور ہے کہ ''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ'' کی بعض کتابوں سے اور ان کے خیالات سے علماء حق کو اختلاف ہے، اس لئے ان کی وہ کتابیں کہ جن سے اختلاف ہے، نہ پڑھی جائیں۔ ہر آدمی اس بات کو نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں پر کون سی بات حق ہے کون سی ناحق ہے، رطب ویابس میں فرق معتمد علماء ہی کر سکتے ہیں؛ اس لئے کم سمجھدار اور کم علم حضرات احتیاط کریں تو بہتر ہے، مولانا ابواللیث صاحب کی کتابوں سے اس طرح کا کوئی اختلاف نہیں، ان کے خیالات شریعت کے معارض نہیں حتی کہ بعض مقامات پر انھوں نے ''مولانا ابوالاعلیٰ مودودی'' سے اختلاف بھی کیا ہے۔ اسی طرح دیگر مصنفین کی کتابیں پڑھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر کسی متعین کتاب سے علماء حق کو شرعی اختلاف ہو، اس میں غلطیاں ہوں تو ایسی کتاب کے بارے میں دیکھ کر ہی کچھ کہا جا سکتا ہے، مذکورہ

---

(۱) وفي رواية: وعلى أن لا ننزع الأمر أهله إلا أن تروا كفراً بواحاً عند كم من الله فيه برهان. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الأمارة والقضاء'': ج۶،ص:۲۳۹۳، رقم:۳۶۶۶)

(۲) إعدلوا بين أبنائكم إعدلوا بين أبنائكم إعدلوا بين أبنائكم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد'': ج۲،ص:۹۱۴، رقم:۲۴۴۷)

إعدلوا بين أولادكم إعدلوا بين أبنائكم. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الإجارة: باب في الرجل يفضل بعض ولده في النحل'': ج۳،ص:۲۹۳، رقم:۳۵۴۴)

وضاحت کی روشنی میں اپنے بھائی کو کتابیں پڑھنے اور نہ پڑھنے کی ترغیب دیجئے، نیز آپ بھی بھائی کے ساتھ اپنے رویہ میں ترمیم کریں آپ کا عمل بھی درست نہیں، گھر سے نکالنا شادی نہ کرنا یا وراثت سے محروم کرنا سب غلط ہیں۔

(۶) باپ کو چاہئے کہ وہ بیٹے جیسا برتاؤ کرے، اور بھائی کو بھائی سمجھ کر اس کا تعاون کرنا چاہئے جب کہ صلہ رحمی شرعاً مطلوب ہے، اور قطع رحمی ناجائز ومبغوض ہے بلا وجہ شرعی قطع تعلقی جائز نہیں ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کبتہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۹/ ۱۴۱۵ھ)

تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

(۱۳) **سوال**: مولانا مودودی صاحب کی تفہیم القرآن کا مطالعہ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمران، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سمجھدار عالم کے لیے مطالعہ درست ہے کہ تفسیر کو وہی تحقیق سے پڑھ سکتا ہے۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۲/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ﴾ (سورة الرعد:۲۰)
عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأ له في أثره فليصل رحمه، متفق عليه. (مشكوة المصابيح، "كتاب الأدب: ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... باب البر والصلاة، الفصل الأول'': ج۲، ص:۴۱۹، رقم:۴۹۱۸)

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار، هذا حديث حسن. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه'': ج۲، ص:۱۲۳، رقم:۲۹۵۲)

قال السيوطي: اختلف الناس في تفسير القرآن هل يجوز لكل أحد الخوض فيه؟ فقال: لا يجوز لأحد أن يتعاطى تفسير شيء من القرآن وإن كان عالماً أديباً منسما في معرفة الأدلة والفقه والنحو والأخبار والآثار الخ. (جلال الدين السيوطي، الإتقان في علوم القرآن، ''باب النوع الثامن والسبعون'': ج۴، ص:۲۱۳)

فصل رابع

بریلویت

کیا بریلوی مشرک ہیں؟

(۱۴) **سوال**: مفتی صاحب! قبروں پر بریلوی جو شرکیہ کام کرتے ہیں تو ایک مولانا صاحب نے یہ کہا کہ تم مسلمان ہو کے شرک کرتے ہو جہنم میں کیوں نہ جاؤ گے، حالانکہ ہندو بھی تو شرک کرتے ہیں تو اگر وہ مشرک ہیں، تو تم بھی مشرک ہو، انہوں نے کہا کہ کعبہ کے رب کی قسم اگر یہ قبر والے مسلمان جنت میں جائیں گے، تو ہندو بھی جائیں گے۔ تو کیا ان کا کہنا صحیح ہے؟ کیا بریلوی سب مشرک ہیں؟ اب سوال یہ ہے کہ ہندو نے یہ کہتے ہوئے مولانا کو سن لیا، اب وہ اس خیال میں ہیں کہ مسلمان بھی مشرک ہوتے ہیں، تو اس کو کیا بتایا جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

فقط: والسلام

المستفتی: ارشاد احمد، بنگلور

الجواب وباللہ التوفیق: تمام بریلوی مشرک نہیں ہیں، بلکہ جو لوگ قبروں پر سجدہ کرتے ہیں اور صاحب قبر کو مشکل کشا و حاجت روا اور مختار سمجھتے ہیں، ان کے بارے میں اندیشۂ کفر ہے۔ تاہم تاویل کی گنجائش ہے؛ اس لئے ان کو مشرک نہیں کہیں گے [1]۔ غیر مسلم اور مشرک دونوں کا درجہ ایک ہی ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد سمجھائے جائیں کہ اسلام میں اصل شرک و بت پرستی سے روکنا اور تمام امور میں اللہ تعالیٰ کو ہی مشکل کشا و حاجت روا ہونے کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ دین کی بنیادی باتوں کا انکار کفر ہے۔ [2] البتہ جو بریلوی حضرات شرکیہ اعمال میں مبتلا ہیں اور ان کے اعمال

---

(۱) ﴿لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (سورة حٰم سجدة: ۳۷)
لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم": ج ۶، ص: ۳۶۷)

(۲) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها. (ابن عابدين، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کی کوئی مناسب تاویل کی جاسکتی ہے، تو ان کو مشرک قرار دینے سے گریز کریں گے، ہمارے اکابر کا مزاج؛ بلکہ اصول یہ ہے کہ وہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر قرار دینے میں عجلت سے کام نہیں لیا کرتے تھے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱۸: ۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

حاضر وناظر:

(۱۵) **سوال**: کیا کوئی شخص حاضر ناظر، اور عالم الغیب کا عقیدہ اختیار کرنے سے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، لکھنؤ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ان صفات کی نسبت کرنے میں غلو سے کام لے اور نبی کے حاضر وناظر وعالم الغیب ہونے اور اللہ کے عالم الغیب وحاضر ناظر ہونے میں کوئی فرق نہ کرے تو اسلام سے خارج ہے، اور اگر دونوں میں فرق کرتا ہے اور تاویل کرتا ہے، تو اس کو اسلام سے خارج نہیں کہا جائے گا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۲۵: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
محمد عمران، گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ج۲، ص: ۳۰۰)
ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان ونسميه مؤمناً حقيقة. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص: ۱۱۷)
(۱) لا يفتى بكفر مسلم أمكن حمله على محمل حسن. (ابن عابدين، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کیا علمائے دیوبند، تبلیغی جماعت وغیرہ گمراہ ہیں؟

(۱۶) **سوال**: (۱) پربھنی شہر میں بریلوی حضرات نے دارالعلوم دیوبند، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی اور اہل حدیث حضرات کے خلاف پوسٹر لگوائے ہیں کہ یہ لوگ گمراہ ہیں اور کافر ہیں اور کچھ کتابوں کے حوالے لکھے ہیں جن سے کافر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔اس کے متعلق علماء دیوبند کا کیا فتویٰ ہے؟

(۱) نماز میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بڑا ہے۔(صراط مستقیم، ۱۱۸، مصنفہ مولانا اسماعیل شہید دہلوی)

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنا جائز ہے کیوں کہ آپ بھی انسان ہیں اور بندے ہیں (تقویۃ الایمان، ص ۴۸، مصنف مولانا اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۳) اعمال میں امتی بظاہر نبی کے برابر ہو جاتا ہے؛ بلکہ بڑھ بھی جاتا ہے۔(تحذیر الناس، ص: ۵، مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۴) حضور علیہ السلام کا علم بچوں، پاگلوں اور جانوروں کی طرح یا ان کے برابر ہے۔(حفظ الایمان، ص: ۶، مولوی اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔(ممکنہ) براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد سہارنپوری

(۶) حضور علیہ السلام مر کر مٹی میں مل گئے۔(تقویۃ الایمان، مولوی اسماعیل دہلویؒ)

(۷) محرم میں ذکر شہادت اور سبیل لگانا اور شربت پلانا ان کے لئے چندہ دینا سب حرام ہے لیکن دیوالی کی پوری کچوری کھانا درست ہے۔(فتویٰ رشید، ص: ۱۱۴، مولوی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

(۸) کوا کھانا ثواب ہے۔(فتویٰ رشیدیہ، ص: ۱۱۴)

(۹) انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔(فتویٰ رشیدیہ)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب في حكم من شتم دين مسلم": ج ۶، ص: ۳۶۷)

ولا نكفر مسلماً بذنب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها ولا نزيل عنه اسم الإيمان ونسميه مؤمناً حقيقة. (أبو حنيفة، شرح الفقه الأكبر، "بحث في أن الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الإيمان": ص: ۱۱۷)

کیا یہ سب باتیں درست ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: انصار خان قاسمی
پربھنی، مہاراشٹر

الجواب وباللہ التوفیق: ان تمام سوالات کے جوابات مختلف کتابوں میں موجود ہیں ان کو یہاں باحوالہ نقل کیا جاتا ہے:

(۱) بالقصد حضور اکرم ﷺ کا تصور نماز میں اس طرح جمانا کہ بالکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف دھیان رہے کسی دوسری چیز کا خیال دل میں نہ آئے، قطعاً منع ہے؛ بلکہ ایہام شرک ہے، کیونکہ اس صورت میں نماز اللہ تعالیٰ کی نہ رہے گی، کیونکہ سجدہ وغیرہ سب کچھ حضرت نبی اکرم ﷺ کے لئے ہوگا، اور اس کا موہم شرک ہونا ظاہر ہے۔

اور اگر خنزیر وغیرہ کا تصور آئے گا، تو حقیر وذلیل ہوکر آئے گا، اس کی کوئی تعظیم دل میں نہ ہوگی، لہٰذا شرک کا شائبہ نہیں، بخلاف حضور اقدس ﷺ کے تصور کے کہ وہاں تعظیم ملحوظ ہوتی ہے، جس میں شرک کا قوی اندیشہ ہے۔ (۱)

(۲) کوئی امتی کسی نبی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا، ولایت کے اونچے مقامات پر پہنچنا بعید نہیں، مگر جو حضرات پہنچتے ہیں وہ دعویٰ نہیں کرتے، اور تکبر نہیں کرتے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ صرف بھائی کے درجہ میں ہیں، اس سے زیادہ ان کی کوئی فضیلت نہیں یہ غلط ہے، انبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین اور گستاخی کرنا کفر ہے۔

بلا تحقیق کسی کی طرف کوئی غلط عقیدہ منسوب کرنا درست نہیں تہمت ہے۔ (۲)

حدیث پاک میں ارشاد ہے ”أنا سید ولد آدم ولا فخر“ (۳) حضرت نبی اکرم ﷺ کا

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص: ۲۲۸.

(۲) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص: ۲۲۵.

(۳) علاؤ الدین، کنز العمال: ج۱۱، ص: ۴۳۴.

مرتبہ اللہ پاک کے نزدیک اتنا بلند ہے کہ نہ کوئی فرشتہ اس کو پا سکتا ہے، نہ کوئی پیغمبر، پھر بڑے بھائی کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ البتہ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بلند مرتبہ کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھائی فرمایا ہے، اور امت کو بھی بھائی فرمایا ہے، جیسا کہ احادیث میں موجود ہے۔ (۱)

(۳) تحذیر الناس میں ہے کہ: ''صورت اعمال میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں، بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں''۔

''بظاہر'' کی قید اس لیے ہے کہ امتی کا عمل دیکھنے میں کتنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو، انبیاء علیہم السلام کی ایک حرکت وسکون سے زیادہ قیمتی نہیں ہوسکتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، تو آپ نے فرمایا: ہمارے سارے اعمال، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی اس دھول کے برابر بھی نہیں ہو سکتے، جو دھول انہیں نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں لگی ہوگی۔ جب صحابہؓ اور تابعین میں مقام کا یہ فرق ہے، تو نبی اور امتی کا فرق اسی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ہاں! بظاہر ہوسکتا ہے، جیسے کسی نے دس حج کر لئے، اور آپ علیہ السلام نے صرف ایک حج کیا؛ مگر حقیقت میں آپ کے ایک قدم کے برابر بھی نہیں۔ (۲)

(۴) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے عالم متبع سنت، شیخ طریقت بزرگ تھے، انہوں نے ہرگز حضور اکرم ﷺ کے علم مبارک کو پاگلوں اور جانوروں کے مثل نہیں فرمایا ہے۔

چنانچہ اس کتاب میں جس پر بریلوی حضرات نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، یہ عبارت موجود ہے، نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ کو بتمامہا حاصل ہو گئے، غور کا مقام ہے کہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرور کائنات ﷺ کے لیے تمام علوم نبوت کو حاصل مانا، اور صراحۃً تحریر فرما دیا، مگر یہ بریلوی حضرات ایسے بہتان تراش رہے ہیں، اس مسئلہ اور عبارت پر متعدد کتابیں تفصیل کے ساتھ لکھی گئیں، ''بسط البنان، توضیح البیان، تکمیل العرفان، وغیرہ چونکہ بریلوی حضرات نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو عالم الغیب تسلیم کیا اور لکھا ہے ان کے مذہب پر دو شقیں پیدا ہوتی ہیں، ایک شق پر حضرت نبی اکرم ﷺ کا علم، اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر قرار پاتا تھا، جو کہ شرک ہے،

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص: ۲۲۲.
(۲) حجة الإسلام، محمد قاسم النانوتوي، تحذير الناس: ص: ۱۹.

دوسری شق پر حضرت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی تنقیص وتوہین ہوتی تھی؛ اس لیے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عالم الغیب کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر جائز نہیں، کیونکہ نہ شرک کی گنجائش ہے، نہ حضرت رسول مقبول سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کے کے علم مبارک کی توہین وتنقیص کی گنجائش ہے، یہ دونوں چیزیں اسلام کے خلاف ہیں، لہٰذا حضرت امام المرسلین سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین ﷺ کو عالم الغیب کہنا درست نہیں ہے، بریلوی حضرات علم اور دلائل کی روشنی میں اس کا رد نہیں کر سکے، اور بات کو بگاڑ کر عوام کو مشتعل کرنے کے لئے یہ عنوان اختیار کیا اور کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ''**ھداھم اللّٰہ تعالیٰ إلی صراط مستقیم**''۔[1]

(۵) فتاوی رشیدیہ میں اس کی وضاحت ہے کہ:

امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالی کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف نص صریح ہے، نص صریح ہے: ﴿**ومن أصدق من اللّٰہ قیلا**﴾ وہ ذات پاک مقدس شائبۂ نقص وکذب وغیرہ سے منزہ ہے، رہا خلاف علماء کا جو در بارۂ وقوع وعدم وقوع خلاف وعید ہے، جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ در اصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے۔

الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قوت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے، اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو، امکان وقوع لازم نہیں، بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شئ ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو؛ پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے، پس جو شبہات وقوع کذب پر متفرع ہوں وہ مندفع ہو گئے، کیونکہ وقوع کا کوئی بھی قائل نہیں ہے ﴿**قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا**﴾[2] ﴿**وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ**ط﴾[3] اس آیت ثانیہ میں ہے معنی عذاب کا وعدہ فرمایا اور ظاہر ہے کہ اگر اس کے خلاف ہو، تو کذب لازم آئے گا،

---

(۱) فتاویٰ محمودیہ: ج۳، ص: ۱۸۰.

(۲) سورۃ الأنعام: ۶۵.　　(۳) سورۃ الأنفال: ۳۳.

مگر آیت اول سے اس کا تحت قدرت باری تعالیٰ داخل ہونا معلوم ہوا، پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے، کیوں نہ ہو کہ ﴿وهو على كل شىء قدير﴾ (القرآن) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل کی ﴿لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾[1] فرمایا کہ ''والله ما أدري وأنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يفعل بي ولا بكم'' اور ''كما قال الله تعالىٰ: ﴿وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ﴾ ۔[2]

(۶) فتاوی رشیدیہ میں اس کی وضاحت لکھی ہوئی ہے کہ:

مٹی میں ملنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ مٹی ہوکر، مٹی زمین کے ساتھ خلط ملط ہو جائے، جیسا کہ سب اشیاء زمین میں پڑ کر خاک ہوکر زمین ہی بن جاتی ہیں۔ دوسرے مٹی سے ملاقی ومتصل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا، تو یہاں مراد دوسرے معنی ہیں اور جسد انبیاء کے خاک نہ ہونے کے مولانا بھی قائل ہیں، چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کر لیتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے، یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے ملنا کہلاتا ہے، کچھ اعتراض نہیں۔[3]

(۷) مذکورہ عبارت فتاوی میں نہیں ملی، فتاوی رشیدیہ میں عبارت یہ ہے: محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا، یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست ہے اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔[4]

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے پیشتر بہت سے حنفی فقہاء نے اس تعلق سے لکھا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: ''والغراب الذي يأكل الحب والزرع ونحوها حلال بالاجماع'' یعنی جو کوا دانہ، اناج اور اس جیسی چیزیں کھاتا ہے وہ بالاتفاق حلال ہے۔ اس کے علاوہ بدائع الصنائع، کنز البیان، قدوری، درمختار، شامی، شرح وقایہ، فتاویٰ سراجیہ،

(۱) سورة الفتح:۲.
(۲) رشيد أحمد گنگوهی، فتاویٰ رشيديه:ص:۹۷.
(۳) ''أيضاً''
(۴) ''أيضاً''

ہدایہ اور احکام القرآن للجصاص وغیرہ کتب معتبرہ مستندہ میں بھی لکھا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ وہ کوا جو صرف نجاست کھاتا ہے وہ حرام ہے۔ اور جو صرف دانہ کھاتا ہے یا دانہ ونجاست دونوں کھاتا ہے وہ حلال ہے۔[1]

(۹) یہ محفل چوں کہ زمانہ فخر عالم علیہ السلام میں اور زمانہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور زمانہ تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ مجتہدین میں نہیں ہوئی اس کی ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کی اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں، لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے اس کے عدم جواز میں صاحب مدخل وغیرہ علماء پہلے بھی لکھ چکے ہیں اور اب بھی بہت رسائل وفتاوی طبع ہو چکے ہیں زیادہ دلیل کی حاجت نہیں عدم جواز کے واسطے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرون خیر میں اس کو نہیں کیا زیادہ مفاسد اس کے دیکھنے ہوں، تو مطولات فتاویٰ کو دیکھ لیں۔

رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مجلس مولود مجلس خیر وبرکت ہے درصورت کہ ان قیودات مذکورہ سے خالی ہو فقط بلا قید وقت معین وبلا قیام وبغیر روایت موضوع مجلس خیر وبرکت ہے صورت موجودہ جو مروج ہے بالکل خلاف شرع ہے اور بدعت ضلالہ ہے۔ ’’**هكذا سمعت من أبي مولانا الحاج المحدث السهارنفوری المولوی احمد علي برد الله مضجعه وبهذا أفتى مولانا المرحوم محمد خليل الرحمن مدرس مدرسه اسلاميه سهارنپور**‘‘ مجلس میلاد شریف بہیئت معلومہ مروجہ لاریب بدعت وممنوع ہے فقط۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۸/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ’’كتاب الذبائح‘‘: ج ۶، ص: ۳۰۵؛ وجماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ’’المتفرقات‘‘: ج ۵، ص: ۲۹۰؛ العيني، البنايه شرح الهداية: ج ۱۱، ص: ۵۸۵.

(۲) رشيد أحمد گنگوهی، فتاویٰ رشيديه: ص: ۱۱۴.

رضا خانی کی حقیقت کیا ہے؟

(۱۷)**سوال**: رضا خانی کون ہیں؟ ان کے نظریات کے بارے میں اہل حق کی کیا رائے ہے، وہ دائرہ اسلام میں داخل ہیں یا خارج، نیز ان کی نماز جنازہ پڑھنے والا گناہگار ہوگا کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد حبیب، جموں

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں اگر رضا خانی سے مراد وہی شخص ہے جو مولانا احمد رضا خان بریلوی کو اعلیٰ حضرت مانتے ہیں تو اہل حق سے کچھ امور میں ان کا اختلاف ہے وہ مبتدع ہیں ان کے بعض نظریات سے اہل حق کو اتفاق نہیں ہے (۱) اس کے باوجود وہ اسلام سے خارج نہیں اس لئے ان کی نماز جنازہ پڑھنے والے گناہ گار نہیں ہیں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۱۲/۲۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اکابر کی بعض عبارتوں پر اعتراض:

(۱۸)**سوال**: ذیل میں ہمارے اکابرین کی ان کتابوں کی عبارتیں نقل کی جارہی ہیں جن کو لے کر علمائے بریلویت عوام کو گمراہ کررہے ہیں، امید کی جاتی ہے کہ ان عبارتوں کی حقیقت اور ان سے مستفاد ہونے والے عقائد کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرما کر عنداللہ ماجود ہوں گے۔

---

(۱) عن عائشة رضي اللّٰه عنها، قالت: قال النبي صلى اللّٰه عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول''، ج۱، ص:۲۷، رقم:۱۴۰)
(۲) الذي تحرر أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل أو كان في كفره اختلاف ولو رواية ضعيفة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ''كتاب السير والجهاد: باب أحكام المرتدين''، ج۵، ص:۱۲۵)

(۱) چوری، شراب خوری، جہالت وظلم سے انکار کرنا بھی کم عقلی سے ہے، حالاں کہ علم کلام والوں کا یہ اصول ہے کہ جن چیزوں پر بندے کو اختیار ہے ان پر اللہ کو بھی اختیار ہے، (ضمیمہ اخبار نظام الملوک مولوی محمود حسن دیوبندی)

(۲) جھوٹ ظلم اور تمام برائیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہوئے کوئی برائی ہی نہیں (جہد المقل ص ۷۷ مولوی محمود حسن دیوبند)

ان دونوں عبارتوں کو لے کر علمائے بریلویت عوام کو بہکاتے ہوئے کہتے ہیں کہ دیکھو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) خدا چوری کرسکتا ہے، جھوٹ بول سکتا ہے، ظلم کرسکتا ہے، تمام گھناؤنے کام کرسکتا ہے۔(۱) اگر بعض غیب کے علم مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر وبکر بلکہ ہر بچے پاگل بلکہ تمام حیوانات اور جانوروں کو بھی حاصل ہے، (حفظ الایمان ص ۸) اس عبارت کو لے کر عوام کو کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم حاصل ہے اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو تمام لوگوں بلکہ بچوں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے (۳) پکارنا، منتیں ماننا، نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان بت پرستوں کا کفر وشرک تھا لہٰذا جو کوئی بھی کسی سے یہ معاملہ کرے چاہے اس کو اللہ کا بندہ مخلوق ہی سمجھے تو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں (تقویۃ الایمان ص ۶) اس عبارت کو لے کر لوگوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ دیکھو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا شفاعت کرنے والا جاننا ابوجہل کے برابر شرک ہے یہ ہے عقیدہ دیوبندیوں کا۔(۴) بڑا ہو یا چھوٹا ہر مخلوق اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے (تقویۃ الایمان ص ۱) اس عبارت کو لے کر عوام کو بہکاتے ہیں کہ دیکھو دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام اولیاء وانبیاء حتی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم ہستی بھی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے؟ (۵) اپنے خیال کو کسی بزرگ چاہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف لے جانا اپنے بیل وگدھے کے خیال میں ڈوبنے سے زیادہ برا ہے (صراط مستقیم) (۶) یہ بار بار کی میلا د منانا ہندوؤں کی طرح ہے یا شیعہ لوگوں کی طرح ہے جو اہل بیت کی شہادت کی نقل ہر سال مناتے ہیں (براہین قاطعہ ص ۴۸) (۷) جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا

مالک ومختار نہیں (تقویۃ الایمان ص۳۲) اس عبارت کی کیا حقیقت ہے۔

المستفتی: محمد عین الحق، مرادآباد، یوپی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ اور اس طرح کے دیگر اعتراضات کے واضح جوابات سمجھنے کے لئے حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر کی کتاب عبارات اکابر مطبوعہ مکتبہ مدنیہ دیوبند کا مطالعہ مفید ہوگا، اس تعلق سے کچھ اور کتابیں بھی ہیں۔ جو مخالفین کی الزام تراشیوں کو قطع کرنے کے لئے مفید ہیں، مذکورہ کتاب ''عبارات اکابر'' سہل اور مفید ہے۔ اسی طرح مولانا منظور نعمانیؒ صاحب کی کتاب ''فیصلہ کن مناظرہ'' بھی بڑی مفید ہے

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۶/۴ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فصل خامس

شیعیت

شیعوں کے ساتھ روابط:

(۱۹) **سوال**: شیعہ کے ساتھ دوستی رکھنا، کھانا، پینا کیسا ہے، جب کہ شیعوں کے اعتقاد میں وحی میں غلطی ہوئی ہے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے قائل ہیں اور حضرات شیخین کی توہین کرتے ہیں، ان کو گالیاں دیتے ہیں، کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی جہاں گیر، دادنگر

الجواب وباللہ التوفیق: شیعوں کا وہ گروپ جو حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں اور وحی کو صحیح مقام تک پہونچانے میں ان کی غلطی کا قائل ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کو صحیح مانتا ہے اور حضرات صحابہؓ اور خصوصاً شیخین کی توہین کرتا ہے تو صراحتاً قرآن کا منکر ہونے کی وجہ سے اس گروپ پر فتویٰ کفر کا ہے؛ لیکن ہمارے علاقوں میں شیعہ عام طور پر ایسے نہیں ہیں؛ اس لئے مفتیان کرام ان کو مسلمان مانتے ہیں؛ کیونکہ ان کے عقائد پہلے گروپ جیسے نہیں ہیں، پس دوسری قسم کے شیعوں سے تعلقات، سلام وکلام اور ان کی دعوت قبول کرنا درست ہے، اگر وہ اپنے چند خاص پروگراموں میں بلائیں، تو قبول کر لینے کی صورت میں ان کے کسی غیر شرعی یا کسی بدعتی عمل میں شرکت نہ کی جائے اور صحیح بات تک لانے کی سعی کی جائے۔

اور اہانت شیخین جب کہ تمام صحابہؓ کا ان کی فضیلت پر اجماع ہے اور متعدد احادیث ان کی فضیلت میں ہیں اور اگر کوئی گروپ اس طرح کا ہے جو ان کی اہانت کا مرتکب ہو، تو مفتیان کرام نے

ایسے گروپ کو فاسق وفاجر کہا ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۴/۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شیعہ کے یہاں کھانا، پینا اور میل جول رکھنا کیسا ہے؟

(۲۰)**سوال**: شیعہ کے گھر کا کھانا کھانا کیسا ہے؟ شیعہ کی دکان پر کام کرنے والے کے لیے اس کے گھر کا کھانا کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شرافت علی، روڑکی

الجواب وباللہ التوفیق: شیعہ کے گھر کا کھانا کھانے کی گنجائش ہے، البتہ ان کی غیر شرعی رسموں میں شرکت نہیں کرنی چاہئے۔ اسی طرح جو لوگ شیعہ کی دکان پر کام کرتے ہیں ان کے

---

(۱) بهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرائيل عليه السلام غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب النكاح: فصل في المحرمات، مطلب مهم في وطئى السراري'': ج۴،ص:۱۵۳)

فصل: وأما الشيعة فلهم أقسام، منها: الشيعة والرافضة والغالية والطارية ...... أما الغالية فيتفرق منها إثنتا عشرة فرقة منها البيانية والطارية والمنصورية والمغيرية والخطابية والمعمرية الخ ...... ومن ذلك تفضيلهم علياً رضي الله عنه على جميع الصحابة وتنصيصهم على إمامته بعد النبي صلى الله عليه وسلم وتبرؤهم من أبي بكر وعمر رضي الله عنهما وغيرهما من الصحابة الخ. (غنية الطالبين: القسم الثاني: العقائد والفرق، فصل في بيان مقالة الفرقة الضالة:ص:۱۷۹-۱۸۰)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: فهم في حكم سب الشيخين'': ج۲،ص:۳۷۸)

لیے کھانا درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۵/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآن کریم کے چالیس پاروں کے قائل کا حکم:

(۲۱) **سوال**: ایک شخص مسلمان ہے وہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کے چالیس پارے تھے، یہ قرآن پاک مکمل نہیں، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری علاؤالدین صاحب، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا شخص سخت گنہگار ہوگا، چونکہ وہ شخص سنی مسلمان نہیں ہے، بلکہ شیعہ ہے اور یہ عقیدہ شیعوں کا ہے جو بے اصل اور بے بنیاد اور لغو ہے، قرآن جیسے نازل ہوا تھا، عہد نبوی سے لے کر آج تک اسی حالت پر موجود ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۵/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الأول من الأقسام: سؤر طاهر مطهر بالاتفاق من غير كراهة في استعماله وهو ما شرب منه آدميٌّ ليس بفمه نجاسة ...... ولا فرق بين الصغير والكبير والمسلم والكافر والحائض والجنب. (الشرنبلالي، نور الإيضاح، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،''كتاب الصلاة'':ص:۲۹)

(۲) إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون من التحريف والزيادة والنقصان ولا يتطرق إليه الخلل أبداً ويل للرافضة حيث قالوا قد تطرق الخلل إلى القرآن وقالوا إن عثمان وغيره حرقوه وألقوه منه عشرة أجزاء. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري،''سورة الحجر :۹'':ج۵،ص:۱۵۵)

قال أبو محمد: القول بأن بين اللوحين تبديلاً كفر صحيح وتكذيب لرسول الله صلى الله عليه وسلم: (محمد بن عبد الكريم الشهرستاني، الملل والنحل،''ذكر شنع الشيعة'':ج۴،ص:۱۳۹)

شیعہ کا مسجد میں کچھ دینا یا اس کے گھر کا کھانا کھانا:

(۲۲) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک مسجد کے مؤذن کے ہفتے میں دو دن کے کھانے کا انتظام ایک رافضی کے یہاں سے ہوا ہے کیوں کہ انہوں نے خود ہی پیشکش کی تھی جب کھانا ملنا شروع ہوگیا تھا تو کچھ مقتدیوں نے اعتراض کیا کہ شیعہ کے گھر کا کھانا لینا حرام ہے اور ایک شادی کے موقع پر ایک شیعہ نے مسجد میں جھاڑ فانوس بھی دیا تھا تو مسجد کے متولی صاحب کو لوگوں کے اعتراض کرنے پر احساس ہوا ایسی صورت میں اس کا مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

اب اگر ان گھروں سے کھانا بند کرتے ہیں اور جھاڑ فانوس اتار کر رکھتے ہیں، تو یقیناً ان کو تکلیف ہوگی؛ لہٰذا اس سلسلے میں جواب بالصواب سے نوازیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری سعید عالم، ناگل، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: غالبًا مقتدیوں نے ان کے عقائد کی وجہ سے اعتراض کیا ہوگا جو شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں، وہ مسلمان ہی نہیں اور ایشیاء میں ایسے شیعوں کا وجود خال خال ہے جن کو مسلمان نہ کہا جائے، فقہاء نے تصریح کی ہے جو قذف عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے مرتکب نہیں اور الوہیت علی کے قائل نہیں اور ضروریات دین کے منکر نہیں وہ مسلمان ہیں۔ فقہاء نے ان کو صرف بدعتی لکھا ہے؛ اس لئے مقتدیوں کو بلا وجہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے، بہر حال ان کے گھر کا کھانا جو کہ اپنی خوشی سے دیتے ہیں، تو امام و مؤذن کو لینا جائز ہوگا اور ان کی دی ہوئی چیزوں کو مسجد میں استعمال کرنا بھی جائز ہوگا[1]، وہ بھی قربت اور کار خیر سمجھ کر دیتے ہیں تو اس میں شبہ نہ کیا جائے؛ بلکہ قربت اور کار خیر سمجھ کر کافر بھی مسجد میں کچھ دیدے، تو اس کا لینا اور استعمال کرنا بھی جائز ہوگا؛ البتہ ایسا اختلاط جو اپنی دینداری پر اثر انداز ہو اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۲/۱۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وکل من کان من قبلتنا لا یکفر بها حتی الخوارج الذین یستحلون دماء نا ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

شیعہ کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت:

(۲۳) **سوال**: ہماری مسجد کے امام جو حنفی ہیں وارثوں کے کہنے پر ایک شیعہ کی نماز جنازہ پڑھادی، اب لوگ اختلاف کرتے ہیں، یہ امران کا جائز تھا یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی قمرالاسلام، دربھنگوی

الجواب وباللہ التوفیق: شیعوں کا وہ فرقہ یا وہ افراد جو غالی ہوں کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کے قائل ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو متہم کرتے ہوں، یا دیگر نصوص شرعیہ کے منکر ہوں، تو وہ کافر ہیں۔ اور جو فرقہ ایسا نہ ہو، تو وہ کافر نہیں ہے [1] ان کی نماز جنازہ پڑھانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے اوران کی تجہیز وتکفین کرنے میں شرکت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے [2]، مذکورہ شخص کو بلاوجہ شرعی متہم کرنا درست نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وأموالنا وسب الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وینکرون صفاته تعالیٰ وجواز رویته لکونه عن تاویل وشبهة قال الشامي: تحت قوله حتی الخوارج أراد بهم من خرج عن معتقد أهل الحق لا خصوص الفرقة الذین خرجوا عن الإمام علي رضي اللّٰہ عنه وکفروه فیشمل المعتزلة والشیعة وغیرهم. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الصلاة: باب الأمامة، مطلب: البدعة خمسة أقسام'': ج۲،ص:۳۰۰)

(۱) الرافضي إذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر وإن کان یفضل علیا علیهما فهو مبتدع. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''کتاب الجها: باب المرتد، مطلب مهم: في حکم سب الشیخین: ج۶،ص:۳۷۷)

(۲) ولا یجوز الدعاء للمشرکین بالمغفرة ویجوز الدعاء بالمغفرة لجمیع المؤمنین جمیع ذنوبهم لغرض الشفقة علی إخوانه. (أحمد بن محمد، حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، ''کتاب الصلاة: فصل في بیان سننها'':ص:۲۷۲)

ہندوستانی شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں؟

(۲۴) **سوال**: آج کے دور میں اکثر وبیشتر شیعہ حضرات جو ہندوستان ودیگر ممالک میں ہیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری احسان الحق، کیرانہ

الجواب وباللہ التوفیق: جوحضرات شیعیت میں غلوکرتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو برا کہتے ہیں یا جبریل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کے قائل ہیں وغیرہ کفریہ عقائد رکھتے ہیں وہ کافر ہیں اور جن کے عقائد کفریہ نہیں ہیں، وہ مسلمان ہیں اگر کسی خاص جماعت یا شخص کے بارے میں سوال مقصود ہو، تو اس کے موجود عقائد کی وضاحت کر کے سوال کرلیا جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۲۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جوسنی شیعہ ہوجائے اس کے ساتھ کیسا معاملہ کرنا چاہیے؟

(۲۵) **سوال**: کچھ سنی مسلمان شیعہ ہوگئے، سنی مسلمانوں کو ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا

---

(۱) فصل: وأما الشيعة فلهم أقسام، منها: الشيعة والرافضة والغالية والطارية ...... أما الغالية فيتفرق منها إثنتا عشرة فرقة منها البيانية والطارية والمنصورية والمغيرية والخطابية والمعمرية الخ ...... ومن ذلك تفضيلهم علياً رضي الله عنه على جميع الصحابة وتنصيصهم على إمامته بعد النبي صلى الله عليه وسلم وتبرؤهم من أبي بكر وعمر رضي الله عنهما وغيرهما من الصحابة الخ. (غنية الطالبين: القسم الثاني: العقائد والفرق، فصل في بيان مقالة الفرقة الضالة:ص:۱۷۹-۱۸۰)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،"كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب: فهم في حكم سب الشيخين"،:ج۲،ص:۳۷۸)

چاہئے؟ ان کے ساتھ نکاح کا تعلق یا قربانی میں شریک کرنا چاہئے کہ نہیں؟ ان کے ساتھ کھانا، پینا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمود حسن، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: جو شیعہ کسی نص قطعی کا منکر ہو، مثلاً: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہو، یا صحابہ کرام پر تبرا کرتا ہو، یا قرآن کریم میں تحریف کا قائل ہو، یا وحی میں غلطی کا قائل ہو، وہ بلا شبہ کافر ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ کافر نہیں ہے۔ اگر مذکورہ فی السوال شیعہ پہلی قسم یعنی کسی نص شرعی کا انکار کرنے والوں میں سے ہو، تو ان کو قربانی میں شریک کرنا یا ان کے ساتھ مناکحت کے تعلقات قائم کرنا شرعاً جائز نہیں۔ باقی ان کے ساتھ کھانا، پینا وغیرہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اگر مصلحۃً ہو کہ وعظ ونصیحت کا موقعہ ملے ان کو اہل سنت والجماعت کی حقانیت بتلانے کا موقعہ ملے اور اگر موالات کے طور پر ہو، تو ناجائز ہے، اسی طرح ان سے چندہ وغیرہ لینا کہ اگر کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو شرعاً گنجائش ہے اور اگر ایسے شیعہ ہوں کہ ضروریات دین اور نصوص شرعیہ کے منکر نہیں؛ بلکہ فروعی اختلاف رکھتے ہوں، تو وہ چونکہ کافر نہیں ہیں؛ اس لئے ان سے مناکحت وغیرہ سب درست ہیں اور چونکہ شیعوں کا ایک بنیادی عقیدہ تقیہ ہے کہ اس کی وجہ سے ان کے عقیدے مخفی رہتے ہیں؛ اس لئے جہاں تک ہو سکے احتیاط لازم ہے۔ ہاں افہام وتفہیم کے طریقے حتی الامکان تلاش کئے جائیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۱۲/۲۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) وإن كان يفضل علياً كرم الله وجهه علي أبي بكر رضي الله عنه لا يكون كافراً إلا أنه مبتدع. (جماعة من علماء الهند: الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجباب الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام'': ج۲،ص:۲۷۶)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجها: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين'': ج۶،ص:۳۷۸)

شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں؟

(۲۶) **سوال**: شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں اور ان کا ذبیحہ حلال ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شہزاد علی، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعہ حضرات میں متعدد فرقے ہیں کچھ وہ ہیں جو اصول و نصوص کے صراحۃً منکر ہیں مثلاً اس کے قائل ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے رسالت کو پہو نچانے میں غلطی ہوئی ہے یا قرآن کریم میں تحریف کے قائل ہیں یا حضرت عائشہؓ پر لگائی گئی تہمت کو سچ مانتے ہیں وغیرہ۔ ایسے لوگ ایمان سے خارج ہیں ان کا ذبیحہ مردار ہے اس کو کھانا جائز نہیں ہے باقی جن حضرات پر کفر عائد نہیں ہوتا اور وہ شرعی طریقہ پر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸/۴/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

اہل روافض کون ہیں، ان کا عقیدہ کیا ہے؟

(۲۷) **سوال**: اہل روافض کسے کہتے ہیں ان کا عقیدہ کیا ہے؟ اور ان کو فرقہ باطلہ میں

(۱) اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ پر صرف افضل مانتے ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے۔ (کفایت المفتی، ''باب الفرق'': ج۱، ص: ۴۳۵)

وإن كان يفضل علياً كرم الله وجهه علي أبي بكر رضي الله عنه لا يكون كافراً إلا أنه مبتدع. (جماعة من علماء الهند: الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام'': ج۲، ص: ۲۷۶)

نعم لا شك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجها: باب المرتد، مطلب فهم: في حكم سب الشيخين'': ج۴، ص: ۱۳۵)

کیوں شمار کیا جاتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عنایت اللہ، بنگلہ دیش

الجواب وباللہ التوفیق: شیعوں کو روافض کہتے ہیں۔ فقہاء نے ان کو مبتدع لکھا ہے، کفر کا فتویٰ ان پر نہیں ہے (۱)۔ البتہ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگاتے ہوں یا ضروریات دین میں سے کسی امر کے منکر ہوں، تو ان کے اس غلط عقیدے کی بناء پر ان پر کفر کا فتویٰ ہے۔ اور یہی فرقہ باطلہ ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۳/۱۱ھ)

کیا شیعہ اثنا عشریہ اسلام میں داخل ہیں؟

(۲۸) **سوال**: دنیا میں بسنے والے شیعہ خصوصی طور پر شیعہ اثنا عشریہ اسلام میں شامل ہیں یا خارج؟ ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے یا غیر مسلم جیسا مثلاً ان کی بیٹیوں سے نکاح اور ان کے جنازوں میں شامل ہونا وغیرہ؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شعیب، مرزاپور

---

(۱) وإن كان يفضل علياً كرم الله وجهه علي أبي بكر رضي الله عنه لا يكون كافراً إلا أنه مبتدع. (من جماعة علماء الهند: الفتاویٰ الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر'': ج۲، ص:۳۷۶)

(۲) إن جبرائيل عليه السلام غلط في الوحي أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الجهاد: باب المرتد، مطلب مهم: في حكم سب الشيخين'': ج۶، ص:۳۷۸)

الجواب وباللہ التوفیق: ہماری معلومات کے مطابق غالی شیعہ اثنا عشریہ کی معتبر کتابوں میں جوان کے عقائد مذکور ہیں ان کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ان کی لڑکیوں سے نکاح وغیرہ سے گریز لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۸: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شیعوں کے بائیکاٹ کے بعد سنی لڑکوں کے نکاح میں موجود شیعہ لڑکیوں کا کیا حکم ہے؟

(۲۹) **سوال**: منگلور میں جمعیت العباس نے ایک جلسہ عام کرایا جس میں مذکورہ برادری کے علاوہ دیگر مسلمانوں نے بھی شرکت کی تھی، اس جلسہ میں یہ طے پایا تھا کہ شیعہ حضرات سے کسی قسم کا تعلق، مثلاً: شادی بیاہ مرنے جینے میں نہیں رکھنا چاہئے اور نہ ان حضرات سے دعا سلام کا تعلق رکھنا چاہئے اور اس جلسہ عام میں منگلور کے محلّہ بندرٹول میں رہنے والے عباسی برادری کے ان لوگوں سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا تھا، جو شیعہ مسلک اختیار کئے ہوئے ہیں، جن حضرات سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے ان کی لڑکیوں اور لڑکوں کے رشتے ایک عرصہ پہلے جوالا پور اہل سنت والجماعت برادری میں ہوئے تھے، جب یہ رشتے ہوئے تھے اس وقت سنی حضرات کو یہ علم نہیں تھا کہ جن حضرات سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے یہ شیعہ ہیں۔ اس کا پتہ اس جلسہ میں ہوا اعلان ہونے کے باوجود بھی ان کے رشتہ دار جوالا پور والے ان کے ہر کام میں شریک ہو رہے ہیں، ان شیعہ حضرات کے لڑکے ولڑکیاں جو شادی شدہ ہیں اور سنی حضرات کے یہاں بیاہی ہیں اپنے شیعہ

---

(۱) يجب إكفار الروافض في قولهم برجعة الأموات إلى الدنيا وبتناسخ الأرواح وبانتقال روح الإله إلى الأئمة وبقولهم في خروج إمام باطن وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام": ج۲،ص:۲۷۷)

عقیدے پر قائم ہیں اور ان کے خاوند اپنے کو سنی کہتے ہیں، صورت مذکورہ میں کیا یہ لڑکے سنی ہیں یا شیعہ ہو گئے ہیں اور ان کی بیویاں شیعہ ہی رہیں یا سنی بن گئیں، اگر ان لڑکوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ جب آپ کی بیویاں اپنا عقیدہ نہیں چھوڑتیں، تو تم انہیں طلاق دیدو، تو یہ لڑکے اس کے لئے بھی تیار نہیں جن حضرات سے علیحدگی کا اعلان کیا گیا ہے وہ ان سے اپنا رشتہ بدستور قائم کئے ہوئے ہیں۔ صورت مذکورہ میں کیا یہ نکاح صحیح ہیں یا غلط ہیں اور اب اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟ اور یہ بھی فرمایئے کہ عام مسلمان سنی جماعت کو جنھوں نے ان کا سے علیحدگی کا اعلان کیا ہے انھیں ان لڑکوں سے علیحدگی کا اعلان کر دینا چاہئے یا نہیں، یہ لڑکیاں طلاق حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں، مگر اپنا عقیدہ بدلنے کو تیار نہیں۔ شرعی حکم سے رہنمائی فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: رئیس احمد، جوالا پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: شیعوں کا وہ فرقہ جو ضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہے[1] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کا قائل ہے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں غلط فی الوحی کا عقیدہ رکھتا ہے[2] یا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں قذف یعنی الزام و بہتان کا عقیدہ رکھتا ہے، تو وہ اسلام سے خارج ہے؛ لیکن جو شیعہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں وہ مسلمان ہیں، لیکن مبتدع ہیں، ایسے شیعہ افراد کی لڑکیوں سے سنی مرد کا نکاح جائز ہے اور جو افراد خارج اسلام ہوں ان کی لڑکیوں سے سنی کا نکاح جائز نہیں ہوگا اور جو حضرات شیعہ تفضیلیہ ہیں ان سے سنی لڑکی کا نکاح اس لئے مناسب نہیں ہوگا کہ اختلاف عقائد کی بنا پر مقاصد نکاح کے فوت ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ مذکورہ صورت میں جن شیعہ

(۱) وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة،"باب الإمامة": ج۲،ص:۳۰۰)

(۲) بخلاف من أدعى أن علياً إله وأن جبريل غلط لأنه ليس عن شبهة واستفراغ وسع في الاجتهاد بل محض هوى. ("أيضاً")

بخلاف ما إذا كان يفضل عليا أو يسب الصحابةؓ فإنه مبتدع لا كافر. (ابن عابدين. الدر المختار مع رد المحتار: ج۳،ص:۱۴۶)

لڑکیوں کا نکاح سنی مسلمان لڑکوں سے ہوا ہے ان نکاحوں کو صحیح کہا جائے گا اور اس کی وجہ سے جن سنی مسلمانوں نے لڑکیوں سے نکاح کیا ہے ان کو شیعہ نہیں کہا جائے گا، جب کہ وہ اپنے عقائد سنیہ پر قائم ہوں اور چونکہ یہ نکاح پہلے ہو چکے ہیں؛ اس لئے مذکورہ علیحدگی کے ضمن میں وہ مرد وعورتیں نہیں ان کو بھی اس اعلان میں شمار کرنا صحیح نہ ہوگا، ہر وہ طریقہ جو باعث فتنہ بنتا ہے اس سے رکنا اور روکنا ضروری ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

شیعہ سے قتال:

(۳۰)**سوال**: شیعہ سنی کے نام پر قتال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: قتل وقتال کی یہاں کوئی اجازت نہیں، شیعوں سے یا کسی اور جماعت سے کتنا بھی اختلاف ہو، غیر اسلامی ملک میں تو قتال کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور اسلامی ممالک میں شرعی احکام کے مطابق عمل ہوگا۔ رہا مسئلہ شیعہ کا تو ان میں الگ الگ طرح کے لوگ ہیں جو غالی شیعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے وحی لانے میں غلطی کا عقیدہ درست سمجھتے ہیں، اسی طرح نصوص شرعیہ صریحہ کے منکر ہیں۔ وہی خارج از اسلام ہیں، باقی شیعہ، جو ایسے نہیں؛ بلکہ صرف نام کے شیعہ ہیں ان پر کفر کا فتویٰ نہیں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۳/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه، أو أن جبرائيل عليه السلام غلط في

الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”كتاب الطلاق: فروع طلق امرأته تطليقتين ولها منه“: ج۳،ص:۴۶)

بخلاف ما إذا كان يفضل علياً أو يسب الصحابة فإنه مبتدع لا كافر. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ”فروع طلق امرأته تطليقتين ولها منه“: ج۳،ص:۱۴۶)

عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله عليه وسلم: إذا رأيتم اللذين يسبون أصحابي فقولوا: لعنة الله على شركم. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”باب“: ج۵،ص:۶۹۷،رقم:۳۸۶۶)

الرافضي إذا كان يسب الشيخين، ويلعنهما، والعياذ بالله، فهو كافر. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ”كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين موجبات الكفر أنواع منها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام“: ج۲،ص:۲۷۶)

فصل سادس

قادیانیت

کیا قادیانی خارج از اسلام ہیں؟

(۳۱) **سوال:** ایک مسلم ملک کے تمام علماء دین قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہیں جب کہ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ''خاتم النبیین'' کے بارے میں وہی ہے جو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جیسا: کہ اخباری کالم میں مصرح ہے ان کا یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: رشید احمد قریشی، آگرہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نصوص قطعیہ شرعیہ کے انکار اور اسلام مخالف عقائد کی وجہ سے باتفاق علماء حق قادیانی کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ مذکورہ اخباری بیان مکر وفریب اور شعبدہ بازی ہے، مسلمانوں کو اپنے کفریہ عقائد کے جال میں پھنسانے کی سازش ہے، یہ بیان کوئی نئی بات نہیں ہے، اس طرح کی سازشیں اس جماعت کے بانی اور اس کے متبعین ابتداء سے کرتے چلے آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی سازشوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۴/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰) ...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے پیروکاروں کا حکم:

(۳۲)**سوال**: مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کے پیروکاروں کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا محمد حبیب الرحمٰن، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مرزا غلام احمد قادیانی اور متبعین کے کفراورارتداد میں کوئی شبہ نہیں ہے وہ بلاشبہ مرتد اور کافر ہیں؛ کیونکہ اس کا اپنی نبوت کو ثابت کرنا ہی کفر ہے مزید براں ختم نبوت کا انکار صریح کفر ہے؛ اس لئے وہ سب کافر ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۲۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن أبي أسماء عن ثوبان، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ...... وأنه سیکون في أمتي کذابون ثلاثون کلهم یزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبیین لا بني بعدي. (أخرجه أبوداود، في سننه، ''کتاب المهدي''؛ ج۲،ص:۵۷۸،رقم:۴۲۵۲)

عن ابن شهاب، عن محمد بن جبیر بن مطعم، عن أبیه رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لي خمسة أسماءٍ: أنا محمد، وأحمد وأنا الماحي الذي یمحو اللّٰه به الکفر وأنا الحشر الذي یحشر الناس علی قدمي وأنا العاقب. (أخرجه مسلم، في صحیحه، ''کتاب الفضائل: باب في أسمائه صلی اللّٰه علیه وسلم''، ج۲،ص:۲۶۱،رقم:۲۳۵۴)

قوله: (ولك دعوی النبوة بعده وهوی) ش: لما ثبت أنه خاتم النبیین علم أن من ادعی بعده النبوة فهو کاذب. (ابن أبي عز الحنفي، شرح العقیده الطحاوي:ج۱۱،ص:۱۶۶)

وقد أخبر تعالیٰ في کتابه، ورسوله في السنة المتواترة عنه: أنه لا نبي بعده، لیعلموا أن کل من ادعی هذا المقام بعده فهو کذاب افاك دجال ضال مضل. (ابن کثیر، تفسیر إبن کثیر:ج۶،ص:۴۳۱)

ولا یجوز من الکفر إلا من أکفر ذلك الملحد (أي: غلام أحمد القادیاني) بلا تلعثم وتردد. (محمد أنور شاه الکشمیري، إکفار الملحدین في ضروریات الدین:ج۱،ص:۱۰)

(۱) إعلم أن الإجماع قد انعقد علی أنه صلی اللّٰه علیه وسلم خاتم المرسلین کما أنه خاتم النبیین وإن کان المراد بالنبیین في الآیة هم المرسلون. (الیواقیت والجوامي:ج۲،ص:۳۷)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام کو قادیانی کہنا:

(۳۳)**سوال:** بکر شہر کا امام اور قوم کا مقتدیٰ ہے، زید کو اس سے کچھ مخاصمت ہوگئی جس کی وجہ سے زید نے بکر کے بارے میں کہا کہ وہ قادیانی ہوگیا ہے، مسلمانوں کو اس سے تعلق نہ رکھنا چاہئے اور اس کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھنا چاہئے اور اس سے نکاح بھی نہ پڑھوایا جائے، جب کہ امام صاحب پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت میں سے ہیں۔ اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: شمیم احمد، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی مسلمان سنی حنفی پر بلا تحقیق ایسی تہمت لگانا کہ وہ قادیانی ہوگیا ہے، گویا اس کو کافر کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کو بلا وجہ کافر کہا؛ جب کہ وہ ایسا نہ ہو، تو وہ کفر اس پر لوٹتا ہے جس نے کہا ہے؛ نیز حدیث میں ہے مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ الغرض زید اس صورت میں فاسق ہے، اس کو توبہ کرنی چاہئے اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے معافی مانگنی چاہئے۔

''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا قال الرجل لأخیہ یا کافر فقد باء بہ أحدھما''[1] نیز حدیث شریف: ''سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر[2] وقال اللّٰہ تبارک وتعالی: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ ؕ

...... گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... عن ثوبان: قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وإنہ سیکون في أمتي کذابون کلھم یزعم أنہ نبي وأنا خاتم النبیین لا نبي بعدي. (أخرجہ أبو داود، في سننہ، ''أول کتاب الفتن: ذکر الفتن ودلائلھا'': ج ۲، ص: ۵۷۴، رقم: ۴۲۵۲)

ولا یجوز من الکفر إلا من أکفر ذلک الملحد (أي: غلام أحمد القادیاني) بلا تلعثم وتردد (مجموع رسائل کشمیري، إکفار الملحدین: ج ۱، ص: ۱۰)

(۱) أخرجہ البخاري، في صحیحہ، ''کتاب الأدب: باب من کفر أخاہ بغیر تأویل فھو کما قال'': ج ۲، ص: ۹۰۱، رقم: ۶۱۰۳.

(۲) أخرجہ البخاري، في صحیحہ، ''کتاب الإیمان: باب خوف المؤمن من أن یحبط عملہ: ج ۱، ص: ۱۲، رقم: ۴۸.

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾[1].

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قادیانی فرقے کے خلاف کالم لکھنا:

(۳۴)**سوال**: شمالی ہندوستان میں قادیانی فرقے کی سرگرمیاں عروج پر ہیں، تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ لکھنؤ واطراف کے سینکڑوں بچے اس وقت قادیانیت کی گرفت میں ہیں، جوان قادیانیوں کے خرچ پر اتر پردیش اور پنجاب کے کالجوں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں؛ نیز وہ ان میں اپنا لٹریچر پھیلا رہے ہیں، رسائل واخبارات کے ذریعہ وغیرہ وغیرہ۔ اس ضرورت کے پیش نظر احقر نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ان کے باطل عقائد کے روبرو اہل سنت والجماعت کے قرآن وحدیث اور آثار صحابہؓ پر مبنی صاف ستھرے عقائد کو اپنے پندرہ روزہ رسالے اسلاف میں مضامین یا کالم کی شکل میں شائع کروں اور قادیانیوں سے بذریعہ خط وکتابت گفت وشنید کروں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد مصطفیٰ ندوی، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: فرقۂ باطلہ کی تردید اہم فریضہ ہے، جسے اہل حق ہر دور میں انجام دیتے رہے۔ قادیانیت ایک باطل فرقے کا نام ہے اس کا رد بھی اہم فریضہ ہے، ان کے عقائد اور دجل وفریب کو واضح کر کے لوگوں کو گمراہی سے بچانے کی کوشش ایک ممدوح سعی ہے، اس سلسلہ میں اکابر علماء کی بہت کتابیں طبع ہوکر منظر عام پر آچکی ہیں، مذکورہ فی السوال طریقہ بھی اس کے لئے بہتر ہے؛ لیکن تجربہ کار علماء کی نگرانی میں ہو، اسلام سچا اور کامل مذہب ہے اس کی ترجمانی اور اس کے

(۱)(سورۃ الحجرات:۱۱)

خلاف اور باطل کے رد کے لئے علم وسلیقہ بھی ضروری ہے۔(۱) ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ﴾(۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۹/۷/۴ھ)

قادیانیوں کے مسلم قبرستان میں تدفین کا حکم:

(۳۵) **سوال**:ما قول العلماء الكرام في الفرقة القاديانية التي تعتقد بنبوة الكذاب غلام أحمد القادياني وتنكر ختم النبوة سيدنا محمد صلى اللّٰه عليه وسلم فما حكمهم وما حكم تدفينهم في مقابر المسلمين . أفتونا جزاكم اللّٰه خيرا.

فقط: والسلام
المستفتی: معرفت دفتر اہتمام

الجواب وباللّٰه التوفيق:إن غلام أحمد القادياني قد ادعى الدعاوي الكاذبة و كذب النصوص الصريح من القرآن الكريم، والأحاديث الشريفة، هو واتباعه يفترون على جميع الأنبياء عليه السلام، وخاصة على سيدنا خاتم النبيين محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، مثلاً: يعتقد أن محمداً صلى اللّٰه عليه وسلم ليس بخاتم النبيين بل يمكن أن يعتلى أحد على هذا المضب الشريف ويُنبّأ بوحى إلا له الواحد بعد محمد صلى اللّٰه عليه وسلم، أيضاً: وأنا (غلام أحمد قادياني) نبي

---

(۱) حضرات اکابر علماء دیوبند سے قادیانیوں کے خلاف باضابطہ کتابیں لکھنا ثابت ہے؛ چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''البرہان'' نامی مستقل رسالہ: ۱۹۰۳ء میں مدرسہ عین العلم شاہجہاں پور سے جاری کیا اور اپنے شاگردوں کی ایک کھیپ اس میدان میں کام کرنے کے لیے تیار کی، اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ صاحب نے ختم نبوت نامی ایک کتاب لکھ دی ہے، نیز علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے تو باقاعدہ ختم نبوت پر ''اکفار الملحدین'' کے نام سے کتاب بھی لکھی اور عدالت میں جا کر مقدمہ بھی لڑے ہیں۔

(۲)سورۃ ھود:۱۱۳.

كالأنبياء السابقين ولا يختلف إثنان في أن هذه العقيدة تخالف النصوص الإسلامية وتوجب التكفير والارتداد، أنظر إلى قوله تعالى: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝٤٠﴾ يقول إبن كثير: تحت هذه الآية فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده، وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بالطريق الأولىٰ لأن مقام الرساله أخص من مقام النبوة فإن كل رسول نبي، ولا عكس، وبذلك وردت الأحاديث المتواترة عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحاديث جماعة من الصحابةؓ ويقول الزمخشري في الكشاف: قلت: معني كونه آخرا لأنبياء أنه لا ينبأ أحد بعده، وعيسىٰ ممن ينبىء قبله وأخرج البخاري، والمسلم: إنه كانت بنواسرائيل تسوسهم الأنبياء كلما هلك نبي خلفه نبي، وأنه لا نبي بعده، وسيكون خلفاء دل كل ذلك إن من يعتقد ذلك فهو كافر وضال ومضل، يقول ملا على القاري: في شرح الفقه الأكبر: دعوى النبوة بعد نبينا صلى اللّٰه عليه وسلم كفر بالإجماع؛ فهذه: مثل من أمثال عقائد الباطلة الكثيرة التي تؤدي إلى الضلال المبين ولغلام أحمد القادياني عقائد أخرى باطلة تخالف القرآن الكريم وتواتر الأحاديث الشريفة وإجماع الطائفة التي على الحق منصورين من أمة خاتم النبيين محمد صلى اللّٰه عليه وسلم؛ لذلك اتفق العلماء والمفتيون الكرام شرقا وغربا على كفر وارتداد غلام أحمد قادياني ويعتقدون بضلالته ويقولون: إن من صدق بكذبه، أو أعانه على افساده الدين فهو كافر بلا ريب وخارج عن دائرة الإسلام بلا شبة ولذلك لا يجوز تدفين القاديانيين الذين يسمون أنفسهم تزويراً بالأحمديين في مقابر المسلمين ولأنه لا علاقه بهم بالإسلام والمسلمين الخ.[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (سورة الأحزاب: ۴۰)

......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

قادیانی کی تعریف کرنے والے کاحکم:

(۳۶)**سوال**: جولوگ غلام احمد قادیانی کونہیں مانتے ہیں وہ اگر چہ قادیانی تونہیں ہیں لیکن کسی دنیاوی مصلحت کی وجہ سے ان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ بڑے بااخلاق، مہمان نواز اوراپنی وضع کے پابندلوگ ہیں،توایسا شخص فاسق ہے یا مرتد ہے۔

فقط: والسلام
مولانا مقیم الدین قاسمی
دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگران کاعقیدہ قادیانی کو نبی ماننے کانہیں ہے،تووہ لوگ فاسق اورگناہ گارمسلمان ہیں، کیوں کہ قادیانی مرتد اورکافر ہیں، انکی تعریف اوران کی دعوت کرنے والا فاسق ہے،مرتد اورکافرنہیں ہے۔ چوں کہ قادیانی بے دین ہیں اور بے دین کی تعظیم کرنے والا فاسق ہوجاتا ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمداحسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشیدعالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......سیکون في أمتي کذابون ثلاثون کلهم یزعم أنه نبي، وأنا خاتم النبیین لا بني بعدي. (أخرجه أبو داود، في سننه، ’’أول کتاب الفتن: ذکر الفتن ودلائلها‘‘: ج۲،ص:۵۷۴،رقم:۴۲۵۲)

دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم کفر بالإجماع. (أبو حنیفة، شرح الفقه الأکبر:۱۶۴)

(۱) قال اللّٰه تعالیٰ: ﴿ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا﴾ إلیهم أدني میل ...... فسر المیل بمیل القلب إلیهم بالمحبة وقد یفسر بما هو أعم من ذلك ...... ویشمل النهي حینئذ مداهنتهم وترك التغییر علیهم مع القدرة والتزي بزیهم وتعظیم ذکرهم ومجالستهم من غیر داع شرعي ...... فتمسکم النار .... (علامه آلوسي، روح المعاني: ’’سورة الهود‘‘ ج۷،ص:۲۳۱)

عن أنس رضي اللّٰه عنه، إذا مدح الفاسق غضب الرب تعالیٰ واهتزله العرش، رواه البیهقي في شعب الإیمان. (مشکوٰة المصابیح،’’کتاب الأداب: باب حفظ اللسان والغیبة والشتم‘‘: ج۲،ص:۴۱۴،رقم:۴۸۵۹)

عن حذیفة رضي اللّٰه عنه عن النبي صلی اللّٰه علیه وسلم قال لا تقولوا للمنافق سید فإنه إن یك سیداً فقد أسخطتم ربکم، رواه أبوداود. (مشکوٰة المصابیح،’’کتاب الأداب: باب الأسامي‘‘: ج۲،ص:۴۰۹،رقم:۴۷۸۰)

قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنا:

(۳۷) **سوال**: اگر ہم قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہوگی یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، لکھنؤ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قادیانیوں کے عقائد کفریہ کی بناء پر ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اگر پڑھ لی تو اعادہ لازم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۴: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللّٰہ علیه وسلم کفر بالإجماع. (أبو حنیفة، شرح الفقه الأکبر، مطلب یجب معرفة المکفرات: ص: ۱۶۴)

ومن أدعی النبوة أو صدق من ادعاها فقد ارتد. (المغني إبن قدامة: ج ۱۰، ص: ۱۰۳)

قال المرغیناني تجوز الصلوٰة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن یقول بخلق القرآن ...... ومن أنکر المعراج ینظر أن أنکر الإسراء من مکة إلی بیت المقدس فهو کافر. (جماعة من علماء الهند: الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب الصلوٰة: الباب الخامس: في الإمامة'': ج ۱، ص: ۱۴۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دعوت وتبلیغ

دعوت وتبلیغ

کیا گشت کرنے پر سات لاکھ نوافل کا ثواب ملتا ہے؟

(۱)**سوال**: ایک واعظ نے اپنے وعظ میں کہا کہ دین کے راستہ میں گشت کرنا، نفل پڑھنے سے ساٹھ لاکھ زیادہ ثواب ملتا ہے اور حرم شریف میں دو رکعت نماز پڑھنے پر ایک لاکھ کا ثواب ملتا ہے، کیا کسی حدیث سے اس کا ثبوت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عمر رضاء، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری، ہاں جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق اس طرح کی کچھ احادیث ملتی ہیں۔ بعض اہل جماعت ان روایات کو مروجہ تبلیغ کی جانب منسوب کر لیتے ہیں یہ مناسب نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے ثواب میں اضافے کی امید رکھنی چاہئے، لیکن مذکورہ تقابل جہالت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱:۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن سهل بن معاذ عن أبيه رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الصلاة والصيام والذكر يضاعف على النفقة في سبيل الله بسبع مائة ضعف. (أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجهاد: باب تضعيف الذكر في سبيل الله": ج۱، ص:۳۳۸)

وعن علي وأبي الدرداء وأبي هريرة وأبي أمامة وعبد الله بن عمر وجابر بن عبد الله وعمران بن حصين رضي الله عنهم أجمعين كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من أرسل نفقة في سبيل الله وأقام في بيته، فله بكل درهم سبعمائة درهم ومن غزا بنفسه في سبيل الله وأنفق في وجهه ذلك، فله بكل درهم سبعمائة ألف درهم. ثم تلا هذه الآية: ﴿واللّٰهُ يُضاعفُ لمنْ يشاءُ﴾. رواه ابن ماجه. (مشكوٰة المصابيح، "كتاب الجهاد: الفصل الثالث": ج۲، ص:۳۳۵)

گشت نہ کرنے پر وعید بیان کرنا:

(۲) **سوال**: ایک امام صاحب نے اپنے وعظ میں کہا: اگر تم لوگ گشت کرنے والوں کے ساتھ نہ لگو گے اور وہ لوگ گشت سے تھک کر بیٹھ گئے جیسا کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیل ہو گئے تھے (نعوذ باللہ) یہ فیل کا جملہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاہ نذر، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت اپنی دعوت وتبلیغ کے ناکام ہونے کی وجہ سے نہیں کی تھی، بلکہ اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے ہجرت فرمائی تھی؛ اس لئے مذکورہ واعظ کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیل ہو گئے تھے، یہ جہالت ہے۔ ایسا کہنا بالکل درست نہیں ہے؛ انہوں نے یہ جملہ دانستہ کہا ہو یا نادانستہ توبہ واستغفار لازم ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲:۳/۲۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت کا ذریعہ صرف تبلیغ ہے:

(۳) **سوال**: زید جو کہ تبلیغی جماعت سے وابستہ ہے کہتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت

---

(۱) وعبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالماً، اتخذ الناس رؤساً جهالاً فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا: متفق عليه. (مشكوة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الأول''، ج۱ص:۳۳، رقم:۲۰۶)

وعن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اتقوا الحديث عني إلا ما علمتم، فمن كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار. رواه الترمذي. (مشكوة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الثاني''، ج۱ص:۳۵، رقم:۲۳۲)

وعن ابن سيرين رحمه الله قال: إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم، رواه مسلم. (''أيضاً''، ج۱ص:۳۷، رقم:۲۷۳)

کا ذریعہ صرف اور صرف تبلیغ کرنا ہے اور گشت کرنے پر سات لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے، کیا یہ حدیث ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: قاری محمد یامین صاحب، میرٹھ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعلاء کلمۃ اللہ اور دین کی خدمت کے متعدد طریقے ہیں۔ درس وتدریس بنیادی طریقہ ہے اور اس کے بھی متعدد درجات ہیں۔ تصنیف وتالیف، وعظ وتقریر اور دعوت وتبلیغ وغیرہ، پھر دعوت وتبلیغ کے بھی مختلف درجات ہیں، کسی ایک طریقہ میں ہی دین کو محدود سمجھنا غلطی ہے۔ تذکیر کا طریقہ سہل ہے درس وتدریس مشکل ہے اور فقہ وفتاویٰ انتہائی نازک ودشوار ہے، کسی ایک طریقہ کو اختیار کرنے کے بعد دوسرے طریقے کو اختیار کرنے والوں کو کمتر سمجھنا بھی غلطی ہے؛ اس لئے کسی کا یہ کہنا کہ دین کے لئے یہی صورت لازم ہے، یہ درست نہیں ہے۔ تبلیغ وغیرہ کا کام مسجد میں چلانے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ احترام کی خلاف ورزی نہ ہو، سات لاکھ نمازوں کے ثواب والی حدیث اور دلیل نظر سے نہیں گذری خود بیان کرنے والے سے معلوم کیا جائے مزید اطمینان کے لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دعوت وتبلیغ''، دیکھی جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۱/۶/۱۸ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)وعن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كفىٰ بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع. رواه مسلم. (مشكوة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ''الفصل الأول'': ج۱ص:۲۸، رقم:۱۵۶)

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورة آل عمران:۱۰۴)

وعن أبي سعيد الخدري رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن الناس لكم تبع وإن رجالا يأتونكم من أقطار الأرض يتفقهون في الدين فإذا أتوكم فاستوصوا بهم خيرا.(أخرجه الترمذي، في سننه، ج۱ص:۳۸رقم:۲۱۵)

وعن أنس رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل اللّٰه حتى يرجع. رواه الترمذي والدارمي. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب العلم: الفصل الثاني'': ج۱ص:۳۴، رقم:۲۲۰)

تبلیغ کے موجودہ طریقہ کے منکر کو فاسق یا کافر کہنا:

(۴) **سوال**: دعوت وتبلیغ کا جو سلسلہ آج پورے عالم میں پھیلا ہوا ہے ایک عالم دین نے یہ دعویٰ کیا کہ دعوت وتبلیغ کا عملی انکار کرنے والا فاسق ہے اور اعتقادی انکار کرنے والا کافر ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد سراج غازی صاحب، بمبئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تبلیغ دین فرض علی الکفایہ ہے[۱] اور جہاں جس قدر ضرورت ہو وہاں پر اس کی اہمیت اسی قدر رہوگی، قرآن کریم میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم صراحتاً مذکور ہے[۲] سب سے بڑا معروف ایمان اور سب سے بڑا منکر کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام واحکام کی تبلیغ کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ذمہ داری ہر زمانہ کے علماء وصلحاء کی ہے، لیکن تبلیغ کو کسی خاص مروجہ صورت کے ساتھ مقید کرنا درست نہیں ہے، بعض لوگ تبلیغ کی کوئی صورت متعین کر کے تمام احکام کو اس متعینہ صورت پر منطبق کر دیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۶/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گشت کو نبیوں کا عمل قرار دینا:

(۵) **سوال**: ایک صاحب تبلیغی اجتماع میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گشت

(۱) إعلم أن تعلم العلم یکون فرض عین، وهو بقدر ما یحتاج إلیه، وفرض کفایة، وهو ما زاد علیه لنفع غیره. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ''مقدمة، مطلب في فرض الکفایة وفرض العین'': ج۱،ص:۱۲۵)
إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر من فروض الکفایات. (علامہ آلوسي، روح المعاني: ج۴،ص:۲۱)

(۲) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط﴾ (سورة آل عمران:۱۱۰)

(۳) قال تعالیٰ: ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيٰتِه﴾ یعني القرآن ﴿ویزکیهم﴾ أي یأمرهم بالمعروف وینها هم عن المنکر لتزکوا نفوسهم وتطهر من الدنس والخبث الذي کانوا متلبسین به في حال شرکهم وجاهلیتهم ﴿ویعلمهم الکتب والحکمة﴾ یعني القرآن والسنة. (ابن کثیر: تفسیر ابن کثیر، ''سورة آل عمران:۱۶۴'': ج۲،ص:۱۴۳)

نبیوں کی سنت ہے، ہر نبی نے یہ کام گشت کے ذریعہ کیا ہے، بیان کے ذریعہ نہیں، اجتماع کے ذریعہ نہیں، فاقوں کے ذریعہ نہیں؛ کچھ آگے چل کر فرمایا: حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو ایک ہفتہ ذمہ داری سمجھ کر اپنی مسجد کے ماحول میں گشت کرتا رہے گا، تو ایمان پر مرنا خدا کی طرف سے طے ہے، جب موت آئے گی ایمان پر آئے گی اور اگر اس کے محلّہ میں عذاب آنا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ کر عذاب ہٹالیں گے اور اگر عذاب آنا طے ہے، تو اس شخص کو وہاں سے ہٹالیں گے اور اگر گشت نہیں کر رہا ہے اور چاہے کتنی بھی عبادت کر رہا ہو اللہ کی طرف سے ضمانت نہیں کہ موت ایمان پر آئے گی یا عذاب ہٹالیا جائے گا، یہ کیسا ہے؟

ایک صاحب نے تو گشت کو فرض عین سے بھی شدید بتایا، نہ کرنے والے کو گنہگار بتایا؛ پس یہ فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب ہے۔ حکم صاف فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مشتاق احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اسلام کی صحیح ترجمانی اور اس کی اشاعت کی ذمہ داری انبیاء علیہم السلام کے رخصت ہوجانے کے بعد علماء پر عائد ہوتی ہے، اس ذمہ داری کو انبیاء نے بدرجۂ اتم پورا فرمایا: علم کے ذریعہ بھی، عمل کے ذریعہ بھی، اقوال سے بھی، افعال سے بھی، پوری حکمت ودانشمندی کے ساتھ اس فرض کو پورا فرمایا[۱] اور اب یہ ذمہ داری علماء پر عائد ہوتی ہے کہ اسلام کو اپنے صحیح مفہوم کے ساتھ پیش کریں اس ذمہ داری کی سبکدوشی کے مختلف طریقے ہیں، ان میں سے ایک طریقہ تبلیغی جماعت کا بھی ہے، جس کا ایک مخصوص طریقہ ہے، مسلمانوں کو نماز، روزے سے قریب کرنے میں اس طریقہ نے بڑا اچھا اثر دکھایا، یہ اشاعت اسلام انبیاء علیہم السلام نے بھی اور ان کے بعد والے علماء نے بھی بیان، اجتماعات، ومدارس دینیہ، وغیرہ کے ذریعہ پروان چڑھائی، نیز احادیث میں بہت سی چیزیں اور اعمال ایسے ملتے ہیں جن پر ایمان پر خاتمہ کی خوش خبری ملتی ہے، نیز گشت مختلف طریقوں میں سے ایک ہے، جو اس کو چاہے اپنالے اور جو اس کے علاوہ دوسرا طریقہ دعوت، حکمت،

(۱) التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء والمرسلين. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "فروع يكره إعطاء سائل المسجد": ج۲،ص:۴۲۱)

موعظت کے ساتھ اپنالے اس کو بھی مطعون نہیں کیا جاسکتا[1] اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ جن صاحب نے مذکورہ فی السوال تقریر فرمائی انہیں سے اس کی وضاحت طلب کی جائے، سیاق وسباق کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ مفہوم کچھ اور ہو یا کوئی لفظ ادھر ادھر ہوگیا ہو اگر کوئی کوتاہی ہو جائے اور جس سے کوتاہی ہو وہ مومن اور نیک ہو تو اس کو باعث نزاع بنانے سے بہتر وضاحت طلب کرنا ہے ورنہ درگذر کرنا ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۵/۷/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغی حلقہ میں بیٹھنا بڑا عمل ہے اور قرآن کی تلاوت چھوٹا عمل ہے:

(۶)**سوال**: (۱) بفضلہ تعالیٰ میں نماز پنجگانہ اکثر محلّہ مہر دھگان باہر والی مسجد میں ادا کرتا ہوں میری عادت ہے کہ فجر کی نماز کے بعد جب امام صاحب تبلیغی جماعت کی منتخب احادیث پڑھ کر مسجد سے چلے جاتے ہیں تو میں ایک گوشہ میں پست آواز سے اشراق تک تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہتا ہوں، ادھر تبلیغی جماعت والے ایک حلقہ لگا کر بیٹھ جاتے ہیں جس میں وہ تعلیم وغیرہ کرتے ہیں، تبلیغی جماعت والوں کو میرے اس عمل پر اعتراض ہے وہ کہتے ہیں۔ تبلیغی حلقہ چھوڑ کر قرآن پاک کی تلاوت کرنا ٹھیک نہیں ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرنا چھوٹا عمل ہے اور ہمارا تبلیغی حلقہ بڑا عمل ہے، شیطان نے بڑے عمل سے ہٹا کر چھوٹے عمل میں لگا دیا تو کیا قرآن پاک کی تلاوت کرنا چھوٹا عمل ہے؟

(۲) ان کا کہنا ہے مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کے حلقہ میں نہیں بیٹھتے تھے بلکہ تعلیم کے حلقہ میں بیٹھتے تھے تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی حلقہ میں تشریف فرما ہوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مجلس چھوڑ کر دوسرے ذکر

(۱) ﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ (سورۃ النحل: ۱۲۵)

کے حلقہ میں مشغول ہوں یا کوئی صحابی دوسرا حلقہ لگاتے ہوں کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت سے انحراف نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: وسیم احمد، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: (۱،۲) قرآن کریم کی تلاوت بڑا عمل ہے اور جماعت والوں کا اعتراض کرنا غلط ہے آپ اپنے معمولات اور جماعت والے اپنے معمولات جاری رکھیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے تاہم اگر آپ ایسی ترتیب بنالیں کہ ان کے ساتھ تعلیم میں شرکت کرنے کے بعد اپنے معمولات میں لگیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے ایک دوسرے کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آنا ضروری ہے کسی معاملہ کو سنگین بنا دینا کسی بھی صورت میں ہرگز جائز نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۶/۲۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن محمد بن كعب القرطبي قال: سمعت عبد الله ابن مسعود رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشرة أمثالها، أما أني لا أقول: ﴿الم﴾ (البقرة:۱)حرفٌ، ولكن ألفٌ حرفٌ، ولام حرفٌ، وميمٌ حرفٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب فضائل القرآن، باب من قرأ حرفاً من القرآن'': ج۲،ص:۱۱۹،رقم:۲۹۱۰)

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه، ومات في الجماعة بعثه الله يوم القيامة مع السفرة والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان: ج۳،ص:۳۷۶،رقم:۱۸۳۷)

عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير كم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب فضائل القرآن: باب خيركم من تعلم القرآن'': ج۱،ص:۵۲۷،رقم:۵۰۲۷)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه. (''أيضاً'': رقم:۵۰۲۸)

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه، قال أبو عبد الرحمن: فذاك للذي أقعدني مقعدي هذا، وعلم القرآن في زمن عثمان حتى بلغ الحجاج بن يوسف. هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء في تعليم القرآن'': ج۱،ص:۱۱۸،رقم:۲۹۰۷)

گشت کر کے نماز پڑھنے پر سات لاکھ نمازوں کا ثواب:

(۷) **سوال**: جو حضرات دعوت وتبلیغ سے جڑے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو شخص گشت کر کے نماز پڑھتا ہے اس کو سات لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور حدیث یہ پیش کرتے ہیں مشکوٰۃ شریف کتاب الجہاد ص ۳۳۵ حدیث نمبر: ۳۸۵۲ میں موجود ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد ریان مسعود، دھولیہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: جہاد کے متعلق احادیث سے مروجہ گشت مراد لینا درست نہیں۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۷/۴/۲۳ھ)

الجواب صحیح:

محمد عمران گنگوہی

محمد اسعد جلال غفرلہ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

اللہ کے راستہ میں نکلنے سے عذر پیش کرنا سنت کا مذاق اڑانا ہے:

(۸) **سوال**: دعوت وتبلیغ کے ساتھی کہتے ہیں کہ جس نے اللہ کے راستہ میں نکلنے سے عذر

---

(۱) عن ابن أبي الهذيل رضي الله عنه قال: قال أبو الدرداء رضي الله عنه: من رأى الغدوَّ والروّاح إلى العلم ليس بجهاد فقد نقص علقه رواية. (أبو عمر يوسف، جامع بيان القرآن: ج۱، ص:۱۵۲، رقم:۱۵۹)

عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (الغدو والرواح إلى المساجد من الجهاد في سبيل الله. (سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، ''القاسم بن عبد الرحمن بن يزيد'': ج۸، ص:۱۷۷، رقم:۷۷۳۹)

عن أبي هريرة رضي الله عنه: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من جاء مسجدنا هذا يتعلم خيراً أو يعلمه فهو كالمجاهد في سبيل الله، ومن جاء بغير هذا كان كالرجل يرى الشيء يعجبه وليس له. (أبو عبد الله الحاكم، المستدرك للحاكم، ''فأما حديث عبد الله بن نمير'': ج۱، ص:۱۶۸، رقم:۳۰۹)

عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من دخل مسجدي هذا ليتعلم خيراً أو ليعلمه كان بمنزلة المجاهد، في سبيل الله ومن دخله لغير ذلك من أحاديث الناس، كان بمنزلة من يرى ما يعجبه وهي شيء غيره. (سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، ''عبد العزيز بن أبي حازم'': ج۶، ص:۱۷۵، رقم:۵۹۱۱)

پیش کیا گویا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مذاق اڑایا، کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اقتدار، ہردوئی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ اللہ کے راستہ سے کیا مراد ہے؟ تاہم غزوہ خیبر میں ابتداءً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عذر پیش کیا تھا؛ اس لئے عذر کرنے کو دین کی محنت کے مذاق سے تعبیر کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۵/۸/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: كان أبو ليلى يسمر مع علي فكان يلبس ثياب الصيف في الشتاء وثياب الشتاء في الصيف، فقلنا: لو سألته، فقال: إن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بعث إلي وأنا أرمد العين يوم خيبر، قلت يا رسول اللّٰه إني أرمد العين فتفل في عيني، ثم قال: اللهم إذهب عنه الحر والبرد، قال: فما وجدت حراً ولا برداً بعد يومئذ وقال: لأبعثن رجلاً يحب اللّٰه ورسوله، ويحبه اللّٰه ورسوله ليسً بفرار) فتشرف له الناس فبعث إلي علي فأعطاها إياه. (أخرجه ابن ماجة، في سننه، ''المقدمة، باب في فضائل أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فضل علي بن أبي طالب رضي اللّٰه عنه'': ج۱، ص: ۱۲، رقم: ۱۱۷)

عن زيد بن ثابت رضي اللّٰه عنه، قال: كنت إلى جنب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فغشيته السكينة فوقعت فخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على فخذى، فما وجدت ثقل شيء أثقل من فخذ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثم سرى عنه، فقال: (اكتب) فكتبت في كتفٍ ﴿لاَيَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورة النساء: ۹۵) ﴿وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (سورة النساء: ۹۵) إلى آخر الآية، فقام ابن أم مكتوم، وكان رجلا أعمى لما سمع فضيلة المجاهدين، فقال يا رسول اللّٰه، فكيف بمن لا يستطيع الجهاد من المؤمنين فلما قضى كلامه غشيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم السكينة فوقعت فخذه على فخذى ووجدت من ثقلها في المرة الثانية، كما وجدت في المرة الأولى ثم سرى عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقال: (اقرأ يا زيد) فقرأت ﴿لاَيَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (سورة النساء: ۹۵)، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ﴿غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ﴾ (سورة النساء: ۹۵)، الآية كلها، قال زيدٌ: فأنزلها اللّٰه وحدها، فألحقتها، والذي نفسي بيده كأني أنظر إلى ملحقها عند صدع في كتف. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الجهاد: باب في الرخصة في العقود من العذر'': ج۱، ص: ۳۳۹، رقم: ۲۵۰۷)

قرآن پڑھنا پڑھانا فرض نہیں ہے، دینی تبلیغ فرض ہے:

(۹)**سوال**: ایک تبلیغی شخص کہتا ہے کہ قرآن پڑھنا پڑھانا فرض نہیں ہے، دینی تبلیغ فرض ہے۔ یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حاجی شمیم احمد، دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر ایک مسلمان پر اتنا قرآن پڑھنا فرض ہے جس سے نمازیں درست ہوں اور مکمل قرآن پڑھنا بھی مطلوب ومسنون ہے، تعلیم کو بالکلیہ چھوڑ کر تبلیغ میں نکلنا یا بچوں کو نکالنا نادانی ہے اور تبلیغ بھی مطلوب ہے، لیکن تعلیم اہم ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱:۶/۱۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾(سورة آل عمران:١٦٤)

قال تعالیٰ: ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ﴾ يعني: القرآن ﴿وَ يُزَكِّيْهِمْ﴾ أي يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر لتزكو نفوسهم وتطهر لمن الدنس والخبث الذي كانوا متلبسين به في حال شركهم وجاهليتهم ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ يعني: القرآن والسنة. (ابن كثير، تفسير ابن كثير ”سورة آل عمران:١٦٤“: ج٢،ص:١٥٨)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: من يرد اللّٰه به خيراً يفقه في الدين وفي الباب عن عمر رضي اللّٰه عنه، وأبي هريرة رضي اللّٰه عنه، ومعاوية رضي اللّٰه عنه، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب العلم: باب إذا أراد اللّٰه بعبد خيرا فقهه في الدين“: ج٢،ص:٩٣،رقم:٢٦٤٥)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من خرج في طلب العلم فهو في سبيل اللّٰه حتى يرجع. هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب العلم، باب فضل طلب العلم“: ج٢،ص:٩٣،ص:٢٦٤٧)

عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه ومات في الجماعة بعثه اللّٰه يوم القيامة مع السفرة والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان: ج٣،ص:٣٧٦،رقم:١٨٣٧)......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تبلیغی جماعت کے کام کو کارنبوت کہنا:

(۱۰)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں:

کہ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کے لئے جو سلسلہ شروع فرمایا تھا اور آج ایک باقاعدہ جماعت کی نگرانی میں اس کا کام پوری دنیا میں ہو رہا ہے، اس جماعت کو تبلیغی جماعت کہنا اور اس کے کام کو کارنبوت کہنا اور جماعت کا بانی حضرت مرحوم کو کہنا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبدالقدوس مظاہری

مہتمم اشاعت العلوم ڈوئی والا

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) تبلیغ کے لغوی معنی ہیں، ''کسی چیز یا بات کو دوسرے تک پہونچانا'' اور معنی شرعی ہیں، ''دین کی بات کو دوسروں تک پہونچانا'' یہ لفظ قرآن وحدیث میں اسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ﴿يَأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط﴾[۱] ''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دوسروں تک پہونچا دیجئے وہ سب کچھ جو اتارا گیا ہے آپ پر آپ کے رب کی طرف سے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''**بلغوا عني ولو آية**''[۲] میری بات دوسروں تک پہونچا دو اگر چہ وہ ایک ہی بات (حکم شرعی) ہو۔ مذکورہ آیت کریمہ اور حدیث میں حکم عام ہے جس میں اصل ایمان اور احکام اسلام دونوں کی تبلیغ داخل ہے، حضرت مولانا الیاس صاحب معتبر ومعتمد تھے انہوں نے دین کی بات دوسروں تک پہونچانے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن عثمان رضي اللّٰه عنه، عن النبي صلی اللّٰه عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب فضائل القرآن: باب خيركم من تعلم القرآن'': ج۲، ص:۷۵۲، رقم:۵۰۲۷)

قال النبي صلی اللّٰه عليه وسلم: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه. (''أيضاً'': رقم:۵۰۲۸)

(۱) سورة المائده:۶۷.

(۲) عبد الرحمٰن المباركفوري تحفة الأحوذي، ''كتاب العلم'': ص:۳۶۰.

کے لئے دعوت کے قرآنی اصول ﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾ [۱] پر عمل کرتے ہوئے اس دور کے حالات کے پیش نظر چند اصول کی روشنی میں بعض احکام شرعیہ کی تبلیغ کو اہم اور ضروری سمجھا اور اس کے بعد جماعت کے ذمہ دار حضرات علماء اس کی اتباع کرتے ہوئے کام کر رہے ہیں اس لئے قرآن وحدیث کی روشنی میں اس جماعت کو تبلیغی جماعت کہنا بلا شک وشبہ صحیح ہے اور جماعت کی موافقت روز اول سے آج تک مسلک دیو بند کے ترجمان تمام مستند علماء نے کی ہے؛ بلکہ بعض اکابر نے حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس کام کی غیر معمولی تحسین وتعریف بھی کی ہے۔

(۲) سوال اول کے جواب میں جو آیت کریمہ بیان کی گئی ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرض منصبی اور کام تبلیغ کو قرار دیا گیا ہے اور آپ نے اس حکم کی مکمل تعمیل فرمائی حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے مفصل خطبہ دیا جس میں مختلف شعبہائے زندگی سے متعلق ضروری احکام بیان فرمائے اور آخر میں حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا ''**ألا هل بلغت**'' بتاؤ کہ میں نے تبلیغ کر دی یا نہیں یعنی جو میرا فرض منصبی اور کام تھا وہ میں نے پورا کر دیا یا نہیں؟ حاضرین نے جب تصدیق کر دی ''قالوا: **نعم**'' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**اللهم أشهد**'' اے اللہ آپ گواہ رہنا آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ کار نبوت ہے جس کو آپ نے بذات خود انجام دیا اور بعد میں آنے والے لوگوں کو یہ ذمہ داری سپرد کرنے کے لئے فرمایا: ''**فليبلغ الشاهد الغائب**'' [۲] چونکہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ جماعت، تبلیغی جماعت ہے تو جماعت کا وہ کام جو مولانا مرحوم کے طے کردہ اصول کے مطابق ہوگا وہ بلا شک وشبہ کار نبوت کہلائے گا یعنی تبلیغ کا جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے انجام دیا اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لئے اپنے ارشاد کے ذریعہ اپنے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی ہدایت فرمائی تبلیغی جماعت کا کام بھی اسی سلسلہ سے وابستہ ہے۔

(۳) حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوت کے قرآنی اصول کے پیش نظر اس دور کی ضرورت اور حالات کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ کے لئے جو چند احکام شرعیہ کا انتخاب فرمایا اور تبلیغ کے لئے چند اصول وضع فرمائے، اور طریقہ کار تجویز فرمایا اس طریقہ وتبلیغ کے وہ بانی ہیں ان کو بانی

---

(۱) سورة النحل: ۱۲۵.

(۱) مشكوة المصابيح، ''الفصل الأول'': ج ۲، ص: ۲۲۵ رقم: ۲۶۵۹.

کہنے میں کسی قسم کا شرعی یا عقلی اختلاف واشکال نہیں ہے، مسلک دیوبند کے ترجمان تمام مستند علماء اس جماعت کے کام کے مفید ونافع ہونے کے نہ صرف یہ کہ قائل ہیں بلکہ مدارس دینیہ کے ذمہ دار حضرات مرکز نظام الدین دہلی سے رابطہ کر کے مؤقر شخصیات کو طلبہ میں وعظ ونصیحت کرنے کے لئے مدعو کرتے ہیں؛ چنانچہ دار العلوم وقف بھی ہر سال اس کا اہتمام کرتا ہے جس کے نتیجہ میں دار العلوم وقف کے طلبہ اپنا معتد بہ وقت لگاتے ہیں شہر اور قرب وجوار میں جمعرات وجمعہ کو کام ہوتا ہے اور تعطیل کلاں میں زیادہ وقت لگاتے ہیں بلکہ چند سالوں سے یہ سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے کہ بعض طلبہ فراغت کے بعد پورا سال لگاتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرات علماء صرف قولاً ہی نہیں بلکہ عملاً جماعت کے موافق اور اس کام کو دین کی اہم ضرورت وخدمت اور عامۃ المسلمین کے لئے مفید ونافع سمجھتے ہیں اور مسلک دیوبند کے ترجمان تمام علماء اس پر متفق ہیں اور اگر کوئی شخص اس کے برخلاف اس جماعت کو تبلیغی جماعت کہنے اور اس کے کام کو کار نبوت کہنے اور حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو بانیٔ جماعت کہنے کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو غلط کہتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ شخص غلط فہمی میں مبتلا ہے اور خطا کار ہے۔

فقط: ''واللّٰه أعلم بالصواب وهو يهدي إلى الصراط المستقيم''

كتبه: محمد احسان قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
۲۷/۴/۱۴۲۲ھ

الجواب صحيح:
مولانا محمد سالم قاسمی
مہتمم دار العلوم وقف دیوبند

مولانا محمد انظر شاہ قاسمی
صدر مدرس دار العلوم وقف دیوبند

مولانا محمد اسلم قاسمی
استاذ حدیث دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
مولانا محمد نعیم قاسمی
شیخ الحدیث دار العلوم وقف دیوبند

مولانا خورشید عالم قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

دین کے لیے تھوڑی دیر بیٹھنا ستر سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے:

(۱۱) **سوال**: ایک تحقیق مطلوب ہے، عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ دین کے لئے

تھوڑی دیر غور وفکر کرنا ساٹھ/ستر سال کی نفلی عبادت سے افضل ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ یہ حدیث ہے یا کسی بزرگ کا قول یا اسکی کوئی سند ہے، رہنمائی فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عرفان عمر، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی کوئی روایت ہماری نظر سے نہیں گزری، ہوسکتا ہے کسی بزرگ کا قول ہو اور انھوں نے کسی خاص پس منظر میں کہا ہو؛ البتہ کار ثواب ہے، دین کی فکر میں لگے رہنا محبوب عمل ہے ''إن شاء اللّٰہ'' اس پر ثواب مرتب ہوگا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۲/۴: ۱۴۳۹ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کیا قرآن کریم کے بعد مقبول ترین کتاب فضائل اعمال ہے؟

(۱۲) **سوال:** کچھ لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ قرآن پاک کے بعد مقبول کتاب فضائل اعمال ہے، تو کیا یہ درست ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد زاہد، شامی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سب سے افضل ومقدس کتاب قرآنِ کریم ہے، اس کے

---

(۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''ليس بحديث إنما هو كلام السرى السقطى''. (المصنوع في أحاديث الموضوع:ص:۸۲)

رواه أبو الشيخ عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعاً، وفي إسناده عثمان بن عبد الله القرشي وإسحاق بن نجيع المطلي كذّابان والمتهم به أحدهما، وقد رواه الديلمي من حديث أنس رضي الله عنه من وجه آخر: (الفوائد المجموعة:ص:۲۴۲،عمدة الأقاويل في تحقيق الأباطيل:ص:۲۴۷/۲۷۸)

بعد حدیث کی معروف کتاب بخاری اور مسلم شریف ہے۔[1] فضائل اعمال ہو یا دیگر کوئی کتاب ہو کسی کے بارے میں غلو درست نہیں، اگر سائل کی مراد یہ ہے کہ ہندوستان وغیرہ بعض ممالک میں قرآن کریم کے بعد زیادہ پڑھی جانے والی کتاب فضائل اعمال ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۳/۱۰/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

والدین کی خدمت اور کاروبار کو توکل کے نام پر چھوڑنا:

(۱۳)**سوال**: کیا تبلیغی جماعت کے اصرار پر ایسا شخص چلوں میں جا سکتا ہے جس کے ذمے والدین کی خدمت، اولاد کی دیکھ بھال تعلیم وتربیت اور کاروبار بھی ہو ایک دن کی غیر حاضری باعث نقصان ہو یہ سب مانتے ہوئے یہ کہہ کر جانا سب کچھ اللہ کے توکل پر چھوڑ دو تو کیا یہ توکل سمجھا جائے گا اور اس طرح جانا درست ہوگا؟ بیّنوا وتوجروا

فقط: والسلام
المستفتی: مقصود علی، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: اس کو توکل سے تعبیر کرنا بھی بڑی غلطی ہے، حقوق اللہ تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اگر کوئی دین میں کوتاہی کرے گا، لیکن حقوق العباد جو ذمہ میں رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو معاف نہیں کرے گا، اگر صاحب حق معاف نہ کرے، تو آخرت میں مواخذہ ہوگا، حقوق واجبہ کو ترک کر کے جانے کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں ہوگی، حقوق واجبہ میں کوتاہی کرنے اور

---

(۱) أول من صنف الصحيح البخاري أبو عبد اللّٰه محمد بن إسمعيل، وتلا أبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري ومسلم مع أنه أخذ عن البخاري واستفاد منه يشاركه في أكثر شيوخه، وكتاباهما أصح الكتب بعد كتاب اللّٰه العزيز. (مقدمة ابن الصلاح "النوع الأول من أنواع علوم"،ص:۸۴)

وهما أصح الكتب بعد القرآن، والبخاري أصحهما واكثر هما فوائد. (تدريب الراوي في شرح تقريب النووي تفضيل صحيح البخاري على مسلم: ج۱،ص:۹۶)

جان بوجھ کر نقصان برداشت کرنے والا گنہگار رہوتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۵/۳ھ)

کیا دین میں صرف تبلیغ کا شعبہ ہے یا اور بھی؟

(۱۴)**سوال**: کیا دین کا کام صرف تبلیغ والے کر رہے ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں یا دین کے اور بھی شعبے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد آفاق، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: دین کا کام کرنے کے متعدد طریقے ہیں نیز ایک ہی جماعت ہر ہر شعبہ میں کام کرے ایسا ہونا بھی مشکل ہے، کوئی کسی شعبہ میں کام کرتا ہے تو کوئی دوسرے شعبہ میں کام کرتا ہے حتی الوسع اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرتے رہنا چاہئے باقی تفصیلات کے لئے کتابوں کا مطالعہ کریں۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۱/۳/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)عن معاذ رضي الله عنه، قال: أو صاني رسول الله صلى الله عليه وسلم: بعشر كلمات قال: لا تشرك بالله شيئاً وإن قتلت وحرقت، ولا تعقّن والديك وإن أمراك أن تخرج من أهلك ومالك الخ: رواه أحمد. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب الإيمان، باب الكبائر، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۱۸)

وعن أبي ذر رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الزهادة في الدنيا ليست بتحريم الحلال ولا إضاعة، ولكن الزهادة في الدنيا أن لا تكون بما في يديك أو ثق بما في يدي الله وأن يكون في ثواب المصيبة إذا أنت أصبت بها أرغب فيها لو أنها أبقيت لك. رواه الترمذي۔ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تبلیغی جماعت کو مدارس پر فوقیت دینا:

(۱۵) **سوال**: کیا موجودہ تبلیغی جماعت کو مدارس پر فوقیت دینا اور اس کام کی فضیلت ایک غیر شرعی وضع قطع والے شخص کے لئے اس کا بیان کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ کہنا کہ آج دین اس کام کی برکت سے زندہ ہے جب کہ بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے مدارس وخانقاہوں پر اس کام کو فضیلت دینے سے منع کیا ہے اور حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے بھی اپنی کتاب ملفوظات کے ص ۳۲ پر لکھا ہے کہ یہ کام بہت اونچا ہے جو مدارس اور خانقاہوں میں نہیں ہے۔ موجودہ جاہل تبلیغی حضرات کی طرف سے مولانا محمد الیاس اور حضرت شیخ کی باتوں کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور وہ سب کچھ کہا جارہا ہے جن سے ان حضرات اکابر نے منع کیا ہے کیا جماعت تبلیغ کے حضرات کو ایسا کہنا جائز ہے براہ کرم آپ تفصیل سے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ حبیب الرحمٰن، مرادآباد

الجواب وباللّٰه التوفيق: کون سی جماعت دین کا کتنا اور کس اہمیت کا کام انجام دے رہی ہے اس سلسلہ میں رجحانات مختلف ہیں، مدارس میں قرآن کریم کی تفسیر، قرآن، حدیث، اصول، فقہ، فتاویٰ اور ان کے مبادیات، ان کے لئے موقوف علیہ نحو وصرف میں تبحر کی تعلیم دی جاتی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الرقاق: باب التوكل والصبر'': ج۲،ص:۴۵۳)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها: قول لا إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياة شعبة من الإيمان: متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان، الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۲، رقم:۵)

وذلك الإيمان بالله، وصفاته، وحدوث ما دونه، وبملائكته، وكتبه، ورسله، والقدر، وباليوم الآخر، والحبّ في الله، والبغض فيه، ومحبّة النبي صلّى الله عليه وسلم واعتقاد تعظيمه، وفيه الصّلاة عليه، واتّباع سنّته، والإخلاص وفيه ترك الرياء، والنّفاق، والتوبة، والخوف، والرجاء، والشكر، والوفاء، والصبر، والرضا بالقضاء، والحياء، والتوكّل، والرحمة، والتواضع، وفيه توقير الكبير، ورحمة الصغير، وترك الكبر، والعجب، وترك الحسد والحقد، وترك الغضب، والنطق بالتوحيد، وتلاوة القرآن، وتعلم العلم وتعليمه، والدعاء، والذكرالخ. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''كتاب الإيمان'': ج۱،ص:۷۰/۱۷، رقم:۵)

ہے جس پر دین کی بنیاد قائم ہے اور پھر اس کی تبلیغ واشاعت کا کام ہوتا ہے ہر زمانے میں اس کام کے کرنے والے موجود رہے ہیں، پس عوام کو مدارس کی تنقیص اور عیوب نکالنا نیز اس طرح کے مسائل میں پڑ کر وقت ضائع کرنا درست نہیں ہے اس سے تخریبی ذہن تیار ہوتا ہے جو مذموم اور باعث فساد ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۵/۱۲/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

تبلیغ کو ہی دین کا کام سمجھنا علماء ومدارس کو اہمیت نہ دینا:

(۱۶) **سوال**: کچھ لوگ جو تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں وہ اسی کو دین کا کام سمجھتے ہیں اور دینی مدارس وعلماء کو اہمیت نہیں دیتے اور کہتے ہیں یہ دین کا کام نہیں ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی باقی باللہ، بجنور

الجواب وباللہ التوفیق: ہر کام میں اعتدال مطلوب ہے، کسی نیک کام اور عبادت میں جو اعتدال سے تجاوز ہو وہ درست نہیں۔ درس وتدریس وغیرہ امور بھی دین کی اہم اور بنیادی

---

(۱) عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنه، أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، قال: من یرد اللّٰہ به خیراً یفقه في الدین. (أخرجه الترمذي، في صحیحه، ''أبواب العلم، باب إذا أراد اللّٰہ شر بعبد خیراً فقهه في الدین'': ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۴۵)

عن أنس بن مالك رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: من خرج في طلب العلم فهو في سبیل اللّٰہ حتی یرجع. هذا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ. (''أیضاً'': باب فضل طلب العلم''؛ج۲،ص:۹۳،رقم:۲۶۱۰)

وعن أبي هریرة رضي اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ علیه وسلم: الإیمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا اللّٰہ وأدناها إماطة الأذی عن الطریق والحیاء شعبة من الإیمان: متفق علیه. (مشکوٰة المصابیح، ''کتاب الإیمان، الفصل الأول'': ج۱،ص:۱۲،رقم:۵)

ضروریات ہیں؛ بلکہ عام مروجہ تبلیغ کا سرچشمہ ہیں[۱] اور مروجہ تبلیغ کی افادیت بھی مسلم ہے۔[۲] اور ضرورت ہر طبقہ و ہر درجہ کی ہے۔اس لئے کہ دین اسلام پوری زندگی پر محیط ہے۔اور اس کے متعدد شعبہ جات ہیں۔ ہر شعبہ میں کام کی ضرورت ہے اور جو شخص ایک شعبہ میں کام کر رہا ہے اور دوسرے شعبہ کا شخص اس کی ذمہ داری ادا نہیں کر رہا تو اس کو اپنے شعبہ کے فرائض کی انجام دہی کو مقدم رکھنا چاہئے ''**لکل مقام مقال ولکل عمل رجال**''۔

تبلیغ جماعت میں چند افراد ایسے ہیں جن میں ضرورت سے زیادہ شدت ہے اور وہ مدارس کی ضرورت تک کا بھی انکار کر دیتے ہیں، ایسے افراد کی باتوں کو خاطر میں لائے بغیر اپنے فریضہ کو انجام دیا جائے کہ ہر جماعت کا ہر فرد اعتدال پسند اور معتدل مزاج نہیں ہوتا، حسب موقع درس وتدریس تقریر وتحریر اور مروجہ تبلیغ وغیرہ کے ذریعہ دین کی خدمات کو انجام دیتے رہنا چاہئے، عام حالات میں صرف مستحبات پر عمل کرنے کیلئے والدین کی رضا کے خلاف چلنا بھی اچھا نہیں ہے، مدرسین علماء واہل علم ان امور کی ضرورت کو اچھی طرح سمجھتے رہیں۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱/۷/۱۴۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

دعوت کو ام الاعمال قرار دینا:

(۱۷)**سوال**: تبلیغ والے یہ بتلاتے ہیں کہ دعوت وتبلیغ ام الاعمال ہے، دونوں جہان کے مسائل کا حل ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ اور تبلیغ فرض عین یا کفایہ یا سنت کیا ہے؟

تبلیغی کام میں لگنے والوں کی تعداد علماء کی تعداد کی مناسبت سے کم ہے کیا بقیہ علماء سے جو اس کام

---

(۱) الأمر بالمعروف يحتاج إلى خمسة أشياء: ألأول العلم لأن الجاهل لا يحسن الأمر بالمعروف. (جماعة من العلماء الهند، الفتاویٰ الهندية: ج۵،ص:۳۵۳)

(۲) من دل على خير فله مثل أجر فاعله. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإمارة: باب فضل إعانة الغازي في سبيل الله'': ج۲،ص:۱۳۷)

میں نہیں لگے ہیں پوچھ گچھ نہ ہوگی اور جو عالم اس کام میں لگے اور ہٹ گئے ان کی کیا سزا ہوگی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد فیاض الدین، بہار

الجواب وباللّٰه التوفيق: دعوت وتبلیغ کے متعدد ومختلف طریقے ہیں جو زمانہ اور احوال سے مختلف ہوتے رہتے ہیں دعوت وتبلیغ کے ہر گوشہ میں کام ہونا مطلوب ہے۔ وہ مختلف طریقے یہ ہیں کہ کوئی درس وتدریس میں مصروف ہے کوئی وعظ وتقریر میں کوئی نصیحت میں اور کوئی دین کی معمولی باتوں کی سمجھ رکھتا ہے اسی اعتبار سے اپنے کسی بھائی کو سمجھاتا اور نماز روزہ سکھاتا ہے یا اس کی ترغیب دیتا ہے۔ اس اعتبار سے تمام علماء دعوت وتبلیغ کے کام میں مشغول ہیں اور مدارس سے یہ کام اعلیٰ پیمانہ پر ہو رہا ہے تبلیغ ہر شخص پر لازم ہے اس کو تبلیغی جماعت کے مروجہ طریقے میں محدود کر دینا صحیح نہیں ہے۔ اور نہ ہی علماء اور مدارس پر اعتراض درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۲/۸ھ)

الجواب صحيح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرآنی تفسیر کے بجائے فضائل اعمال پر اصرار کرنا:

(۱۸) **سوال**: ہماری مسجد میں ایک عالم دین قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہیں فجر کے بعد، تبلیغ سے وابستہ افراد کا اصرار ہے کہ اس وقت تفسیر کے بجائے تبلیغی نصاب یا فضائل اعمال پڑھی جائے کیا یہ اصرار کرنا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ عبدالکریم، رامپور

(۱) فالفرض هو العلم بالعقائد الصحيحة ومن الفروع ما يحتاج. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري: ج۴، ص: ۳۴۳)

بلغوا عني ولو آية. (أخرجه البخاری، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء: باب ما ذكر عن بني إسرائل'': ج۱، ص: ۴۹۰، رقم: ۱۹۸)

الجواب وباللہ التوفیق: دینی تعلیم وتربیت کے لئے اور اسلامی فکر پیدا کرنے کے لئے کوئی کتاب متعین نہیں ہے۔علماء دین ومتقدمین حضرات جس کتاب کو مفید سمجھیں اس کو پڑھنا چاہئے کسی ایک ہی کتاب پر اصرار بھی درست نہیں ہے۔ نیز وقت کی تعیین بھی اکثر نمازیوں کا خیال رکھتے ہوئے کی جائے صورت مسئولہ میں ایک عالم تفسیر بیان کرتے ہیں جس کے مہتمم بالشان ہونے سے کسی کو انکار نہیں ہے اور عالم دین خود اس کی افادیت کو سمجھتے ہیں۔اس لئے جس وقت میں پہلے سے تفسیر ہوتی ہے اس میں رخنہ اندازی اور اختلافات بالکل درست نہیں کسی دوسرے وقت تبلیغی نصاب اور کبھی کوئی دیگر کتاب پڑھنی چاہئے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۸/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عورتوں کا دین کی باتیں سننے کے لیے دوسروں کے گھروں میں جانا:

(۱۹)**سوال**: عورتیں دوسروں کے گھروں میں جاتی ہیں دین کی باتیں سننے، کیا عورتوں کا اس طرح جانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عرفان خان، جوجھاری پور، سنت کبیر نگر

---

(۱) عن محمد بن كعب القرطبي قال: سمعت ابن مسعود رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ حرفاً من كتاب الله فله به حسنة، والحسنة بعشرة أمثالها أما اني لا أقول: ﴿الم﴾ (البقرة:۱) حرفٌ، ولكن ألفٌ حرفٌ، ولام حرفٌ، وميمٌ حرفٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب فضائل القرآن، باب فمن قرأ حرفا من القرآن“: ج۲،ص:۱۱۹،رقم:۲۹۱۰)

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ القرآن وعمل بما فيه، ومات في الجماعة بعثه الله يوم القيامة مع السفرة والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان: ج۳،ص:۳۷۶،رقم:۱۸۳۷)

عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خير كم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب فضائل القرآن: باب خير كم من تعلم القرآن“: ج۲،ص:۷۵۲،رقم:۵۰۲۷)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: إن أفضلكم من تعلم القرآن وعلمه. (”أيضاً“:،رقم:۵۰۲۸)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنے گھر کے قریب کسی جگہ دینی بات اس انداز پر سننے کے لئے جانا کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو اور پردہ وغیرہ کا پورا انتظام ہو اس میں کوئی حرج نہیں [۱]، لیکن عفت و پاکدامنی کی حفاظت بہر حال مقدم ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
۴/۴: ۱۴۲۰ھ

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر شادی شدہ عورت کا دینی کام کرنا:

(۲۰) **سوال**: ایک غیر شادی شدہ عورت ہے، جو دین کا کام کرتی ہے، عورت کے لئے کن شرائط کے ساتھ دین کا کام کرنے کی اجازت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد احسان صاحب، پنجاب

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دینی کام کرنے کی تو غیر شادی شدہ کو بھی اجازت ہے [۳] لیکن پردہ کا پورا لحاظ رہے بغیر محرم یا غیر محرم کے ساتھ سفر نہ ہو [۴] اور کسی طرح بھی کسی فتنہ کا گمان نہ ہو، شرعی حدود میں رہ کر دین کا کام کیا جائے، مثلاً: گھر میں بچوں کو پڑھانا یا وہ قریبی عورتیں جو حدود شرع میں رہ کر آسکیں انھیں دین کی دیگر باتیں بتانا وغیرہ، لیکن واضح رہے کہ عورت کی عفت کی حفاظت شرعاً انتہائی اہمیت کی حامل ہے، عفت کو خطرہ میں ڈال کر کسی کام کی شریعت اجازت نہیں

(۱) قالت النساء للنبي صلی اللّٰه علیه وسلم غلب علینا الرجال فاجعل لنا یوماً من نفسك فوعدهن یوماً لقیهن فیه فوعظهن. (أخرجه البخاري، في صحیحه، کتاب العلم: باب هل یجعل للنساء یوم علی حدة“: ج۱،ص:۲۰، رقم:۱۰۱)

(۲) ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (سورة الأحزاب:۳۳)

(۳) ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ (سورة النحل:۹۷)

(۴) وعن أبي هریرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا تسافر إمرأة مسیرة یوم ولیلة إلا ومعها ذو محرم. (مشکوة المصابیح،”کتاب الحج: الفصل الأول“: ج۱،ص:۲۲۱، رقم:۲۵۱۵)

دیتی خواہ وہ کام بظاہر کتنا ہی بہتر معلوم ہو۔[1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۷/۷/۱۴۲۰ھ)

عورتوں کا تبلیغ میں جانا:

(۲۱) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

عورتوں کے لیے تبلیغی جماعت میں جانا، اس کے لیے سفر کرنا درست ہے یا نہیں؟ مرکز نظام الدین کی طرف سے اس سلسلے میں خاص شرائط کے ساتھ جانے کی ہدایت ہے، جس میں محرم یا شوہر کے ساتھ پردے کے اہتمام کے ساتھ جانا ہوتا ہے پانچ یا چھ جوڑے ہوتے ہیں ٹرین وغیرہ میں عورتیں ایک کیبن میں ہوتی ہیں اور مرد حضرات دوسرے کیبن میں ہوتے ہیں اور کسی ایسے گھر میں قیام ہوتا ہے جہاں مرد نہ ہو یا کم از کم ان ایام میں مردوں کا گھر میں آنا جانا نہیں ہوتا ہے، جس گھر میں قیام ہوتا ہے عورتیں اس گھر میں خود دین سیکھتی ہیں اور محلّہ کی جو عورتیں آجاتی ہیں ان کو بھی دین کی باتیں بتاتی ہیں؛ لیکن گھر گھر جا کر گشت یا ملاقات نہیں کرتی ہیں جس طرح مرد حضرات کرتے ہیں اور نہ ہی وہ مشورہ کرتی ہیں؛ بلکہ ان کا مشورہ بھی مرد حضرات مسجدوں میں کرتے ہیں۔ موجودہ حالات میں جب کہ بے دینی کی عام فضا ہے اور دین سے بے رغبتی عروج پر ہے اور دینی تعلیم کے لیے؛ بلکہ عصری تعلیم کے لیے حضرات علماء نے پردے کی رعایت کے ساتھ گنجائش دی ہے۔ کیا دین سیکھنے لیے مروجہ تبلیغی جماعت میں ان کے مقرر کردہ شرائط کے ساتھ جانا درست ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: جناب عمر رضا صاحب، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: دین کا سیکھنا جس طرح مردوں پر فرض ہے اسی طرح عورتوں کے لیے بھی دین کا سیکھنا فرض ہے، عہد نبوی میں عورتیں مسجد میں آتی تھیں اور دین کی باتیں

---

(۱) ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (سورة الأحزاب: ۳۳)

سیکھتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے ایک دن مخصوص کر دیا تھا جس میں آپ ان سے خطاب کرتے تھے، (۱) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں عورتوں کی دینی تعلیم وتربیت کے حوالے سے حساس رہنا چاہیے غافل نہیں اور ایسا نظام جو مناسب اور قابل عمل ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے، اس لیے تبلیغی جماعت کے جو اصول ہیں ان کی رعایت کے ساتھ تبلیغی جماعت میں سفر کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، اس لیے کہ اپنی اصلاح کی کوشش کرنا یہ ضرورت میں داخل ہے جس کے لیے محرم کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے (۲) جہاں تک یہ سوال ہے کہ عورتوں کا تبلیغ کے لیے سفر کرنا ثابت نہیں تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ سفر تبلیغ کے لیے نہیں؛ بلکہ تعلیم وتربیت کے لیے ہے، اور عہد نبوی میں عورتوں کا جہاد کے لیے سفر کرنا اور پانی وغیرہ کا نظم کرنا زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا؛ بلکہ بسا اوقات جنگ میں حصہ لینا بھی ثابت ہے جب کہ جہاد کا سفر جہاد اور تبلیغ دونوں کے لیے ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء کرام نے شرائط کے ساتھ عورتوں کے تبلیغ میں جانے کو جائز قرار دیا ہے۔ حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہی فرماتے ہیں: تبلغی جماعت کا مقصد دین سیکھنا، اس کو پختہ کرنا اور دوسروں کو دین سیکھنے، پختہ کرنے کے لیے آمادہ کرنا ہے اور اس جذبہ کو عام کرنے کے لیے طویل طویل سفر بھی اختیار کیے جاتے ہیں جس طرح مرد اپنے دین کو سمجھنے اور پختہ کرنے کے محتاج ہیں عورتیں بھی محتاج ہیں اور گھروں میں عامۃ اس کا انتظام نہیں ہے اس لیے اگر لندن یا کسی بھی دور دراز مقام پر محرم کے ساتھ حدود شرع کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے جائیں اور کسی کے حقوق تلف نہ ہوں تو شرعا اس کی اجازت ہے؛ بلکہ دینی اعتبار سے مفید اور اہم ہے۔ (۳)

مفتی احمد خاں پوری صاحب نے اپنے ایک فتوی میں مطلقا جواز نقل کیا ہے اور ایک دوسرے تفصیلی فتوی میں دونوں آراء کو نقل کرنے کے بعد جواز کے پہلو کو راجح قرار دے کر حضرت مولانا

---

(۱) قالت النساء للنبي صلى الله عليه وسلم غلب علينا الرجال فاجعل لنا يوماً من نفسك فوعدهن يوماً لقيهن فيه فوعظهن. (أخرجه البخاري، في صحيحه، كتاب العلم: باب هل يجعل للنساء يوم على حدة'': ج۱، ص:۲۰، رقم:۱۰۱)

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تسافر إمرأة مسيرة يوم وليلة إلا ومعها ذو محرم. (مشكوة المصابيح،''كتاب الحج: الفصل الأول'': ج۱، ص:۲۲۱، رقم:۲۵۱۵)

(۳) فتاوی محمودیہ، ''عورتوں کے لیے تبلیغی سفر'': ج۴، ص:۲۶۶.

یوسف صاحب کی ایک تحریر نقل کی ہے: مستورات کی تبلیغی جماعت میں مجھے بذات خود اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، مستورات کے تبلیغی عمل کا میں نے خود مشاہدہ کیا جس میں شریعت کے تمام احکام کی مکمل پابندی کی جاتی ہے اور پردے کے تمام احکامات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے مستورات کی تبلیغ کے سلسلے میں تبلیغی جماعت کے اکابرین نے جو شرائط رکھے ہیں وہ مکمل شریعت کے مطابق ہیں اوران شرائط کی پابندی نہ کرنے والی مستورات کو تبلیغی عمل میں شرکت کی اجازت نہیں ہے ان تمام امور کے بعد میری سمجھ سے یہ بات بالاتر ہے کہ مستورات کی تبلیغی جماعت میں شرکت کے عدم جواز کا فتوی کیوں دیا جاتا ہے میری رائے میں مستورات کا اس طرح تبلیغ کے لیے جانا درست ہے، مستورات کی جماعتوں کی وجہ سے ہزاروں عورتوں کی اصلاح ہوگئی ہے اور بہت سی عورتیں جو بے حجاب کھلے بندوں بے پردہ نکلتی تھیں اور قرآن کریم نے جس کو تبرج الجاہلیۃ کہا ہے اس کا پورا پورا مظاہرہ کرتی تھیں الحمد للہ مستورات کو دیکھ کر ان کے پاس بیٹھ کر اوران کی دینی باتیں سن کر ان کی اصلاح ہوگئی ہے؛ اس لیے اس ناکارہ کے نزدیک تو شرائط مرتبہ کے مطابق نہ صرف مستورات کا تبلیغ میں نکلنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے۔[1]

مفتی رشید احمد صاحب طویل بحث کر کے ''بصیرت فقیہ'' عنوان قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں؛

بصیرت فقہیہ:

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امور دینیہ کے لئے خواتین کے خروج کی ممانعت قرآن وحدیث میں منصوص نہیں؛ بلکہ ان حضرات نے اپنے زمانے کے حالات اور شیوع فتن وفسادات کی وجہ سے اصول شریعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی آراء وانظار کا اظہار فرمایا ہے؛ لہٰذا ان حضرات کا فیصلہ کوئی نص قطعی اور حرف آخر نہیں؛ بلکہ تغیر زمانہ سے اس میں ترمیم کی گنجائش ہے۔

دور حاضر میں غلبہ جہل اور دین سے بے اعتنائی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خواتین کے لئے ضروریات شرعیہ سے خروج کو مطلقاً ممنوع وحرام قرار دینا اور کسی بھی ضرورت شرعیہ کے لئے خروج کی اجازت نہ دینا اقامت دین کی بجائے ہدم دین ہے؛ چنانچہ اسی کے پیش نظر مجموع النوازل میں

(۱) محمود الفتاویٰ: ج۲، ص: ۲۰۷.

مسائل شرعیہ معلوم کرنے کی ضرورت سے خروج کی اجازت دی گئی ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۱/۷/۱۴۴۲ھ)

عالمہ کا عورتوں کو وعظ ونصیحت کرنا:

(۲۲) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں:

ہمارے شہر میں ایک عالمہ ہیں، یعنی کتب تفاسیر واحادیث، مثلاً: جلالین شریف، ومشکوٰۃ شریف، کوعلمائے دین سے سبقاً سبقاً پڑھا ہے، وہ خواتین کو دین کی طرف بلانے اور دینی ذہن بنانے کے لئے وعظ ونصیحت بھی کرتی ہیں، جس میں علماء حق کی تفاسیر واحادیثِ صحیحہ کی تشریح سے استفادہ کرتی ہیں۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ عورت کے اوپر امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ عائد نہیں ہوتا، بلکہ یہ فرض صرف مردوں کا ہے، نیز عورتیں دینی وعظ ونصیحت کو سنیں گی تو وہ فعلِ حرام کا ارتکاب کریں گی از روئے شرع مسئلہ سے آگاہ کریں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد انتظار، نوگاؤں

الجواب وباللہ التوفیق: جس عورت نے تفسیر وحدیث کی کتابیں پڑھی ہوں اس کو اپنی معلومات کے تحت وعظ ونصیحت اور مسئلہ بتلانے کا حق ہے، ازواج مطہراتؓ میں سے بعض نے مسائل بھی بتلائے ہیں (۲) اور احادیث بھی بیان کی ہیں اور یہی معمول دیگر صحابیاتؓ کا رہا ہے اور صحابہؓ نے بھی ان سے مسائل معلوم کئے ہیں اور ان سے اخذ علم کیا ہے اور وہ مسائل آج بھی معمول بہا ہیں ان کے سوا بھی قرونِ ثلاثہ کے بعد عورتوں کے علم سے مردوں نے استفادہ کیا ہے، عورتوں نے بھی

(۱) احسن الفتاویٰ: ج۸، ص:۵۸.

(۲) وكان النساء يبعثن إلى عائشة رضي الله عنها بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة من دم الحيض يسئلنها عن الصلوة. (مؤطا إمام مالك ''باب طهر الحائض''، ص:۲۰)

علوم دینیہ کے حصول میں بہت محنت کی [۱] - بدائع الصنائع جس کے بارے میں علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں اس کی نظیر نہیں ہے۔ صاحب بدائع جو فتوے لکھتے تھے ان کے فتووں پر ان کی لڑکی کے دستخط تصحیح کے لئے ہوتے تھے۔ اور قوم اسی کو زیادہ معتبر مانتی تھی؛ اس لئے سوال میں جو باتیں مذکورہ عالمہ کے بارے میں کہی گئی ہیں وہ غلط ہیں اور اس کی علمی استعداد وہی ہے جو سوال میں لکھی گئی ہے، تو بلا شبہ اس کو وعظ ونصیحت کرنے کا عورتوں کی مجلس میں حق ہے اور عورتوں کا اس اجتماع میں شرکت کرنا جائز ہے۔ فتویٰ میں ذاتی رائے کا استعمال کرنا (خصوصاً جب کہ وہ غلط پروپیگنڈے یا ذاتی عناد پر ہو) قطعاً جائز نہیں ہے۔ اور بغیر دلیل کے کسی کے قول کو صحیح اور معتبر نہیں مانا جاسکتا علوم دینیہ کا حصول عورتوں کے لئے ضروری ہے [۲] اگر کوئی عورت وعظ وتبلیغ کے ذریعہ سے علم دین کی اشاعت کا کام انجام دے رہی ہے، تو اس کو روکنا جائز نہیں ہے۔ [۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱/۱۸ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

عورتوں کا گھر گھر جا کر تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

(۲۳) **سوال**: عورتوں کو گھر گھر جا کر تبلیغ کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبید الرحمٰن دیوبند

---

(۱) إن إحدى بنات السمر قندي كانت تسمى فاطمة وكانت نسيج وحدها في جمال صورتها وسعة علمها وفقهها وكانت ثاقبة النظر مفرطة الذكاء حتى كانت تحفظ تحفة الفقهاء عن ظهر قلبها. (أدلة الحنفية: ج۱، ص:۷)

(۲) طلب العلم أي الشرعي فريضة أي: مفروض فرض عين على كل مسلم أو كفاية والتاء للمبالغة أي ومسلمة كما في رواية. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "كتاب العلم: الفصل الثاني": ج۱، ص:۲۸۴، رقم:۲۱۸)

(۳) المؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض، يويد بعضهم بعضا في طاعة الله وإعلاء دينه يأ مرون بالمعروف بالإيمان والطاعة وينهون عن المنكر عن الشرك والنفاق ومعصية الرسول واتباع الشهوات. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، "سورة التوبه:۷۱": ج۴، ص:۲۴۲)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور پردہ وغیرہ تمام شرائط کا لحاظ رکھا جائے، تو تبلیغ کے لئے دوسرے کے گھر جا کر سمجھانا درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۱۱/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغِ دین کا ذریعہ صرف جماعت ہی ہے کیا؟

(۲۴) **سوال:** دعوت وتبلیغ کے لئے کیا جماعت میں جانا ہی ضروری ہے اور کیا تبلیغ دین کا ذریعہ صرف جماعت ہی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد تاج الدین

الجواب وباللّٰہ التوفیق: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعدد طریقے ہیں جن میں سے ایک طریقہ مروجہ تبلیغ ہے لیکن مروجہ تبلیغ ہی کو مخصوص کر لینا غلط ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۲:۱۴۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) یباح لها الخروج إلى ما دون السفر بغير محرم وإذا وجدت محرما لم يكن للزوج منعها. (المرغيناني، هداية، ''كتاب الحج'': ج۱ص: ۲۳۳)

المؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض، يويد بعضهم بعضا في طاعة الله واعلاء دينه يأ مرون بالمعروف بالإيمان والطاعة وينهون عن المنكر عن الشرك والنفاق ومعصية الرسول واتباع الشهوات. (محمد ثناء الله پاني پتي، تفسير المظهري، ''سورة التوبة: ۷۱''، ج۴ص: ۲۴۲)

(۲) ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (سورة آل عمران: ۱۰۴) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

امام ومدرس کے لئے جماعت میں جانے کا کیا حکم ہے؟

(۲۵)**سوال**: امام ومدرس کے لئے جماعت میں جانے کا کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: وصی احمد، چمپارنی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ایسی صورت اختیار کی جائے کہ تعلیم وغیرہ کا نقصان نہ ہو، اگر امامت وتعلیم کا متبادل نظم ہو سکے، تو جماعت میں جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن مذکورہ شخص اگر ملازم ہے، تو شرائط ملازمت کی پابندی ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸:۱۲/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغی احباب کا مسجد کے باہر کھڑے ہوکر دعاء کرنا:

(۲۶)**سوال**: تبلیغی جماعت والے نماز کے بعد جب گشت یا ملاقات کے لئے جاتے

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (سورة فصلت:۳۳)

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ﴾ أي إلى توحيده تعالىٰ وطاعته والظاهر العموم في كل داع إليه تعالىٰ وإلى ذلك ذهب الحسن ومقاتل وجماعة. (علامه آلوسي، روح المعاني،''سورة فصلت:۳۳'': ج۱۳،ص:۱۸۸)

(۱)عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، قال تدارس العلم ساعة من الليل خير من إحيائها، رواه الدارمي. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب العلم: الفصل الثالث'': ج۱،ص:۳٦، رقم:۲٥٦)

وعن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم مر بمجلسين في مسجده فقال كلاهما على خير وأحدهما أفضل من صاحبه أما هؤلاء فيدعون اللّٰه ويرغبون إليه فإن شاء أعطاهم وإن شاء منعهم وأما هؤلاء فيتعلمون الفقه أو العلم ويعلّمون الجاهل فهم أفضل وإنما بعثت معلماً ثم جلس فيهم. رواه الدارمي. (''أيضاً'': رقم:۲٥۷)

(فهم أفضل)لكونهم جامعين بين العبادتين وهما الكمال والتكميل فيستحقون الفضل على جهة التبجيل. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح،''كتاب العلم، الفصل الثالث'': ج۱،ص:۴۷۰، رقم:۲٥۷)

ہیں، تو اس سے پہلے مسجد سے باہر نکل کر کھڑے ہوکر دعا مانگتے ہیں، شرعی نقطہ نظر سے اس کی کیا حیثیت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سلمان، کیرانہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ سے دعا مسجد میں اور مسجد سے باہر درست ہے، کھڑے ہوکر بھی دعا کرنا صحیح ہے۔ مذکورہ طریقہ پر دعا کرنے میں کوئی وجہ ممانعت نہیں، البتہ اسے شرعی لازمی حکم سمجھنا درست نہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۸:۱۲/۳۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چلے میں جانا کیسا ہے؟ فرض، سنت، نفل، واجب، یا مستحب؟

(۲۷) **سوال:** تبلیغی جماعت میں چلے میں جانا کیسا ہے فرض، سنت، نفل، واجب، یا مستحب؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد صفوان، کرما بستی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: احکامِ الٰہی پر عمل پیرا ہونا انسان پر لازم وفرض ہے اور ان

---

(۱) ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ ج﴾ (سورة النساء:۱۰۳)
﴿وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ج ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ لا وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ط وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (سورة الأنبياء:۸۷- ۸۸)
وعبد اللّٰه الخطمي رضي اللّٰه عنه قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إذا أراد أن يستودع الجيش قال: استودع اللّٰه دينكم وأمانتكم وخواتيم أعمالكم: رواه أبو داود. (مشكوٰة المصابيح، ”كتاب أسماء اللّٰه تعالىٰ: باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني“: ج۱،ص:۲۱۴)

سے اعراض شرعاً وعقلاً ناجائز ہے وہ طریقے اپنانا جن سے احکام الٰہی پر عمل میں مدد ملے یا دوسروں کو اس سے فائدہ پہونچے یہ بھی انسان پر لازم ہے کہ خود بھی رضائے الٰہی کے حصول کے مختلف طریقے ہیں جس نے جس کو بہتر سمجھا اس پر زور ڈالا اور لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کیا بس۔ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کے معروف طریقے کو اصلاح النفس کے لئے بہتر سمجھا، تو اسی کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا اور اس کے اصول مرتب کئے جو اس طریقہ کو بہتر سمجھے اس پر عمل کرے، اگر اس سے اصلاح کا ارادہ ونیت ہو، تو یہ باعث اجروثواب ہے اور اگر اس طریقہ کے علاوہ کوئی دیگر طریقہ اختیار کرے، تو اس میں مضائقہ نہیں بنیت صالحہ چلہ لگادے، تو ثواب ہوگا اور ترک پر کوئی گناہ نہیں؛ اس لئے اس کو مستحب کا درجہ دیا جاسکتا ہے، چالیس دنوں کو تغیر احوال میں خصوصی دخل ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۷/۶/۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾(سورة الأعراف:۱۴۲)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، قال: حدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم، وهو الصادق المصدوق إن أحدكم يجمع خلقه في بطن أمه في أربعين يوما، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يرسل الله إليه الملك فينفخ فيه الروح ويؤمر بأربع: يكتب رزقه وأجله وعمله وشقي أو سعيد، فوالذي لا إله غيره، وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع ثم يسبق عليه الكتاب، فيختم له بعمل أهل النار فيدخلها، وإن أحدكم ليعمل بعمل أهل النار حتى ما يكون بينه وبينهما إلا ذراع، ثم يسبق عليه الكتاب، فيختم له بعمل أهل الجنة، فيدخلها، قال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب القدر، باب ما جاء أن الأعمال بالخواتيم'': ج۲، ص:۳۵، رقم:۲۱۳۷)

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى لله أربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له براءتان: براءة من النار وبراءة من النفاق. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة، باب في فضل التكبيرة الأولى'': ج۱، ص:۵۶، رقم:۲۴۱)

عن أبي العالية رضي الله قال: لا أدري أرفعه قال: من شهد الصلوات الخمس أربعين ليلة في جماعة، يدرك التكبيرة الأولى وجبت له الجنة. (أبوبكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني، في مصنفه: ج۱، ص:۵۲۸، رقم:۲۰۱۸)

تبلیغی جماعت کے لوگ مسجد میں سوئیں یا اسکول میں؟

(۲۸) **سوال**: اگر گاؤں میں مسجد کے برابر میں اسلامی اسکول ہو تو اور تبلیغی جماعت مسجد میں سوئے یا اسکول میں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: آداب مسجد کی رعایت کرتے ہوئے مسجد میں سونا درست ہے، بلکہ اعتکاف کی نیت بھی کر لینی چاہئے۔ مسجد میں سونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور اسکول میں نظم کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کیا بیمار والدین کو چھوڑ کر تبلیغ جماعت میں جانا درست ہے؟

(۲۹) **سوال**: کیا بیمار والدین کو چھوڑ کر تبلیغ جماعت میں جانا درست ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

---

(۱) ويكره النوم والأكل فيه لغير المعتكف، وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالىٰ بقدر ما نوى أو يصلي ثم يفعل ما شاء، كذا في السراجية. ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح من المذهب، والأحسن أن يتورع فلا ينام، كذا في خزانة الفتاوى. (جماعة من العلماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ”كتاب الكراهية: الباب الخامس، في أداب المسجد، والقبلة، والمصحف“: ج۵،ص:۳۷۱)

عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، أنه كان ينام وهو شاب أعزب لا أهل له في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ”كتاب الصلاة: باب نوم الرجال في المسجد“: ج۱،ص:۶۳،رقم:۴۴۰)

وقد سئل سعيد بن المسيب وسليمان بن يسار عن النوم فيه فقالا: كيف تسألون عنها وقد كان أهل الصفة ينامون فيه وهم قوم كان مسكنهم المسجد. (العيني، عمدة القاري، ”كتاب الصلاة: باب نوم الرجال في المسجد“: ج۴،ص:۱۹۸،رقم:۱۰۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر والدین کو خدمت کی ضرورت ہو، تو والدین کی خدمت مقدم ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جماعت میں رہتے ہوئے گھر فون کرسکتے ہیں کہ نہیں؟

(۳۰) **سوال**: تبلیغی جماعت میں رہتے ہوئے کیا اپنے گھر کی خیریت ٹیلی فون پر پوچھ سکتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قدیر احمد ہاشمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ اچھا ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۴/۸/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قرض لے کر جماعت میں جانا:

(۳۱) **سوال**: میں ایک دیہاتی شخص ہوں ہر سال چلہ اور ہر مہینے تین دن تبلیغی جماعت

---

(۱) عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضي اللّٰہ عنهما، قال: قال رجل للنبي صلی اللّٰہ علیه وسلم: أجاهد؟ قال لك أبوان؟ قال: نعم! قال ففیهما فجاهد. (أخرجه البخاري، في صحیحه، کتاب الأدب: باب لا یجاهد إلا بإذن الأبوین''، ج۲،ص:۸۸۳، رقم:۵۹۷۲)

فیفهم منه أنه لا یجاهد إلا إذا أذنا له بالجهاد فیجاهد فیکون جهاده موقوفاً علی إذنهما. (العیني، عمدة القاري، ''باب لا یسب الرجل والدیه''، ج۴،ص:۸۳، رقم:۵۹۷۲)

(۲) ولأهلك علیك حقا فأعط کل ذي حق حقه. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ''کتاب الصوم: باب من أقسم علی أخیه یفطر في التطوع''، ج۱،ص:۲۶۴، رقم:۱۹۶۸.

میں لگاتا ہوں اور بھی وقتاً فوقتاً ضرورت کے تحت جاتا رہتا ہوں، اب تبلیغی جماعت والے بیرون ملک جماعت کی تشکیل کرنے آتے ہیں، جس کا خرچ تقریباً اسی ہزار ہے اور فی الحال مجھ پر ڈھائی لاکھ کا قرض ہے، میں ان کے سامنے اپنا یہ عذر رکھتا ہوں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ بھائی اللہ پر اعتماد رکھو، اللہ تعالیٰ سب پریشانی دور کردے گا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اب آپ کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہٹ رہا ہے۔

میرا سوال ہے کہ: (۱) تبلیغی جماعت والوں کا اس طرح کہنا درست ہے یا نہیں؟ (۲) میرا ان کے سامنے عذر رکھنا کیا توکل کے منافی ہے؟ (۳) قرض لے کر جماعت میں جانا صحیح ہے یا نہیں؟ (۴) اگر بالفرض میں یہ رقم قرض لے لوں، تو اس سے حج یا عمرہ کی تیاری کروں یا جماعت میں چلا جاؤں یا کسی غریب لڑکی کی شادی کرادوں یا کسی مدرسہ یا مسجد میں دیدوں یا آپ کی نظروں میں کوئی بہترین مصرف ہو، تو اس کو تحریر فرمائیں، اگر دین کے کسی کام کے لئے کسی بھی درجہ میں قرض لینے کی گنجائش ہو، تو مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عثمان، پیانہ کلاں، بلندشہر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی فکر کرنا اور قرض کو ادا کرنے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ سے تعلق کی دلیل ہے اور یہ توکل کے منافی بھی نہیں ہے۔ دنیا دارالاسباب ہے، یہاں اسباب اختیار کرنے کے بعد توکل کرنا ہوگا، آپ نماز وتلاوت وغیرہ کے ساتھ ہی تبلیغی جماعت سے جڑے رہیں اور قرض کو جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں، قرض کی ادائیگی سے پہلے مزید قرض لینا یا اس کا مشورہ دینا حماقت ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی ہرگز نہ کریں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۴/۱۴۳۷ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی،
محمد اسعد جلال غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ (سورۃ النساء:۵۸)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اپنی اصلاح کی نیت سے جماعت میں جانا:

(۳۲)**سوال**: محمد ارشد اپنے ایمان اور اپنے اعمال کی ترقی اور استقامت کے لئے اپنا خرچ لے کر اور اپنے اہل وعیال کا پورا خرچ کا انتظام کرنے کے بعد، اللہ کے راستے میں محنت کے لئے چار پانچ مہینوں کے لئے جاتا ہے، نیت اس کی یہ ہے کہ ''میری زندگی میں دین آجائے اور سارے عالم سے بے دینی ختم ہو جائے لوگ سو فیصد اللہ کے حکم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر زندگی گذارنے والے بن جائیں'' محمد ارشد کا اللہ کے راستے میں جانا جائز ہے یا نا جائز؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عادل صاحب، گجرات

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں تمام انتظامات کے بعد محمد ارشد کا جماعت میں دینی اصلاح کے لئے جانا درست ہے، ایسی اصلاح ہونی چاہئے، وہ جماعت میں جا کر ہو یا کسی دینی مدرسہ، خانقاہ میں یا کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۸/۱/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال غفرلہ
محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلموں میں دعوت کی شرعی حیثیت:

(۳۳)**سوال**: (۱) غیر مسلموں میں اسلام کی دعوت اور مسلمانوں میں احکام شرع کی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......إن دمائكم وأموالكم وأعراضكم بينكم حرام، الحديث. (تحفة الأحوذي، باب ما جاء دمائكم وأموالكم عليكم حرام:ص:۳۱۳)

(۱) يطلق أيضاً: على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فأما مجاهدة النفس فعلى تعلم أمور الدين ثم على العمل بها ثم على تعليمها. (ابن حجر، فتح الباري، ''كتاب الجهاد والسير'': ج۶،ص:۷۷، رقم:۲۷۸۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بلغوا عني أي: انقلوا إلى الناس، وأفيدوهم ما أمكنكم. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، ''قوله كتاب الجهاد'': ج۱،ص:۲۱۷، رقم:۱۹۸)

دعوت کا شرعاً کیا درجہ ہے فرض، واجب اور عین یا کفایہ؟

(۲) دعوت اسلام مقدم ہے یا احکام اسلام کی دعوت مقدم ہے؟

(۳) کیا دعوت اسلام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ خاص تھی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت مسلمہ پر بھی اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(۴) جن لوگوں تک اسلام کا تعارف یا دعوت نہیں پہونچ رہی ہے اور وہ حالت کفر میں رہ رہے ہیں کیا امت مسلمہ عند اللہ ماخوذ ہوگی؟

(۵) جو دعوت اسلام یا احکام کا کام مسلموں یا غیر مسلموں میں کر رہے ہیں ان کا تعاون کرنا شرعاً کیسا ہے؟ (۱۲۳۵)

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا معین الدین، نئی دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد اصلیہ میں داخل تھا کہ اسلام و احکام اسلام کی تبلیغ فرما کر دنیا سے گمراہی و ضلالت کو دور فرمائیں۔ متعدد نصوص قطعیہ اس پر شاہد ہیں ﴿يٰٓأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب ضرورت وموقع دعوت کے طریقے اختیار کئے جس بےنظیر اولوالعزم، جانفشانی، مسلسل جدو جہد اور صبر و استقلال سے فرض رسالت وتبلیغ کو ادا کیا وہ اس کی واضح دلیل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں ہر چیز سے بڑھ کر اپنے فرض منصبی رسالت وابلاغ کا احساس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعوت اسلام کا کامیاب طریقہ بھی خود ہی مصرح فرمایا ﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو ہر قدم پر پیش نظر رکھا اور کامیابی و کامرانی کا اعلیٰ مقام حاصل کیا اس طریقہ دعوت اسلام ہی کو دوسرے مقام پر اس طرح واضح فرمایا ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تازیست پیغام

(۱) سورة المائدة:۶۷.　(۲) سورة النحل:۱۲۵.　(۳) سورة الإنعام:۱۰۸.

رسالت کو پہونچانے کی پیہم سعی فرمائی، پھر حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس ذمہ داری کی تکمیل اس حد تک فرمادی کہ عام خطاب فرمایا کہ جو یہاں موجود ہیں ان پر لازم ہے کہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہونچادیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، اس طرح یہ سلسلہ قیامت تک کے لئے جاری ہوگیا، یہ سب اسی پیغام کی تکمیل ہے؛ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [1] یعنی ایمان، اعتصام بحبل اللہ، اتفاق، اتحاد اس وقت باقی رہ سکتا ہے، جب مسلمانوں میں ایک خاص جماعت دعوت وارشاد کے لیے باقی رہے اور اس کا طریقہ کار وہ ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بایں الفاظ بیان کیا ”من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ الخ“ [2] یعنی حسب موقع قول وعمل، تقریر وتحریر وعظ ونصیحت اور ذرائع اشاعت وغیرہ کے ذریعہ ہر برائی کو دنیا سے مٹانے کی سعی کی جائے لیکن یہ سعی حسب موقع و حسب استطاعت ہو یعنی اس طریقہ کو اختیار کئے جانے میں کسی فتنہ میں مبتلاء ہونے کا احتمال نہ ہو ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کر سکتے ہیں جو معروف ومنکر کا علم رکھنے اور قرآن وسنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش وموقع شناس بھی ہوں ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر ومنکر کو معروف خیال کر کے بجائے اصلاح کے سارا نظام مختل کر دے، یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرلے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کا موجب ہو جائے یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کی جگہ نرمی برتنے لگے یا احوال وکوائف کو مدنظر نہ رکھ کر عظیم فتنہ میں پڑ جائے شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر، امر بالمعروف نہی عن المنکر کی اہل ہو اس مختصر وضاحت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ:

(۱) غیر مسلموں میں اسلام اور مسلمانوں میں احکام کی دعوت دینا فرض کفایہ ہے۔

(۲) اسلام واحکام اسلام کی دعوت میں تقدم وتاخر زمانہ واحوال کے اعتبار سے ہے۔

(۳) دعوت اسلام ہو یا دعوت احکام اسلام اس کی ذمہ داری صرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں؛ بلکہ حسب وضاحت مذکور امت مسلمۃ پر بھی عائد ہوتی ہے۔

---

(۱) سورۃ النساء: ۱۰۴.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب الإيمان: ج۱ص:۵۱، رقم:۴۹)

(۴) اگر کسی بڑے فتنہ میں مبتلاء ہونے کا احتمال ہو اور اس لئے کسی علاقہ کے لوگوں کو دعوت نہ پہونچ سکی تو ان شاء اللہ امت مسلمۃ ماخوذ نہ ہوگی۔

(۵) جو جماعت دعوت اسلام یا احکام اسلام کا کام انجام دے اس جماعت کا تعاون کرنا بلاشبہ موجب اجروثواب ہے۔ ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۱۰/۱۴۱۷ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغ میں نکلنا فرض ہے یا واجب یا مستحب؟

(۳۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
مروجہ تبلیغ میں نکلنا کس درجہ کا حکم رکھتا ہے فرض یا واجب، سنت یا مستحب؟۔ (۹۴۴/الف)

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اشرف، کاس گنج

الجواب وباللّٰه التوفيق: دین کا سیکھنا فرض عین ہے خواہ مدرسہ کے ذریعہ ہو یا خانقاہ کے ذریعہ یا جماعت کے ذریعہ، البتہ تبلیغ میں نکلنا بھی دینی عمل ہے جس سے اصلاح نفس وابستہ ہے۔

"قال العلامة الآلوسي رحمه الله: في هذ الآية ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ إن العلماء اتفقوا على أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر من فروض الكفايات.[2] وإعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه وفرض كفاية وهو ما زاد عليه لنفع

(۱) سورة المائدة:۲.
(۲) علامه آلوسي، روح المعاني، "سورة آل عمران:۱۰۴": ج۳،ص:۳۴.

غیرہ[۱] قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده. وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، وعلم الزكاة لمن له نصاب، والحج لمن وجب عليه.[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۵/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

تبلیغ میں شرکت:

(۳۵) **سوال**: میرا سوال یہ ہے کہ میرے اکثر دوست اس وقت تبلیغی جماعت سے منسلک ہیں اور مجھے بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں، تو مجھے اس میں شامل ہونا چاہئے یا نہیں، اس کی وضاحت کردیں، کیا اس کی فرضیت کسی حدیث سے ثابت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد افتخار عمر، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: اپنے عقیدہ کی درستگی، اعمال صالحہ کی تحصیل اور دین کے دیگر بنیادی مسائل کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔[۳] یہ تمام امور دینی مدرسہ، خانقاہ، وغیرہ سے جس طرح حاصل ہوتے ہیں، اسی طرح تبلیغی جماعت میں نکلنے سے بھی حاصل ہوتے ہیں۔ آج کے دور

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "المقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العناية": ج۱، ص:۱۲۶.
(۲) "أيضاً": .
(۳) واعلم أن تعلم العلم يكون فرض عين وهو بقدر ما يحتاج لدينه وفرض كفاية وهو ما زاد عليه لنفع غيره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "المقدمة، مطلب في فرض الكفاية وفرض العناية": ج۱، ص:۱۲۶)
قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلم ما يحتاج إليه العبد في إقامة دينه وإخلاص عمله لله تعالى ومعاشرة عباده. وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، وعلم الزكاة لمن له نصاب، والحج لمن وجب عليه. ("أيضاً")

میں اپنی اصلاح اورلوگوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کا یہ موثر طریقہ ہے۔امر بالمعروف اورنہی عن المنکر کا حکم عام ہے؛ ہردور میں ہرشخص پروقت اورحالت کے تقاضہ کے مطابق ضروری ہے۔اپنے گھر پررہ کربھی لوگوں کونیکی کا حکم کرنااور برائیوں سے روکنا حتی الوسع ضروری ہے۔[۱] اگرآپ اس راہ میں نکلیں گے،تو آپ کوبھی فائدہ ہوگا اورآپ کی ذات سے دوسروں کوبھی فائدہ ہوگا، جوذخیرہ آخرت ہوگا۔''إن شاء اللّٰہ'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کوسمجھنے اوراس کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔میرا مشورہ ہے کہ آپ خودبھی شامل ہوں اوراپنے متعلقین کوبھی شامل کریں۔کچھ دن اس راستہ میں لگانے کے بعدہی اس کا فائدہ آپ کی سمجھ میں آئے گا۔علاوہ ازیں اپنی اصلاح اوردینی مسائل کوسمجھنے کے لئے علماء سے بھی رابطہ رکھیں۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعدجلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۶:۲/۱۵ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی،محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد میں کرسی پرتقریر کرنا:

(۳۶)**سوال**: تبلیغی جماعت والے مسجدوں میں کرسی بچھا کراس پرتقریر کرتے ہیں،ان کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: بشیراحمد،کرناٹک

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجدوں میں محراب کے سامنے کرسی رکھ کرتقریر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں،البتہ مصلی حضرات سنت ونوافل سے فارغ ہوجائیں تاکہ تقریر کی وجہ سے ان کی نماز

(۱) إن العلماء اتفقوا علی أن الأمر بالمعروف والنھي عن المنکر من فروض الکفایات. (علامہ آلوسي، روح المعاني للآلوسي:، ''سورۃ آل عمران:۱۰۴'':ج۳،ص:۳۴)
(۲)﴿فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(سورۃ النحل:۴۳)

سنت ونوافل میں خلل نہ ہو۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیو بند
(۱۴۱۵/۶/۱۶ھ)

کیا مروجہ تبلیغ بدعت ہے؟

(۳۷) **سوال**: بعض علمائے دین تبلیغ والے کام کو بدعت کہہ رہے ہیں، کیا واقعی یہ بدعت ہے؟ شریعت کی روشنی میں واضح فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چلہ ثابت ہے یا نہیں یا کسی اور پیغمبر علیہ السلام نے کیا ہو، تحریر فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی عرفان عمر، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کو بدعت کہنا تو صحیح نہیں۔ (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر ۴۰/ دن کا چلہ کیا تھا۔ (۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حراء میں تزکیہ وعبادت میں مشغول رہتے تھے۔ چالیس دن کو ماحول کی تبدیلی میں خاص اثر ہے؛ اس لیے بزرگوں کے یہاں بھی

---

(۱) إن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نهي أن یحلق یوم الجمعة قبل الصلوٰة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ”أبواب إقامة الصلاة والسنة فیها، فرض الجمعة، باب الحلق یوم الجمعة،قبل الصلاة“: ج۱،ص:۹۷،رقم:۳۱۴)

إن المسجد بني للصلوٰة وغیرها تبع لها بدلیل أنه إذا ضاق فللمصلي إزعاج القاعد للذکر أو القرائة أو التدریس. (ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الدیات: باب ما یحدثه الرجل في الطریق وغیره“: ج۱۰،ص:۲۶۱)

(۲) قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: بلغوا عني ولو آیة. (تحفة الأحوذي،”باب ماجاء في الحدیث عن بني إسرائیل“، ج۱،ص:۳۶۰)

﴿یٰٓأَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ (سورة المائده:۶۷)

(۳) ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّأَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِیْقَاتُ رَبِّهٖٓ أَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً﴾ واستخلف علیهم هٰرون ومکث علی الطور أربعین لیلة. (امام رازیؒ، تفسیر رازي: ج۳،ص:۹۷،سورة الأعراف:۱۴۲)

چالیس دن اور چار مہینے اصلاح نفس اور اصلاح احوال کے لئے متعین کئے جاتے رہے ہیں؛[1] لہٰذا لازم وضروری نہ سمجھتے ہوئے چلہ و چار مہینے کے لئے وقت کو فارغ کرنا صحیح ہے اس کو بدعت کہنا صحیح نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۳/۱۲/۶ھ)

ایمان وعمل کی دعوت دینا:

(۳۸) **سوال**: ایمان وعمل دونوں کی دعوت ضروری ہے یا کسی ایک کی؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد وصی اللہ، شاہجہاں پور

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں کی دعوت ضروری ہے، دونوں میں بڑا اجر وثواب ہے آج کے دور میں اس سے غفلت برتنا اچھا نہیں۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۱/۲/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن عبد الله بن سهل قال: من أكل الحلال أربعين يوما أجيبت دعوته. (جامع العلوم والحكم، الحديث العاشر: ج۱،ص:۲۹۳)

(۲) وعن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال أتى النبي صلى الله عليه وسلم رجل يستحمله فلم يجد عنده ما يحلمه فدله على آخر فحمله فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فأخبره، فقال: أن الدال على الخير كفاعله. (أخرجه الترمذي، في سننه، "أبواب العلم، باب ما جاء أن الدال على الخير كفاعله": ج۲،ص:۹۵،رقم:۲۶۷۰)

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (سورة آل عمران:۱۶۴)

﴿يٰٓأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝﴾ (سورة المدثر:۱تا۴)

﴿وَأَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝﴾ (سورة الكهف:۸۸)

تبلیغ والوں کا مسائل بتانا کیسا ہے؟

(۳۹) **سوال:** تبلیغ والے جو مسئلے بتاتے ہیں ان کے بتائے ہوئے کو ماننا کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: جناب عمر رضاء صاحب، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بالکل درست ہے، مگر یہ بھی واضح رہے کہ تبلیغی جماعت والے بھی سب عالم نہیں ہیں؛ اس لئے ان میں سے جو عالم ہوں اور مسائل سے واقف ہوں ان کی بات ماننی چاہیئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۲/۱۰/۲۳ھ)

فضائل اعمال کو حدیث کی کتاب کہنا:

(۴۰) **سوال:** فضائل اعمال جس کی تعلیم مسجدوں میں قریب قریب فرض کے دائرے میں آگئی ہے، اس کا اعلان اس طرح کیا جاتا ہے کہ بھائیو! تشریف رکھیے حدیث پاک پڑھی جائے

---

(۱) وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: نضر الله إمرأً سمع منا شيئاً فبلغه كما سمعه فرب مبلغ أوعى له من سامع. رواه الترمذي وابن ماجه ورواه الدارمي عن أبي الدرداء. (مشکوٰۃ المصابیح، ”كتاب العلم: الفصل الثاني“: ج۱، ص: ۳۵، رقم: ۲۳۰)

عن عروة بن الزبير رضي الله عنه قال: قالت لي عائشة رضي الله عنها: يا ابن أختي بلغني أن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه مار بنا إلى الحج فألْقَهُ فسأله فإنه قد حمل النبي‌صلى الله عليه وسلم علما كثيراً، قال: فلقيته فسألتهُ عن أشياء يذكرها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عروة: فكان فيما ذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله لا ينتزع العلم من الناس انتزاعاً، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء فيرفع معهم ويبقى في الناس رؤساً جهالاً يفتونهم بغير علم فيضَلون ويضِلون الخ. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب العلم: باب رفع العلم وقبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان“: ج۲، ص: ۳۴۰، رقم: ۲۶۷۳)

گی، کتاب کا نام نہیں لیتے، ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: جمیل احمد، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ فی السوال کتاب میں احادیث بھی ہیں، ان کے مطالب بھی اور حکایات وواقعات بھی؛ اس لئے حدیث پڑھی جائے گی، کہنے میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن کتاب کا نام لینا بہتر ہے، تاکہ اشتباہ نہ ہو؛ نیز ایسی باتوں کو باعث اختلاف بنانا ہوشمندی نہیں ہے، اگر کوئی اچھی بات بتلائے، تو اس کو مان لینا چاہئے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۴/۱۰ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا تبلیغی جماعت کے لوگ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں؟

(۴۱) **سوال**: زید کی طرف سے تبلیغی جماعت کے خلاف فتویٰ آیا ہے کہ یہ لوگ صراط مستقیم سے بالکل ہٹے ہوئے ہیں، مدارس دینیہ کی کوئی اہمیت ان کی نظر میں نہیں ہے۔ ائمہ کرام کا مذاق اڑاتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: نسیم احمد، جعفرآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی بھی جماعت کے چند افراد نئے اور غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں؛ لیکن وہ افراد جماعت کا مدار نہیں ہوتے، مدار جماعت کا اس کے اصول وضوابط اور اس

(۱) إعلم أن الحديث في اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبي صلى الله عليه وسلم وفعله وتقريره الخ.
وكذلك يطلق على قول الصحابي وفعله وتقريره وعلى قول التابعي وفعله وتقريره. (الشيخ عبد الحق الدهلوي، ''مقدمة مشكوٰة المصابيح'': ص: ۳)

کے ذمہ دار وقائدین ہوتے ہیں جماعت کو جب پرکھا جائے، تو اس کے اصول سے پرکھا جائے یا اس کے بانیان وذمہ داران سے بالکل اس طرح سے کہ چند مسلمان کوئی برا کام کررہے ہوں، تو یہ فیصلہ ہرگز درست نہیں کہ اسلام برا مذہب ہے، (عیاذاباللہ) اسلام کا مدار، تو اس کے اصول ہیں۔ اسی طرح تبلیغی جماعت ہے کہ اس کے اصول، ذمہ دار اور اس کے قائدین مدار ہیں، اگر چند غیر تربیت یافتہ لوگ کچھ غلطی کرجائیں، تو اس کی وجہ سے جماعت پر کوئی حکم درست نہیں؛ حتی الامکان تربیت واصلاح کی کوشش کی جائے، تبلیغی نصاب فضائل پر مشتمل ہے، لوگ اس کو پڑھ لیتے ہیں صحیح ہے، مگر اس میں شدت درست نہیں؛ لیکن اگر ایک وقت مسجد میں یہ کتاب پڑھتے ہوں، تو دوسرے وقت دوسرے لوگ یا وہی لوگ دوسری کتاب پڑھ لیں، اس سے کون منع کرتا ہے؛ بہرکیف تنقید کے لئے بہت سی چیزیں مل سکتی ہیں؛ لیکن اپنے ذہن کو تعمیری بنا کر رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح وسیدھی راہ دکھائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۱/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مسجد میں مشورہ کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۴۲) **سوال**: ایک صاحب نے دریافت کیا ہے کہ مسجدوں میں ہمیشہ مشورے کرتے رہنا کہ فلاں آدمی کے پاس جانا ہے یہ فرض ہے واجب ہے سنت ہے؟ یعنی دین کی بات، نماز کی بات، سمجھانے کے لئے۔ یہ بظاہر اس طریقہ پر اعتراض ہے، نیز جماعت والوں کا مسجد میں سونا

---

(۱) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (سورة آل عمران:۱۱۰)
﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ (سورة النحل:۱۲۵)
عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: (بلغوا عني ولو آية. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب ما ذكر عن بني إسرائيل": ج۱ص:۴۹۰، رقم:۳۴۶۱)
﴿يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾ (سورة المائدة:۶۷)

کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد رضوان، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اپنی اپنی ہمت کے مطابق اسلام کی تبلیغ کرنا امر ضروری ہے ''بلّغوا عني ولو آیة'' (الحدیث) رہا تبلیغی جماعت کا معاملہ تو انہوں نے تبلیغ کے کام کو انجام دینے کے لئے کچھ اصول مقرر کئے ہیں اور اسی طرح ہر جماعت اپنا اپنا طریقہ کار مقرر کرتی ہے۔ اس طریقہ کار کو فرض وواجب نہیں کہا جاتا ہے؛ بس اگر اس میں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ ہو، تو وہ طریقہ کار مباح اور جائز ہوتا ہے۔ رہی اس طریقہ کار کی افادیت تو اس پر ہم سے زیادہ روشنی آپ کو مرکز تبلیغ دہلی بنگلہ والی مسجد سے مل سکتی ہے، جماعت والوں کا حسب ضرورت مسجد میں سونا درست ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۲/۲۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مساجد میں تبلیغی نصاب کے علاوہ دیگر کتابوں کی تعلیم:

(۴۳) **سوال**: مساجد میں بعد نماز تبلیغی نصاب کے علاوہ دیگر اسلامی معتمد کتابوں کی

---

(۱) عن عبد اللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنه: أن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، قال: (بلغوا عني ولو آية. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب ما ذكر عن بني إسرائيل'': ج۱،ص:۴۹۰،رقم:۳۴۶۱)

وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر اللّٰه تعالىٰ بقدر ما نوى أو يصلي ثم يفعل ما شاء، كذا في السراجيه. ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح من المذهب. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الخامس: في آداب المسجد والقبلة'': ج۵،ص:۳۷۱)

وإذا أراد ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف، فيدخل ويذكر اللّٰه تعالى بقدر ما نوى، أو يصلي ثم يفعل ما شاء. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب ما يفسد وما يكره فيها، مطلب: في أفضل المساجد'': ج۲،ص:۴۳۱)

تعلیم بھی ہوسکتی ہے یا نہیں بعض حضرات اس نصاب کو ہی ضروری سمجھتے ہیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد شمش الدین، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: حسب ضرورت دیگر دینی کتب تعلیم کے لئے پڑھ کر سنانا بلاشبہ درست ہے کسی ایک ہی کتاب پر اصرار کرنا درست نہیں ہے، علم حاصل کرنے کا جو مناسب طریقہ ہو اختیار کیا جانا چاہئے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۲۰/۴/۳ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ:

(۴۴)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ایک تبلیغی عالم بیان کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ دعوت وتبلیغ پوری امت پر فرض ہے اور اس کی فرضیت پر مشکوۃ المصابیح اور بخاری کی مندرجہ حدیثیں پیش کی ہیں۔

’’عن جابر قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: أوحی اللّٰہ إلی ملك من الملائکة أن أقلب مدینة کذا وکذا علی أھلھا قال: إن فیه عبدك فلانا لم

(۱) عن أبي سعید رضي اللّٰہ عنه، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: یقول الرب عز وجل: من شغله القرآن عن ذکري و مسألتي أعطیته أفضل ما أعطی السائلین، وفضل کلام اللّٰہ علی سائر الکلام کفضل اللّٰہ علی خلقه. (أخرجه الترمذي، في سننه، ’’أبواب فضائل القرآن، باب‘‘: ج۲،ص:۱۱۷،رقم:۲۹۲۶)

عن أبي ذر رضي اللّٰہ عنه، قال: قال لي رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یا أبا ذر، لأن تغدو فتعلم آیة من کتاب اللّٰہ، خیرٌ لك من أن تصلی مائة رکعة ولأن تغدو فتعلم باباً من العلم، عمل به أو لم یعمل، خیرٌ لك من أن تصلی ألف رکعة. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ’’المقدمة، باب فضل من تعلم القرآن وعمله‘‘: ج۱،ص:۷۹،رقم:۲۱۹)

يعصك طرفة عين قال: أقلبها عليه وعليهم، فإن وجهه لم يتمعر لی ساعة قط (المعجم الأوسط) قالت زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَنُهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الخَبَث (بخاری) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اليَمَانِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ المُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُونَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ'' (ترمذی) اب سوال یہ ہے کہ اس سے تبلیغ کی فرضیت ثابت ہے یا تبلیغ کا کام مستحب ہے اور اگر تبلیغ فرض ہے، تو سوال یہ ہے کہ تبلیغ کس طریقہ سے کی جائے جماعت میں نکل کر یا موبائل واٹس ایپ کے ذریعہ یا فیس بک کے ذریعہ بھی جائز ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: عمر فاروق، الحنفی: متعلّم جامعہ حسینہ دیوبند

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دین کا سیکھنا فرض عین ہے،[۱] خواہ مدرسہ کے ذریعہ ہو یا خانقاہ کے ذریعہ یا جماعت کے ذریعہ؛ البتہ تبلیغ فرض کفایہ ہے جو عالم دین نے تبلیغ کو فرض کہا اس کی مراد یہی ہوگی کہ دین کا سیکھنا فرض ہے، جہاں تک ان کے دلائل ہیں، ان سے تبلیغ کی فرضیت ضرور ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کا فرض عین ہونا نہیں ثابت ہوتا ہے،[۲] تبلیغ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ فرض کفایہ ہے اور اس کے لیے کوئی خاص طریقہ متعین نہیں ہے؛ بلکہ جس طرح بھی یہ کام انجام دیا جائے درست ہے؛ اس لیے سوشل میڈیا کے ذریعہ یا واٹس ایپ وغیرہ کے ذریعہ بھی کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے، یہ جائز ہے؛ اس لیے کہ مقصد لوگوں کو بھلی بات بتانا اور برائی سے روکنا ہے۔

''قال العلامه الآلوسی في هذه الآية ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير

(۱) عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: طلب العلم فريضة على كل مسلم. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''المقدمة، باب فضل العلماء والحث'': ج۱، ص: ۲۰، رقم: ۲۲۴)

(۲) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (سورة آل عمران: ۱۱۰)

ویأمرون المعروف وینهون عن المنکر؛ إن العلماء اتفقوا علی أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر من فروض الکفایة.[1] وأعلم أن تعلم العلم یکون فرض عین وهو بقدر ما یحتاج إلیه وفرض کفایة و هو ما زاد علیه لنفع غیره[2] قال العلامي في فصوله: من فرائض الإسلام تعلمه ما یحتاج إلیه العبد في إقامة دینه وإخلاص عمله للّٰه تعالی ومعاشرة عباده وفرض علی کل مکلف ومکلفة بعد تعلمه علم الدین والهدایة تعلم علم الوضوء والغسل والصلاة والصوم، وعلم الزکاة لمن له نصاب، والحج لمن وجب علیه''.[3]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۱۵: ۱۴۴۱ھ)

جاہل شخص کا وعظ کرنا درست ہے کہ نہیں؟

(۴۵) **سوال:** تقریر اور وعظ میں کیا فرق ہے۔ تبلیغی لوگ اکثر چلہ لگا کر مساجد میں وعظ کہتے ہیں جب کہ اکثر وہ جاہل ہوتے ہیں جوشِ بیان میں کچھ کا کچھ کہہ جاتے ہیں تو کیا ایسے شخص کو وعظ کہنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مفتی عرفان عمر، جوجھار پور، سنت کبیر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: تقریر کے معنی کسی بات کو بیان کرنا ہے اور وعظ نصیحت آمیز باتوں کا بیان کرنا ہے مگر عرف عام میں دونوں کے ایک ہی معنی ہوتے ہیں کہ دین کی بات کا بیان کرنا۔

---

(۱) علامه آلوسي، روح المعاني: ج۴،ص:۲۱.
(۲) ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ''مقدمه'': ج۱،ص:۱۲۵)
(۳) ''أیضاً''.

جو حضرات اتنی صلاحیت رکھتے ہوں کہ دین کی بات کو صحیح صحیح طریقہ پر بیان کردیں تو ان کا وعظ کہنا جائز ہے اگر ایسی صلاحیت اس میں نہیں ہے تو اس کا وعظ کہنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۳/۶/۲ھ)

سیاست ومذہب کو الگ الگ سمجھنا:

(۴۶)**سوال**: تبلیغی جماعت سیاسی مسائل پر ایک لفظ بھی نہیں بولتی مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جاتے ہیں اس کی نسل کشی کی جارہی ہے یہ جماعت سیاست کو دین سے الگ کیوں کرتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: شفیع احمد، الاعظمی

الجواب وباللّٰه التوفيق: سیاست مذہب سے جدا نہیں ہے، اعلاء کلمۃ اللہ اور تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے افعال حالات کے اعتبار سے سیاست پر بھی مبنی تھے مثلاً مدینہ منورہ پہونچ کر یہودی قبائل سے مصالحت کرنا وغیرہ ذلک۔ صحابہؓ، خلفاء اربعہؓ کی زندگی بھی سیاست اور تبلیغ دین سے معمور ہے سیاست کو مذہب سے الگ سمجھنا نادانی اور جہالت

---

(۱)وعن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله لا يقبض العلم انتزاعاً ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يبق عالماً اتخذ الناس رؤوساً جهالا فسئلوا فأفتوا بغير علم فضلوا وأضلوا، متفق عليه. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب العلم: الفصل الأول'':ج۱،ص:۳۳،رقم:۲۰۶)

وعن الأعمش قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آفة العلم النسيان وإضاعته أن تحدث به غير أهله، رواه الدارمي مرسلاً. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب العلم: الفصل الثالث'':ج۱،ص:۳۷،رقم:۲۶۵)

وعن ابن سيرين قال: إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم، رواه مسلم، المراد الأخذ من العدول والثقات. (ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح،''كتاب العلم: الفصل الثالث'':ج۱،ص:۳۱۴،رقم:۲۷۳)

ہے تبلیغی جماعت کیوں ایسا کرتی ہے اس کی ذمہ داری اسی پر ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ ان کے پاس کیا دلائل ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۰/۷/۲۰ھ)

امیر جماعت کا عالم ہونا ضروری ہے کہ نہیں؟

(۴۷)**سوال**: جماعت تبلیغ کا امیر کوئی عالم ہونا چاہئے تا کہ تبلیغ صحیح ہو یہ ضروری ہے یا نہیں ہے؟ جب کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب دین کی باگ ڈور نا اہلوں کے ہاتھ میں آجائے تو سمجھنا قیامت قریب ہے کیا یہ بات امیر جماعت میں بھی ہوسکتی ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: حافظ محمد شاہ عالم، گورکھپوری

الجواب وباللہ التوفیق: تبلیغی جماعت کے اصل ذمہ داران معتمد علماء دین ہیں ضمناً کام کرنے والوں میں بھی علماء ہوں تو بہتر ہے لیکن سفر کر کے تبلیغ کرنے والی بعض جماعتوں میں

---

(۱)حدثنا محمد بن بشار رضي الله عنه، قال حدثنا شعبة عن فرات القزاز، سمعت أباهريرة رضي الله عنه، يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي وإنه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء، فيكثرون قالو، فما تأمرنا؟ قال فوا ببيعة الأول فالأول أعطوهم حقهم فإن الله سائلهم عمن استرعاهم. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء: باب ماذكر عن بني إسرائيل'': ج۱،ص:۴۹۱،رقم:۳۴۵۵)

وكانت شهرة عمر رضي الله عنه، بالسياسة وكان فضله بالعلم بالله الذي مات تسعة أعشاره بموته وبقصده التقرب إلى الله عز وجل في ولايته وعدله وشفقته على خلقه .... والسلطان يتوسط بين الخلق لله فيكون مرضياً عند الله سبحانه ومثابا. (إمام غزالیؒ، إحياء علوم الدين، ''كتاب العلم: ج۱،ص:۴۴)

وقال تعالىٰ: ﴿وَ أَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَأٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَاتَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ أَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝﴾(سورة الأنفال:۶۰،۶۱)

علماء نہ بھی ہوں تو ان کو ذمہ دار کہہ کر نااہلوں کے ہاتھ میں باگڈور اور انتظامی قباحت کی بات کہنا درست نہیں ہے جب کہ اصل ذمہ دار علماء ہی ہیں اور ہر آدمی مکلّف ہے کہ جس قدر جانتا ہو اس کو دوسروں تک پہونچائے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۶/۶ھ)

اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر دوسروں کو تبلیغ کرنا:

(۴۸) **سوال:** سعید باہر جا کر تو تبلیغ کرتا پھرتا ہے مگر اپنے گھر میں تبلیغ نہیں کرتا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد افتخار، پہانی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ صورت میں سعید کو چاہئے کہ اپنے گھر میں بھی تبلیغ دین کرے؛ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا کہ ﴿**وأنذر عشيرتك الأقربين**﴾[2] کہ اپنوں کو خدا سے ڈراؤ؛ پس سعید کو چاہئے کہ اپنوں کو نظرانداز نہ کرے

---

(۱) عن عبد اللّٰه ابن عمرو رضي اللّٰه عنهما، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: بلغوا عني ولو آية وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج ومن كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار، رواه البخاري. (مشكوٰة المصابيح،''كتاب العلم: الفصل الأول'': ج۱ص:۳۲،رقم:۱۹۸)

عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من يتبعه لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من يتبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً، هذا حديث حسن صحيحٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب العلم، باب ما جاء في من دعاء إلى هدى الخ'': ج۲ص:۹۶،رقم:۲۶۷۴)

(۲) سورة الشعراء:۲۱۴.

کہ وہ احق ہیں۔[۱]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۱/۵/۵ھ)

وعظ ونصیحت کرنے کا حق کس کو ہے؟

(۴۹) **سوال:** ہمارے یہاں ایک بڑی مسجد ہے اور ایک چھوٹی مسجد ہے اب لوگوں میں وعظ ونصیحت کرنے کا حق کس کا ہے بڑی مسجد کے امام کا یا چھوٹی مسجد کے امام کا؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ابراہیم، فروخ آباد

الجواب وباللہ التوفیق: حسب موقع ومحل نصیحت کی شرعاً اجازت ہے، خواہ بڑی مسجد کے امام نصیحت کریں یا چھوٹی مسجد کے؛ بلکہ ان دونوں میں جو عالم، دینداری ہو؛ نیز لوگوں کو سمجھانے میں بہتر ہو، وہی نصیحت کرے؛ اس لئے کہ یہ موقع دیر تک سمجھانے کا نہیں؛ البتہ اگر کوئی شخص کوئی بات غلط بتائے، تو اس کی اصلاح کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۰/۷/۳ھ)

---

(۱) ومعنى الآية أن الإنسان إذا بدأ بنفسه أولا وبالأقرب فالأقرب من أهله ثانيا لم يكن لأحد عليه طعن البتة. (تفسير خازن، سورة الشعراء: ج۳، ص: ۳۳۳)

﴿قُوٓا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ (سورة التحريم: ٦)

(۲) التذكير على المنابر للوعظ والاتعاظ سنة الأنبياء والمرسلين. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "يكره إعطاء سائل المسجد": ج٦، ص: ۴۲۱)

الأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأحسن تلاوة للقرأة ثم الأورع أي الأكثر اتقاء للشبهات. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة: باب الإمامة": ج۲، ص: ۲۹۴)

مسجد میں صرف فرض نمازیں اداء کی جائیں اور فضائل اعمال پڑھی جائے:

(۵۰) **سوال**: جماعت تبلیغ والے کہتے ہیں کہ مسجد میں صرف فرض نمازیں ادا کی جائیں اور تبلیغی نصاب کی کتاب سنی جائے، باقی نوافل وسنن سب گھر پر پڑھنی چاہئیں؛ یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی عبدالرؤف، جے پور، راجستھان

الجواب وباللہ التوفیق: اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ سنن ونوافل گھر پر پڑھی جائے[۱] لیکن نماز سے غفلت کے اس دور میں سنن ونوافل مسجد میں پڑھی جائیں؛ اس لئے کہ گھر میں جا کر آدمی دوسرے کاموں میں لگ جاتا ہے اور عموماً نوافل وسنن چھوٹ جاتی ہیں؛ لہٰذا مسجد میں سنن ونوافل سے روکنے کی اجازت نہیں[۲] نیز ذکر اللہ کے لئے کسی متعین کتاب کو مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، کسی مقررہ کتاب کو پڑھنے کے لئے اس قدر اہتمام کہ سنن ونوافل سے بھی لوگوں کو روک دیا جائے، اس کی بھی اجازت نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۷/۵ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله عليه وسلم: إجعلوا في بيوتكم من صلاتكم ولا تتخذوها قبورا، قوله: من صلاتكم قال القرطبي: من للتبعيض والمراد النوافل بدليل ما رواه مسلم من حديث جابر مرفوعاً إذا قضى أحدكم الصلاة في مسجده فيجعل لبيته نصيبا من صلاتة. (ابن حجر العسقلاني، فتح الباري، "كتاب الصلاة: باب كراهية الصلاة في المقابر": ج۱، ص:۶۸۵، رقم:۴۳۲)

والأفضل في النفل غير التراويح المنزل إلا لخوف شغل عنها والأصح أفضليته ما كان أخشع وأخلص. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل": ج۲، ص:۴۳۲)

(۲) حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "في نفسه أفضل" یہ ہے کہ سنن مؤکدہ گھر پر پڑھی جائیں، لیکن ایک امر عارض کی وجہ سے اب افضل یہ ہے کہ سنن مؤکدہ مسجد میں ہی پڑھی جائیں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ج۸، ص:۲۲۷، رقم الملفوظ:۲۵)

نمازیوں کے عشاء بعد مشورہ کے لئے بیٹھنے پر امام صاحب کا نیند میں خلل ہونے پر اعتراض کرنا:

(۵۱) **سوال**: محلّہ کے نمازی کافی ہیں بعد نماز عشاء کچھ لوگ مسجد میں بیٹھ کر فکر کرتے ہیں کہ لوگ نمازی کیسے بنیں اور کیسے ان کو نماز کے لئے بلایا جائے امام صاحب کہتے ہیں کہ اتنی دیر بیٹھنے میں میری نیند میں خلل ہوتا ہے تو تم اتنی دیر تک نہ بیٹھا کرو؟

فقط: والسلام
المستفتی: رئیس الدین، بڑوت

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اگر لوگ اتنی دیر مسجد میں رہتے ہیں کہ امام صاحب کی نیند میں خلل ہوتا ہے، تو امام صاحب پر لوگوں کے ساتھ بیٹھنا لازم نہیں ہے تاکہ وہ فجر کی نماز کے وقت بآسانی بیدار ہوسکیں، امام کے سونے کے لئے الگ سے جگہ کا نظم کردیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۶/۵/۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کیا دعوت وتبلیغ کا کوئی خاص طریقہ متعین ہے:

(۵۲) **سوال**: کیا اسلام میں دعوت وتبلیغ کا کوئی طریقہ متعین ہے، اگر کوئی اس خاص طریقہ پر دعوت وتبلیغ کا کام کرے تب ہی دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینے والا کہلائے گا؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا ابوالحسن قاسمی، بہار

(۱) حامل القرآن راية الإسلام فمن أكرمه فقد أكرمه الله ومن أهانه فعليه لعنة الله. (علاؤ الدين علي بن حسام الدين، كنز العمال: ج۳،ص:۱۳۹)

الجواب وباللہ التوفیق: اسلام میں دعوت وتبلیغ اپنی اور دوسروں کی اصلاح اور اسلام واحکام اسلام کو عام وتام کرنے کا کوئی طریقہ متعین نہیں ہے؛ بلکہ زمانہ، علاقہ، ماحول، وعرف وعادات کے لحاظ سے جو بھی طریقہ بہتر ومؤثر معلوم ہو؛ اسی کو اختیار کیا جانا چاہئے۔

قرآن کریم میں ﴿اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ (۱)

کسی ایک طریقہ کو لازم ومتعین سمجھنا اسلام کی وسعت وہمہ گیری کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے۔ مروجہ تبلیغی جماعت کا طریقہ بھی خصوصاً عوام کے لئے کافی مفید ہے، لیکن کچھ لوگ اس میں غلو وشدت سے کام لینے لگے ہیں، جس سے کافی نقصان ہورہا ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۸/۱۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) سورة النحل: ۱۲۵.

(۲) ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (سورة آل عمران: ۱۱۰)

عن سالم بن عبد الله بن عمر عن أبيه رضي الله عنهم، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيها الناس أو مروا بالمعروف وأنهوا عن المنكر قبل أن تدعوا الله فلا يستجيب لكم، وقبل أن تستغفروه فلا يغفر لكم. (إسماعيل بن محمد، الترغيب والترهيب، "فصل": ج۱، ص: ۲۱۸، رقم: ۳۰۶)

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (سورة البقرة: ۲۲۹)

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا﴾ (سورة البقرة: ۱۴۳)

وأنا أرى أن "الوسط" في هذا لموضع، هو "الوسط" اللذي بمعنى: الجزء اللذي هو بين الطرفين، ...... وأرى أن الله تعالىٰ ذكره إنما وصفهم بأنهم "وسط" لتوسطهم في الدين، فلا هم أهل غلو فيه، غلو النصارى اللذين غلوا بالترهب، وقيل لهم في عيسىٰ ما قالوا فيه، ولاهم أهل تقصير فيه، تقصير اليهود اللذين بدلو كتاب الله، وقتلوا أنبياء هم، وكذبوا على دينهم، وكفروا به، ولكنهم أهل توسط واعتدال فيه، فوصف الله بذلك، إذ كان أحب الأمور إلى الله أوسطها. (محمد بن جرير، جامع البيان في تأويل القرآن، "سورة البقرة: ۱۴۳": ج۳، ص: ۱۴۲)

موجودہ تبلیغ کو دین کا بنیادی کام کہنا:

(۵۳) **سوال**: چونکہ حالیہ تبلیغی جماعت اپنے قول وعمل سے عوام کو یہ تاثر دینے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ اصل اور بنیادی دین کا کام صرف یہ تبلیغی جماعتیں انجام دیتی ہیں اور مدارس دینیہ پر جو قوم کا عظیم سرمایہ خرچ ہو رہا ہے وہ اس کے مستحق نہیں ہیں اس لئے ایک زبردست نقصان امت کو یہ پہنچ رہا ہے کہ لوگوں نے بڑی حد تک اپنی توجہ مدارس کی طرف سے ہٹالی ہے کیونکہ ان کی نظر میں مدارس دینیہ کی اہمیت بہت کم رہ گئی ہے۔ نتیجتاً مدارس میں شہری طلباء کی تعداد اب نہ ہونے کے برابر ہے۔ تبلیغی مشاغل کا تقدس اس طرح لوگوں کے دل میں راسخ ہوتا جارہا ہے کہ وہ تبلیغی نقل وحرکت کو بعینہ معرکہ جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں جو مبلغین کی مسلسل تلبیس کا نتیجہ ہے اس لئے عموماً تمام وابستگان تبلیغ علماء دین اور ان کی دینی خدمات وتعلیمات کو اپنی تبلیغی کاوشوں کے مقابلے میں بڑی حقارت و استخفاف سے دیکھتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کے لئے ان تبلیغی جماعتوں کے متعلق شرعاً کیا ہدایت ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مقصود علی، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: یہ مدارس ہی دینی تعلیم وتربیت اور مذہب اور اس کے احکام کو سمجھنے اور سمجھانے کا اصل ذریعہ ہیں ان کو اساس اور بنیاد کا درجہ حاصل ہے علم دین کے حصول کے بغیر۔ تبلیغ کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا مذہب اور صحیح مسائل وہ کس طرح قوم تک پہونچپائے گا جس کو صحیح معلومات اور مذہبی معاملات اور مسائل سے کما حقہ واقفیت نہ ہو، مدارس بھی صحیح تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید (۱۴۰۹/۵/۳ھ)
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

(۱) الأمر بالمعروف يحتاج إلى خمسة أشياء أولها العلم لأن الجاهل لا يحسن الأمر بالمعروف. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، "كتاب الكراهية: الباب السابع عشر في الغناء واللهو": ج۵،ص:۴۰۷)

فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من دل علی خیرٍ فله مثل أجر فاعله، (أخرجه مسلم، في صحیحه، ”کتاب الإمارة: باب فضل إعانة الغازي في سبیل اللّٰه“: ج۲،ص:۱۳۷، رقم:۱۸۹۳)

فالفرض العین هو العلم بالعقائد الصحیحة ومن الفروع ما یحتاج إلیه. (محمد ثناء اللّٰه پانی پتیؒ، تفسیر المظهري: (سورة التوبة:۱۲۲)

عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، قال: من یرد اللّٰه به خیراً یفقه في الدین وفي الباب عن عمر رضي اللّٰه عنه، وأبي هریرة رضي اللّٰه عنه، ومعاویة رضي اللّٰه عنه،هذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ. (أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب العلم، باب إذا أراد اللّٰه بعبد خیرا فقهه في الدین“: ج۲،ص: ۹۳، رقم:۲۶۴۵)

باب دعوت و تبلیغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الاذکار والادعیہ

اذکار وادعیہ

کس نماز کے بعد دعاء طویل اور کس نماز کے بعد دعا قصیر ہونی چاہئے؟

(۱)**سوال**: کس نماز کے بعد دعاء طویل اور کس نماز کے بعد دعا مختصر ہونی چاہئے؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولانا اکرام صاحب، ایٹہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: فجر اور عصر کی نماز کے بعد چوں کہ نفل وسنت نماز نہیں ہے کمزور بیمار کام کاج والے مصلیوں کی رعایت کر کے قدرے طویل دعا کی گنجائش ہے اور ظہر، مغرب اور عشاء جن نمازوں کے بعد سنت ونوافل ہیں، ان میں مختصر دعاء مانگنی چاہئے۔

اور چونکہ نماز جمعہ کے بعد بھی سنتیں ہیں؛ لہٰذا اس وقت بھی مختصر دعاء کرنی چاہئے۔ فیض الباری شرح بخاری میں اسی طرح منقول ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۱۲ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) فإن كان بعدها أي بعد المكتوبة تطوع يقوم إلى التطوع بلا فصل إلا مقدار ما يقول: "اللهم أنت السلام الخ". (غنية الملتمس:ص:۳۴۱)

كل صلوٰة بعدها سنة يكره القعود بعد ها والدعاء الخ. (حسن بن عمار، مراقي الفلاح على الطحطاوي، "فصل في الأذكار الواردة بعد الفرض"،ص:۳۱۱)

نماز کے بعد دعا مانگنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

(۲)**سوال**: نماز کے بعد دعا مانگنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟ ہاتھ کو کس طرح رکھیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: مولوی محمد اسماعیل، بدایونی

الجواب وباللّٰه التوفيق: دعاء کے آداب میں سے ہے کہ دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر دعا کرے اور دونوں کے درمیان فاصلہ ہو، ملا کر رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۸/۱۷ھ)

الجواب صحيح:

خورشید عالم

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

خطبہ کے دوران خطیب کی دعاء پر آمین کہنا:

(۳)**سوال**: جمعہ وعیدین کے دوسرے خطبہ میں خطیب کی دعاء کے وقت حاضرین ہاتھ اٹھا کر آمین کہتے ہیں یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد رمضان، روڑکی

الجواب وباللّٰه التوفيق: اس وقت ہاتھ اٹھانا اور آمین کہنا ممنوع ہے کیونکہ اس کا ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔ ''وما يفعله المؤذنون حال الخطبة من الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم والترضى من الصحابة والدعاء للسلطان بالنصر ينبغي أن

(۱) الأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الرابع، فی الصلاة، والتسبيح، وقراءة القرآن'': ج۵، ص:۳٦۷)

من آداب الدعاء بعد الصلوٰة رفع اليدين بحذاء صدره. (وزارة الأوقاف، الموسوعة الفقهية، ''رفع اليدين في الدعاء خارج الصلاة'': ج۴۵، ص:۲٦٦)

یکون مکروھاً اتفاقاً''۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۹/۱ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ایک جگہ جمع ہوکر ذکر کرنے والوں کو کھانا کھلانا:

(۴) **سوال**: گاؤں کے سب لوگ ایک جگہ اکٹھا ہوکر ذکر اللہ کرتے ہیں اور جہراً کرتے ہیں ان کے لئے کھانا بھی بنایا جاتا ہے اور روپیہ بھی دیا جاتا ہے یہ کیسا ہے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ابوالکلام، آسامی

الجواب وباللہ التوفیق: ذکر کا یہ طریقہ جائز ہے۔ اس موقع پر روپیہ دینا یا کھانا کھلانا، اگر ذکر کرنے کی اجرت اور بدلہ ہے، تو یہ ناجائز ہے۔ اور اجرت اور بدلہ نہیں ہے، تو جائز ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۳/۲۳ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة''، ج۱، ص:۵۱۴.

قوله: (يصلى سراً) بحيث يسمع نفسه كذا آفاده القهستاني وفي الشرح عن الحسامي يصلى في نفسه وفي الفتح عن أبي يوسف ينبغي في نفسه لأن ذلك مما لا يشغله عن سماع الخطبة فكان إحرازاً للفضيلتين وهو الصواب. (الطحطاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، ''کتاب الصلوٰۃ: باب الجمعة''، ج۱، ص:۵۱۹)

(۲) ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝۲۸﴾ (سورة الكهف:۲۸)

وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الرياء، والإظهار أفضل عند عدم خوفه الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''تفسير سورة الأعراف:۵۰''، ج۵، ص:۲۰۸،) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نماز کے بعد حالت سجدہ میں دعاء کرنا:

(۵)**سوال**: بعض نمازیوں کی عادت ہے کہ نماز کے بعد سجدے میں ہاتھ پھیلا کر دعا کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اب کر سکتے ہیں یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اختر، پہاڑ پور، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: دعاء کا مسنون طریقہ ہی افضل ہے اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے، سجدہ میں مناجات اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ ہے۔[1] اشعۃ اللمعات میں ہے سوم سجدہ مناجات (دعائیہ سجدہ) وظاہر کلام اکثر فقہاء آنست کہ مکروہ است یعنی تیسرا سجدہ مناجات ہے اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۷/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن ابن عمر رضي الله عنهما، كان يقول عن النبي صلى الله عليه وسلم: إذا دعا أحدكم أخاه فليجب عرساً كان أو نحوه. (أخرجه، مسلم في صحيحه، ''كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة''، ج۱، ص:۴۶۲، رقم:۱۴۲۹)

قال بعض السلف وأما الأعذار التي يسقط بها وجوب إجابة الدعوة أو ندبها فمنها أن يكون في الطعام شبهة أو يخص بها الأغنياء أو يكون من يتأذي بحضوره معه أو لا تليق به مجالسته أو يدعوه لخوف شر أو لطمع في جانبه الخ. (أخرجه النووي، في شرح المسلم، ''كتاب النكاح، باب الأمر بإجابة الداعي إلى دعوة'': ج۱، ص:۴۶۲)

(۱) وأشار المصنف إلى أنه لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيحات وما ورد في السنة من غيرها فمحمول على النوافل تهجداً أو غيره. (ابن نجيم، البحرا الرائق، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، فصل هو في اللغة فرق ما بين الشيئين'': ج۱، ص:۵۵۲)

وكذا) ليس بعد رفعه من الركوع دعاء، وكذا لا يأتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيح (على المذهب) وما ورد محمول على النفل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، ''كتاب الصلاة: باب صفة الصلاة، مطلب في إطالة الركوع للجائي'': ج۲، ص:۲۱۲، ۲۱۳)

مؤذن کو دعاء کے ختم پر آمین کہنے پر مجبور کرنا:

(۶) **سوال**: میں ایک مسجد میں مؤذن ہوں متولی صاحب کہتے ہیں کہ دعاء کے ختم پر آمین زور سے کہو مجھ کو س کا پابند کیا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: منشی محمد رمضان محلّہ آلی، آبنگران، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: لفظ آمین ایک دعاء ہے جس کے معنی ہیں: اے اللہ تو قبول فرما اور آیت قرآنیہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دعا مانگنے میں اصل اور افضل آہستہ مانگنا ہے؛ نیز مؤذن کو اس کا پابند بنانا اور اس پر اس قسم کا بار ڈالنا زیادتی ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

(۱۴۱۸/۸/۱ھ)

الجواب صحیح:

خورشید عالم

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

درود ناریہ کا حکم:

(۷) **سوال**: درود ناریہ کے نام سے ہمارے یہاں ایک رواج ہے اس کو ۴۴۴۴ر مرتبہ پڑھتے ہیں کیا یہ حدیث سے ثابت ہے؟ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ''**اللهم صل صلوة كاملة وسلم سلاما تاما على سيدنا مولانا محمدن الذي تنحل به العقد، و تنفرج به**

---

(۱) ﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ (سورة الأعراف:۵۵)

﴿إِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا﴾ (سورة المريم:۳)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله عليه وسلم قال: إذا قال الإمام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ﴾ فقولوا آمين. (أخرجه البخاري، في صحيحه،''كتاب الأذان: باب جهر المأموم بالتأمين'': ج۱ص:۱۵۶،رقم:۷۸۲)

عن علقمة بن وائل أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ﴾ فقال: آمين وخفض بها صوته. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الصلاة: باب ما جاء في التأمين'':ج۱ص:۵۸،رقم:۲۴۸)

الكرب، وتُقضى به الحوائج، وتنال به الرغائب، وحسن الخواتم ويستسقى الغمام بوجهه الكريم، وعلى آله وأصحابه في كل لمحة ونفس بعدد كل معلوم لك يا اللّٰه، يا اللّٰه، يا اللّٰه‘‘؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، مدراسی

الجواب وباللّٰه التوفيق: درود ناریہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے؛ بلکہ اکابر کا مستند و مجرب وظیفہ رہا ہے اور مصائب و پریشانیوں سے نجات کے لیے اس کا ورد مجرب ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۴ھ)

الجواب صحيح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

یا محی الدین وظیفہ پڑھنا:

(۸) **سوال:** ہمارے یہاں لوگ رات کو ’’**یا محي الدين**‘‘ ایک ہزار مرتبہ اس عقیدے کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ عدد مکمل ہونے پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی حاضر ہو جاتے ہیں کیا کسی روح کے سلسلہ میں حاضر ہونے کا عقیدہ شرعاً جائز ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شمس الدین، مدراسی

(۱) عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة فقال ألا! أُهدي لك هديَّة سمعتها من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول اللّٰه عليه وسلم، فقلنا: يا رسول اللّٰه! كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن اللّٰه قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا! اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللّٰهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ’’كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي‘‘: ج۱ص:۴۷۷، رقم:۳۳۷۰)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کسی کی روح کے حاضر مجلس ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں ہے، اور مذکورہ وظیفہ پڑھنا بھی جائز نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۸/۲۵ھ)

مسجد میں بلند آواز سے ذکر واذکار کرنا:

(۹)**سوال:** مغرب کی نماز کے بعد سے عشاء تک وادی کشمیر میں اکثر جگہ زور زور سے درود شریف اور سبحان اللہ کا وردمل کر کرتے ہیں، جس کی وجہ سے تمام نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے؛ نیز جو نہ پڑھے اس کو بدعتی کہتے ہیں؛ حالانکہ وہ خود بدعت کر رہے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محی الدین، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مسجد میں قرآن پاک کی تلاوت اور دیگر اوراد وظائف اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہو جائے اور ان کو ناگوار معلوم ہو جس کی وجہ سے ان کی نمازیں صحیح ادا نہ ہوسکیں جائز نہیں ہے؛ بلکہ یہ سب مذکورہ اوراد و وظائف بالکل آہستہ پڑھیں البتہ اگر مسجد میں نمازی نہ ہوں، تو ذکر جہری کی بھی گنجائش ہے۔[2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
سید احمد علی سعید **کتبہ:** محمد عمران دیوبندی غفرلہ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۷/۶/۱۹ھ)

---

(۱) يجوز في الأذكار المطلقة الإتيان بما هو صحيح في نفسه مما يتضمن الثناء على الله تعالى ولا يستلزم نقصاً بوجه من الوجوه وإن لم تكن تلك الصيغة ما ثورة عن النبي صلى الله عليه وسلم. (وزارة الأوقاف الكويتية، الموسوعة الفقهية، "الذكر بعد المأثور، أ-في الأذكار المطلقة": ج۲۱،ص:۲۳۸) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

آندھی کے وقت اذان اور دعاء:

(۱۰) **سوال**: آندھی کے وقت جو رائج ہے کہ اذان دی جائے، یا اور کلمات خیر کہے جائیں اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اگر دعاء پڑھی جائے تو کون سی دعاء ہے نوشت فرمائیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالمختار، نیپال

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست بات یہ ہے کہ آندھی، طوفان، زلزلہ یا دیگر آفات سماویہ پر اذان دینا سنت سے ثابت نہیں ہے؛ لہٰذا اگر یہ عمل سنت یا حکم شرعی سمجھ کر کرتے ہیں، تو غلط ہے؛ لیکن اگر لوگ محض غموں کو دور کرنے کے لیے اذان دیتے ہیں تا کہ لوگوں کو جمع خاطر نصیب ہو، تو یہ ایک مستحب عمل ہے علامہ شامی نے مواقع اذان میں کتب شافعیہ کے حوالے سے اسے سنت کہا ہے:

”قالوا یسن للمهموم أن یأمر غیره أن یؤذن في أذنه فإنه یزیل الهم“[1] اسی طرح اذان کے علاوہ بعض دعاء حدیث سے ثابت ہے **”اللهم إني أسئلك خیرها وخیرما فیها وخیر ما أرسلت به وأعوذ بك من شرها وشرما فیها وشرما أرسلت به، اللهم اجعلها ریاحاً ولا**

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وقد یکون الذکر حراماً، وذلك کان یتضمن شرکاً کتابیة أهل الجاهلیة، أو یتضمن نقصاً، مما کانوا یقولون في أول الإسلام: السلام علی اللّٰه من عباده، فقال: النبي صلی اللّٰه علیه وسلم: لا تقولوا السلام علی اللّٰه فإن اللّٰه هو السلام ولکن قولوا: التحیات للّٰه والصلوٰت والطیبات. (”أیضاً“: ج۲۱،ص:۲۳۳)

(۲) عن ابن عباس رضي اللّٰه عنه: أن رفع الصوت بالذکر حین ینصرف الناس من المکتوبة کان علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وقال ابن عباس رضي اللّٰه عنه کنت أعلم إذا انصرفوا بذلك إذا سمعته. (أخرجه البخاري، في صحیحه، ”کتاب الأذان: باب الذکر بعد الصلوٰة“: ج۱،ص:۱۶۸، رقم:۸۴۱)

الباب الأول في حکم الجهر بالذکر إعلم أنهم اختلفوا في ذلك فجوزه بعضهم وکرهه بعضهم الخ. (سیاحة الفکر في الجهر بالذکر: ص:۴۲)

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، ”کتاب الصلاة: باب الأذان، مطلب: في المواضع التي یندب لها الأذان في غیر الصلاة“: ج۲،ص:۵۰.

تجعلها ريحا اللهم اجعلها رحمة ولا تجعلها عذاباً ارحمني يا ارحم الراحيم"[(۱)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۰/۷/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

اجتماعی دعاء کے لئے دعوت دینا:

(۱۱)**سوال**: زید نے ہفتہ میں ایک روز دعاء کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور عوام الناس کو اس میں شرکت کی ترغیب دیتے ہیں اور ہر ملنے والے کو کہتے ہیں کہ فلاں دن تم ضرور دعاء میں شریک ہوا کرو، تو اس طرح ان کا کہنا اور دعا کرانا درست ہے یا نہیں؟ اور اگر تقریر وغیرہ بھی ہو اور اس کے بعد دعا ہو تو کیا حکم ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالحمید، سہارنپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صرف دعاء کے لئے اجتماع اور اس کے لئے دن مقرر کر کے لوگوں کو دعوت دینا، اس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ملتی؛ اس لئے اس کا رواج بنانا اور اس کے لئے دعوت دینا صحیح نہیں ہے، اس عمل کو ترک کر دینا لازم ہے[(۲)]، ہاں اگر تبلیغ اسلام اور لوگوں کو قرآن وحدیث کی باتیں بتانے کے لئے کوئی دن مقرر کر لیں کہ لوگوں کے جمع ہونے میں سہولت ہو اور اس پروگرام کے اختتام پر دعاء بھی ہو جائے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[(۳)]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۲۷/۶/۱۴۱۸ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱)علامه محمد بن محمد جزري شافعيؒ، حصن حصين: ص:۱۵۹. ......بقیہ حواشی آئندہ صفحہ پر......

دعاء مانگنے کی حکمت کیا ہے؟

(۱۲)**سوال**: دعاء میں بندہ جو کچھ مانگتا ہے کبھی وہ چیز ملتی ہے اور کبھی نہیں ملتی اور جو ملتی ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی بہتر ہے۔

فقط والسلام
المستفتی: صفوا، بندی پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اللہ تعالیٰ مانگنے سے عطا فرماتے ہیں؛ لیکن بندہ کیا مانگے گا اس کا علم اس کو پہلے سے ہے، اس کو لکھ دیا جاتا ہے اور کبھی کبھی دعا مانگنے پر بظاہر کوئی چیز نہیں ملتی فی الفور نہ دینے میں بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کیا مصلحت اور فائدے ہیں، اس کو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ بندہ کی عقل اس کو سمجھ نہیں سکتی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲۰/۳/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کے بقیہ حواشی......

(۲) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

(۳)﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾(سورة فصلت:۳۳)
بلغوا عني ولو آية. (محمد عبد الرحمن المباركفوري، تحفة الأحوذي، ''كتاب العلم'': ج۱،ص:۳۶۰)

(۱)﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(سورة الغافر:۶۰)
عن النعمان بن بشير قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: ''إن الدعاء هو العبادة'' ثم قرأ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ [سورة الغافر:۶۰]. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ''أبواب الدعاء: باب فضل الدعاء'': ج۲،ص:۵۸،رقم:۳۸۲۸)

عن سعدٍ رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: دعوة ذي النون إذ دعاه وهو في بطن الحوت: ﴿لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ فإنه لم يدع بها رجل مسلم في شيء قط إلا استجاب اللّٰه له. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات: باب منه'': ج۲،ص:۱۷۸،رقم:۳۵۰۵)
﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(سورة الأنبياء:۸۸)

آیت کریمہ کا ختم اور دعاء کا اہتمام:

(۱۳)**سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ہماری بستی میں یہ رواج ہے کہ بعض لوگ اپنی ضرورت کے تحت مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے طلباء سے سوا لاکھ آیت کریمہ کا ختم کراتے ہیں، اور شب قدر جیسے موقعوں پر بھی اس کا اہتمام کرتے ہیں، اور دعاء کرتے ہیں تو کیا لوگوں کا یہ معمول صحیح ہے؟ احادیث رسول میں اس کا ثبوت ہو تو تحریر فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عمر بن فخر الدین، راجستھان

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اس کو رواج بنا کر نہ کیا جائے، البتہ بغیر تاریخ کی تعیین کے اور بغیر کسی زبردستی کے کبھی بھی لوگوں کو بلا کر جتنا بھی وہ خوشی سے پڑھنا چاہیں پڑھوا کر دعاء یا ایصالِ ثواب کرا دیا جائے، اور آیت کریمہ یا سورۂ یٰسین یا ختم قرآن کے ان موقعوں پر شیرینی وغیرہ کا التزام بھی نہ کیا جائے کہ اس میں ناموری کا اور کھانے کا لالچ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ثواب یا تو بالکل ہی نہیں ہوتا یا کم ہو جاتا ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱/۷/۱۴۱۴ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اجتماعی طور پر ''صلی اللّٰہ علیک یا رسول اللّٰہ الخ'' پڑھنا:

(۱۴)**سوال**: کشمیر میں عام طور پر کچھ نمازوں کے بعد لوگ اجتماعاً ''صلی اللّٰہ علیك یارسول اللّٰہ یا حبیب اللّٰہ'' پڑھتے ہیں جو کہ کشمیر میں کافی وقت سے رائج ہے اور بعض لوگوں پر یہ درود اس طرح اثر انداز ہوتا ہے کہ پڑھتے پڑھتے ان کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور

---

(۱) من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

وہ لوگ اپنی نیت بھی اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ ہم رسول کو حاضر ناظر مان کر یہ درود نہیں پڑھتے ہیں؛ بلکہ محض ان کی محبت میں یہ غائبانہ درود وسلام ان پر بھیجتے ہیں اور یہاں بعض لوگ ان کے عمل کو ناجائز بتاتے ہیں اوراس درود کے شروع ہوتے ہی مسجدوں سے باہر نکل کر ان پڑھنے والوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اوراس درود کو گیت اور گانوں سے تشبیہ دے کر مسجد سے باہر قہقہے لگاتے ہیں، جس سے اس درود کے پڑھنے والوں کے قلوب مجروح ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ یہ جھگڑے کا بھی باعث بن جاتا ہے۔

لہٰذا مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ غائبانہ نیت کے ساتھ درود شریف پڑھنے والوں کا یہ عمل شرعاً کس حد تک درست ہے اور اس درود شریف کو گیت گانوں سے تشبیہ دینے والوں کا شریعت مطہرہ کیا حکم رکھتی ہے؟ قرآن وحدیث سے تفصیلی جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ کشمیری عوام مفتیان کرام کے فیصلے کو آخری فیصلہ قرار دیتے ہوئے سر تسلیم خم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: ضیاء الدین شاہ، بانکا ہندواڑہ، کشمیر

الجواب وباللہ التوفیق: درود شریف کا پڑھنا بہت بڑی فضیلت اور برکت کی چیز ہے کہ درود شریف کی وجہ سے دعاؤں کے قبول ہونے اور مقبول بننے کے امکانات قوی تر ہوجاتے ہیں اور اس کا اجر وثواب بھی بہت ہے۔ غرض درود شریف پڑھنے پر کوئی نکیر نہیں کرے گا؛ لیکن نمازوں کے بعد مسجدوں میں اجتماعی طور سے زور زور سے ''صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ وسلم علیك یا حبیب اللّٰہ'' پڑھنا احادیث، ائمہ اربعہ اور کسی بھی مسلک کے مجتہد وامام مستند سے ثابت نہیں ہے، اس سے مسجد میں بعد میں نماز پڑھنے والوں کی نمازوں میں خلل پیدا ہوتا ہے اور ایسی چیزیں جڑیں پکڑتی ہیں جو سنت وشریعت کے خلاف ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت کی اور اپنی محبت وعظمت کی جو حدیث مبارک بیان فرمادی ہیں بس ان کے اندر رہنا ہی منشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا کرنا ہے۔ اپنی طرف سے نئے نئے طریقے ایجاد کرنا، پھر ان میں تاویل وتوجیہ کے راستے اختیار کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء مبارک کے خلاف ہے۔ جو لوگ

اس عمل کو گیت اور گانے سے تشبیہ دیتے ہیں ان کی یہ تشبیہ تو غلط ہی ہے۔ جو لوگ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں ان کو بجائے لعن طعن و تشنیع کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ موعظت وحکمت سے محبت کے ساتھ سمجھانا چاہئے کیوں کہ ان کی محبت میں شرعی شعور نہیں۔ اگر اس طرح درود پڑھنے والوں کا طریقۂ کار غلط ہے، تو اختلاف کرنے والوں کا طریقۂ کار بھی غلط ہے۔ غلطی سے غلطی کا ازالہ نہیں کیا جاسکتا۔ سنت کے مطابق محبت وحکمت سے اصلاح کی جانی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور صحیح محبت عطا فرمائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۱۱/۲۱ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

اجتماعی طور پر صیغۂ حاضر والا درود پڑھنا:

(۱۵) **سوال**: یہاں مسجد میں اجتماعی طور پر نماز کے بعد عام طور پر زور زور سے یہ درود پڑھا جاتا ہے ''**صلی اللّٰہ علیك یا رسول اللّٰہ وسلم علیك یا حبیب اللّٰہ**'' اور اس درود کو درود حضور سے موسوم کرتے ہیں اور باقی تمام درودوں پر اس کو افضل بتاتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ

(۱) کیا یہ مستند درود ہے تو تحریر فرمائیں۔

(۲) اگر اس درود کی سند حدیث میں نہیں ہے تو اس کا پڑھنا جائز ہے یا جائز نہیں ہے اور مذکورہ

---

(۱) عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة رضي اللّٰه عنه، فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: فقلنا يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن اللّٰه قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي'': ج ۱، ص: ۴۷۷، رقم: ۳۳۷۰)

بالاطریقہ سے پڑھنے والے ثواب کے حق دار ہوں گے یا نہیں؟ مدلل جواب مطلوب ہے۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد افضل، رسول پور، کشمیر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ہر جگہ موجود ہونا اور سننا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ ہی کی خصوصیت ہے۔ ان میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ہے، البتہ ملائکہ سیاحین ہیں۔ جو درود شریف کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے ہیں، مسجد میں بآواز بلند اجتماعی طور سے یہ عمل کتاب وسنت اجماع وقیاس سے ثابت نہیں ہے۔ اس سے مسجد میں نمازیوں کی نماز میں، کتاب اللہ پڑھنے والوں کی تلاوت میں بھی خلل ہوتا ہے۔ ویسے بے شمار بے حساب درود شریف ہیں، ''**صلی اللّٰہ علیك یارسول اللّٰہ وسلم علیك یا حبیب اللّٰہ**'' روضۂ اقدس کے سامنے پڑھنا چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور دنیا کی زندگی سے افضل واکمل زندگی ہے۔ یہ درود ماثور ہے، لیکن مستند صحیح حدیث سے نہیں ہے، افضل درود نماز والا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد واصف قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۰۸/۱۱/۵ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خدا کے فضل وکرم سے دعاء کی قبولیت کا کہنا:

(۱۶) **سوال**: ایک صاحب اپنی دعا میں یوں فرمایا کرتے ہیں کہ محض اپنے فضل وکرم

---

(۱) رجل تزوج امرأة ولم یحضر الشهود، قال: ''خدا یرا و رسول را گواہ کردم'' أو قال: ''خدائے را وفرشتگان گواہ کردم'' کفر ولو قال فشته ''دست راست را گواہ کردم وفرشتہ دست جب را گواہ کردم'' لا یکفر کذا في فصول العمادیة.

(جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، ''کتاب السیر: الباب التاسع: في أحکام المرتدین، موجبات الکفر أنواع، منها: ما یتعلق بالإیمان والإسلام'': ج۲،ص:۲۶۶)

وعن أبی هریرة رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من صلی علي عند قبري سمعته ومن صلی علي نائیاً أبلغته. (مشکوٰة المصابیح، ''باب الصلاة علی النبي صلی اللّٰه علیه وسلم'': ج۱،ص:۳۳۰، رقم:۹۳۴)

سے ہماری دعاؤں کو قبول فرما، ایسا کہنا حدیث پاک اور صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ہے، تو ثبوت دیجئے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ظہور الاسلام، سنبھل، مرادآباد

الجواب وباللّٰہ التوفیق: نبیوں اور پیغمبروں کے وسیلہ سے دعا کرنے کی اجازت ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کی جو رحمتیں ان کے ساتھ وابستہ ہیں ان کے صدقہ سے ہمارا کام ہو جائے؛ لیکن وسیلہ ضروری نہیں ہے [1] صرف اللہ تعالیٰ کے فضل پر اکتفاء بھی درست ہے۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۸/۱۰/۱۴ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

درود شریف کی کثرت:

(۱۷) **سوال:** بندہ بہت پریشان ہے، کام نہیں ملتا، بندہ چینی میلوں میں مشین لگانے کا کام کرتا ہے، جب کہ نماز روزہ وغیرہ سبھی پر پابندی سے عمل کرتا ہے، اور میرے دوسرے ساتھی جو نماز روزہ کے پابند نہیں ہیں، ان کو کام ملتا ہے، وہ پریشان نہیں ہیں، آخر مجھ کو کوئی عمل بتلایا جائے کہ پریشانی دور ہو جائے۔

فقط: والسلام
المستفتی: ظریف احمد صدیقی، مظفر نگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درود شریف کی کثرت رکھیں ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ

(۱) يحسن التوسل بالنبي إلى ربه ولم ينكره أحد من السلف. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، "كتاب الحظر والإباحة: فصل في البيع"، ج۶،ص:۳۹۷)

(۲) وأن يسأل اللّٰه تعالىٰ بأسمائه الحسنى وصفاته العلى. (علامه محمد بن محمد زجري شافعي، حصن حصين: ص:۱۸)

صلاۃ حاجت پڑھ لیا کریں[(۱)] اور رو رو کر اللہ سے دعا کریں، اور روزانہ پانچ تسبیح ''یَا رَزَّاقُ'' کی پڑھا کریں ان شاء اللہ جلد ہی کشادگی اور خوشی حاصل ہوگی، یہ اللہ رب العزت کی طرف سے نیک بندوں کا امتحان ہوتا ہے، ایسے مواقع پر صبر اور شکر سے کام لیا جائے صرف اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں ﴿إِنَّمَآ أَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ إِلَى اللّٰهِ﴾.[(۲)]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۲/۱۲/ ۱۴۱۵ھ)

اسمائے الٰہی کے وظائف:

(۱۸) **سوال:** کیا جائز کاموں کے لئے اسمائے الٰہی کے وظائف کرنے سے ثواب ملتا ہے؟ مسجد میں بیٹھ کر وظیفہ پڑھنا کیسا ہے؟ تعداد کے مطابق وظائف کرنا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد لئیق الرحمٰن، بانکا

الجواب وباللہ التوفیق: اسمائے الٰہی کا ورد کرنا باعث ثواب ہے، اور مسجد میں خاموشی کے ساتھ اسماء وآیات کا زبان سے ورد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ نمازیوں کو خلل نہ

---

(۱) ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (سورة الأحزاب:۵۳)
(۲) سورة اليوسف:۸٦.

عن الطفيل بن أبي بن كعب عن أبيه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذهب ثلثا الليل قام، فقال: يا أيها الناس اذكروا الله اذكروا الله جائت الراجفة تتبعها الرادفة جاء الموت بما فيه جاء الموت بما فيه، قال أبي قلت: يا رسول الله إني أكثر الصلاة عليك فكم أجعل لك من صلاتي، فقال: ما شئت؟ قال: قلت الربع، قال: ما شئت، فإن زدت فهو خير لك، قلت: النصف، قال: ما شئت، فإن زدت فهو خير لك، قال: قلت فالثلثين، قال: ما شئت فإن زدت فهو خير لك، قلت: أجعل لك صلاتي كلها، قال: إذا تكفى همك ويغفر لك ذنبك، قال: أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب صفة القيامة، باب منه'': ج۲،ص:۸۰،رقم:۲۴۵۷)

ہو۔ (۱) اور خاص عدد کا خاص اثر ہوتا ہے، اس لئے متعین تعداد کے مطابق وظیفہ کرنا بھی درست ہے۔ (۲)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲/۱۷: ۱۴۴۱ھ)

''إلا الله'' کا ذکر کرنے کا حکم:

(۱۹) **سوال:** ''إلا الله'' کا ذکر کرنا اسلام میں کیسا ہے؟ جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد عمیر، مرزا پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''لا إله إلا الله'' اور اسی طرح صرف ''إلا الله'' کا ذکر کرنا بھی صحیح ہے۔ کلام عرب میں مستثنیٰ منہ کا حذف بکثرت رائج ہے۔ (۳)

الجواب صحیح:
محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۱۱: ۱۴۴۱ھ)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه، أن رفع الصوت بالذكر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال ابن عباس رضي الله عنه كنت أعلم إذا انصرفوا بذلك إذا سمعته. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلوٰة'': ج۱،ص:۱۶۸، رقم:۸۴۱)

(۲) وحكمة السبع إن هذا العدد فيه بركة بالاستقراء (أحمد بن محمد الهيتمي، فتاویٰ حديثية، ''مطلب في قوله عليه السلام أهريقوا علي سبع قرب لم تحلل أو كيتهن'': ص:۲۷۵)

(۳) فقال العباس رضي الله عنه، يا رسول الله إلا الإذخر، فإنه لقينهم لبيوتهم فقال: إلا الإذخر. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''باب جزاء الصيد ونحوه'': ج۲،ص:۸۲۷، رقم:۱۸۳۴)

وإنما فعلوا ذلك لكون الذكر عند هم ضد النسيان فكل ذكر صاحبه غفلة أو نسيان ليس بذكر معتد به عند هم ثم رأوا أن الذكر البسيط ير تسخ في القلب أسرع من المركب ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

اجتماعی ذکر جہری:

(۲۰)**سوال**: آپ سے اہم دینی مسئلہ کے متعلق فتوی مطلوب ہے جو عوام الناس میں تشویش ناک صورت حال اختیار کر رہا ہے وہ ہے کہ ہم جس شہر میں رہ رہے ہیں، اس جگہ کچھ علماء کرام مختلف مساجد اور مختلف مقامات پر اجتماعی ذکر عوام الناس کے ساتھ بالجہر کیا کرتے ہیں اور ساتھ اس کے اعلانات بھی مساجد میں کیا کرتے ہیں جس پر کچھ علماء نے اعتراض کیا مگر اس کو موجودہ دور کی سخت ضرورت کہہ کر ذمہ داران سے منوا کر اجتماعی ذکر کا سلسلہ چل رہا ہے۔ برائے کرم اس مسئلہ پر اطمنان بخش فتوی مرحمت فرما کر ممنون ومشکور ہوں۔

فقط: السلام

المستفتی: مولوی نور محمد اشفاق قاسمی

ہندوپور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مساجد یا دیگر مقامات میں لوگوں کو جمع کر کے ذکر بالجہر کا اہتمام کرنا احادیث سے ثابت نہیں ہے اس سے آئندہ ایک نئی چیز کے ایجاد کا خطرہ ہے[1] ہاں اگر کوئی صاحب نسبت عالم دین ہے جن کو اپنے اکابر سے اجازت ملی ہوئی ہے، تو اپنی نگرانی میں اپنے متعلقین کو اکٹھا کر کے ذکر کی مشق کرائے، تو اکابر سے اس کا ثبوت ہے، ہر کس و ناکس کو اس کی

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فلقنوا ذكر إسم الذات مرة وذكر الإثبات إلا الله، إلا الله مرة أخرىٰ فالأذكار التي أخترعها المشايخ وإن لم تكن ماثورة فإنها مقدمات لقبول القلب وصلاحه للذكر المأثور فهو نظير تقطيع كلمات القرآن عند تعليم الصبيان. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، باب الذكر والدعاء: ج۱۸، ص:۴۶۵)

أشرف علي التهانوي، إمدادالفتاوی جدید: ج۱۱،ص:۳۱۴.

(۱) عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد. (مشكوٰة المصابيح، ''كتاب الإيمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول'': ج۱،ص:۲۷،رقم:۱۴۰)

اجازت نہیں ہے۔[1]

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۱/۲/ ۱۴۴۱ھ)

کونسا وظیفہ کس وقت اور کتنی مقدار میں پڑھنا چاہئے؟

(۲۱) **سوال:** مندرجہ ذیل دینی مسئلہ کے بارے میں فتویٰ بھیجئے: مطلوب ہے مثلاً درود شریف وغیرہ کے روزانہ اور رات میں کن اوقات میں پڑھنا بہتر ہے؟ روزانہ دن اور رات میں کن اوقات میں وظیفے پڑھے جاتے ہیں کم ازکم کتنی تعداد میں پڑھنا چاہئے؟

فقط: والسلام
المستفتی: امیر پاشاہ، کرناٹک

الجواب وباللہ التوفیق: درود شریف اور قرآن شریف پڑھے، لیکن اتنا پڑھے کہ خشکی نہ ہوجائے بعض دفعہ ہمت طاقت سے زیادہ آدمی پڑھ جاتا ہے اور نقصان ہوتا ہے وہ نقصان وظیفے سے نہیں ہوتا، بلکہ اپنی بے تدبیری سے اور تحمل سے زیادہ پڑھنے سے ہوتا ہے۔[2]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد واصف غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۳/۱۲/ ۱۴۰۹ھ)

---

(۱) و أجمع العلماء خلفا وسلفا على استحباب ذكر الله جماعة في المساجد وغيرها من غير نكير إلا أن يشوش جهر هم بالذكر على نائم أو مصل أو قاري قرآن كما هو مقرر في كتب الفقه. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح،"فصل في صفة الأذكار":ص:۳۱۸)

(۲) من قرأ القرآن وعمل بما فيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ومات في الجماعة بعثه الله يوم القيامة مع السفر والبررة. (أخرجه البيهقي، في شعب الإيمان:ج۳،ص:۳۷۶،رقم:۱۸۳۷)...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سنتوں کے بعد اجتماعی دعاء کا اہتمام:

(۲۲)**سوال**: ہماری مسجد میں سنتوں سے فراغت کے بعد اجتماعی دعاء کا اہتمام کیا جاتا ہے، ایسا کرنا جائز ہے کہ نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: خالد حسین، کشمیری

الجواب وباللّٰہ التوفیق: التزام کے ساتھ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا بدعت اور واجب الترک ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۲۲/۸/۲۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......عن عثمان رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: خيركم من تعلم القرآن وعلمه. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب فضائل القرآن: باب خير كم من تعلم القرآن وعلمه": ج۶،ص:۱۹۲،رقم:۵۰۲۷)

عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيني كعب بن عجرة رضي الله عنه، فقال: ألا أهدى لك هدية سمعتها من النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم: فقلنا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم: كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن الله قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم، إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان فى المشي": ج ۲،ص:۴۷۷،رقم:۳۳۷۰)

يجوز في الأذكار المطلقة الإتيان بما هو صحيح في نفسه مما يتضمن الثناء على الله تعالى ولا يستلزم نقصاً بوجه من الوجوه وإن لم تكن تلك الصيغة ما ثورة عن النبي صلى الله عليه وسلم. (وزارة الأوقاف الكويتيه، الموسوعة الفقهية:ج۲۱،ص:۲۳۸)

(۱)إعلم أن الذكر على ثلثة مراتب: أحدها الجهر ورفع الصوت بها وذلك مكروه إجماعاً إلا إذا دعت إليه داعية وتقتضيه حكمة فحينئذٍ قد يكون أفضل من الإخفاء كالأذان ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

سونے کے وقت تین بار سورۃ اخلاص پڑھنا:

(۲۳) **سوال**: رات کو سوتے وقت تین بار سورہ اخلاص، تین بار درود شریف پڑھ کر اپنے بدن پر دم کرنے سے ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولوی محمد موسیٰ، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: حدیث میں ہے کہ رات کو سوتے وقت دعاء ماثورہ پڑھ کر ہاتھ پر دم کر کے منہ اور جسم پر پھیرنا مسنون طریقہ ہے۔ اس طریقہ مسنون کو حرز جان بنانا چاہئے جو ثواب وبرکت ذکر مسنون میں ہے وہ دیگر غیر مسنون اذکار میں وارد نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۸/۱/۱۴۱۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... والتلبية ونحو ذلك ولعل الصوفية الچشتية قدس الله تعالىٰ أسرارهم اختاروا الجهر للمبتدي لاقتضاء حكمة وهي طرد الشيطان ودفع الغفلة والنسيان وحرارة القلب واشتغال نائرة الحب بالرياضة ومع ذلك يشترط لذلك الاحتراز عن الرياء والسمعة، ثانيها الذكر باللسان سرا: وهو المراد بقوله صلى الله عليه وسلم: لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله رواه الترمذي وابن ماجة ﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً﴾ (محمد ثناء الله، تفسير المظهري، ''سورة الأعراف:۵۵'': ج۳، ص:۳۶)

(۱) عن عائشة رضي الله عنها: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا آوىٰ إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم نفث فيهما فقرأ فيهما قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس. ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده يبدأ بهما على رأسه ووجهه وما أقبل من جسده يفعل ذلك ثلاث مرات. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب من يقرأ القرآن عند المنام'': ج۲، ص:۱۷۷)

وعن عروة عن عائشة رضي الله عنهما، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا آوىٰ فراشه كل ليلة جمع كفيه الخ. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الأدب: أبواب النوم، باب ما يقول عند النوم: ج ۲، ص: ۶۸۹، رقم: ۵۰۵۶)

غروب آفتاب سے قبل دعاء کرنا:

(۲۴) **سوال**: غروب آفتاب سے چھ سات منٹ قبل ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا جیسا کہ بعض حضرات افطار کے وقت کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد یونس، مظفرنگر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: درست ہے کوئی وجہ ممانعت نہیں ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۲۰۲۰/۵/۹ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

عقیقہ کی دعاء:

(۲۵) **سوال**: عقیقہ کی دعا کیا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: سید اقبال، لکھنؤ

---

(۱) ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ (سورة الأعراف:۲۰۵)

عن ثوبان قال كان النبي صلى الله عليه وسلم من قال: حين يمسى رضيت بالله ربا وبالإسلام ديناً وبمحمدٍ نبياً كان حقاً على الله أن يُرضيه: هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات: باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح وإذا أمسى''، ج۲،ص:۱۷۶،رقم:۳۳۸۹)

عن أبي هريرة أن أبابكر الصديق رضي الله عنهما، قال: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم: مرني بكلمات أقولهن إذا أصبحت وإذا أمسيت قال: قل اللهم فاطر السماوات والأرض عالم الغيب والشهادة رب كل شيء ومليكه أشهد أن لا إله إلا أنت أعوذ بك من شر نفسي وشر الشيطان وشركه قال: قلها إذا أصبحت وإذا أمسيت وإذا أخذت مضجعك. (أخرجه أبو داود، في سننه، ''كتاب الأدب، أبواب النوم، باب ما يقول إذا أصبح وإذا أمسى''، ج۲،ص:۶۹۱،رقم:۵۰۶۷)

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''بسم اللّٰہ، واللّٰہ أکبر، اللھم لك وإلیك، ھذہ عقیقة فلان'' (فلان کی جگہ بچہ کا نام لیں)۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۴/۱۴۳۶ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

نوکری وتجارت کے لیے وظیفہ:

(۲۶) **سوال:** میں ۲۵/سال کا ہوں، اور پچھلے ۶/سال سے بے روزگار ہوں۔ نوکری، تجارت، اسباب معیشت کے لئے کوئی اچھا وظیفہ بتائیے۔ میں جلد از جلد شادی کرنا چاہتا ہوں، اس کے لئے بھی کوئی اچھی شریک حیات کے لئے وظیفہ بتائیے۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد جاوید، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ''حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل'' روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھتے رہیں، ہر نماز کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ ''یا فتاح'' پڑھ کر دعاء کریں[2] نیز روزانہ سونے سے قبل یا مغرب کے بعد سورہ واقعہ ضرور پڑھا کریں، اسی طرح ہر نماز کے بعد ''یا لطیف'' ایک سو

(۱) عبد الرزاق عن ابن جریج قال: حدثت حدیثا، رفع إلی عائشة رضي اللّٰہ عنھا، أنھا قالت عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن حسن شاتین، وعن حسین شاتین ذبحھما یوم السابع قال: ومشقھما وأمر أن یماط عن رؤوسھما الأذی، قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اذبحوا علی إسمہ، وقولوا: بسم اللّٰہ اللھم لك وإلیك، ھذہ عقیقة فلان. (أخرجہ أبو بکر عبد الرزاق، في مصنفہ: ج۴، ص: ۳۳۰، رقم: ۷۰۶۳)

أخرج ابن أبي شیبة من طریق ھشام عن قتادة نحوہ قال: یسمی علی العقیقة کما یسمی علی الأضحیة بسم اللّٰہ عقیقة فلان ومن طریق سعید عن قتادة نحوہ وزاد اللھم منك ولك عقیقة فلانٍ بسم اللّٰہ أللّٰہ أکبر ثم یذبح. (ابن حجر، فتح الباري: ج۹، ص: ۵۹۴)

(۲) صدیق أحمد باندوي، مجربات صدیق، ''باب'' ۱۲، ص: ۱۱۱.

گیارہ مرتبہ اور ''یا سبوح، یا قدوس'' ۲۵؍مرتبہ پڑھا کریں۔ حدیث میں ایک دعاء ہے اس کو بھی کثرت سے پڑھیں: ''**اللهم أكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك**''(۱) اے اللہ مجھے حلال روزی عنایت فرما، حرام روزی سے حفاظت فرما اور اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کردے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۰/۳۰: ۱۴۴۰ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

بیت الخلاء میں جاتے وقت دعاء پڑھنے سے شیطان کے اثرات سے حفاظت:

(۲۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

(۱) مسلمانوں کے گھروں میں اٹیچ بیت الخلاء ہوتے ہیں، کیا وہاں لازماً شیاطین بسیرا کرتے ہیں؟ جب کہ گھر میں آتے جاتے دعا کا اہتمام ہوتا ہے۔

(۲) گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنے پر ہمیشہ ساتھ رہنے والا شیطان بھی باہر رک جاتا ہے؟

(۳) بیت الخلاء میں کپڑے ٹانگے رکھنے سے کیا شیاطین ان کپڑوں پر اور وہاں پڑے خواتین کے بالوں پر جادو کرتے ہیں؟

(۴) گھر میں میاں بیوی دونوں دین دار ہیں، بچے بھی حافظ قرآن ہیں، پابندی سے فضائل اعمال کی تعلیم بھی ہوتی ہے اور قرآن پاک کی تلاوت بھی؛ لیکن میاں بیوی میں نا اتفاقی رہتی ہے اور ایک دوسرے کی صورت دیکھنا گوارہ نہیں ہوتا ہے، بات بات میں نا اتفاقی اور جھگڑا ہوتا ہے یہ حال تقریباً بیس سال سے ہے۔ منزل اور سورہ بقرہ کی تلاوت کے اہتمام کے باوجود یہ حال ہے۔ کیا اس

---

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب منه'': ج۲،ص:۱۷۵، رقم:۳۵۶۳.

کو یقینی جادو یا جنات کا عمل یا نظر بد سمجھا جائے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد ثوبان، گجرات

الجواب وباللّٰہ التوفیق: (۱) حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قضاء حاجت کی جگہ شیطان کا بسیرا ہوتا ہے اور دعا پڑھ کر بیت الخلاء جانے سے آدمی شیطان کے وساوس سے محفوظ رہتا ہے؛ اس لیے اگر گھر میں اٹیچ بیت الخلاء ہو، تو بیت الخلاء میں شیطان کا بسیرا ہو سکتا ہے، لیکن اس کا اثر گھر پر نہیں پڑتا ہے اور جو لوگ بیت الخلاء دعا پڑھ کر جاتے ہیں، وہ بھی شیطانی وساوس سے محفوظ رہتے ہیں۔

’’عن أنس بن مالك رضي اللّٰه عنه، أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا دخلها أحدكم فليقل: أللهم إني أعوذ بك من الخبث والخبائث). فأخبر في هذا الحديث أن الحشوش مواطن للشياطين، فلذلك أمر بالاستعاذة عند دخولها، [۱] ومن هذا قول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إن هذه الحشوش محتضرة أي: يصاب الناس فيها وقد قيل إن هذا أيضا قول اللّٰه عز وجل ﴿كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝۲۸﴾ [۲] أي: يصيب منه صاحبه.

مالك عن يحيي بن سعيد أنه قال أسرى برسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فرأى عفريتا من الجن يطلبه بشعلة من نار كلما التفت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رآه فقال له جبريل أفلا أعلمك كلمات تقولهن إذا قلتهن طفئت شعلته وخر لفيه فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بلى فقال جبريل: فقل أعوذ بوجه اللّٰه الكريم وبكلمات اللّٰه التامات اللاتي لا يجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ينزل من السماء وشر ما يعرج فيها وشر ما ذرأ في الأرض وشر ما يخرج منها ومن فتن الليل والنهار ومن طوارق الليل والنهار إلا طارقا يطرق بخير يا رحمن. [۳]

(۱) ابن بطال شرح صحيح البخاري لابن بطال: ج۱۰، ص:۹۰.
(۲) سورة القمر: ۲۸.
(۳) ابن عبد البر، الاستذكار: ج۸، ص:۴۴۳.

(۲) روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان گھر میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھ لیتا ہے، تو اللہ تعالی کے ضمان میں آجاتا ہے اور شیطان کہتا ہے کہ اب میں تمہارے ساتھ رات نہیں گزار سکتا لیکن جب آدمی بغیر دعا کے گھر میں داخل ہوتا ہے، تو شیطان کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ رات گزاروں گا؛ اس لیے گھر میں داخل ہوتے وقت دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

"عن أبي أمامة الباهلي، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة كلهم ضامن على الله عز وجل: رجل خرج غازيا في سبيل الله عز وجل فهو ضامن على الله عز وجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر وغنيمة، ورجل راح إلى المسجد فهو ضامن على الله تعالى حتَّى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر وغنيمة، ورجل دخل بيته بسلام فهو ضامن على الله سبحانه وتعالى حديث حسن،[1] ورواه آخرون. ومعنى ضامن على الله تعالى: أي صاحب ضمان، والضمان: الرعاية للشيئ، كما يقال: تَامِرٌ، ولَابِنٌ: أي صاحب تمر ولبن. فمعناه: أنه في رعاية الله تعالى، وما أجزل هذه العطية، اللهمَّ ارزقناها.

وروينا عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما قال: سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول: إذا دخل الرجل بيته فذكر الله تعالى عند دخوله وعند طعامه قال الشّيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء، وإذا دخل فلم يذكر الله تعالى عند دخوله، قال الشيطان: أدركتم المبيت، وإذا لم يذكر الله تعالى عند طعامه قال: أدركتم المبيت والعشاء. [2]

(۳) بیت الخلاء کے لٹکے کپڑے یا وہاں گرے خواتین کے بالوں پر شیطان کا جادو کرنا کوئی ضروری نہیں ہے؛ بلکہ جو لوگ اس طرح کا عمل کراتے ہیں وہ اس طرح کی چیزوں کو استعمال کرتے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ بال وغیرہ کو محفوظ مقام پر دفن کردیا جائے لیکن شیطان کا ان بالوں پر تصرف کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اس لیے کہ شیطان، جنات اس کے بغیر بھی تصرف پر قادر ہوتے ہیں۔

(۱) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الجهاد: باب فضل الغزو": ج۱،ص:۳۲۷،رقم:۱۱۳۲.

(۲) أخرجه مسلم، في صحيحه. "كتاب الأذكار للنووي": ج،ص:۲۴،رقم:۱۳۱۴.

(۴) میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی اگر رہتی ہے تو ضروری نہیں کہ یہ جادو ہی کا اثر ہو۔ گھر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی منزل اسی طرح معوذتین اور سورہ بقرہ کا اہتمام کریں اگر جادو وغیرہ کا کوئی اثر ہوگا تو زائل ہو جائے گا اور اگر اس کے بعد بھی نااتفاقی ختم نہ تو بہتر ہوگا کہ دونوں خاندانوں کے بزرگوں کے سامنے مسئلہ کو پیش کیا جائے وہ حضرات طرفین کی بات کو سن کر جو فیصلہ کریں اس پر دونوں حضرات عمل کریں انشاء اللہ نااتفاقی ختم ہو جائے گی۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۶/۱/۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعاء:

(۲۸) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

فرض نماز کے فوراً بعد مطلقاً دعا کرنا یا اجتماعی دعا کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص بالکل دعا کرنے سے منع کرے تو اس کا کیا حکم؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسرائیل، محی الدین پور

الجواب وباللہ التوفیق: روایات میں فرض نمازوں کے بعد دعاء کی تاکید وترغیب آئی ہے؛ اس لیے فرض نمازوں کے بعد دعاء کا اہتمام ہونا چاہیے اور جب سب لوگ اس کا اہتمام کریں گے تو اجتماعی دعاء کی ہیئت ہو جائے گی، لیکن دعاء کو لازم وضروری سمجھنا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ سلام پر نماز ختم ہو جاتی ہے، دعاء نماز کا حصہ نہیں ہے؛ اس لیے اس پر اصرار کرنا درست نہیں ہے۔ جو صاحب نماز کے بعد مطلقاً دعاء سے منع کرتے ہیں، وہ غلط ہے؛ اس لیے کہ نماز کے بعد دعاء حدیث سے ثابت ہے۔

عن معاذ بن جبل: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيده، وقال: يامعاذ والله إني لأحبك والله إني لأحبك، فقال: أوصيك يا معاذ لاتدعن في دبر كل صلاة

تقول: اللهم أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك وأوصى بذلك معاذ الصنابحى وأوصى به الصنابحى أبا عبد الرحمن.

حدثنا محمد بن سلمة المرادى ثنا ابن وهب عن الليث بن سعد أن حنين بن أبي حكيم حدثه عن علي بن رباح اللخمي.

عن عقبة بن عامر رضي الله عنه، قال: أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أقرأ بالمعوذات [في] دبر كل صلاة. (۱)

حدثنا محمد بن يوسف قال: حدثنا سفيان عن عبد الملك بن عمير عن وراد كاتب المغيرة بن شعبة قال أملى على المغيرة بن شعبة في كتاب إلى معاوية أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في دبر كل صلاة مكتوبة (لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما أعطيت، ولا معطى لما منعت، ولا ينفع ذا الجد منك الجد). وقال شعبة عن عبد الملك بن عمير، بهذا، وعن الحكم، عن القاسم بن مخيمرة، عن وراد بهذا. وقال الحسن الجد: غنىً.

حدثنا عبيد الله بن معاذ، قال: ثنا أبي ثنا عبد العزيز بن أبي سلمة، عن عمه الماجشون بن أبي سلمة، عن عبد الرحمن الأعرج، عن عبيد الله بن أبي رافع.

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا سلم من الصلاة قال "اللهم اغفر لي ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت". (۲)

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی	**کتبہ:** امانت علی قاسمی
محمد عمران گنگوہی	مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۱۴۳۹/۱۰/۲۴ھ)

(۱) أخرجه البخاري، في صحيحه، "كتاب الأذان: باب الذكر بعد الصلاة": ج۱ص:۳۱۵، رقم:۸۴۴.
(۲) أخرجه أبو داود، في سننه، "كتاب الصلاة: باب الدعاء في صلاة الليل وقيامه": ج۱ص:۲۰۸، رقم:۷۷۱.

باب الاذكار والادعية

صرف نیت کرنے سے پڑھنے کے برابر ثواب:

(۲۹)**سوال**: روزانہ کلمہ طیبہ، درود شریف، استغفار ایک ایک ہزار مرتبہ گن کر پڑھنا اور دن رات بغیر گنے اس نیت سے پڑھنا کہ اللہ اللہ زبان سے بغیر گنے پڑھنے کے ساتھ درود، استغفار کلمہ، پڑھنے کی نیت کر لینے پر زبان سے بھی پڑھنے کے برابر ہی ثواب شمار ہوگا یا نیت کرنے سے زبان سے پڑھنے کے برابر ثواب ہرگز نہیں ملتا۔

فقط: والسلام
المستفتی: اسماعیل، جوالا پور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اعمال صالحہ (خواہ زبانی یا قلب) کی نیت پر صرف نیت کا ثواب ملتا ہے اور جب اس عمل کو بندہ کرتا ہے، تو کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے، ظاہر ہے کہ نیک عمل کرنے کا ثواب صرف نیت والے ثواب سے زیادہ ہوگا۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۰۹/۴/۱۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

درود شریف یا دیگر وظائف کا کتنا ثواب ملتا ہے؟

(۳۰)**سوال**: درود شریف یا دوسرے وظائف کا کتنا ثواب ملتا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد اسماعیل، بہرائچ

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله عز وجل: إذا هم عبدي بحسنة ولم يعملها كتبتها له حسنة فإن عملها كتبتها له عشر حسنات إلى سبعمائة ضعف وفي رواية إلى أضعاف كثيرة. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الإيمان: باب إذا همّ العبد بحسنة'': ج۱،ص:۷۸)
كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الصيام: باب فضل الصيام'': ج۱،ص:۳۶۳،رقم:۱۱۵۱)

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی وظیفہ (درود وغیرہ) کو ایک بار پڑھا جائے تو اس کا ثواب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے دس گنا(۱) یا اس سے زیادہ عطا فرماتے ہیں، جس قدر اخلاص ہوگا اسی قدر اجر وثواب زیادہ ہوتا چلا جائے گا۔(۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۹/۴/۱۴۰۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

سانس کے ذریعہ ذکر اللہ کی ضرب لگانا:

(۳۱) **سوال:** ایک بزرگ سانس کے ذریعہ ذکر اللہ کراتے ہیں یعنی جب سانس اندر لیا جائے تو اللہ اور جب باہر کی طرف سانس لیا جائے تو حضور کا خیال دل میں کرتے ہوئے سانس سے ضرب لگائی جائے اور اسی طرح گردن کو بھی حرکت دی جائے تو یہ طریقہ شریعت سے درست ہے یا نہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: قاری محمد اشرف، پاکستان

الجواب وباللہ التوفیق: طریقت وشریعت دو متضاد چیزیں نہیں ہیں شریعت ہی کا جز طریقت ہے، تزکیہ نفس اور اخلاق کی درستگی کے لئے مشائخ طریقت اور حضرات صوفیاء نے مختلف ضابطے مقرر کئے ہیں ہر ایک کے خیال میں اپنا اپنا طریقہ واصل الی اللہ ہونے تک رہنمائی کرتا ہے

---

(۱) ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (سورة الأنعام:١٦٠)

(۲) ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ (سورة البقرة:٢٦١)

﴿لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ﴾ (سورة الفاطر:٣٠)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل عمل ابن آدم يضاعف الحسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف، قال الله عز وجل: إلا الصوم فإنه لي، وأنا أجزي به. (أخرجه مسلم، في صحيحه، ''كتاب الصيام: باب فضل الصيام''، ج١ص:٣٦٣، رقم:١١٥١)

من جملہ ان کے ذکر خفی کا مذکورہ طریقہ بھی ہے اور یہ طریقہ کامیاب بھی ہے۔ اور شرعاً ناجائز بھی نہیں ہے۔ [(۱)]

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱۰/۸ھ)

کھانے کے بعد اجتماعی دعا کرنا:

(۳۲) **سوال:** جماعت تبلیغ والے کھانا کھانے کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: عبدالعلیم قاسمی، بجنور

الجواب وباللّٰہ التوفیق: اگر وہ کبھی کبھی بطور تعلیم ایسا کرتے ہیں تاکہ جن کو یاد نہ ہو ان کو یاد ہو جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کا التزام کرتے ہیں، تو بدعت اور قابل ترک ہے؛ اس لئے بہتر یہ ہے کہ الگ الگ دعا کی جائے۔ [(۲)]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۹/۱۰/۱۷ھ)

---

(۱) ولا يخفىٰ أن اتباع المأثور عن النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأصحابه أفضل وأولىٰ و إن كان ذكر اللّٰه يجوز بكل لسان ولغة بكل صفة وهيئة كما هو ظاهر. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ”باب الذكر والدعاء“: ج ۱۸، ص: ۴۶۵)

وقصارى بغيتهم دعاء الناس إلى ذكر اللّٰه عز وجل وطاعته والمختلق بإخلاق حبيبه صلى اللّٰه عليه وسلم واتباع سننه. (”أيضاً“: ج ۱۸، ۴۶۶)

(۲) حدثنا محمد بن بشار، حدثنا يحيى بن سعيد، حدثنا ثور بن يزيد، حدثنا خالد بن معدان، عن أبي أمامة، قال: كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا رفعت المائدة من بين يديه، يقول: الحمد للّٰه حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه غير مودع ولا مستغنى عنه ربنا، هذا حديث حسن صحيح. (رقم: ۳۴۵۶) ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

فرض کے دعاء میں آیۃ الکرسی پڑھنا:

(۳۳) **سوال:** علاقہ میں بعض امام فرائض کے بعد دعاء میں آیۃ الکرسی پڑھ کر دعاء مانگتے ہیں تو کیا مقتدی بھی ان کی پیروی کریں یا از خود اپنی مختصر دعاء مانگ کر سنتوں کو پڑھ لیں؟

فقط: والسلام

المستفتی: ارشاد احمد، ابہٹہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں ذکر یا برکت یا وظیفہ کے طور پر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......حدثنا أبو سعيد الأشج قال: حدثنا حفص بن غياث، وأبو خالد الأحمر، عن حجاج ابن أرطاة، عن رباح بن عبيدة قال حفص: عن ابن أخي أبي سعيد، وقال أبو خالد: عن مولى لأبي سعيد عن أبي سعيد رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أكل أو شرب قال: الحمد لله الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين. (رقم:۳۴۵۷)

حدثنا محمد بن إسمعيل قال: حدثنا عبد الله بن يزيد المقرئ، قال: حدثنا سعيد بن أبي أيوب قال: حدثني أبو مرحوم، عن سهل بن معاذ بن أنس، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل طعاما، فقال: الحمد لله الذي أطعمني هذا ورزقنيه من غير حول مني ولا قوة، غفر له ما تقدم من ذنبه، هذا حديث حسن غريب، وأبو مرحوم اسمه: عبد الرحيم بن ميمون. (أخرجه الترمذي، في سننه، ''أبواب الدعوات، باب ما يقول إذا فرغ من الطعام'': ج۲،ص:۱۸۴،رقم:۳۴۵۸)

حدثني محمد بن المثنى العنزي، حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن يزيد بن خمير، عن عبد الله بن بسر، قال: نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم على أبي، قال: فقربنا إليه طعاما ووطبة، فأكل منها، ثم أتي بتمر فكان يأكله ويلقي النوى بين إصبعيه، ويجمع السبابة والوسطى، قال شعبة: هو ظني وهو فيه إن شاء الله إلقاء النوى بين الإصبعين، ثم أتي بشراب فشربه، ثم ناوله الذي عن يمينه، قال: فقال أبي: وأخذ بلجام دابته، ادع الله لنا، فقال: اللهم، بارك لهم في ما رزقتهم، واغفر لهم وارحمهم. (أخرجه مسلم، في صحيه، ''كتاب الأشربة: باب الاستحباب وضع النوى خارج التمر'': ج۲،ص:۱۸۰،رقم:۲۰۴۲)

وفيه استحباب طلب الدعاء من الفاضل ودعاء الضيف بتوسعة الرزق والمغفرة والرحمة وقد جمع صلى الله عليه وسلم في هذا الدعاء خيرات الدنيا والآخرة والله أعلم. (النووي، شرح النووي على مسلم، ''كتاب الأشربة، ''باب استحباب وضع النوى خارج التمر'': ج۲،ص:۱۸۰)

کیف ما اتفق پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور التزام اس کا بدعت بن جائے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۴/۱/۱۷ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کس درود شریف میں ثواب زیادہ ہے؟

(۳۴) **سوال**: کس درود شریف میں زیادہ ثواب ہے ایک ہزار مرتبہ عام درود شریف پڑھنا اور ایک ہزار مرتبہ ''**اللھم صل علی الخ**'' پڑھنا کیا دونوں فضیلت میں برابر ہیں یا کم زیادہ ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: اسماعیل، جوالا پور

الجواب وباللہ التوفیق: جس درود شریف میں الفاظ زیادہ ہیں ظاہر ہے کہ اس کے پڑھنے میں وقت بھی زیادہ صرف ہوگا اور مشقت بھی زیادہ ہوگی اور حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ تمہارے اعمال کا اجر وثواب تمہاری مشقت کے مطابق ملے گا پس زیادہ سے زیادہ الفاظ والے درود میں اجر وثواب بھی زیادہ ہوگا۔

اور جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے پڑھنے میں بھی زیادہ ثواب ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۴/۱۹: ۱۴۰۹ھ)

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من قرأ آية الكرسي في دبر كل صلاة مكتوبةٍ لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت). (شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، ''فصل'': ج۱ص: ۳۰۷)

(۲) عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال لقيني كعب بن عجرة: فقال ألا! أُهدي لك...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

زور وشور سے دعاء کرنا:

(۳۵) **سوال**: قرآن پاک میں صراحتاً لکھا ہوا ہے کہ ﴿أُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً﴾ پھر تبلیغی جماعت والے زور وشور سے لمبی دعاء کیوں مانگتے کیا وہ لوگ نص قطعی کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: غلام رسول، دہلی

الجواب وباللّٰہ التوفیق: ان کے ذہن میں بھی آیت قرآنی کے خلاف کرنا ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ دعاء میں سب شریک ہوجائیں اور جو الفاظ خلوص کے ساتھ زبان سے نکل رہے ہیں سب اس پر آمین کہیں یہی ان کا مقصد ہوتا ہے۔ (۱)

فقط: واللّٰہ اعلم بالصواب
کتبہ: سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۲۸: ۱۴۰۷ھ)

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... هديَّة سمعتها من النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، فقلت: بلى فأهدها لي، فقال: سألنا رسول اللّٰه عليه وسلم، فقلنا: يا رسول اللّٰه! كيف الصلاة عليكم أهل البيت فإن اللّٰه قد علمنا كيف نسلم عليكم، قال: قولوا! اللهم صل على محمد، وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. اللّٰهم بارك على محمد وعلى آلي محمد كما باركت على إبراهيم، وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد. (أخرجه البخاري، في صحيحه، ''كتاب الأنبياء عليهم السلام: باب يزفون النسلان في المشي'': ج۱،ص:۴۷۷،رقم:۳۳۷۰)

(۱) ﴿أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (سورة الأعراف:۵۵)

قلت هذا الحديث وإن كان دالاً على أفضلية الذكر الخفي لكن قوله: ''أربعوا على أنفسكم'' يدل على أن النهي عن الجهر والأمر بالإخفاء إنما هو شفقة لا لعدم جواز الجهر أصلاً وكذا حديث ''خير الذكر الخفي'' (ثناء اللّٰه پاني پتي، تفسير مظهري، ''سورة الأعراف:۵۵'': ج۳،ص:۳۸۶)

وفصل آخرون فقالوا: الإخفاء أفضل عند خوف الرياء والإظهار أفضل عند عدم خوفه الخ. (علامه آلوسي، روح المعاني، ''سورة الأعراف:۵۵'': ج۵،ص:۲۰۸)

تلاوت کے دوران اسم محمد ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم:

(۳۶) **سوال**: قرآن کی تلاوت کے دوران اسم محمد آئے، تو کیا درود شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: نسیم احمد، گونڈہ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: قرآن کی تلاوت کے دوران غیر قرآن سے کچھ نہ ملایا جائے؛ لہٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے، تو درود نہ پڑھنا چاہئے، تاہم اگر تلاوت کے بعد درود شریف پڑھے، تو درست ہے، بلکہ بہتر ہے اور اگر درود بعد میں بھی نہ پڑھے، تو کوئی حرج نہیں۔

''ولو قرأ القرآن فمر على اسم النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأصحابه فقراءة القرآن على تأليفه ونظمه أفضل من الصلوٰة على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم وأصحابه في ذلك الوقت فإن فرغ ففعل فهو أفضل وإن لم يفعل فلا شيء عليه كذا في الملتقط''[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۵/۷/۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

دینی مجلس کے اختتام کے وقت کی دعاء:

(۳۷) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہماری مسجد میں نماز کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے، مجلس کے اختتام کے وقت ''سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك وأتوب إليك'' لوگ

---

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، ''كتاب الكراهية: الباب الرابع في الصلاة والتسبيح ورفع'': ج ۵، ص: ۳۱۶.

پابندی کے ساتھ پڑھ کراٹھتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ کیا کسی حدیث کی کتاب میں یہ دعاء مذکور ہے؟ یا لوگوں نے خود اس کو وضع کرلیا ہے؟ نیز اس دعاء کے کیا معنی ہیں؟ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام
المستفتی: محمد شاکر، ساکن گنون

الجواب وباللّٰه التوفيق: کسی بھی مجلس کے اختتام کے وقت مذکورہ دعا کا ثبوت حدیث پاک سے ملتا ہے، امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

’’عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من جلس في مجلس فكثر فيه لغطه، فقال: قبل أن يقوم من مجلسه ذلك! سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك وأتوب إليك إلا غفر له ما كان في مجلسه ذلك‘‘(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو جہاں بہت سی لغو باتیں ہوئی ہوں تو وہ شخص اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعاء پڑھ لے ’’**سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت استغفرك وأتوب إليك**‘‘ ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے تیری تعریف کے ساتھ، نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر تو ہی، میں تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں، تو اس مجلس میں جو بھی غلطی ہوئی ہوگی اس کو اللہ بخش دیگا۔

فضائل اعمال کی تعلیم کے بعد یا کسی بھی اس طرح کی مجلس کے اختتام کے بعد دعاء کرنے کی شریعت مطہرہ میں نہ صرف گنجائش ہے؛ بلکہ وہ شخص مستحق ثواب ہے، اس لئے اس دعاء کو لوگوں کی وضع کردہ دعاء سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۶/۳: ۱۴۴۱ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
امانت علی قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ’’أبواب الدعوات، باب ما يقول إذا قام من مجلسه‘‘: ج۲، ص: ۱۸۱، رقم: ۳۴۳۳.

باب الاذكار والادعية

قرآنی آیات سے تعویذ اور دم وغیرہ کرنا:

(۳۸) **سوال**: حضرات مفتیان کرام!

عرض ہے کہ ایک صاحب، دین کا علم جاننے والے ہیں اور وہ تعویذ دیتے ہیں، پانی اور تیل وغیرہ پر دم کرتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ تعویذ دینا یا پانی اور تیل وغیرہ پر دم کرنا از روئے شریعت کیا حکم ہے؟ کیا نصوص اس کے متعلق وارد ہوئے ہیں؟ ازراہ کرم جواب مرحمت فرمائیں۔

فقط: والسلام

المستفتی: محمد کامران، جہان آباد

الجواب وبالله التوفيق: حدیث کی کتابوں میں دم کرنا ثابت ہے، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے:

”عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا مرض أحد من أهله نفث عليه بالمعوذات فلما مرض مرضه الذي مات فيه جعلت انفث عليه وأمسحه بيد نفسه لأنها كانت أعظم بركة من يدي“[۱]

ہر وہ دم جس میں شرک نہ ہو تو اسے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، ہاں! جس دم یا تعویذ میں شرکیہ الفاظ ہوں، غیر اللہ کی پکار ہو ایسا دم یا تعویذ قطعاً ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دم یا تعویذ سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”المراد بها الرقي التي هي من كلام الكفار والرقي المجهولة والتي بغير العربية وما لا يعرف معناها فهده مذمومة لاحتمال إن معناها كفر وقريب منه أو مكروه“[۲]

وہ دم ممنوع ہے جس میں کلام کفار سے مشابہت ہو مجہول ہو، غیر عربی میں ہو، جن کا معنی نہ سمجھتا ہو ایسے دم مذموم ہیں ہوسکتا ہے کہ ان کا معنی کفریہ ہو یا قریب کفر کے ہو یا مکروہ ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم مجھے حکم فرماتے تھے کہ میں نظر بد

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، ”كتاب السلام: باب رقية المريض“: ج۲،ص:۲۲۳،رقم:۲۱۹۲.

(۲) أبو زكريا النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم، ”باب الطب والمرض والرقي“: ج۱۴،ص:۱۶۸.

سے دم کروں۔

"عن عائشة رضي الله عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمرني أن أسترقى من العين"(۱)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم معوذات پڑھ کر اس پر دم کیا کرتے تھے۔

"وأما ما كان من الآيات القرآنية والأسماء والصفات الربانية والدعوات المأثورة النبوية فلا بأس بل يستحب سواء كان تعويذا أو فيه أو نشرة وأما على لفة العبرانية نحوها فيمتنع لاحتمال الشرك فيها"(۲)

ان جملہ نصوص کی رو سے کلمات طیبہ اور آثار سے دم کرنا یا جھاڑ پھونک کرنا جائز اور مستحسن ہے۔

الجواب صحیح:	فقط: واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی	**کتبہ:** محمد حسنین ارشد قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	(۵/۴: ۱۴۴۲ھ)

دعوت کے بعد کی مسنون دعاء:

(۳۹) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ہمارے علاقہ میں جب کوئی دعوت ہوتی ہے اس میں ساتھی کھانا کھانے کے بعد زور زور سے کھانے کے بعد کی دعاء پڑھتے ہیں، از روئے شریعت معلوم کرنا ہے کہ کیا کھانے کے بعد کوئی دعا کرنا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد اسلام الدین، مغربی بنگال

---

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، "كتاب السلام: باب استحباب الرقية من العين": ج۲،ص:۲۲۵،رقم:۲۱۹۵.

(۲) ملا علي قاري، مرقاة المفاتيح، "الفصل الثاني: كتاب الطب والرقي": ج۷،ص:۱۸۱،رقم:۴۵۵۳.

الجواب وباللّٰہ التوفیق: کھانے کے بعد صاحب خانہ کے گھر کے لئے خیر وبرکت کی دعاء مقصود ہو تو عمومی یا انفرادی طور پر دعاء مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کا التزام درست نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صاحب خانہ کے لئے ضیافت کے موقع پر دعاء کا ثبوت ملتا ہے جس کو امام مسلم نے صحیح مسلم میں نقل کیا ہے:

’’عن عبد اللّٰہ بن بسر رضي اللّٰہ عنہ، قال: نزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی أبي قال: فقربنا إلیہ طعاما ووطبۃ فأکل منھا ثم أتی بتمر فکان یأکلہ ویلقی النوی بین إصبعیہ ویجمع السبابۃ والوسطیٰ، قال شعبتہ: ھو ظني وھو فیہ إن شاء اللّٰہ إلقاء النوی بین الإصبعین ثم أتی بشراب فشربہ ثم ناولہ الذي عن یمینہ قال: فقال أبي: وأخذ بلجام دابتہ أدع اللّٰہ لنا فقال: اللھم بارک لھم في ما رزقتھم واغفرلھم وارحمھم‘‘(۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

’’وفیہ استحباب طلب الدعاء من الفاضل ودعاء الضیف بتوسعۃ الرزق والمغفرۃ والرحمۃ وقد جمع صلی اللّٰہ علیہ وسلم في ھذا الدعاء خیرات الدنیا والآخرۃ‘‘(۲)

کھانے کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کرے جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت میں نقل کی ہے۔

’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من أکل طعاما فقال: الحمد للّٰہ الذي أطعمني ھذا ورزقنیہ من غیر حول مني ولا قوۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ‘‘(۳)

---

(۱) أخرجہ مسلم، في صحیحہ، ’’کتاب الأشربۃ: باب استحباب وضع النوی خارج التمر‘‘: ج۲،ص: ۱۸۰، رقم: ۲۰۴۲.

(۲) النووي، المنہاج شرح صحیح مسلم، ’’باب استحباب وضع النوي خارج التمر‘‘: ج۲،ص: ۱۸۰.

(۳) أخرجہ الترمذي، في سننہ، ’’أبواب الدعوات، باب ما یقول إذا فرغ من الطعام‘‘: ج۲،ص: ۱۸۴، رقم: ۳۴۵۸.

”وأیضاً: عن أبي سعید قال: کان النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا أکل أو شرب قال: الحمد للّٰہ الذي أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین“[1]

مذکورہ احادیث اور وضاحت سے ثابت ہوا کہ کھانے کے بعد بطور شکر دعاء مانگنا مندوب ومستحب ہے اور اگر کوئی ساتھی اور رفقاء کھانے سے فارغ نہیں ہوئے تو دعاء میں اپنی آواز کو پست رکھنا مسنون ہے کہ کہیں دوسرے حضرات آواز سن کر کھانے سے رک نہ جائیں؛ اس لیے انتظار کر لے یا آہستہ سے دعاء پڑھ لے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۴۲/۵/۴ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
محمد اسعد جلال، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

(۱) أخرجه الترمذي، في سننه، ”أبواب الدعوات“: ج۲،ص:۱۸۴، رقم:۳۴۵۸.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب تصوّف وسُلوک

تصوف وسلوک

بیعت کا حکم:

(۱)**سوال**: کیا علمی اعتبار سے بیعت کی جاتی ہے؟

فقط: والسلام

المستفتی: اہلیہ: محمد جاوید، بنارس

الجواب وباللّٰہ التوفیق: بیعت کر لینا درست ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱۴۳۹/۵/۱ھ)

الجواب صحیح:

محمد احسان قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مردہ پیر سے بیعت ہونا:

(۲)**سوال**: ایک پیر تھے اب وہ نہیں رہے تو کیا میں ان سے مرید ہوسکتا ہوں۔ زبردستی

---

(۱) ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۗ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ أَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (سورة الفتح:۱۰)

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ (سورة الفتح:۱۸)

عن عبادة بن الصامت رضي اللّٰه عنه، قال: قال رسول اللّٰه عليه وسلم: وحوله عصابة من أصحابه بايعوني على أن لا تشركوا باللّٰه شيئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا أولادكم ولا تأتو ببهتان تفترونه بين أيديكم وأرجلكم ولا تعصوا في معروف فمن وفى منكم فأجره على اللّٰه ومن أصاب من ذلك شيئاً فعوقب به في الدنيا فهو كفارة له ومن أصاب ذلك شيئاً ثم ستره اللّٰه عليه في الدنيا فهو إلى اللّٰه إن شاء عفا عنه وإن شاء عاقبه فبايعناه من ذلك. متفق عليه. (مشكوة المصابيح،"كتاب الإيمان، الفصل الأول": ج۱، ص:۱۳، رقم:۱۸)

مجھے کسی کا مرید بنانے کا میرے ماں باپ کو حق ہے۔ اگر کسی پیر کی مجلس ہے تو اس میں بغیر دعوت کھانا کیسا ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: محمد سعدان، کرما، بستی

الجواب وباللّٰه التوفيق: مردہ پیر کے مرید ہونے کے کوئی معنی نہیں، اس لیے اپنی اصلاح وتربیت کے لیے بیعت کی جاتی ہے جب آدمی زندہ نہیں، تو ان سے تربیت کس طرح ہوگی (۱) بالغ اولاد پر والدین کو زبردستی کا یہ حق نہیں ہے۔ اگر مجلس عام ہے تو اس میں شرکت کی گنجائش ہے اور اگر خاص ہے ان کے مریدین اور مجلس کے شرکاء کے لئے تو پھر اس میں عام لوگوں کی شرکت درست نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
كتبه: محمد اسعد جلال قاسمی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند
(۱۴۳۹/۱۲/۲۵ھ)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی
محمد عارف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

پیر صاحب کا کشف:

(۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ایسے پیر کے بارے میں جس کے مندرجہ ذیل عقائد واقوال ہوں:

---

(۱) لأن الفرض من البيعة أمره بالمعروف ونهية عن المنكر وإرشاده إلى تحصيل السكينة وإزالة الرذائل وإكتساب الحمائد الخ. (الشاه الولي الله الدهلوي، القول الجميل مع شرحه شفاء العليل: ص: ۱۴)

فإذا عرفت أن الأخلاق الحسنة تارة تكون بالطبع والفطرة وتارة باعتبار الأفعال الجميلة وتارة بمشاهدة أرباب الأفعال الجميلة ومصاحبتهم. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ''كتاب الأدب والتصوف: باب الترغيب في مكارم الأخلاق''، ج ۱۸، ص: ۴۶۱)

(۲) وعن خنساء بنت خذام: أن أباها زوجها وهي ثيب فكرهت ذلك فأتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فرد نكاحها. رواه البخاري وفي رواية نكاح أبيها. (مشكوٰة المصابيح، ''باب الولي في النكاح''، ج ۲، ص: ۲۷۰، رقم: ۳۱۲۸)

پیر صاحب اپنا کشف بتاتے ہیں، جو نہ مانے اسے خانقاہ سے باہر نکال دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف ہونے کا پیر صاحب انکار کرتے ہیں۔

پیر صاحب کشف بتاتے ہیں کہ مجھ سے سب بیعت ہو جاؤ مجھے بشارت ہوئی ہے۔

پیر صاحب خلیفہ سے کشف وکرامت کی تشہیر کراتے ہیں۔ اور خلیفہ صاحب جھوٹے مشاہدات بیان کرتے ہیں۔

مشاہدے ومراقبے سے پیر صاحب کہتے ہیں فلاں تبلیغی کا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔

فقط: والسلام

المستفتی: عبداللہ ابن القمر، مصر

الجواب وباللّٰہ التوفیق: مذکورہ پیر کا اپنے مزعومہ کشف کے ذریعہ نہ ماننے والوں کو بے ایمان، منافق، راندۂ درگاہ کہنا، کھلی ہوئی گمراہی ہے یا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ معاف نہیں ہوئے ایسی گمراہی ہے جس پر کفر کا اندیشہ ہے[۱] اولاتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گناہ سرزد ہو نہیں سکتا اور اگر احتمال ہوتا بھی، تو قرآن کریم اور صحیح احادیث سے ان کی معافی کے اعلان کے بعد ایسا عقیدہ انتہائی غلط ہے،[۲] مذکورہ پیر کا لوگوں کو بیعت ہونے کے لئے مجبور کرنا یا خلفاء کے ذریعہ جھوٹی تشہیر کرانا، اپنے جھوٹے مشاہدات بیان کرنا یا کرانا، کسی دیندار جماعت کے بارے میں ایمان پر خاتمہ نہ ہونے کی پیشین گوئی کرنا یا اپنی قدم بوسی کرانا ناجائز ہے، ایسے پیر سے بیعت کا تعلق ختم کر کے علیحدہ ہو جانا فرض اور اس کے ساتھ رہنا حرام ہے، نیز ایسے پیر پر صدق دل سے توبہ کرنا فرض ہے۔[۳]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۴/۱۳: ۱۴۱۳ھ)

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) وقال مع ذلك إن معاصي الأنبياء كانت عمداً فقد كفر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ''كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع،...... بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

تصورِ شیخ کا شرعی حکم:

(۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ:
تصورِ شیخ کیا ہے؟ تصورِ شیخ جائز ہے یا ناجائز؟ دلائل کے ساتھ تحریر کریں؟

فقط: والسلام

المستفتی: محمد عبداللہ، معرفت: حضرت مہتمم صاحب

الجواب: تصورِ شیخ بوقت مراقبہ کسی مقدس و بزرگ خاص طور پر اپنے پیر ومرشد کا خیال کرنے کو کہتے ہیں تاکہ ان کے نیک اعمال اور زہد وتقویٰ کو دعاؤں کی قبولیت اور جائز مقاصد میں کامیابی کے لئے وسیلہ بنایا جائے، تصورِ شیخ میں بقول حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ کی صورت کا خیال امر فضول ہے جیسے کسی کے تذکرہ کے وقت کسی کا خیال آتا ہے ایسا ہی تصورِ شیخ ہے؟ (فیض قاسمیہ) مشائخ چشتیہ نے اس طریقہ کو علاج نفس وتزکیۂ باطن کے لئے اختیار فرمایا ہے۔ سید الطائفہ حضرت الحاج امداد اللہ قدس سرہ نے اپنے خلیفہ خاص حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو مراقبہ تصورِ شیخ کے اختیار کرنے کی اجازت وترغیب دی، حضرت حاجی صاحبؒ اپنے ایک مکتوب بنام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ’’واگر فراغ باشد بعد نماز صبح ویا مغرب یا عشاء علیحدہ در حجرہ وغیرہ بہ نشیند ودل را از جمیع خیالات خالی کردہ متوجہ بایں جانب شوند وتصور کنند کہ گویا پیش شیخ خود نشستہ ام وفیضان الٰہی از سینۂ او بسینۂ ام می آید‘‘ (رقومات امدادیہ) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے جواز کو اختیار فرمایا وہ فرماتے ہیں: ’’**والركن الأعظم ربط القلب بالشيخ على وصف المحبة والتعظيم الخ**

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... ومنها: ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام‘‘: ج۲،ص:۲۷۶)

(۲) ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝﴾ (سورة الفتح:۱)

(۳) وإن كانت نيته الوجه الذي يوجب التكفير، لا تنفعه فتوىٰ المفتي، ويؤمر بالتوبة، والرجوع عن ذلك وبتجديد النكاح بينه وبين امرأته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، ’’كتاب السير: الباب التاسع: في أحكام المرتدين، موجبات الكفر أنواع، ومنها: ما يتعلق بتلقين الكفر‘‘: ج۲،ص:۲۹۳)

وهذا السر نزل الشرع باستقبال القبلة الخ فيكون كالمراقبة'' (القول الجميل)
لیکن مراقبۂ تصورِ شیخ میں شرط ہے کہ جب شیخ سے دور ہو تو تصور وخیال تو یہ رہے کہ گویا میں شیخ کے سامنے ہوں اور اعتقاد پختگی کے ساتھ یہ رہے کہ شیخ اپنے وطن میں ہے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۶/۱۶ھ)

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خواتین کے بیعت کرنے کے احکام:

(۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں
(۱) ایک عورت کو بیعت ہونے کے لیے اس کے شوہر کا پہلے سے بیعت ہونا ضروری ہے؟
(۲) اگر شوہر بیعت نہ ہو تو کیا عورت کے لیے شوہر کی اجازت لازمی ہوگی؟
(۳) اور اسی طرح کوئی نابالغ لڑکی بیعت ہونا چاہے تو کیا اپنے والد سے اجازت لینا لازمی ہوگی؟
(۴) خواتین اپنے ذاتی مسائل شیخ سے کیسے دریافت کرسکتی ہیں، اس حال میں جب کہ وہ اپنے شوہر کے موبائل کا استعمال کریں اور وہ کوئی بات اپنے شوہر سے شیئر نہ کرنا چاہے؟
(۵) بعض خواتین مذکورہ وجہ سے اپنی بات شیخ تک نہیں پہنچا سکتی، کیا شیخ سے رابطہ کے لیے خواتین کسی خاتون کی مدد لے سکتی ہیں؟

فقط: والسلام
المستفتی: یعقوب میمن، اندور

---

(۱) وهذه النسبة لا تكاد تحصل إلا بصحبة المشايخ الكمل الذين استنارت قلوبهم بنور هذه النسبة العظمىٰ وهي التي لم تزل تنتقل من قلب إلى قلب: ومبدأها مشكاة النبوة ومعدن الرسالة قلب سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وأما ما سوى ذلك من المجاهدات والأعمال والأخلاق فيمكن تحصيلها بصرف الهمة من غير احتياج إلى صحبة المشايخ وإن كان حصولها بصحبتهم مع صرف الهمة متيسراً بسهولة وبدون صحبتهم متعسراً في كلفة. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن،''كتاب الأدب: باب الذكر والدعاء'': ج۱۸ص:۴۶۶)

الجواب: بیعت اس لیے کی جاتی ہے کہ مرشد کی رہنمائی اور اس کی ہدایت پر عمل کرنے سے راہ سنت پر چلنا اور احکام خداوندی کے مطابق زندگی گزارنا آسان ہو جاتا ہے، بیعت ہونا سنت ہے، فرض یا واجب نہیں، اور اصلاح نفس کی جس طرح مرد کو ضرورت ہوتی ہے اسی طرح عورت کو بھی ضرورت ہے تاہم عورت کی بیعت کے لیے شوہر کا بیعت ہونا ضروری نہیں ہے، ہاں بیعت کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔

’’إعلم أن البيعة سنة ليست بواجبة و لم يدل دليل على تاثيم تاركها و لم ينكر أحد على تاركها‘‘[۱] ’’قال الشيخ ظفر أحمد العثماني: وبالجملة فالتصوف عبارة عن عمارة الظاهر والباطن أما عمارة الظاهر فالأعمال الصالحة وأما عمارة الباطن فذكر اللّٰه وترك الركون إلى ماسواه وكان يتيسر ذلك للسلف بمجرد الصحبة الخ،[۲] قال عروة: فأخبرتني عائشة رضي اللّٰه عنها أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان يمتحنهن بهذه الآية:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ط اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِهِنَّ ج فَإِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ط لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ط وَاٰتُوْهُمْ مَّآ أَنْفَقُوْا ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ إِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ ط وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا مَآ أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَآ أَنْفَقُوْا ط ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ط يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ أَنْفَقُوْا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ أَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ط إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾[۳]

(۱) الشاه ولي اللّٰه الدهلويؒ، القول الجميل، الفصل الثاني:ص:۱۲.
(۲) ظفر أحمد العثمانيؒ، إعلاء السنن، كتاب الأدب والتصوف والإحسان:ج۱۸،ص:۴۴۹.
(۳) الممتحنة:۱۰تا۱۲) (البقرة:۱۷۳.

قال عروة: قالت عائشة: فمن أقر بهذا الشرط منهن، قال لها رسول الله صلى الله عليه وسلم: قد بايعتك كلاما يكلمها به، والله ما مست يده يد امرأة قط في المبايعة، وما بايعهن إلا بقوله". (۱)

اسی طرح شادی سے پہلے جب کہ لڑکی اپنے والد کی تربیت میں ہوتی ہے بہتر ہے کہ والد کی اجازت سے کسی مصلح سے بیعت ہو جائے۔ اصلاح کے لیے بہتر ہے کہ عورت اپنے شوہر کو ہی واسطہ بنائے اور انہی کے ذریعہ اپنے مرشد سے رہنمائی حاصل کرے؛ لیکن اگر عورت کسی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتی ہے، تو شیخ کے گھر کی کسی خاتون سے مدد لے سکتی ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۹/۴: ۱۴۴۲ھ)

الجواب صحیح:
محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی
محمد اسعد جلال قاسمی، محمد عمران گنگوہی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

صوفی کے لئے کس قدر علم کی ضرورت ہے؟

(۶) **سوال**: صوفی کے لئے بہت زیادہ علم کی ضرورت ہے یا صرف مسائل ضروریہ روزمرہ کا سیکھ لینا کافی ہے؟

فقط: والسلام
المستفتی: مولانا محمد عرفان صاحب مظفرنگر

الجواب: بقدر ضرورت شرعی علم سیکھنا ضروری ہے یعنی فرض، واجب، عقائد وعبادات سے مطلع ہونا ضروری ہے اور ایسے ہی حلال وحرام کا ضروری علم بھی ہونا چاہئے تاکہ اس کے مطابق

---

(۱) أخرجه البخاري، في صحيه، "كتاب الشروط: باب ما يجوز من الشروط في الإسلام والأحكام والمبايعة": ج۲،ص:۶۸۶، رقم:۲۷۱۱.

(۲) قولها والله ما مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم يد امرأة قط غير أنه يبايعهن بالكلام فيه أن بيعة النساء بالكلام من غير أخذ كف وفيه أن بيعة الرجال بأخذ الكف مع الكلام الخ. (النووي، شرح مسلم، "كتاب الإمارة: باب كيف بيعة النساء": ج۲،ص:۱۳۱)

عمل کیا جاسکے۔ [1]

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبه: محمد احسان غفرلہ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند
(۱۴۱۸/۱/۲۷ھ)

(۱) تزكية الأخلاق من أهم الأمور عند القوم .... ولا يتيسر ذلك إلا بالمجاهدة على يد شيخ كامل قد جاهد نفسه وخالف هواه .... إلى .... ومن ظن من نفسه أنه يظفر بذلك بمجرد العلم ودرس الكتب فقد ضل ضلالاً بعيداً فكما أن العلم بالتعلم من العلماء كذلك الخلق بالتخلق على يد العرفاء فالخلق الحسن صفة سيد المرسلين الخ. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن،''كتاب الأدب والتصوف'': ج۱۸،ص:۴۵۳،۳۵۴؛ ''كتاب الأدب والتصوف'': ج۱۸،ص:۴۴۲)

وإذا عرفت ذلك فاعلم أن التصوف شعبة من الفقة لكون الفقه عبارة عن معرفة النفس ما لها وما عليها كما حكى عن أبي حنيفة رحمه الله ولا يخفى أن معرفة طريق القرب إلى الله علماً وعملاً داخل في ذلك بل هو الفقه في الحقيقة والفقيه هو المتقرب إلى الله بعلمه وعمله لا العالم بالأحكام والدلائل فقط. (ظفر أحمد العثماني، إعلاء السنن، ''كتاب الأدب والتصوف'': ج۱۸،ص:۴۴۸-۴۴۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطّہارۃ
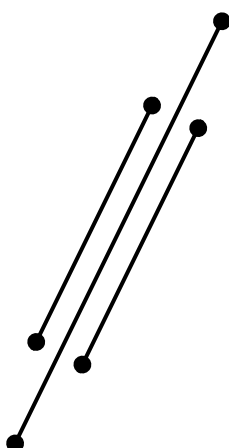
فصل اوّل: طہارت ونجاست کا بیان

فصل ثانی: پانی کا بیان

فصل اول

طہارت ونجاست کا بیان

حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

(۱)**سوال**: گائے، بھینس، بیل، مینڈھا، بکری، بھیڑ، یعنی: حلال جانوروں کا جھوٹا پانی پاک ہے یا نہیں اور اس کو پی سکتے ہیں یا نہیں؟

المستفتی: فرزند علی، کاہیڑی، ضلع، مظفر نگر

الجواب و بالله التوفيق: مذکورہ حلال جانوروں کا جھوٹا پاک ہے، اس سے وضوء جائز اور درست ہے اور اس کو پینا درست ہے۔(۱)　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ:
محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۲/۱: ۱۴۰۹ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

شیرخوار بچہ کے پیشاب کا حکم:

(۲)**سوال**: شیرخوار دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟ کپڑے یا برتن پر لگ جائے تو کیا پاک کرنا ضروری ہے؟

المستفتی: عبداللہ آندھروی

الجواب وبالله التوفيق: جس طرح بڑے آدمی کا پیشاب ناپاک ہے، اسی طرح چھوٹے بچے کا پیشاب بھی ناپاک ہے، خواہ وہ بچہ دودھ ہی کیوں نہ پیتا ہو؛ کپڑے یا برتن وغیرہ پر لگ

---

(۱)و أما سؤر ما يؤكل لحمه فلأنه متولد من لحم طاهر فأخذ حكمه. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱،ص:۲۲۳)، و سؤر الآدمي وما يؤكل لحمه طاهر لأن المختلط به اللعاب و قد تولد من لحم طاهر فيكون طاهرا. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، فصل في الآسار وغيرها،ج۱،ص:۱۱۲)؛إن السؤر يعتبر بلحم مسئره فإن كان لحم مسئره طاهرا فسؤره طاهر، أو نجسا فنجس، أو مكروها فمكروه، أو مشكوكا فمشكوك. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱،ص:۳۸۱)

جائے، تو اس کو پاک کرنا ضروری ہے، اس میں لاپرواہی نہ کی جائے۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۳/۷: ۱۴۲۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پالتو کتا پاک ہے یا ناپاک:

(۳) **سوال**: ایک شخص نے گھر کی حفاظت کے لیے کتا پال رکھا ہے، اس کو اس نے صابون سے خوب نہلایا، تو وہ پاک ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: اخلاق کریم، بہار

الجواب وبالله التوفيق: کتا نجس ہے، اگر اس کے اوپر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو تو وہ اوپر سے پاک ہے، اس لیے اگر کپڑے اس سے لگ جائیں تو پاک ہی رہیں گے ناپاک نہیں ہوں گے۔ [2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۴۱۶ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)عن عائشة رضى الله عنها قالت: أتى رسول الله ﷺ بصبي يرضع، فبال في حجره، فدعا بماء، فصبه عليه و في رواية فدعا بماء فرشه عليه. (أخرجه مسلم، في صحيحه، باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله، ج۱، ص:۱۳۹)؛ولو من صغير لم يطعم، أي لم يأكل فلا بد من غسله. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم، ج۱،ص:۵۲۳)،وكذلك بول الصغير والصغيرة أكلا أو لا. (وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية. الكويت، الموسوعة الفقهيه، ما يعتبر نجساً وما لا يعتبر، ج۴۰،ص:۷۴)

(۲)وقع الكلب في بئر تنجس أصاب فمه الماء أو لم يصب، ولو ابتل فانتفض فأصاب ثوبا أكثر من الدرهم أفسده. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز، ج۱،ص:۹۸)؛و أما شعر الحيوان غير مأكول اللحم المتصل به فاتفق الفقهاء على طهارته واستثنىٰ الحنفية الخنزير. (وزارة الأوقاف- الكويت، الموسوعة الفقهيه، حكم شعر الحيوان الحي، ج،۲۶،ص:۱۱۱)؛وإذا نام الكلب على حصير المسجد، إن كان يابسا لا يتنجس، و إن كان رطبا ولم يظهر أثر النجاسة فكذلك. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ج۱،ص:۱۰۳)

آپریشن کے بعد پیشاب نلی میں آتا رہے تو کیا حکم ہے؟

(۴) **سوال**: مریض کو آپریشن کے بعد طہارت میں شبہ رہتا ہے۔ زید کا پیشاب آپریشن کے بعد نلکی سے باہر آتا ہے، تو ایسی حالت میں زید وضوء کرے یا تیمّم کرے شرعاً کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ، گجراتی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ مرض میں پانی اس کے لیے مضر نہیں ہوتا جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے۔ صرف طہارت میں شبہ ہوتا ہے تو اس شخص کے لیے وضو کرنا ہی ضروری ہے۔ طہارت کے بعد آپریشن ہوا تھا، تو پہلی طہارت زائل ہوگئی ہے؛ ہاں اگر طہارت یعنی وضو آپریشن کے بعد کیا تھا یا اس کے بعد وضو کرتے رہے، تو وہ معذور کے حکم میں ہے ایک وقت کی جتنی نمازیں چاہیں پڑھ لیں، شبہ نہ کریں۔ جب تک عذر باقی رہے ہر وقت کے داخل ہونے پر وضوء کرلیں؛ ہاں اس کے علاوہ کوئی ناقض وضوء پیش آئے، تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؛ لیکن پیشاب کے قطرے آتے رہنے سے پورے وقت وضو ہی کا حکم رہے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۱۴/۴/۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مرغی کو گرم پانی میں ڈال دیں، تو گوشت پاک ہے یا ناپاک؟

(۵) **سوال**: آج کل بڑے شہر میں عام رواج ہوگیا ہے کہ مرغیوں کو ذبح کر کے آلائش

---

(۱) صاحب عذر من به سلس بول لا یمكنه إمساكه، الخ، إن استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بأن لا یجد في جمیع وقتها زمنا یتوضأ و یصلي فیه خالیا عن الحدث ولو حكما. (ابن عابدین، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الحیض، مطلب في أحكام الآئسة، ج۱، ص:۵۰۴)، من به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذي لا یرقاء یتوضؤون لوقت كل صلوٰة فیصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاؤا من الفرائض والنوافل. (ابن الهمام، فتح القدیر، كتاب الطهارات، فصل: في الاستحاضة، ج۱، ص:۱۸۱)؛ و یصلون به فرضا و نفلا، و یبطل بخروجه فقط، و هذا إذا لم یمض علیهم وقت فرض إلا وذلك الحدث یوجد فیه. (ابن نجیم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الحیض، ج۱، ص:۳۷۵)

وغیرہ نکالے بغیر ان کو گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے، تاکہ اس کے بال و پر وغیرہ جلدی سے صاف ہو جائیں، کیا اس قسم کی مرغی کا گوشت کھانا حلال ہے؟ طحطاوی: ۱/۲۴۹، میں لکھا ہے کہ اس طرح گوشت پاک نہیں ہوگا، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی: تنویر احمد، پورقاضی، ضلع مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں اگر آلائش والی مرغی کو گرم پانی میں ڈالا اور گرم ہونے پر فوراً ہی نکال لیا، تاکہ بال و پر وغیرہ آسانی سے الگ ہو جائیں، تو اس صورت میں اس آلائش کی وجہ سے گوشت اگرچہ ناپاک تو ہوگا مگر دھونے سے پاک ہو جائے گا، اگر کھولتے ہوئے گرم پانی میں ڈالا اور اس کو کھولایا، تو اس آلائش (نجاست) کا اثر گوشت کے ہر ہر جز میں سرایت کر جائے گا اور پھر گوشت دھونے سے بھی پاک نہیں ہوگا[1]۔ طحطاوی کی عبارت کا مقصد یہی ہے۔ دونوں صورتوں میں فرق واضح ہے۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۲۶/۳: ۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پرانے کپڑے کا استر ناپاک ہے یا پاک؟

(۶) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین مسئلہ ذیل میں:

کوٹ اور جرکین وغیرہ میں روئی چپکانے کے لیے ساڑھی کا کپڑا لگتا ہے اور یہ بات تحقیق شدہ ہے کہ ساڑھی کا کپڑا ناپاک ہوتا ہے؛ لہٰذا آپ یہ بتائیں کہ نماز ہوگی یا نہیں؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں! عین کرم ہوگا۔

---

(۱) و كذلك دجاجة، الخ. ولا يترك فيه إلا مقدار ما تصل الحرارة إلى ظاهر الجلد لتنحل مسام الصوف بل لو ترك يمنع إنقلاع الشعر. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل، ج۱، ص: ۵۴۴)؛ ولو ألقيت دجاجة حالة الغليان في الماء قبل أن يشق بطنها لتنتف أو كرش قبل الغسل لا يطهر أبداً... لكن العلة المذكورة لا تثبت حتى يصل الماء إلى حد الغليان و يمكث فيه اللحم بعد ذلك زمانا يقع في مثله للتشرب والدخول في باطن اللحم. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص: ۲۱۱)

(۲) ساڑھی کے ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: حافظ اسد علی، از بجنور

الجواب وبالله التوفيق: پرانی ساڑھیاں اور دیگر پرانے کپڑے جو بازار میں بکتے ہیں، وہ دھلے ہوئے ہوتے ہیں؛ اس لیے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ناپاک ہیں[1]؛ لہٰذا ایسی صورت میں اگر نئے کپڑے میں لگا کر سلا ہے، تو اس نئے کپڑے کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے اس میں نماز جائز اور درست ہوگی۔ فقہ کا اصول ہے ''**اليقين لا يزول بالشك**'' یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے[2]، البتہ اگر آپ کو یقین ہے کہ وہ ناپاک ہے اور دھویا نہیں گیا ہے، تو ایسے کپڑے کو دھو کر لگایا جائے اگر بغیر دھلے لگا دیا، تو لگانے کے بعد سارے کپڑے کو دھولیا جائے؛ اگر نہ دھویا گیا، تو اس کپڑے میں نماز نہیں ہوگی اور جو نماز پڑھی ہے، اس کا اعادہ ضروری ہوگا۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

كتبه: محمد عمران دیوبندی ۵/۲۴/ ۱۴۱۴ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) في التاتارخانية: من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا، فهو طاهر مالم يستيقن،...... و كذا ما يتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب، (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث الغسل، ج۱ص:۲۸۳،۲۸۴)

مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ فرماتے ہیں: ''ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی باگ ہے، بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک اور پوتر سمجھتے ہیں، گائے کا گوبر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک؛ بلکہ متبرک بھی ہے، باوجود اس کے، ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے؛ یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ چوں کہ ہندو دوکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خریدار، ہندو و مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوبر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں، اس لیے وہ تجارتی اشیاء کو ایسی چیزوں سے علیحدہ اور صاف رکھتے ہیں، تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تامل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔'' (کفایت المفتی، ج۳ص:۴۳۰)

(۲) ''اليقين لا يزول بالشك'' (ابن نجيم، الاشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: ص:۱۸۳)

(۳) هي (شروط الصلاة) طهارة بدنه من حدث و خبث و ثوبه و مكانه من الثاني أي الخبث، لقوله تعالیٰ: و ثيابك فطهر، (ابن عابدين، الدر المختار مع ردّ المحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲ص:۷۳-۷۵)

کپڑوں پر مکھیاں بیٹھنے سے کپڑا پاک رہے گا یا ناپاک؟

(۷) **سوال**: بیت الخلاء میں کپڑے پر مکھیاں بیٹھتی ہیں، وہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے؟

المستفتی: مقصود احمد، بھرت پور

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک نجاست کا یقین نہ ہو اس وقت تک کپڑا ناپاک نہ ہوگا پس مذکورہ صورت میں کپڑا پاک ہی ہوگا کیونکہ نجاست یقینی نہیں ہے، ''**الیقین لا یزول بالشك**''(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۱۲/۳: ۱۴۰۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتے کے بدن سے کپڑا مس ہو جائے:

(۸) **سوال**: کتے کا بدن اگر تر ہو اور بدن یا کپڑا اس سے مس ہو جائے، تو بدن یا کپڑا پاک رہے گا یا نہیں؟

المستفتی: مولوی نثار احمد، بیگا پور، یو پی

الجواب وباللہ التوفیق: شامی میں وضاحت ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے (۲) لیکن اس کا لعاب اور پسینہ ناپاک ہے (۳)؛ اس لیے اگر کتے کا بدن (لعاب یا پسینہ سے) گیلا تھا اور

---

(۱) و دلیلها ما رواه مسلم عن أبي هريرةؓ مرفوعاً : إذا وجد أحدكم في بطنه شيئاً، فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا؟ فلا يخرجنّ من المسجد حتى يسمع صوتاً أو يجد ريحاً. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة، ص:۱۸۳-۱۸۴)

(۲) واعلم أنه ليس الكلب بنجس العين عند الإمام، و عليه الفتویٰ، (ابن عابدين،الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في أحكام باب الدباغة ،ج۱،ص:۳۶۲)

(۳) و سؤر خنزير و كلب وسباع بهائم و شارب خمر فور شربها و هرة فور أكل فارة نجس. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار،كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في السؤر،ج۱،ص:۳۸۳)، و سؤر الكلب والخنزير و سباع البهائم نجس، (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الفصل الثاني فيما لايجوز به الوضوء،ج۱،ص:۷۶)

کپڑا اس سے مس ہوجائے، تو کپڑا ناپاک ہوگا؛ لیکن اگر کتے کا جسم پانی سے تر تھا اور اس کے بدن پر کوئی دوسری نجاست نہیں تھی، تو کتے کے تر جسم سے کپڑا لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۰/۱: ۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ:

(۹) **سوال**: مٹی کا ناپاک برتن کس طرح پاک کیا جائے؟

المستفتی: محمد آفاق، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: مٹی کا برتن خواہ کورا ہو یا استعمال شدہ، تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے، کوئی الگ سے اس کا طریقہ نہیں ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۵: ۱۴۲۱ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہٗ

---

(۱) الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه، لا يتنجّس مالم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان أو غضباناً. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحكامها ، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة، ج۱، ص:۱۰۳) إذا نام الكلب على حصير المسجد، إن كان يابساً، لا يتنجّس، و إن كان رطباً و لم يظهر أثر النجاسة فكذلك كذا في "فتاوى قاضي خان" (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، ج۱، ص:۱۰۳)

(۲) و يطهر محلّ غيرها أي غير مرئية بغلبة ظن غاسل.... طهارة محلها بلا عدد به يفتي. وقدر ذلك لموسوس بغسل و عصر ثلاثاً فيما ينعصر و بتثليث جفاف أي إنقطاع تقاطر في غيره. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱، ص:۵۳۹-۵۴۰)، و يطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها ولو بمرّة على الصحيح، ولا يضر بقاء أثر شق زواله، و غير المرئية بغلسها ثلاثاً والعصر كل مرة. (الشرنبلالي،، نور الإيضاح، باب الأنجاس والطهارة عنها، ج۱، ص:۵۳-۵۴)

غیر مسلم کی بنائی ہوئی چٹائی کا حکم:

(۱۰)**سوال**: آج کل بازار میں بہت سی قسم کی چٹائیاں فروخت ہوتی ہیں، جن کو اکثر وبیشتر غیر مسلم بناتے ہیں، یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کو بنانے میں پاک پانی استعمال کیا گیا ہے یا ناپاک پانی، تو کیا ان چٹائیوں کو دھو کر نماز پڑھی جائے یا بغیر دھوئے ہوئے؟

المستفتی: قاری محمد رمضان، سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: امداد الاحکام وغیرہ میں ہے کہ غیر مسلم کی بنائی گئی صفوں کا اگر ناپاک ہونا یقینی ہو، تو دھونا ضروری ہے اور اگر صرف شبہ ہو، تو احتیاطاً دھولیا جائے۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۴/۱: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہٗ

اگر منی پتلی ہو، تو کپڑا رگڑنے سے پاک ہوگا یا نہیں؟

(۱۱)**سوال**: اس زمانے میں عام طور پر منی پتلی ہوتی ہے اور پہلے زمانے میں منی گاڑھی

(۱) امداد الاحکام کی عبارت یہ ہے: ''اگر ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہوجاوے، تب تو دھونا ضروری ہے اور اگر شبہ ہو، تو احتیاطاً دھو لینا بہتر ہے۔ کما فی الدر المختار: ما يخرج من دار الحرب كسنجاب إن علم دبغه بطاهر فطاهر، أو بنجس فنجس، و إن شك فغسله أفضل، و في الشامي: و نقل في القنية أن الجلود التي تدبغ في بلدنا، ولا يغسل مذبحها، ولا تتوقى النجاسات في دبغها، و يلقونها على الأرض النجسة، ولا يغسلونها بعد تمام الدبغ، فهي طاهرة، و يجوز اتخاذ الخفاف و المكاعب و غلاف الكتب والمشط والقراب والدلاء رطبا و يابساً الخ أقول: ولا يخفى أن هذا عند الشك و عدم العلم بنجاستها. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار ،كتاب الطهارة، باب المياه،مطلب في أحكام الدباغة، ج۱،ص:۳۵۹) اور قنیہ کی عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ کسی جگہ عام دستور ہونے سے یقین نجاست کا نہیں ہوتا؛ بلکہ یقین کی صورت یہ ہے کہ کسی خاص چٹائی میں ناپاک پانی لگنا معلوم ہوجائے۔ (إمداد الاحكام، كتاب الطهارة، فصل في النجاسة و أحكام التطهير، عنوان ہندو کی بنائی ہوئی صفوں کو دھونا ضروری ہے یا بغیر دھوئے اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، ج۱،ص:۳۹۹) في التاتارخانيه: من شك في إنائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أولا، فهو طاهر مالم يستيقن...... و كذا ما يتخذه أهل الشرك أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة،قبيل. مطلب في أبحاث الغسل، ج۱،۲۸۳-۲۸۴)

ہوتی تھی، حدیث شریف میں ہے کہ اگر کپڑے پر منی لگ جائے، تو اسے رگڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ اس وقت اگر پتلی منی کپڑے پر لگ جائے، تو کپڑے پر لگی ہوئی منی کو رگڑ دینے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد سالم پورنوی

الجواب وبالله التوفيق: منی بہر صورت ناپاک ہے۔ اگر کپڑے پر لگ جائے تو رگڑ کر صاف کرنے سے کپڑا پاک نہیں ہوگا؛ بلکہ اس ناپاک کپڑے کو دھونا ضروری ہے۔ (۱) البتہ گاڑھی اور سوکھی منی کے ذرات رگڑنے سے بالکل ختم ہو جائیں تو بھی کپڑا پاک ہو جائے گا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۵/۷/۱۴۰۸ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

نجس برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ:

(۱۲) **سوال:** ایک کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا، تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: حافظ محبت علی، مظفر نگر

الجواب وبالله التوفيق: احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو استعمال نہ کیا جائے؛ لیکن اگر مجبوری ہے، تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ دیگ میں جتنا شوربا ہے، اتنا ہی پانی اس میں ڈال کر پکایا جائے؛ تا کہ زائد پانی جل جائے؛ اس طرح تین مرتبہ کرنے سے دیگ پاک ہو جائے گی۔ یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

---

(۱) عن جابر بن سمرة قال: سأل رجل النبي ﷺ أصلي في الثوب الذي آتى فيه أهلي قال: نعم إلا أن ترا فيه شيئا فتغلسه. (موارد الظمان إلى زوائد ابن حبان، تحقيق: محمد عبدالرزاق حمزه، باب ما جاء فی الثوب الذی یجامع فیه، ج۱، ص:۸۲)؛ وعن عمر و بن میمون بن مهران سمعت سليمان بن يسار يقول: سمعت عائشة رضی الله عنها تقول: إنها كانت تغسل المني من ثوب رسول الله ﷺ قالت: ثم أراه فيه بقعة أو بقعاً (سنن أبي داؤد، باب المنى يصيب الثوب، ج۱، ص:۵۳)؛ ولو أن ثوباً أصابته النجاسة وهی كثيرة فجفت و ذهب أثرها و خفی مكانها غسل جميع الثوب. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، فصل و أما بيان المقدار الذی يصير به المحل، ج۱، ص:۸۱)

(۲) عن عائشة رضی الله عنها قالت: ربما فركته من ثوب رسول الله ﷺ بيدی (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ابواب الطهارة و سننها، باب في فرك المني من الثوب، ج۱، ص:۴۱

کا ہے اور یہی مفتی بہ ہے۔ (۱)

”ویطهر لبن و عسل ودبس ودهن يغلىٰ ثلاثاً، وفي رد المحتار على الدر المختار ولو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلىٰ حتى يعود إلى مكانه، والدهن يصب عليه الماء فيغلىٰ فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيئ هكذا ثلث مرات، وهذا عند أبي يوسف رحمه الله خلافا لمحمد رحمه الله وهو أوسع وعليه الفتوىٰ. (۲)“الدهن النجس يغسل ثلاثاً، بأن يلقىٰ في الخابية، ثم يصب فيه مثله ماء، ويحرك، ثم يترك حتى يعلو الدهن، فيؤخذ أو يثقب أسفل الخابية حتى يخرج الماء، هكذا ثلاثاً فيطهر.“(۳)
”وفي المجتبى: تنجس العسل يلقى في قدر ويصب عليه الماء ويغلىٰ حتى يعود إلى مقداره الأول هكذا ثلاثاً قالوا وعلى هذا الدبس. (۴)

الجواب صحيح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲۰/۲: ۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

پاؤں پر گوبر لگ جائے، تو کیا پاؤں ناپاک ہوجائے گا:

(۱۳) **سوال**: یہاں دیہات میں عام طور پر غریب آدمی رہتے ہیں، مکانوں کے فرش کچے ہوتے ہیں؛ اس پر گوبر گارے میں ملا کر پھیرتے ہیں، کیا وہ فرش پاک ہے، اس پر ننگے پیر چلنے سے پیر ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد تقی، محلّہ کوٹلہ، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: گوبر نجس ہے، صرف سوکھنے سے وہ پاک نہیں ہوتا، اس پر پیر رکھا جائے اور وہ پیر پر نہ لگے، تو کوئی حرج نہیں؛ لیکن اگر گیلے پیر ہیں اور وہ پیروں پر لگ جائے

(۱)إمداد الفتاوىٰ جديد، كتاب الطهارة باب الأنجاس وتطهيرها، ج۱،ص:۴۳۳، ایضاً:۲۳۷)
(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل“ ج۱،ص:۵۴۳
(۳)جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة وأحكامها، الفصل الأول، في تطهير الأنجاس، ج۱،ص:۹۷)
(۴)ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة،باب الأنجاس، ج۱،ص:۴۱۱

تو پیر ناپاک ہوجائیں گے۔ (۱)

الجواب صحیح:
خورشید عالم عفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۹: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کپڑے پر شراب لگ جائے، تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

(۱۴) **سوال:** کپڑوں پر اگر شراب لگ جائے، تو کیا وہ دھونے سے پاک ہوجائے گا؟
المستفتی: محمد اکرام، سیٹر کی، ضلع سہارنپور

الجواب وبالله التوفيق: شراب ناپاک ہے، دھونے سے کپڑا پاک ہوجائے گا۔ (۲)

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲/۲۰: ۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إذا جعل السرقين في الطين فطين به السقف، فيبس، فوضع عليه منديل مبلول لا يتنجس. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الفصل الثانی: في الأعيان النجسة ، ج۱، ص:۱۰۲)؛ و إذا فرش على النجاسة اليابسة فإن كان رقيقا يشف ما تحته او توجد منه رائحة النجاسة على تقدير أن لها رائحة لا تجوز الصلوة عليه، و إن كان غليظا بحيث لا يكون كذلك جازت الخ. (ابن عابدين، حاشيه ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في التشبه بأهل الكتاب، ج۲، ص:۳۸۷)؛ و إذا أراد أن يصلى على الأرض عليها نجاسة، فكبسها بالتراب، ينظر: إن كان التراب قليلا بحيث لو استشمه يجد رائحة النجاسة، لا يجوز، و إن كان كثيرا لا يجد الرائحة، يجوز هكذا في "التاتارخانية" و إذا كان على الثوب المبسوط نجاسة و فرش عليه التراب لا يجوز، هكذا في "السراج الوهاج". (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الصلاة، الباب الثالث: في شروط الصلاة، الفصل الثاني طهارة ما يستر به العورة وغيره، ج۱، ص:۱۱۹، و هكذا في الفتاویٰ التاتارخانيه، ج۱، ص:۲۳۶)

(۲) تحرم الخمر وهى التي ماء العنب إذا غلا واشتد... فنجاسة الخمر غليظة و نجاسة هذه مختلف في غلظتها و خفتها الخ. (إبراهيم بن محمد، ملتقى الابحر، كتاب الاشربه، ج۴، ص:۲۴۴)؛ وأما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثير او جرى عليه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر و تجفيف و تكرار غمس هو المختار، (ابن عابدين، رد المحتار على الدرر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱، ص:۴۲-۵۴۳)؛ ولو أن ثوباً أصابته النجاسة وهى كثيرة فجفت و ذهب أثرها وخفى مكانها غسل جميع الثوب. (بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل في بيان المقدار الذى يصير به المحل، حكم العذرات والأوراث، ج۱، ص:۲۳۶)

عضو مخصوص کو ہاتھ لگانے کے بعد قرآن کو ہاتھ لگانا:

(۱۵)**سوال**: (۱) عضو تناسل پر ہاتھ جانے کے بعد قرآن پاک چھونے کے لیے کیا ہاتھ دھویا جائے؟

المستفتی: مشتاق احمد، بڑی مسجد خضر پور، کلکتہ

الجواب وبالله التوفيق: ہاتھ دھونا ضروری تو نہیں، لیکن اگر برہنہ عضو پر ہاتھ لگایا ہے تو احترام قرآن کا تقاضا ہے کہ بغیر ہاتھ دھوئے قرآن کو مس نہ کیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲/۱: ۱۴۲۷ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

بیت الخلاء میں بالٹی سے بار بار پانی لینا:

(۱۶)**سوال**: ساؤتھ کے کچھ علاقوں میں مسجدوں کے بیت الخلاء میں طہارت کے لیے بالٹیاں رکھی رہتی ہیں اور بالٹی سے پانی نکالنے کے لیے ایک ڈبہ رکھا رہتا ہے اور پانی نکال کر اس ڈبہ کو زمین پر رکھ دیا جاتا ہے، جب کہ وہاں گندگی کا اندیشہ رہتا ہے، پھر اسی ڈبہ کو بالٹی میں ڈال دیا جاتا ہے؛ آیا وہ ڈبہ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟ ایسی صورت میں مکمل طہارت حاصل ہوگی یا نہیں؟

المستفتی: محمد سہراب، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔ بعض صورتوں میں ناپاکی کا اندیشہ ہے؛ اس لیے پہلے ڈبہ کو دھو لینا چاہیے۔ اگر غالب گمان فرش کی ناپاکی کا ہو، تو بالٹی

---

(۱) عن جابر قال: سمعت قيس بن طلق الحنفي، عن أبيه، قال سمعت رسول الله ﷺ سئل عن مس الذكر فقال: ليس فيه وضوء إنما هو منك و في رواية جزء منك. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ج۱، ص:۳۷)؛

والمنع أقرب إلى التعظيم كما في البحر: أي والصحيح المنع. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال، ج۱، ص:۴۸۸)

کا پانی ناپاک ہو جائے گا۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عمران گنگوہی، محمد احسان قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد جلال غفرلہ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند ۲/۲/ ۱۴۴۰ھ

نجاست کو زائل کرنے کا طریقہ اور واشنگ مشین کے ذریعہ کپڑا پاک کرنا:

(۱۷) **سوال**: کیا نجاست کھرچنے سے زائل ہو جاتی ہے، نیز یہ بھی بتائیں کہ واشنگ مشین اور بالٹی میں نجس کپڑوں کے دھونے کا کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟

المستفتی: محمد امان اللہ، مظاہری

الجواب وبالله التوفيق: ناپاک کپڑے سے نجاست کو زائل کر دیا جائے، تو وہ پاک ہو جاتا ہے، اصل مقصود نجاست کو بالکلیہ زائل کرنا ہے، اگر کوئی نجاست ایسی ہو جو کھرچنے سے زائل ہو جاتی ہو اور اس کا اثر بالکل ختم ہو جاتا ہو، تو صرف کھرچنے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ایسی ہی نجاست کا ذکر ہے[۲] اور جو نجاست کھرچنے سے ختم نہ ہوتی ہو اس کو ختم کرنے کے لیے کپڑے کا دھونا ضروری ہوتا ہے، عام طور پر تین مرتبہ دھونے سے نجاست ختم ہو جاتی ہے اس لیے کپڑے کو تین مرتبہ دھونا چاہیے۔

واشنگ مشین یا بالٹی میں ایک کپڑا یا متعدد کپڑے ڈالے جائیں، پھر ان کو نکال لیا جائے اور

---

(۱) ولا بأس بالوضوء والشرب من حب يوضع كوزه في نواحي الدار مالم يعلم تنجسه ... إلى: مالم يتيقن النجاسة. (احمد بن اسماعيل الحنفي، حاشية الطحطاوي على المراقي، كتاب الطهارة، قبيل: فصل في بيان السؤر، ص:۲۸)؛ والكوز الذي يوضع في نواحي البيت ليغترف به من الحب فإن له أن يشرب و يتوضأ منه مالم يعلم أن به قذراً (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث: في المياه، الفصل الثاني: فيما لا يجوز به التوضؤ، ج۱،ص:۷۷)

(۲) عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: ربما فركته من ثوب رسول اللّٰه ﷺ بيدي، (أخرجه ابن ماجه، في سننه، ابواب الطهارة وسننها، باب في فرك المني من الثوب، ج۱،ص:۴۱)؛ ويطهر البدن والثوب والخف و إذا أصابه مني بفركه إن كان يابسا وبغسله إن كان رطباً. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۳۸۹)

اس پانی کو بہادیا جائے، پھر دوسرا پانی لیا جائے اوراس میں کپڑے ڈالے جائیں اس طرح تین مرتبہ پانی میں کپڑے ڈالے جائیں۔ایسا نہ ہو کہ ایک کپڑا پانی میں ڈال کر نکال لیا اور پھر اسے نچوڑا اور پھر اسی پانی میں دوسرا کپڑا ڈال دیا جائے نیز ہر مرتبہ کپڑے نچوڑنا بھی ضروری ہے۔اگر واشنگ مشین میں پانی کم ہو،تو احتیاط اس میں ہے کہ دوبارہ پانی ڈالیں یا بالٹی میں کپڑے کو ڈال کر پاک کرلیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۷: ۱۴۲۴ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

زمین پر پیشاب کا خشک ہوجانا:

(۱۸) **سوال**: اگر کسی شخص نے زمین پر پیشاب کیا، پھر وہ زمین خشک ہوگئی،تو ایسی زمین کا کیا حکم ہے؟ آیا وہ زمین پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: حکیم بدرالدین قریشی، درسری گلی، بریلی

الجواب وبالله التوفيق: جس زمین پر پیشاب کیا گیا ہو؛ اگر وہ زمین خشک ہوجائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پیشاب کی بدبو نہ ہو،تو وہ زمین پاک ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۶/۱۵: ۱۴۰۷ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و يطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها و لو بمرة على الصحيح ولا يضر بقاء أثر شق زواله و غير المرئية بغسلها ثلاثاً والعصر كل مرة ...... و يطهر المني الجاف بفركه عن الثوب والبدن و يطهر الرطب بغسله (الشرنبلالي، نورالإيضاح، كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ص:۵۳-۵۴)

(۲) و إذا ذهب أثر النجاسة (أي ريحها و لونها)عن الأرض و جفت جازت الصلوة عليها دون التيمم منها. (الشرنبلالى، نورالايضاح،كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها ،ص:۵۴)؛وتطهر الأرض المتنجسة بالجفاف إذا ذهب أثر النجاسة فتجوز الصلوة عليها. (ابن نجيم، البحر الرائق،كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۳۹۱)

خروج ریح کے بعد استنجاء کا حکم:

(۱۹) **سوال:** کچھ لوگ کہتے ہیں: اگر ریح خارج ہو جائے، تو جب تک استنجاء نہ کرلیا جائے، تب تک وضو نہیں ہوتی، یعنی: ہوا خارج ہونے کی جگہ نہ دھولی جائے، اس لیے گزارش ہے کہ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں کہ کیا وضو سے پہلے اس جگہ کا دھونا ضروری ہے؟

المستفتی: زید علی، مسجد ماڈل ٹاؤن، ٹانڈہ

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئول عنہا میں جس مقام سے ہوا خارج ہوئی اس مقام کا دھونا نہ فرض ہے، نہ واجب اور نہ ہی سنت؛ اس لیے اس سے نہ تو مقام ناپاک ہوتا ہے اور نہ ہی کپڑا؛ بلکہ وضو کرنا کافی ہے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران دیوبندی ۲۵/۷/۱۴۱۲ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

سید احمد علی سعید

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

امام شافعیؒ کے نزدیک منی کے پاک ہونے کی کیا وجہ ہے؟

(۲۰) **سوال:** کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خشک منی ناپاک نہیں ہے۔ تعجب ہے کہ ایسی ناپاک چیز کو پاک لکھا ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اور احناف کے نزدیک منی کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد الیاس، کمند گرن، سہارنپور

---

(۱)(فلا یسن من ریح) ولأن بخروج الریح لا یکون علی السبیل شيء فلا یسن منه؛ بل هو بدعة کما في المجتبیٰ: (ابن عابدین، رد المختار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، فصل في الاستنجاء، ج۱،ص:۵۴۵)

إن الاستنجاء لا یسن إلا من حدث خارج من أحد السبیلین غیر الریح، لأن بخروج الریح لایکون علی السبیل شيء، فلا یسن منه بل هو بدعة؛ کما في المجتبیٰ. (۱بن نجیم، البحر الرائق، کتاب الطهارة،باب الأنجاس، ج۱،ص:۴۱۶)

الاستنجاء من کل حدث أي خارج من أحد السبیلین غیر النوم والریح . (عبد اللّٰہ ابن مسعود، شرح وقایه، کتاب الطهارة، فصل الاستنجاء من کل حدث، ج۱،ص:۲۵-۱۲۶)

الجواب وبالله التوفيق: احناف کے نزدیک منی ناپاک ہے۔ امام شافعیؒ اور بعض ائمہ کے نزدیک منی کا حکم مختلف (الگ) ہے۔ یہ علمی اختلاف ہے، جس کی وجہ سے کسی بھی مجتہد یا عالم کی قدرومنزلت کم نہیں ہونی چاہیے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حنابلہ کے نزدیک منی پاک ہے، ان کے دلائل یہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: ''لقد رأيتني أفركه من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فركاً فيصلى فيه''[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھیں۔

کپڑے پر اگر نجاست لگی ہو، تو اس کو دھویا جاتا ہے اور اگر نجاست کے علاوہ کوئی دوسری چیز کپڑے پر لگ جائے، تو نظافت کے طور پر اسے کپڑے سے ہٹا دیا جاتا ہے؛ اس سے معلوم ہوا کہ منی پاک ہے، اگر ناپاک ہوتی، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھرچنے پر خاموش نہ رہتے؛ بلکہ دھونے کا حکم فرماتے۔

دوسری دلیل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: ''سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المني يصيب الثوب فقال: إنما هو بمنزلة البصاق أو المخاط إنما كان يكفيك أن تمسحه بخرقة أو إذخر''[2] رسول اللہ علیہ وسلم سے کپڑے پر لگی منی کے بارے میں معلوم کیا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: وہ منہ کے لعاب یا ناک کی ریزش کے درجے میں ہے، یہ کافی ہے کہ اسے کسی کپڑے یا اذخر گھاس سے پونچھ دیں۔

اس حدیث میں منی کو لعاب وغیرہ سے تشبیہ دی گئی ہے اور صرف صاف کر دینے کے بارے میں فرمایا گیا ہے؛ اس لحاظ سے منی پاک ہے اور صاف کرنا صرف نظافت کے طور پر ہے کہ اس کا کپڑے پر لگے رہنا اچھا نہیں لگتا۔

شوافع کی تیسری دلیل: جس طرح انسان مٹی اور پانی سے بنا ہے، اسی طرح منی سے بھی اس کی تخلیق ہوئی ہے؛ تو جس طرح مٹی و پانی پاک ہیں، اسی طرح منی بھی پاک ہے ''ولأنه مبدأ

(۱) أخرجه مسلم، في صحيحه، باب حكم المني ج۱ص:۱۴۰، رقم:۳۵۱

(۲) أخرجه البيهقي، في سننه، باب المني يصيب الثوب، ج۲ص:۵۸۶، رقم:۴۱۷۶

خلق الإنسان فكان طاهراً كالطين“ (۱)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”دليل القائلين بالطهارة رواية الفرك فلو كان نجسا لم يكف فركه كالدم وغيره قالوا ورواية الغسل محمولة على الإستحباب والتنزه و إختيار النظافة والله أعلم. هذا حكم مني الآدمي.“(۲)

احناف و مالکیہ منی کے ناپاک ہونے کے قائل ہیں ان کے بھی مستدلات ہیں:

پہلی دلیل مسلم شریف کی روایت ہے: ”قال إبن بشر: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يغسل المني و أما ابن المبارك و عبد الواحد ففي حديثهما قالت كنت أغسله من ثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم“(۳)

اس روایت میں ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھودیا کرتے تھے، جو کوئی ناپاک چیز کپڑے پر لگ جائے، تو اس کا دھونا ضروری ہے۔

دوسری دلیل: یہ ہے کہ سبیلین سے جو چیز نکلے وہ ناپاک ہوتی ہے: و ينقضه خروج كل خارج نجس منه أي من المتوضي الحي معتادا أو لا، من السبيلين أو لا(۴) اور منی بھی اسی قسم کی چیز ہے؛ لہٰذا دیگر نجاستوں کی طرح اسے بھی ناپاک ہی قرار دیا جائے گا۔

تیسری دلیل: یہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: اگر کپڑے کے کسی حصے پر منی نظر آئے، تو اس حصے کو دھودیا جائے اور اگر نظر نہ آئے، تو پورا کپڑا دھویا جائے۔ نیز تابعین میں سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: منی پیشاب کی طرح ہے۔

”واستدلوا بآثار عن بعض الصحابة رضي الله عنهم، منها ما روي عن أبي هريرة رضى الله عنه في المني يصيب الثوب ”إن رأيته فاغسله وإلا فاغسل الثوب كله“ ومن التابعين ما روي عن الحسن: أن المني بمنزلة البول“(۵)

(۱)وزارة الأوقاف الكويت، الموسوعة الفقهيه، طهارة المني و نجاسته، ج۳۹،ص:۱۴۲

(۲)الامام النووي، شرح النووى على المسلم، باب حكم المني، ج۱،ص:۱۴۰

(۳)أخرجه مسلم، في صحيحه، ج۱،ص:۱۴۰

(۴)ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب: في نواقض الوضوء، ج۱،ص:۲۶۱

(۵)وزارة الأوقاف الكويت، الموسوعة الفقهيه، ج۳۹،ص۱۴۱

حضراتِ شوافع کے دلائل کا جواب:

حضرات شوافع کی پہلی دلیل: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایتِ فرک غسل والی روایات سے پہلے کی ہے، اس کے بعد غسل کا حکم آ گیا، یا پھر یہ کہا جائے کہ اگر منی گاڑھی اور خشک ہو اور رگڑنے و پونچھنے سے نجاست کا اثر زائل ہو جائے، تو واقعۃً کپڑا پاک ہو جائے گا اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے قائل ہیں ''**قال التمرتاشي: والصحيح أنه يطهر بالفرك لأنه من أجزاء المني وقال الفضلي مني المرأة لا يطهر بالفرك لأنه رقيق**''۔[۱]

دوسری دلیل: ابن عباس رضی اللہ عنہما والی روایت ہے، جس میں منی کو بصاق ومخاط کے مانند قرار دیا گیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہے یا موقوف ہے۔ یہ مختلف فیہ ہے، اس لیے اس سے استدلال قوی نہیں ہے؛ لیکن لائق استدلال تسلیم کرنے کے بعد بھی ضابطہ یہ ہے: محرم ومبیح جمع ہوں؛ تو محرم کو ترجیح دی جاتی ہے؛ اس لحاظ سے بھی غسل والی روایت اس روایت پر راجح ہے۔ نیز یہ کہ بصاق ومخاط کے ساتھ تشبیہ ضروری نہیں کہ پاک ہونے میں ہی ہو۔ یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ لزوجت ولیس پن، کپڑے کے اندر ذرات باقی نہ رہنے میں اور فرک سے پاک کیے جانے میں منی مخاط کے مانند ہے، ''**لأن قوله كالمخاط لا يقتضي أن يكون طاهراً لجواز أن يكون التشبيه في اللزوجة وقلة التداخل وطهارته بالفرك**''۔[۲]

شوافع کی تیسری دلیل: یہ ہے کہ منی سے انسانی تخلیق ہوتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کی تخلیق ہونے سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ چیز پاک بھی ہو اور اس کا ناپاک ہونا تکریم انسانی کے خلاف ہو؛ چنانچہ قرآن کریم میں وضاحت ہے کہ انسان کی تخلیق میں متعدد مراحل آتے ہیں: کبھی وہ مضغہ اور کبھی علقہ ہوتا ہے اور علقہ خود ناپاک ہے۔ نیز منی خون سے بنتی ہے اور خون ناپاک ہے لہٰذا منی کا ناپاک ہونا تکریم انسانی کے منافی نہیں ہے، ''**لأنه مبدأ خلق الإنسان وهو مكرم فلايكون أصله نجساً وهذا ممنوع فإن تكريمه يحصل بعد تطويره الأطوار المعلومة**

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۲۰۰

(۲) ایضاً، ص:۱۹۹

من المائية والمضغة والعلقية ألا يرى أن العلقة نجسة وأن نفس المني أصله دم فيصدق أن أصل الإنسان دم وهو نجس والحديث بعد تسليم حجيته رفعه معارض بماقد منا ويترجح ذلك بأن المحرم مقدم على المبيح''۔[۱]

حاصل بحث یہ ہے کہ شوافع کے نزدیک منی پاک ہے اوران کے اپنے دلائل ہیں۔احناف کے نزدیک منی ناپاک ہے اوران کے دلائل اقویٰ ہیں احناف نے تمام روایات پرعمل کی صورت اورتطبیق کی راہ اختیار کی ہے، غسل والی روایات کوعموم احوال پرمحمول کیا ہے اورفرک والی روایت کواس صورت پر محمول کیا ہے، جب منی خشک ہواورکھرچنے سے اس کے ذرات کپڑے سے نکل جاتے ہوں۔

مزیددلائل کے لیے کتب فقہ واحادیث کاتفصیلی مطالعہ مفید ہوگا۔

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمداحسان غفرلہ ۱۴/۱/ ۱۴۱۹ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گھروں میں گوبر لیپنا:

(۲۱)**سوال**: عام طور پر دیہاتوں میں مکان کا فرش کچا ہوتا ہے، اس کو پکا کرنے کے لے مٹی میں گوبر ملاکر لیپتے ہیں، تاکہ وہ پھٹنے سے محفوظ ہوجائے؛ یہ کیسا ہے؟

المستفتی: محمد شمشاد، ضلع ہری دوار

الجواب وبالله التوفيق: اس مجبوری کی صورت میں گوبر ملایا جاسکتا ہے: إذا نزح الماء النجس من البئر يكره أن يبل به الطين و يطين به المسجد أو أرضه... لنجاسة... بخلاف السرقين؛ إذا جعله في الطين لأن فيه ضرورة إلى إسقاط اعتباره إذ ذلك النوع لا يتهيأ إلا بذلك.[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمداحسان غفرلہ ۲۲/۱/ ۱۴۱۹ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱،ص:۲۰۰

(۲)ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، باب الأنجاس و تطهيرها،ج۱،ص:۲۰۲

کتے بلی کے جھوٹے کیے ہوئے گھی کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۲۲) **سوال**: کتے یا بلی نے گھی میں منھ ڈال دیا، تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا، کیا دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟

المستفتی: شبیر احمد، قلعہ، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: اگر کتے نے گھی میں منہ ڈال دیا، تو اس کے پاک ہونے کی صورت یہ ہے کہ جہاں تک کتے کا لعاب پہونچنے کا غالب گمان ہو، تو وہاں تک اس گھی کو نکال دیں؛ اس طرح باقی ماندہ گھی پاک ہوجائے گا۔

اور اگر گھی پگھلا ہوا تھا، تو اس گھی کے برابر اس میں پانی ڈال دیا جائے اور پانی ملا کر خوب حرکت دی جائے کہ پانی گھی میں خوب مل جائے، پھر اس کو چھوڑ دیا جائے؛ جب گھی اوپر اور پانی نیچے ہوجائے؛ تو اوپر سے گھی اتار لیا جائے اس طرح تین بار کرنے سے گھی پاک ہوجائے گا۔

بلی کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے، اگر مجبوری ہو تو استعمال کیا جا سکتا ہے اور اگر اس بات کا یقین ہے کہ بلی نے چوہا کھایا ہے یا اس کے منھ میں نجاست لگی ہے، پھر منھ ڈالا ہے، تو اسے بھی مذکورہ طریقہ پر ہی پاک کیا جائے گا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عمران دیوبندی غفرلہ ۵/۱۹: ۱۴۱۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سیّد احمد علی سعید
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چمگادڑ کی بیٹ کا حکم:

(۲۳) **سوال**: چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے یا ناپاک ہے؟

المستفتی: غلام رسول خان

---

(۱) الدهن النجس يغسل ثلاثا، بأن يلقى في الخابية ثم يصب فيه مثله ماء، و يحرك ثم يترك حتى يعلو الدهن، فيؤخذ أو يثقب أسفل الخابية حتى يخرج الماء، هكذا ثلاثا فيطهر كذا في الزاهدی (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول في تطهير الأنجاس، ج۱، ص:۹۷)؛ والدهن يصب عليه الماء فيغلى فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل، ج۱، ص۵۴۳)

الجواب وباللہ التوفیق: چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے۔ کپڑے یا بدن پر لگی ہو، تو نماز درست ہے۔ شامی وغیرہ میں اس کی وضاحت ہے؛ لیکن نظافت کے طور پر دھولینا چاہیے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۷: ۱۴۱۸ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کے ہاتھ کے پانی وغیرہ کا حکم:

(۲۴) **سوال**: کولھو میں اکثر و بیشتر غیر مسلم کام کرتے ہیں، یعنی رس نکالنا، اس میں ہاتھ ڈالنا اور رس اپنے برتن میں لے کر فروخت بھی کرتے ہیں، مسلمانوں کو اس رس کا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے ہی ان کے ہاتھوں کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: مولوی محمد اشرف، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک اس بات کا یقین نہ ہو کہ غیر مسلم کے ہاتھ نجس ہیں، تو رس و پانی کے ناپاک ہونے کا حکم نہ ہوگا، پس غیر مسلم سے رس خریدنا، اس کا استعمال کرنا اور ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کولھو کا سامان خریدنا (گڑ و شکر وغیرہ) جائز اور پاک ہے، ان کے ہاتھ سے لیا گیا پانی پاک ہے، اس سے وضوء درست ہے اور نماز کی ادائے گی اس سے صحیح ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم

خورشید عالم — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۴/۱/۱۴۱۸ھ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) بول الخفافيش و خرئها ليس بنجس لتعذر صيانة الثوب والأواني عنها؛ لأنها تبول من الهواء وهي فارة طيارة فلهذا تبول. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله ﷺ، ج۱، ص:۵۲۳)؛ و بول الخفاش و خرؤه لا يفسد لتعذر الإحتراز عنه. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۲۰۸)

(۲) و في الهندية: قال محمد: و يكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل، و مع هذا لو أكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز... هذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ج۵، ص:۳۴۷)

......بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

افیون، بھنگ، چرس، تمباکو پاک ہیں یا ناپاک؟

(۲۵) **سوال**: افیون، بھنگ، چرس اور تمباکو، پاک ہیں یا ناپاک؟ یہ چیزیں اگر پانی میں مل جائیں، تو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اکبر، محلّہ انبر تالاب، روڑکی

الجواب وباللہ التوفیق: افیون اور بھنگ وغیرہ نجس اور ناپاک نہیں ہیں، یہ چیزیں نشہ کی وجہ سے حرام ہیں (۱)؛ مگر ناپاک نہیں ہیں (۲) اس لیے اگر ان چیزوں کا اثر پانی میں آجائے، تو پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (۳)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... فسؤر آدمي مطلقا ولو جنبا أو كافرا أو إمرأة لأن عليه السلام أنزل بعض المشركين في المسجد على مافي الصحيحين. فالمراد بقوله تعالىٰ: إنما المشركين نجس(التوبه) النجاسة في اعتقادهم (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة،باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱، ص:۳۸۱)، فأما إذا لم يتيقن نجاسته فالأصل طهارته و كذلك مياههم و ثيابهم على الطهارة فقد روي أن النبي ﷺ توضأ من مزادة مشركة و توضأ عمر من ماء في جرة،باب ما يجوز الصيد به (الإمام البغوي، شرح السنة ، ج۱۱،ص:۲۰۰)

(۱)و حرمها محمد أي الأشربة المتخذة من العسل والتين و نحوهما. قاله المصنف مطلقا قليلها و كثيرها وبه يفتى.قوله: و به يفتى أي بقول محمد، وهو قول الأئمة الثلاثة لقوله عليه الصلاة والسلام ”كل مسكر خمر، و كل مسكر حرام“ رواه مسلم، (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الأشربة،ج۱۰،ص:۳٦)

(۲) کیوں کہ افیون، چرس وغیرہ پتوں سے بنائی جاتی ہیں، اپنی ذات میں یہ چیزیں نجس وناپاک نہیں ہیں، البتہ ہر پاک چیز کا حلال ہونا ضروری نہیں، حرام چیز بھی پاک ہوسکتی ہے جیسا کہ مٹی۔ مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں: ”افیون، چرس، بھنگ، کوکین یہ تمام چیزیں پاک ہیں اور ان کا دوا میں خارجی استعمال جائز ہے۔ نشہ کی غرض سے ان کو استعمال کرنا ناجائز ہے۔ (کفایت المفتی ،مايتعلق بالبيع الصحيح، ج۱۱،ص:۴۹)

(۳)ولا يضر تغيّر أوصافه كلها بجامد كزعفران و فاكهة و ورق شجرة. (الشرنبلالي، نورالإيضاح،كتاب الطهارة،ص۲۴)

ناپاک کپڑا دھوتے وقت چھینٹوں کا لگ جانا:

(۲۶) **سوال**: ناپاک کپڑا دھوتے وقت کچھ چھینٹیں بدن پر آجاتی ہیں، یا کپڑوں پر لگ جاتی ہیں، تواس سے بدن و کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے یانہیں؟

المستفتی: جمال الدین، موضع مانکی، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: ناپاک کپڑے کی چھینٹ بھی ناپاک ہے، جس جگہ کپڑے یا بدن وغیرہ پر پڑے گی، اس کو ناپاک کردے گی۔ لہٰذا اگر قدرِ عفو سے زائد ہوتو کپڑے اور بدن کو دھونا ضروری ہوگا۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۵/۳: ۱۴۱۸ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

گندے تالابوں کے پانی سے کپڑے دھونا:

(۲۷) **سوال**: دھوبی جن تالابوں پر کپڑے دھوتے ہیں، وہ تالاب اگرچہ بڑے ہوتے ہیں مگر گندے ہوتے ہیں، ایسے تالاب سے دھلے ہوئے کپڑے کا کیا حکم ہے، آیا وہ پاک ہے، یا ناپاک؟

المستفتی: قاری شمشاد احمد، ہریانہ

الجواب وبالله التوفيق: عموماً وہ تالاب جہاں دھوبی کپڑے دھوتے ہیں، وہ بڑے تالاب (دہ دردہ) ہوتے ہیں جن کا پانی پاک ہوتا ہے، اس کا دھلا ہوا کپڑا بھی پاک ہوتا ہے ہاں اگر ان کے پانی کا رنگ، مزا، بو تبدیل ہیں تو ان سے پاکی حاصل نہیں ہوگی۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) غُسالة النجاسة في المرات الثلاثة مغلظة في الأصح (طحطاوي، باب الأنجاس والطهارة عنها، ص:۱۵۵) الشي في ماء الحمام لا ينجس مالم يعلم أنه غسالة متنجس (ابن الهمام، فتح القدير، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱/ص:۲۱۱)

(۲) والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ہاتھی کی سونڈ سے نکلا ہوا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

(۲۸) **سوال**: ہاتھی نے اپنی سونڈ میں پانی بھرا، اور پھر کسی شخص کے اوپر ڈال دیا، اس کے کپڑے تر ہو گئے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: حافظ رمضان، فلادوہ، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ پانی ناپاک ہے، اس کے کپڑے ناپاک ہو گئے ان کو نکالنا اور دھونا ضروری ہے۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

غیر مسلم کا جھوٹا برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

(۲۹) **سوال**: ایک غیر مسلم کے برتن کو دھو کر اس میں مسلمان نے پانی پیا، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک، اس کا پینا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد شاہد، مغربی بنگال

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر...... و بعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة للأمر على الناس، و عليه الفتویٰ. (المرغینانی، الهدايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج ۱،ص:۳۷)، وفي النصاب: والفتوى في الماء الجاري: أنه لا يتنجس مالم يتغير طعمه أو لونه أو ريحه من النجاسة، كذا في "المضمرات". (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ج۱،ص:۶۸)

(۱) لعاب الفيل نجس كلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه، نجسه. (فتاویٰ قاضی خان مع الهندية كتاب الطهارة، فصل في النجاسة التي تصيب الثوب أو البدن أو الأرض (الجزء السابع، الجزء الأول لقاضی خان، ص:۱۴)؛ و سؤر الكلب والخنزير و سباع البهائم نجس، كذا في الكنز. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الفصل الثاني، فيما لا يجوز به التوضؤ، ج۱،ص:۷۶)، و سؤر خنزير و كلب و سباع بهائم...... نجس، قوله: (و سباع بهائم) هي ماكان يصطاد بنابه كالأسد والذئب والفهد والنمر والثعلب والفيل والضبع و أشباه ذلك (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في السؤر، ج۱،ص:۳۸۲)؛ و سؤر الفيل والخنزير والكلب والأسد والذئب والنمر نجس. (سراج الدين محمد، فتاویٰ سراجيه، كتاب الطهارة، باب الآسار، ج۱،ص:۵۰)

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ برتن کا پانی پاک ہے اس کو ناپاک نہیں سمجھنا چاہیے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۶/۴: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کیا بڑا تالاب نجاست گرنے سے ناپاک ہوگیا؟

(۳۰)**سوال**: یہاں ایک بہت بڑا تالاب کئی میلوں میں پھیلا ہوا ہے، تقریباً پورے شہر سے سال سال بھر کا گندہ پانی اور بارش کا پانی اسی میں جمع ہوتا ہے اور اس تالاب میں جو آسمان سے بارش کا پانی براہ راست اس میں گرتا ہے، وہ بھی اس میں جمع ہوتا ہے، تو اس تالاب کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور دھوبی جو کپڑے اسی میں دھوتے ہیں وہ کپڑے پاک سمجھے جائیں گے یا نہیں؟

المستفتی: محمد امیر الدین: نئی مسجد: ترکمانپور، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: ایسا بڑا تالاب جو کئی میل میں پھیلا ہوا ہے، اس کا پانی پاک ہے، اس میں دھویا ہوا کپڑا پاک ہے، ناپاک نہیں ہے۔[۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
محمد عمران دیوبندی
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان قاسمی، ندوی ۱۱/۱۰: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) فسؤر الآدمي مطلقاً ولو جنباً أو كافراً أو امرأة. قوله: أو كافراً؛ لأنه عليه الصلاة والسلام أنزل بعض المشركين في المسجد على ما في الصحيحين، فالمراد بقوله تعالىٰ ''إنما المشركون نجس'' النجاسة في اعتقادهم. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، مطلب في أحكام السؤر، ج۱، ص:۳۸۱)؛ وسؤر الآدمي طاهر، و يدخل في هذا، الجنب والحائض والنفساء والكافر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ كتاب الطهارة، فصل فيما لا يجوز به التوضؤ ،ج۱،ص:۷۶)؛ و سؤر الحائض والنفساء والجنب والكافر طاهر. (سراج الدين محمد، الفتاوىٰ السراجية، باب الآسار، ج۱،ص:۴۹)

(۲) والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به التوضؤ ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶)، إذا ألقي في الماء الجاري شيء نجس كالجيفة ...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

بدن پر پیشاب کی چھینٹ لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۳۱)**سوال**: بدن پر پیشاب کی چھینٹ آنے سے غسل واجب ہے، یا فرض، یا سنت ہے؟

المستفتی: نصیر احمد، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: ایسی صورت میں نہ غسل فرض ہے، نہ واجب ہے، جس حصے پر چھینٹ پڑی ہے، اس کو دھولیا جائے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۵/۲۵: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

خنزیر کا گزرنا:

(۳۲)**سوال**: خنزیر پر کوئی ظاہری نجاست نہیں ہے، اگر وہ کسی جگہ سے گزرا، تو وہ جگہ پاک ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم ملک

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگی تو وہ جگہ پاک ہے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱/۱۶: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ......والخمر، لا يتنجس مالم يتغير لونه أو طعمه أو ريحه. (جماعة من علماء الهند، الفتاوی الهنديه، كتاب الطهارة، الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ج۱،ص:۶۸)،الحوض إذا كان عشراً في عشر، جاز التوضئ منه والاغتسال فيه. (سراج الدين محمد، فتاویٰ سراجيه، باب ما يجوز به الوضوء والغسل، ج۱،ص:۴۱)

(۱)(وعفي) و دم السمك و لعاب البغل والحمار و بول انتضح كرؤوس الإبر... و قيد برؤوس الإبر لأنه لو كان مثل رؤوس المسلة منع.(ابن نجيم، البحر الرائق، باب الأنجاس، ج۱،ص:۴۰۸)،أي ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسةالمخرج لأن للبدن حرارة جاذبة. (ابن نجيم، البحر الرائق، ج۱،ص:۴۱۹)؛و بول انتضح مثل رؤس الإبر عفو، (ابراهيم بن محمد، ملتقى الأبحر، كتاب الطهارة، باب الأنجاس،ج۱،ص:۹۴)

(۲)كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

خشک خنزیر کا کپڑے سے مس ہونا:

(۳۳) **سوال:** خنزیر کے خشک بال کسی کے کپڑے سے لگ گئے، تو وہ کپڑا یا جسم پاک رہا یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم ملک، مظفرنگر

الجواب وباللہ التوفیق: خنزیر کے بال ناپاک ہیں، جب کسی آدمی کے بدن یا کپڑے سے لگے۔ اگر خشک تھے، تو انسان کا بدن یا کپڑا ناپاک نہیں ہوا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۶/۱: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دھونے کے بعد کپڑے پر منی کے نشانات باقی رہیں تو کیا کپڑا ناپاک ہے؟

(۳۴) **سوال:** اگر کپڑے پر منی کے قطرے گر جائیں اور کپڑا دھو دیا جائے، مگر نشانات اب بھی باقی رہیں، تو کیا نماز اس میں درست ہے اور وہ کپڑا پاک ہے؟

المستفتی: محمد عرفان، بڑضیاء الحق، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: جب کپڑے کو دھو کر پاک کرلیا جائے، مگر اس کا دھبہ نہ

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لو عصر...... إلا أن يظهر أثرها فيه. (الشرنبلالي، نورالإيضاح، باب الأنجاس، ص:۵۳)؛ ولو مس كلباً أو خنزيراً أو وطئ نجاسة لا وضوء عليه لإنعدام الحدث حقيقة و حكما إلاّ أنه إذا التزق بيده شيء من النجاسة يجب غسل ذلك الموضع و إلا فلا. (الكاساني،بدائع الصنائع ،باب نواقض الوضوء، ج۱،ص:۱۴۰/۳۹)

(۱)كما لا ينجس ثوب جاف طاهر لف في ثوب نجس رطب لا ينعصر الرطب لو عصر...... إلا أن يظهر أثرها فيه. (الشرنبلالى، نورالإيضاح، باب الأنجاس، ص:۵۳)؛ولو مس كلباً أو خنزيراً أو وطئ نجاسة لا وضوء عليه لإنعد ام الحدث حقيقة و حكما إلا أنه إذا التزق بيده شيء من النجاسة يجب غسل ذلك الموضع و إلا فلا. (الكاساني، بدائع الصنائع ، باب نواقض الوضوء، ج۱،ص:۱۴۰/۳۹)

جائے، تب بھی کپڑا پاک ہے اور اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

شرابی کے منھ کا قلم دوسرے نے اپنے منھ میں رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟

(۳۵) **سوال**: ایک شخص شرابی ہے، کبھی کبھی شراب پیتا ہے، اس نے منھ میں قلم دبایا، پھر نکال کر رکھ دیا، پھر اسی کو اٹھا کر ایک مسلمان نے بھی منہ میں دبالیا، تو کیا اس کا منہ پاک رہا یا ناپاک ہو گیا؟

المستفتی: قاری ظہیر احمد قاسمی، ضلع ہریدوار

الجواب وباللہ التوفیق: شراب پینے کے کچھ دیر بعد جب کہ منھ میں شراب کے قطرے باقی نہیں تھے شرابی مذکور نے قلم منہ میں دبایا پھر نکالا پھر اس کو دوسرے شخص نے منہ میں دبایا تو اس میں کچھ حرج نہیں، اس کا منہ پاک ہے ناپاک نہیں ہوا، البتہ جان بوجھ کر ایسا نہ کرے کہ اس میں کراہیت طبعی بھی ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۲۲/۳: ۱۴۱۸ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و يطهر مني أي محله يابس بفرك ولا يضر بقاء أثره أي كبقاء ه بعد الغسل (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۱۴)؛ وفما كان منها مرئيا فطهارته زوال عينها؛ لأن النجاسة حلت المحل بإعتبار العين فتزول بزوالها إلا أن يبقى من أثرها ما تشق إزالته لأن الحرج مدفوع. (ابن الهمام، فتح القدير، باب الأنجاس، ج۱،ص:۲۱۰)

و بقاء أثر المني بعد الفرك لا يضر كبقائه بعد الغسل. هكذا في "الزاهدي" (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، الباب السابع في النجاسةو أحكامها، الفصل الأول، منها الفرك في المني، ج۱،ص:۹۸)

(۲) و شارب خمر فور شربها أي بخلاف ما إذا مكث ساعة ابتلع ريقه ثلاث مرات بعد لحس شفتيه بلسانه و ريقه ثم شرب فإنه لا ينجس ولا بد أن يكون المراد إذا لم يكن في بزاقه أثر الخمر من طعم أو ريح. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱،ص:۳۸۲)؛ و إلا إذا مكثت ساعة لغسل فمها بلعابها لأنهما يجوزان إزالة النجاسة بالمائعات الطاهرة. (ابن الهمام، فتح القدير، فصل في الآسار وغيرها، ج۱،ص:۱۱۶)

دودھ میں چوہا گر کر زندہ نکل جائے:

(۳۶) **سوال**: ایک دودھ سے بھری بالٹی میں چوہا گرا اور زندہ ہی باہر نکل گیا، تو کیا وہ دودھ پاک ہے؟

المستفتی: محمد رمضان، میرٹھ

الجواب وباللہ التوفیق: اگر فوراً زندہ نکال دیا گیا تو ناپاک نہیں ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۴۰۷ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

دھوبی سے کپڑے دھلوانا:

(۳۷) **سوال**: مجھے یہ بتائیں کہ دھوبی سے کپڑا دھلوانا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، جامعہ ہٰذا

الجواب وباللہ التوفیق: دھوبی سے کپڑا دھلوانے میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ ناپاک پانی سے نہ دھوئے اور پاک کرنے کا پورا خیال رکھے۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۸/۲/۱۴۳۶ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

محمد احسان غفرلہ، محمد عمران گنگوہی

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و (سؤر) سواکن بیوت طاهر للضرورة مكروه تنزيها في الأصح إن وجد غيرهُ و إلا لم يكره أصلا أي مما لهُ دم سائل كالفارة والحية والوزغة (ابن عابدين، رد المحتار، باب المياه، مطلب في السؤر، ج۱، ص:۳۸۴)، و كذا سؤر سواكن البيوت كالفأرة والحية والوزغة والعقرب و نحوها (الكاساني، بدائع الصنائع، فصل في الطهارة الحقيقة، أحكام السور، ج۱،ص:۲۰۴)

(۲) و إن كانت شيئا لا يزول أثره إلا بمشقة بأن يحتاج في إزالته إلى شيء آخر سوى الماء كالصابون لا يكلف بإزالته. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱، ص:۹۶)؛ وأما لو غسل في غدير أو صب عليه ماء كثيرا، أو جرى عليه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر و تجفيف و تكرار غمس هو المختار. (ابن عابدين، ردالمحتار مع الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱،ص:۵۴۲-۵۴۳)

بستر کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۳۸) سوال: اگر ناپاکی کاٹن کے بستر کے اندر چلی جائے اور ناپاکی تھوڑی ہی ہو جس کا اثر بستر کے اوپر ہاتھ رکھنے سے ہلکا سا ٹھنڈا محسوس ہوتا ہے اس حصے کو کاٹن کا ہونے کی وجہ سے الگ کر کے دھو نہیں سکتے اور ناپاکی اب خشک ہو چکی ہے اور اسکا اثر اب معلوم نہیں ہوتا ہے، بتائیں کہ اب کیا کریں؟

المستفتی: عبداللہ، ممبئی

الجواب وباللہ التوفیق: بستر میں جو ناپاکی جذب ہوگئی ہے، اس کو پاک کرنے کے لیے دھونا ہی لازم ہے۔ خشک ہونے سے پاکی حاصل نہیں ہوگی، اگر دھونے سے پہلے اس پر نماز پڑھنی پڑے تو اس پر نماز پڑھنے کے لیے کوئی موٹا کپڑا بچھالیا جائے۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۴/۱۱/ ۱۴۴۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۳۹) سوال: ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: عبداللہ، ممبئی

---

(۱) ومالا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات، والتجفيف في كل مرة، لأن للتجفيف أثرا في استخراج النجاسة. و حدُّ التجفيف: أن يخليه حتى ينقطع التقاطر، ولا يشترط فيه اليبس، هكذا في "التبيين" هذا إذا تشربت النجاسة كثيراً، و إن لم تشرب فيه، أو تشربت قليلا، يطهر بالغسل ثلاثاً، هكذا في "محيط السرخسي". (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱،ص:۹۶)؛و قال ابن نجيم في البحر : و في النجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها، و في غير المرئية غسل محلها ثلاثا والعصر في كل مرة إن كان مما ينعصر والتجفيف في كل مالا ينعصر الخ.(زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۱،ص۱۰)؛و عند أبي يوسف: ينقع في الماء ثلاث مراتٍ و يجفف في كل مرة إلا أن معظم النجاسة قد زال فجعل القليل عفواً في حق جواز الصلاة للضرورة. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، كتاب الطهارة، فصل : و أما بيان ما يقع به التطهير ، ج۱،ص:۲۴۲)

الجواب وباللہ التوفیق: سب سے پہلے نجاست کو دور کیجیے۔ پھر کپڑے کو تین بار دھویئے اور ہر بار اچھی طرح نچوڑ یئے۔ اس طرح تین بار دھونے اور ہر بار نچوڑنے سے آپ کا کپڑا پاک ہوجائے گا۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد عمران گنگوہی، محمد عارف قاسمی — **کتبہ:** محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ ۲۰/۴/۱۴۳۶ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

صوفہ پاک کرنے کا طریقہ:

(۴۰) **سوال:** اگر صوفے پر منی لگ جائے اور اس میں جذب ہوجائے، تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ نیز اگر خشک ہوجائے، تو پھر کیسے پاک کریں گے، کیا تر کپڑا پھیر دینا کافی ہوجائے گا؟

المستفتی: رضوان اللہ رائے ونڈ

الجواب وباللہ التوفیق: صوفہ پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ اس کو پانی سے دھویا جائے اور ہر مرتبہ کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے اور اگر تر کپڑا نجاست لگی جگہ پر پھیر دیا جائے تو بھی صوفہ پاک ہوجاتا ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، امانت علی قاسمی — **کتبہ:** محمد عارف قاسمی

محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ، محمد عمران گنگوہی — مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — ۱۴/۱۰/۱۴۴۱ھ

(۱) النجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها و في غير المرئية غسل محلها ثلاثا، والعصر في كل مرة إن كان مما ينعصر، والتجفيف في كل مالا ينعصر الخ. (زين الدين ابن نجيم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ج۱، ص:۱۰)؛ و عند أبي يوسف: ينقع في الماء ثلاث مراتٍ و يجفف في كل مرة إلا أن معظم النجاسة قد زال فجعل القليل عفواً في حق جواز الصلاة للضرورة. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما يقع به التطهير، ج۱، ص:۲۴۲)

(۲) و عند أبي يوسف ينقع في الماء ثلاث مرات و يجفف في كل مرة إلا أن معظم ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

مذی ومنی میں فرق:

(۴۱)**سوال**: (۱) دن کے اوقات میں اگر شہوانی خیالات کی وجہ سے شرمگاہ سے کچھ چپچپاہٹ سی محسوس ہو، جبکہ کوئی شہوت یا جنسی لذت بالکل نہ پائی جائے، لیکن شرمگاہ سے نکلنے والے پانی میں چپچپاہٹ ہوتو کیا غسل واجب ہوگا؟

(۲) عورتوں کی مذی ومنی میں فرق کیسے کیا جائے گا۔ اور کیسے معلوم ہوگا کہ اب غسل باقی نہیں رہا؟

المستفتی: ساجد، الہ آباد

الجواب وبالله التوفيق: (۱) یہ جو بھی ہے بغیر شہوت کے ہے، ایسی صورت میں وضو کرے، غسل کی ضرورت نہیں ہے، ''**وليس في المذي والودي غسل وفيهما الوضوء**''(۱)

(۲) شہوت کے ساتھ آہستہ آہستہ جو پانی نکلتا ہے، جس میں چپچپاہٹ ہوتی ہے، اس کو مذی کہتے ہیں، مذی نکلتی ہے، تو شہوت اور بڑھتی ہے۔ اور شہوت کے ساتھ ایک ہیجانی کیفیت کے بعد جو پانی نکلتا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پانی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوا ہے اور اس کے بعد شہوت کم

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......النجاسة قد زال فجعل القليل عفوا في حق جواز الصلوة للضرورة الخ. (علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطهارة، فصل :و أما بيان ما يقع به التطهير، ج۱، ص:۲۴۲)؛ والنجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها، و في غير المرئية غسل محلها ثلاثاً، والعصر في كل مرة: إن كان مما ينعصر، والتجفيف في كل مالا ينعصر الخ. قدر (بتثليث جفاف) أي: انقطاع تقاطر (في غيره) أي: غير منعصر مما يتشرب النجاسة وإلا فبقلعها.''في حاشية الواني على الدرر .(قوله: أي: غير منعصر) أي: بأن تعذر عصره كالخزف أو تعسر كالبساط'' (ابن نجيم، البحر الرائق، شرح كنز الدقائق، ج۱،ص:۱۰)

(۱) ابن عابدين، رد المختار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم، ج۱،ص:۵۴۱)

(۲)ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارات، فصل في الغسل، ج۱،ص:۱۷

ہو جاتی ہے، اس کو منی کہتے ہیں۔ اس تعریف سے فرق بھی واضح ہو گیا۔ (۱)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، امانت علی قاسمی **کتبہ:** محمد اسعد غفرلہ ۹/۲۹/ ۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

جنبی عامل کا آیات قرآنی پڑھ کر دم کرنا:

(۴۲) **سوال:** جنبی عامل مجبوری کی وجہ سے اسی حالت میں قرآن پاک کی آیات پڑھ کر کسی کو دم کر سکتا ہے یا نہیں تا کہ مسحور کی حفاظت ہو جائے اور جو پریشانی ہے وہ دور ہو جائے؟

المستفتی: محمد فیض مظاہری

الجواب وباللہ التوفیق: قرآن کریم کی آیات کو قرآن کی حیثیت سے پڑھنا جنبی کے لیے حرام ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۳/۱۴: ۱۴۲۲ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) قال: وليس في المذي والودي غسل و فيهما الوضوء لقوله عليه السلام: "كل فحل يمذي و فيه الوضوء" والودي الغليظ من البول يتعقب الدقيق منه خروجا، فيكن معتبراً به، والمني حاثر أبيض ينكسر منه الذكر، والمذي رقيق يضرب إلى البياض يخرج عند ملاعبة الرجل أهله والتفسير مأثور عن عائشة رضى الله عنها. (المرغيناني، الهداية، كتاب الطهارة، قبيل "باب الماء الذي يجوز به الوضو الخ، ج۱، ص:۳۳)؛ وهو (أي المذي) ماء أبيض رقيق يخرج عند شهوة لا بشهوة ولا دفق، ولا يعقبه فتور، و ربما لا يحس بخروجه، وهو أغلب في النساء من الرجال – وهو (الودي) ماء أبيض كدر ثخين يشبه المني في الثخانه و يخالفه في الكدورة ولا رائحه له و يخرج عقيب البول إذا كانت الطبيعة مستمسكة، و عند حمل شيء ثقيل، و يخرج قطرة أو قطرتين و نحوهما. و أجمع العلماء على أنه لا يجب الغسل بخروج المذي والودي. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۱۱۵)

(۲) عن ابن عمر عن النبي ﷺ قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن الخ. (أخرجه محمد بن عيسىٰ الترمذي، في سننه، باب ما جاء في الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن، ...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

مٹی کے برتن میں پیشاب لگ گیا تو پاک کیسے کریں؟

(۴۳) **سوال**: مٹی کے برتن میں پیشاب کرنے اور کتے کے پانی پینے سے کیا حکم ہوگا؟

المستفتی: عبدالرحمان، ترکمان گیٹ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں صورتوں میں مٹی کا برتن ناپاک ہوجاتا ہے، برتن کو خوب ملکر تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۴/ ۱۴۲۰ھ

نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

قالین اور کارپیٹ پر بچہ پیشاب کردے تو پاک کیسے کیا جائے؟

(۴۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

گھروں میں جو قالین ہوتی ہے بسا اوقات پورے کمرے کو محیط ہوتی ہے اور بعض جگہوں پر میٹ ہوتا ہے جو زمین سے چپکا ہوتا ہے، اگر اس طرح کے قالین اور میٹ پر بچہ پیشاب کردے، تو

پچھلے صفحہ کا بقیہ...... (ج۱ص:۳۴، رقم:۱۳۱)؛ وقال صاحب المرقاة: اتفقوا على أن الجنب لا يجوز له قراءة القرآن. (على بن محمد، مرقاة المفاتيح، باب مخالطة الجنب و يباح له، ج۱ص۱۴۸)؛ ويحرم به تلاوة قرآن ولو دون آية على المختار بقصده و مسه، (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، يطلق الدماء على ما يشمل الثناء، ج۱،ص:۳۱۳)؛ ولا تقرأ الحائض والنفساء والجنب شيئا من القرآن، والآية وما دونها سواء في التحريم على الأصح، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء،الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة: ومنها حرمة قراءة القرآن، ج۱،ص:۹۲)

(۱) و يطهر محل غيرها أي غير مرئية بغلبة ظن غاسل لو مكلفا و إلا فمستعمل طهارة محلها بلا عذر به يفتى. و قدر ذلك لموسوس بغسل و عصر ثلاثا أو سبعا فيما ينعصر مبالغا بحيث لا يقطر. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۳۱۳)؛ و إزالتها إن كانت مرئية بإزلة عينها... و إن كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات، كذا في المحيط، (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع؛ في النجاسة و أحكامها و منها: الغسل،ج۱ص:۹۶)؛ و يطهر متنجس بنجاسة مرئية بزوال عينها ولو بمرة على الصحيح ولا يضر بقاء أثر شق زواله و غير المرئية بغسلها ثلاثاً والعصر كل مرة فيما ينعصر. (الشرنبلالي، مراقی الفلاح،كتاب الطهارة، باب الأنجاس والطهارة عنها، ص:۶۴)

اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

المستفتی: محمد ساجد دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: قالین وغیرہ پر اگر ناپاکی لگ جائے اور اس کو باہر نکال کر دھونا ممکن ہو، یا اس کو گھر سے نکالنا ممکن ہو، تو اس پر پانی ڈال کر دیوار وغیرہ پر ڈال دیا جائے اور جب پانی کا قطرہ گرنا بند ہوجائے، تو اس پر دوبارہ پانی ڈالا جائے اس طرح تین مرتبہ کرنے سے قالین پاک ہوجائے گی، اور اگر اس کو گھر سے نکالنا ممکن نہ ہو؛ لیکن اس کو زمین سے اوپر کرنا ممکن ہو اس طور پر کہ نجاست کی جگہ کے نیچے کوئی چیز ڈال دی جائے تاکہ پانی اس کے نیچے گر جائے اس طرح تین مرتبہ کرنے سے قالین پاک ہوجائے گی، اور اگر اس کو زمین سے اوپر کرنا بھی ممکن نہ ہو، تو نجاست کی جگہ پانی ڈال دیا جائے اور کسی جذب کرنے والی چیز کے ذریعہ اس کو جذب کرلیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائے گا[۱]، **''وما لا ينعصر يطهر بالغسل ثلاث مرات، والتجفيف في كل مرة؛ لأن للتجفيف أثرا في استخراج النجاسة، وحد التجفيف أن يخليه حتى ينقطع التقاطر ولا يشترط فيه اليبس''**۔[۲]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، محمد اسعد جلال قاسمی غفرلہ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: امانت علی قاسمی ۳/۱۱/۱۴۴۱ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

راستے کی کیچڑ کا حکم:

(۴۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
بارش کے زمانے میں راستے میں جو کیچڑ ہوتی ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ کپڑے میں لگ

---

(۱) وفي النجاسة الحقيقية المرئية إزالة عينها، و في غير المرئية غسل محلها ثلاثاً، والعصر في كل مرة إن كان مما ينعصر، والتجفيف في كل مالا ينعصر. (زين الدين ابن نجم، البحر الرائق، ج۱، ص:۱۰)؛ و عند أبي يوسف: ينقع في الماء ثلاث مرات و يجفف في كل مرة إلا أن معظم النجاسة.، قد زال فجعل القليل عفوا الخ. (علاؤ الدين الكاساني، بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، فصل: و أما بيان ما يقع به التطهير، ج۱، ص:۲۴۲)

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، ج۱، ص:۹۶)

جائے، تو اسی حالت میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: محمد ارشاد، نرمل

الجواب وباللہ التوفیق: بارش کا پانی اگر سڑک پر جمع ہو اور وہ صرف بارش کا ہی پانی ہو، اس میں گٹر کے پانی یا دیگر نجاستوں کی آمیزش نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے، کپڑوں پر لگنے سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور اگر بارش کے پانی میں گٹر کے پانی یا دیگر نجاستوں کی آمیزش ہو جائے اور وہ کسی کے کپڑے یا جسم پر لگ جائے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: اگر اس علاقے میں مسلسل بارش ہوتی ہے اور اس راستہ پر کثرت سے آمد ورفت ہوتی ہے اور اس سے بچنا مشکل ہے، تو اگر بعینہ نجاست نظر نہ آئے تو ضرورت کی وجہ سے یہ پاک سمجھا جائے گا یعنی اس حالت میں نماز ادا ہو جائے گی، اگر چہ اسے بھی دھو لینا چاہیے اور اگر اس طرح کی ضرورت نہیں، تو وہ ناپاک ہے، بہرصورت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ **الحاصل أن الذي ينبغي أنه حيث كان العفو للضرورة، و عدم إمكان الاحتراز أن يقال بالعفو و إن غلبت النجاسة مالم ير عينها لو أصابه بلا قصد و كان ممن يذهب و يجيء، و إلا فلا ضرورة، و قد حكى في القنية أيضا قولين فيما لو ابتلت قدماه مما رش في الأسواق الغالبة النجاسة، ثم نقل أنه لو أصاب ثوبه طين السوق أو السكة ثم وقع الثوب في الماء تنجس.** (۱)

الجواب صحیح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: امانت علی قاسمی
۱۴۴۱/۲/۱۸ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حرام گوشت پکانے کے لیے مسلمان کا کفار کو اپنی دیگیں دینا:

(۴۶) **سوال**: جھٹکا اور خنزیر کھانے والے مشرکوں کو کھانا بنانے کے لیے اپنی دیگیں وغیرہ دیدیں تو جائز ہے کہ نہیں: ؟ ان برتنوں کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی: محمد جاوید ہردوئی

الجواب وباللہ التوفیق: مسلمان اپنے تانبے، پیتل، لوہے کے برتن کفار کو عاریۃً یا کرائے پر دے سکتے ہیں۔ اگر غیر مسلم ان برتنوں میں جھٹکا، میتہ یا خنزیر کا گوشت پکائیں، تو برتن

(۱) ابن عابدين، حاشيه رد المحتار، كتاب الطهارت، باب الأنجاس، ج۱، ص: ۳۲۴

دھونے سے پاک ہوجائیں گے، البتہ مٹی کے برتن نہیں دینے چاہئیں، ان میں یہ چیزیں پکنے کے بعد مسلمان کی طبیعت وقلب مطمئن نہ ہوسکے گا۔ اگر چہ دھونے سے یہ بھی پاک ہوجائیں گے۔

فأما إذا علم فأنه لا يجوز أن يشرب و يأكل منها قبل الغسل. (۱)

و روي عن رسول الله ﷺ أنه سئل عن الشراب في أواني المجوس فقال: "إن لم تجدوا منها بدّا فاغسلوها ثم اشربوا فيها" و إنما أمر بالغسل لأن ذبائحهم ميتة و أوانيهم قلما تخلوا عن دسومة منها. (۲)

يكره الأكل والشرب في أواني المشركين قبل الغسل ... و إذا علم حرم ذلك عليه قبل الغسل. (۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عارف قاسمی ۱/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

آبدست کی چھینٹوں کا حکم کیا ہے؟

(۴۷) **سوال**: آبدست کرتے وقت پانی کی چھینٹ اڑ کر ایک دو قطرے اگر جسم یا کپڑے پر پڑ جائیں، تو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد اسلم پنجاب

الجواب وبالله التوفيق: آبدست کرتے وقت کپڑوں پر پانی کے قطرے گرنے کی دو صورتیں ہیں: ایک وہ پانی جو نجاست دھونے اور ناپاک ہونے کے بعد گرتا ہے، وہ تو ناپاک ہے ایک درہم کی مقدار تک معاف ہے اور اس سے زائد کا دھونا ضروری ہے۔ دوسرا وہ پانی جو نجاست سے مخلوط ہونے سے قبل گر جاتا ہے تو وہ پاک ہے۔

و قال محمد هو طاهر فان أصاب ذلك الماء ثوبا إن كان ماء الاستنجاء و

(۱) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، كتاب الكراهيه، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام الخ، ج۵،ص:۴۰۱

(۲) الكاساني، بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، حكم العذرات، والأرواث، ج۱،ص:۲۳۶

(۳) ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ج۸،ص:۳۷۴

أصابه أكثر من قدر الدرهم، لا تجوز فيه الصلوة.(۱)

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی غفرلہ، امانت علی قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

كتبه:
محمد عارف قاسمی
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

ناپاک بستر پر گیلے پاؤں کا پڑ جانا:

(۴۸) **سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:
اگر ناپاک بستر پر گیلا پاؤں پڑ جائے، تو کیا پاؤں ناپاک ہو جائے گا؟
المستفتی: محمد ارشاد، جھارکھنڈ

الجواب وبالله التوفيق: اگر ناپاک بستر پر گیلے پاؤں پڑنے سے پاؤں پر ناپاکی کے اثرات نمایاں ہو گئے، تو پاؤں ناپاک ہوں گے ورنہ نہیں۔ نام أو مشى على نجاسة، إن ظهر عينها تنجس: و إلا لا. (قوله: نام) أي فعرق، و قوله: أو مشى: أي: وقدمه مبتلة (قوله: على نجاسة) أي : يابسة لما في متن الملتقى: لو وضع ثوباً رطباً على ماطين بطين نجس جاف لا ينجس، قال الشارح: لأن بالجفاف تنجذب رطوبة الثوب من غير عكس، بخلاف ما إذا كان الطين رطباً. اهـ (قوله: إن ظهر عينها) المراد بالعين ما يشمل الأثر؛ لأنه دليل على وجودها، لو عبر به كما في نور الإيضاح لكان أولى.(۲)

الجواب صحيح:
محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
كتبه: امانت علی قاسمی ۲/۱۲/۱۴۴۱ھ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) فتاویٰ قاضی خان، کتاب الطهارت، فصل: في الماء المستعمل، ج۱، ص:۱۱

(۲) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱، ص:۵۶۰، قوله: مشى حمام و نحوه أي كما لو مشى على ألواح مشرعة بعد مشى من رجله قذر لا يحكم بنجاسة رجله مالم يعلم أنه وضع رجله على موضعه للضرورة: فتح، و فيه عن التنجيس: مشى في طين أو أصابه ولم يغسله و صلى تجزيه مالم يكن فيه أثر النجاسة لانه المانع إلا أن يحتاط، و أما في الحكم فلا يجب. (ابن عابدين، الدرالمختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱، ص:۵۶۵)

کتھا یا خون کے رنگ کی دوا سے خون کا اندازہ نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

(۴۹) **سوال**: کتھا یا کسی ایسی دوا سے جس کا رنگ خون جیسا ہو بہنے والا خون چھپ جائے تو کیا کیا جائے؟ یعنی پانی اور خون کا اندازہ نہ لگ سکتا ہو تو کیا کرے؟

المستفتی: محمد راشد، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: یہ صورت جب ہو سکتی ہے، جب خون بہہ رہا ہو۔ اگر بہنا بند ہو جائے، تو پھر جب تک اثر زائل نہ ہو جائے دھویا جائے، ہاں اگر بہہ رہا ہے مگر کتھا یا دوا کی وجہ سے نظر نہیں آتا، تو جب تک زخم سے خون نکل رہا ہو وہ بہنے کے حکم میں ہوگا۔ درمختار میں ہے: **لو مسح الدم كلما خرج ولو تركه لسال نقض وإلا لا.**

اور شامی میں ہے **وكذا إذا وضع عليه قطنا أو شيئا آخر حتى ينشف ثم وضعه ثانيا و ثالثا فإنه يجمع جميع ما نشف.** (۱)

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی — **کتبہ**: محمد عمران گنگوہی ۱۲/۴/۱۴۴۱ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

ناپاک اشیاء کی آمیزش سے بنے صابون کا استعمال:

(۵۰) **سوال**: جس صابون میں ناپاک اشیاء کی آمیزش ہو، کیا ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے؟

المستفتی: محمد سلیم، بانکا

الجواب وبالله التوفيق: اگر یقینی طور سے معلوم ہو جائے کہ صابن میں ناپاک اشیاء کی آمیزش ہے، تو دیکھا جائے گا کہ ان اشیاء کی حقیقت تبدیل ہوئی تھی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی، تو ناپاک ہے اور اگر حقیقت بدل گئی تھی، جیسا کہ عام طور سے دیکھا گیا ہے، تو پاک ہے اور اس کا استعمال

---

(۱) ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب نواقض الوضو، ج۱، ص:۲۶۲؛ ولو ظهر الدم على رأس الجرح فمسحه مراراً، فإن كان بحال لو تركه لسال يكون حدثا و إلا فلا. لأن الحكم متعلق بالسيلان. (الكاساني، بدائع الصنائع، كتاب الطهارة، ماينقض الوضوء، ج۱، ص:۱۲۴)

درست ہے[۱] علامہ شامیؒ نے صراحت کی ہے: **جعل الدهن النجس في صابون يفتى بطهارته لأنه تغير، والتغيير يطهر عند محمد رحمه الله و يفتى به للبلوى.** [۲]

الجواب صحيح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی — محمد عمران گنگوہی ۱۴۴۱/۱۱/۳ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کیا پیشاب فلٹر ہونے کے بعد پاک ہوجائے گا؟

(۵۱) **سوال**: پیشاب فلٹر ہونے کے بعد پاک ہوجائے گا کہ نہیں؟

المستفتی: محمد نواز، اتراکھنڈ

الجواب وبالله التوفيق: مذکورہ طریقے سے پیشاب بدبودار اور مضرت رساں اجزاء کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزاء بچے وہ اسی پیشاب کے ہیں اور وہ اپنے تمام اجزاء کے ساتھ نجس العین ہے، اس لیے یہ باقی ماندہ اجزاء بھی نجس العین اور نجس بنجاستِ غلیظہ رہیں گے۔ [۳]

شامی میں ہے: **و يرفع بماء ينعقد به ملح لا بماء حاصل بذوبان ملح لبقاء الأول على طبيعة الأصلية و انقلاب الثاني إلى طبيعة الملحية.** [۴]

الجواب صحيح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی — محمد عمران گنگوہی ۱۴۴۰/۱۲/۱۵ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ذبیحہ کے کشیدہ مادہ سے بنایا ہوا پنیر پاک ہے یا ناپاک؟

(۵۲) **سوال**: ذبیحہ کے کشیدہ مادہ سے بنایا ہوا پنیر پاک ہے یا ناپاک؟ وضاحت فرما کر

---

(۱) الأصل في الأشياء الإباحة، الفن الثالث . باب :اليقين لا يزول بالشك. (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ج۱ص:۲۰۹)

(۲) ابن عابدين، رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱ص:۵۱۹

(۳) مفتی نظام الدین اعظمی صاحب، منتخباتِ نظام الفتاویٰ، ج۱ص:۱۱۵

(۴) ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱ص:۳۲۵

مشکور فرمائیں۔

المستفتی: محمد عبداللہ، مرادآباد

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک کسی پنیر کے بارے میں یہ بات دلیل سے متحقق نہ ہوجائے کہ اس میں حرام یا ناپاک چیز کا استعمال ہوا ہے، اس وقت تک اس پر حرام یا ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے اور جب یہ دلیل سے یقین ہوجائے اور ثبوت مل جائے کہ اس میں کوئی حرام یا ناپاک چیز ملی ہے، تو اس کو ہرگز استعمال نہ کیا جائے، (۱)

الاشباہ والنظائر میں ہے: **الأصل في الأشياء الأباحة. باب :اليقين لا يزول بالشك.** (۲)

الجواب صحیح:	واللہ اعلم بالصواب
محمد احسان قاسمی ندوی، محمد عارف قاسمی	محمد عمران گنگوہی ۷/۴/۱۴۳۹ھ
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند	نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

چھت سے پانی گرا تو وہ پاک سمجھا جائے یا ناپاک؟

(۵۳) **سوال**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

بعض مرتبہ ہم کسی راستہ سے گزرتے ہیں تو چھت سے پانی کی بوندیں کپڑوں پر گر جاتی ہیں اور پتہ نہیں چل پاتا کہ بارش کا پانی ہے یا جو کپڑے دھو کر پھیلائے گئے ہیں اس کا پانی ہے، یا ٹنکی کا پانی ہے، یا اے سی کا پانی ہے، یا پیشاب وغیرہ کی چھینٹیں ہیں، تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

المستفتی: محمد غفران، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: جب تک نجس ہونے کا یقین یا غالب گمان نہ ہو تو اس کو

(۱) أقول. و صرح في التحرير بأن الاصل الإباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، مطلب المختار أن الأصل في الأشياء الإباحة، ج۱ص:۲۲۱)

(۲)ابن نجيم، الأشباه والنظائر، الأصل في الأشياء الإباحة، الفن الثالث، ج۱ص:۲۰۹

پاک سمجھا جائے گا۔ (۱)

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۴/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ٹرین کی سیٹ پر پیشاب خشک ہوجائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۵۴) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:

ٹرین کی سیٹ پر بچہ نے پیشاب کردیا، اس کو پونچھ دیا گیا اور سوکھ گیا، پھر کوئی اس جگہ آ کر بیٹھا اور پسینہ سے کپڑا تر ہوگیا تو کپڑا ناپاک ہوجائے گا یا نہیں؟

المستفتی: خالد احمد، ارریہ، بہار

الجواب وباللہ التوفیق: پیشاب کی جگہ ناپاک ہے، اگر اس سیٹ پر بیٹھا اور کپڑا پسینہ سے اس قدر تر ہوگیا کہ پسینہ سے سیٹ گیلی ہوگئی تو اس سے کپڑا ناپاک ہوجائے گا اور اگر کپڑا گیلا نہیں ہوا، تو ناپاکی کا حکم نہیں ہوگا۔ (۲)

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی، محمد احسان غفرلہ **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۶/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن نجیم، الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة،الیقین لا یزول بالشك، ص:۱۸۳،القاعدة المطردة أن الیقین لا یزول بالشك (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، الفصل الثاني: في الأعیان النجسة، ج۱،ص:۱۰۲)؛ فلا نحکم بنجاسة بالشك علی الأصل المعهود أن الیقین لایزول بالشك (الکاساني، بدائع الصنائع، فصل في بیان المقدار الذي یصیر به، ج۱،ص:۲۱۷)

(۲) کما لا ینجس ثوب جاف طاهر في ثوب نجس رطب لا ینعصر الرطب لو عصر. (الشرنبلالي، نورالإیضاح، ص:۴۱)؛وإذا لف الثوب النجس في الثوب الطاهر والنجس رطب، فظهرت نداوته في الثوب الطاهر، لکن لم یصر رطبا بحیث لو عصر یسیل منه شيء ولا یتعاطر، فالأصح أنه لا یصیر نجساً. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطهارة، الباب السابع، في النجاسة و أحکامها، الفصل الثاني في الأعیان النجسة، والنوع الثاني المخففة، ومما یتصل بذلك مسائل، ج۱،ص:۱۰۲)؛ولف طاهر في نجس مبتل بماء إن بحیث لو عصر تنجس و إلا فلا ... و اختار الحلواني أنه لا ینجس إن کان الطاهر بحیث لا یسیل فیه شيء ولا یتقاطر لو عصر، وهو الأصح کما في الخلاصة (ابن عابدین، رد المحتار، کتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بین الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱،ص:۵۶۱)

پیشاب کی شیشی جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا:

(۵۵) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں:
چیک اپ کے لیے پیشاب یا خون کی بوتل جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا اس شخص کی نماز درست ہوگی؟ اور جو نمازیں اس حالت میں پڑھی گئیں ان کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد عبداللہ، دہلی

الجواب وباللہ التوفیق: پیشاب اور خون نجس وناپاک ہیں، ان کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ جو نمازیں اس حالت میں پڑھی گئیں، وہ واجب الاعادہ ہیں۔ (۱)

الجواب صحیح: واللہ اعلم بالصواب

محمد احسان غفرلہ، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد اسعد جلال قاسمی ۱۴۴۱/۱۰/۷ھ

مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کھٹمل کا خون کپڑے پر لگ جائے:

(۵۶) **سوال**: بعض مساجد میں دیکھا گیا کہ کارپیٹ کے اندر کھٹمل ہوجاتے ہیں، پھر رکوع سجدہ کرتے وقت ہاتھ پاؤں سے دب کر اکثر مر بھی جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کا خون کپڑے وغیرہ پر لگ جاتا ہے، تو اس کپڑے میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کپڑا ناپاک ہوگیا یا پاک ہے؟ ایسے ہی مچھر اور جوں کے خون کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد کلام، بہار

---

(۱) رجل صلى وما في كمه قارورة فيها بول، لا تجوز الصلاة، سواء كانت ممتلئة أو لم تكن. لأن هذا ليس في مظانه و معدنه، بخلاف البيضة المذرة، لأنه في معدنه و مظانه و عليه الفتوى (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندیه، كتاب الصلاة، الباب الثالث: في شروط الصلاة، الفصل الثاني، في طهارة ما يستر به العورة وغيره، ج۱،ص:۱۲۰)؛و نجاسة باطنة في معدنها فلا يظهر حكمها كنجاسة باطن المصلي كما لو صلى حاملا بيضة مذرة صار محها دما جاز لأنه في معدنه والشيء مادام في معدنه لا يعطى له حكم النجاسة بخلاف مالو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلاته لأنه في غير معدنه كما في البحر المحيط. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ج۲،ص:۷۴)

الجواب وباللہ التوفیق: کھٹمل اور مچھر کا خون کپڑے پر لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا، اس لیے اس کپڑے سے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ **و يجوز رفع الحدث بما ذكر و إن مات فيه أي الماء ولو قليلاً غير دموي كزنبور و عقرب و بق: أي بعوض.** [1] **و دم البق والبراغيث والقمل والكتان طاهر و إن كثر كذا في السراج الوهاج.** [2]

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد حسنین ارشد قاسمی ۷/۱۱/۱۴۴۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک خشک بستر پر لیٹنے سے کپڑا ناپاک ہوگا یا نہیں؟

(۵۷) **سوال**: پیشاب کا بستر اگر خشک ہوجائے اور کوئی شخص اس پر لیٹ جائے، تو کیا پہنے ہوئے کپڑے ناپاک ہوجائیں گے۔

المستفتی: محمد راشد، سنت کبیر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: بستر اگر خشک ہے اور بدن کو پسینہ بھی نہیں آیا، تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے اور نہ بدن ناپاک ہوگا، لیکن اگر پسینہ آنے کی وجہ سے پیشاب کا اثر کپڑوں یا بدن میں آگیا، تو اب ناپاکی کا حکم ہوگا۔

نام أو مشى على نجاسة، إن ظهر عينها تنجّس و إلا لا. [3] **إذا نام الرجل على فراش، فأصابه مني و يبس، فعرق الرجل وابتلّ الفراش من عرقه. إن لم يظهر أثر البلل في بدنه لا يتنجّس، و إن كان العرق كثيرا حتى ابتلّ الفراش ثم أصاب بلل الفراش جسده، فظهر أثره في جسده، يتنجس بدنه.** [4]

---

(۱) علاؤ الدين الحصكفي، الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه، ج۱،ص:۳۲۹

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع، في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني: في الأعيان النجسة، والنوع الثاني، المخففة، و مما يتصل بذلك، ج۱،ص:۱۰۱

(۳) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۶۰

(۴) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الفصل الثاني، في الأعيان النجسة، النوع الثاني: المخففة، و مما يتصل بذلك، ج۱،ص:۱۰۲

إن نام على فراش نجس، فعرق وابتلّ الفراش مع عرقه، فإنه إن لم يصب بلل الفراش بعد ابتلاله بالعرق جسده، لا يتنجس جسده.(۱)

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم

امانت علی قاسمی **کتبہ**: محمد غفران قاسمی ۱۴۴۱/۱۱/۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

لیکوریا کپڑے پر لگے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

(۵۸)**سوال**: درج ذیل مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں۔

لیکوریا اگر کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر بیماری بہت زیادہ ہو جس کی وجہ سے بار بار کپڑا دھونے میں پریشانی ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

المستفتی: عبداللہ، ناگل، سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر اتفاقاً لیکوریا کپڑے پر لگ جائے اور اس کی مقدار درہم سے زیادہ ہو، تو اس حالت میں نماز ادا نہیں ہوگی، لیکن اگر کسی عورت کو یہ بیماری اتنی بڑھ گئی ہو، کہ معذور کے درجہ میں آجائے، تو اس کے حق میں لیکوریا ناپاک نہیں سمجھا جائے گا اور وہ انہیں کپڑوں میں نماز ادا کرسکتی ہے۔

و إن كانت أكثر من قدر الدرهم منعت جواز الصلاة.(۲) و عفا الشارع عن قدر درهم و إن كره تحريماً، فيجب غسله، وما دونه تنزيهاً، فيسنّ و فوقه مبطل فيفرض.(۳)

مريض تحته ثياب نجسة، و كلما بسط شيئا، تنجس من ساعته صلّى على

---

(۱)إبراهيم بن محمد الحلبي، حلبي كبيري، فصل في الآسار، ص:۱۵۳

(۲)عالم بن علاء الدين الحنفي، تاتارخانيه ، كتاب الطهارة، الفصل السابع، في النجاسات و أحكامها، النوع الثاني في مقدار النجاسة التي يمنع جواز الصلوٰة، ج۱،ص:۴۴۰

(۳)ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج۱،ص:۵۲۰

حاله، و كذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه. [1]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم

محمد عارف قاسمی، محمد احسان قاسمی ندوی، امانت علی قاسمی **کتبہ:** محمد غفران قاسمی ۱۱/۱۱/۱۴۴۱ھ

مفتیان دار العلوم وقف دیوبند استاذ دار العلوم وقف دیوبند

انقلابِ حقیقت سے کیا مراد ہے؟

(۵۹) **سوال:** حضرت مفتی صاحب، زید مجدہم

ایک مسئلے کی تحقیق مطلوب ہے، امید ہے کہ رہنمائی فرمائیں گے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے: "**الحمار والخنزير إذا وقع في المملحة، فصار ملحاً، أو بئر البالوعة، إذا صار طيناً يطهر عندهما**" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھا اور خنزیر جب نمک بن جائیں تو پاک ہوجاتے ہیں؛ لیکن فقہاء کہتے ہیں کہ آٹا اگر شراب میں ملا کر روٹی بنائی جائے، تو وہ پاک نہیں ہے، حالاں کہ یہاں بھی شراب روٹی بن گئی، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت کی کیا حقیقت ہے جس سے مذکورہ دونوں مسئلوں میں وجہِ فرق بھی سمجھ میں آجائے؟ نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ اگر کوئی صابون خنزیر کی چربی سے بنایا گیا ہو، تو کیا تبدیلیٔ ماہیت کی وجہ سے اس کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: عبدالغنی قاسمی

الجواب وباللہ التوفیق: آپ کے سوالات کا جواب اس اصول کے سمجھنے پر موقوف ہے کہ انقلابِ حقیقت و ماہیت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں عرض ہے کہ انقلابِ حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہٖ اپنی حقیقت کو چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں تبدیل ہوجائے، مثلاً شراب سرکہ بن جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا بن جائے کہ ان تمام صورتوں میں شراب، خون اور نطفے نے اپنی اصل حقیقت چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں تبدیل ہوگئے۔ واضح رہے کہ ماہیت وحقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت لگایا جائے گا جب پہلی حقیقت کے

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، متصل: باب سجود التلاوة، ج۲، ص:۵۷۵

مخصوص آثار اس میں باقی نہ رہیں، جیسے خون کے مشک میں تبدیل ہوجانے سے خون کے مخصوص آثار بالکل زائل ہوجاتے ہیں۔ بعض آثار کا زائل ہوجانا یا قلیل ہونے کی وجہ سے محسوس نہ ہونا تبدیلِ حقیقت کو ثابت نہیں کرتا، جیسا کہ آپ نے سوالِ مذکور میں فقہاء کی یہ تصریح ذکر کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو روٹی ناپاک ہے۔ ردالمحتار، ج ا،ص:۵۱۹، ۵۲۰ میں ہے ”**قلت: لكن قد يقال: إن الدّبس ليس فيه انقلاب حقيقة؛ لأنه عصير جمد بالطبخ و كذا السمسم إذا درس واختلط دهنه بأجزاء، ففيه تغيّر وصف فقط، كلبن صار جبناً و برّ صار طحيناً، و طحين صار خبزاً بخلاف نحو خمر صار خلًّا**“ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ شراب نے اس صورت میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے بلکہ اجزاء کے قلیل ہونے کی وجہ سے وہ محسوس نہیں ہورہی؛ کیوں کہ آٹے کے مقابلے میں شراب کے اجزاء کم تھے، پس یہ انقلابِ حقیقت نہیں ہے؛ بلکہ اختلاط ہے۔ اسی طرح حقیقتِ منقلبہ کے بعض غیر مخصوص آثار کا باقی رہ جانا، انقلابِ ماہیت سے مانع نہیں، جیسا کہ شراب کے سرکہ بن جانے کے وقت بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے۔ تو چوں کہ رقت، شراب کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، اس لیے اس کا باقی رہ جانا انقلابِ حقیقت سے مانع نہیں خلاصہ یہ ہے کہ انقلابِ ماہیت سے مراد یہ ہے کہ ایک شئ دوسری شئ میں اس طرح تبدیل ہوجائے کہ پہلی چیز کے مخصوص آثار و کیفیات میں سے کچھ باقی نہ رہے، بعض کیفیاتِ غیر مخصوصہ کا باقی رہ جانا تبدیلیٔ ماہیت سے مانع نہیں۔ رہا صابون میں خنزیر کی چربی کا مسئلہ تو عرض ہے کہ صابون بن جانے کے بعد تبدیلی ماہیت کی وجہ سے وہ پاک ہوجاتی ہے اور اس کا استعمال جائز ہوگا: ”**و يطهر زيت تنجس بجعله صابوناً، به يفتي للبلوى كتنور رش بماء نجس لا بأس بالخبز فيه.**“[۱]

جُعل الدهن النجس في صابون، يفتى بطهارته؛ لأنه تغير، والتغير يطهر عند محمد رحمه الله و يفتى به للبلوى.[۲]

الجواب صحیح:
محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد غفران قاسمی ۱۲/۱۱/۱۴۴۱ھ
استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ج ا،ص:۵۱۹
(۲) ایضاً:

بچے کی دودھ کی قئی کا حکم:

(۶۰) **سوال**: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں:

شیر خوار بچہ دودھ پینے کے فوراً بعد بعض مرتبہ دودھ کی قئی کر دیتا ہے، کیا وہ ناپاک ہے؟ اور اگر وہ قئی کپڑے کو لگ جائے، تو کیا کپڑے کو دھونا ضروری ہے؟

المستفتی: محمد عابد، دہلی

الجواب وبالله التوفيق: اگر بچہ نے دودھ پینے کے فوراً بعد قئی کردی ہے اور وہ دودھ ابھی حلق سے نیچے نہیں اترا تھا، بلکہ منہ میں ہی تھا اور بچہ نے قئی کردی تو وہ ناپاک نہیں ہے۔ اگر وہ بدن میں یا کپڑے میں لگ جائے تو اس کو دھونا ضروری نہیں ہے، ہاں اگر وہ دودھ حلق سے نیچے اتر گیا تھا پھر بچے نے دودھ کی قئی کی تو وہ ناپاک ہے، اس کے بدن یا کپڑے پر لگنے کی صورت میں دھونا ضروری ہے اس لیے کہ حلق میں جانے کی وجہ سے اس کا اتصال نجاست سے ہوگیا ہے۔

و كذا الصبي إذا ارتضع و قاء من ساعته قيل هو المختار والصحيح ظاهر الرواية، أنه نجس لمخالطته النجاسة و تداخلها فيه بخلاف البلغم. (۱)

قال الحسن ”إذا تناول طعاما أو ماء ثم قاء من ساعته لا ينقض، لأنه طاهر حيث لم يستحل و إنما اتصل به قليل القئي فلا يكون حدثا فلا يكون نجسا، و كذا الصبي إذا ارتضع و قاء من ساعته و صححه في المعراج و غيره، و محل الاختلاف ما إذا وصل إلى معدته ولم يستقر، أما لو قاء قبل الوصول إليها وهو في المرئي فإنه لا ينقض اتفاقا... لأن ما يتصله به قليل وهو غير ناقض. (۲)

فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: امانت علی قاسمی ۱۴۴۲/۱/۴ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:
محمد احسان قاسمی ندوی غفرلہ، محمد عارف قاسمی
مفتیان دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) ابراهيم، حلبي كبيري، ج۱، ص:۱۲۹

(۲) ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۶۷

حیض کے دوران پہنے ہوئے کپڑوں کا حکم:

(۶۱) **سوال**: ماہواری کے ایام میں جو کپڑے پہنے جاتے ہیں کیا انہیں مکمل دھویا جانا ضروری ہے یا صرف ان حصوں کو جہاں غلاظت لگی ہے دھونا کافی ہے؟

المستفتی: محمد شبیر احمد، دربھنگہ

الجواب وباللہ التوفیق: کپڑے کا جو حصہ ناپاک ہوا ہے اسے پاک کرنا ضروری ہے اور جو پاک ہو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

يجوز رفع نجاسة حقيقية عن محلّها.[1] و إزالتها إن كانت مرئية بإزالة عينها، و أثرها إن كانت شيئا يزول أثره. [2]

الجواب صحیح: محمد احسان قاسمی، محمد عارف قاسمی، امانت علی قاسمی
مفتیان دار العلوم وقف دیوبند

واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد غفران قاسمی
استاذ دار العلوم وقف دیوبند ۱۷/۱۱/۱۴۴۱ھ

❀ ❀ ❀

(۱) ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس ، ج۱، ص:۵۰۹

(۲) جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الباب السابع في النجاسة و أحكامها، الفصل الأول، في تطهير الأنجاس، منها: الغسل، ج۱، ص:۹۶

فصل ثانی

پانی کا بیان

جس کنویں میں دوا ڈالی گئی ہو اس سے وضو اور غسل کا حکم:

(۶۲) **سوال**: سرکار کی طرف سے آج کل کنوؤں میں دوا ڈالی جا رہی ہے، اس کنویں کے پانی سے وضو کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: مولوی عبد الخالق، لکھری

الجواب وباللہ التوفیق: اس سے وضو کرنا درست ہے[1] ''و تجوز الطهارة بماء خالطه شيء طاهر، إلى قوله: والماء الذي يختلط به الأشنان أو الصابون أو الزعفران بشرط أن تكون الغلبة للماء من حيث الأجزاء بأن تكون أجزاء الماء أكثر من أجزاء المخالط. هذا إذا لم يزل منه اسم الماء الخ، كبيري''۔[2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۸/۵/ ۱۴۱۸ھ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

دہ در دہ گڑھے کے پانی سے وضو و غسل:

(۶۳) **سوال**: ہمارے یہاں ایک بڑا گڑھا ہے، اس میں پانی جمع ہوتا ہے جو دہ در دہ سے زیادہ ہے، تو اس کا پانی قابل استعمال ہے یا نہیں؟

المستفتی: قاری اللہ مہر صدیق، مظفر نگر

الجواب وباللہ التوفیق: صورت مسئولہ میں اگر پانی کا رنگ، بو، اور مزہ پورے طور

---

(۱) و تجوز الطهارة بالماء المطلق كماء السماء والعين والبئر والأودية والبحار، و إن غير طاهر بعض أوصافه كالتراب والزعفران والصابون (عبدالرحمٰن بن محمد، مجمع الأنهر، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۴۴)

(۲) ابراهيم حلبي، كبيري، فصل في بيان أحكام المياه، ص:۸۷

پر تبدیل نہ ہوا ہو، تو اس سے وضو وغسل دونوں جائز ہیں۔[۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۶/۱۱/۱۴۲۰ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

تالاب سے وضوء کرنا:

(۶۴) **سوال:** اگر تالاب گھر کے پاس ہی ہو، تو ہر نماز کے لیے اس سے وضو کرنا کیسا ہے؟
المستفتی: جمیل احمد، بجنور

الجواب وبالله التوفيق: اگر تالاب دہ در دہ ہے اور اس میں کوئی ظاہری نجاست بھی نہیں ہے، تو اس سے وضو کرنا اور نماز پڑھنا درست ہے۔[۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب
خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد عارف قاسمی ۲/۱۷: ۱۴۲۰ھ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)ولا بماء قليل وقع فيه نجس مالم يكن غديراً أو لم يكن عشراً في عشر. (عبدالرحمٰن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، فصل الطهارة بالماء المطلق، ج۱،ص:۴۶-۴۷)؛ وقال في شرحه "مجمع الانهر" والمعنى لا تجوز الطهارة بماء قليل وقع فيه نجس مالم يكن غديراً، أو لم يكن عشراً في عشر. (ابراهيم بن محمد الحلبي، مجمع الأنهر، ج۱،ص:۴۷)؛والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر...... و بعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة للأمر على الناس، و عليه الفتوىٰ. (المرغيناني، الهدايه كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶-۳۷)؛والماء الراكد إذا كان كثيراً، فهو بمنزلة الجاري، لا يتنجس جميعه بوقوع النجاسة في طرف منه، إلا أن يتغير لونه أو طعمه أو ريحه...... قال ابوسليمان الجوزجاني: إن كان عشراً في عشر، فهو مما لا يخلص. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث: في المياه، النوع الثاني: الماء الراكد، ج۱،ص:۷۰)

(۲)والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر، إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر...... و بعضهم قدروا بالمساحة عشرا في عشر بذراع الكرباس توسعة للأمر على الناس، و عليه الفتوىٰ. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة ، ج۱، باب الماء الذي يجوز به التوضؤ مالا يجوز به، ص:۳۶،۳۷)،الماء الراكد إذا كان كثيراً، فهو بمنزلة الجاري...... بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر......

حوض کا طول وعرض کتنا ہونا چاہیے؟

(۶۵) **سوال**: حوض کا طول وعرض یکساں ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ لمبائی اور گہرائی کتنی ہونی چاہیے؟

المستفتی: مولوی محمد اسد اللہ اختر

الجواب وبالله التوفيق: حوض کا طول وعرض یکساں ہونا ضروری نہیں ہے، کمی بیشی کی گنجائش ہے، جب کہ حساب دہ دردہ کا عمومی طور پر پورا ہو جائے، مثلث اور مربع ہونے کے اعتبار سے مجموعی مقدار دہ دردہ کے برابر ہو جانی چاہیے اور گہرائی اتنی مقدار میں ہونی چاہیے کہ چلو بھرنے سے زمین نظر نہ آئے[1]، ’’أما إذا كان عشراً في عشر بحوضٍ مربع أو ستة وثلاثين في مدور وعمقه أن يكون بحال لا تنكشف أرضه بالغرف منه على الصحيح[2] هذا القدر إذا ربع يكون عشراً في عشر وفي المثلث كل جانب منه يكون ذرعه خمسة عشر ذراعاً وربعاً وخمسًا‘‘۔[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۱/۱/ ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے صفحہ کا بقیہ......قال أبوسليمان الجوزجاني: إن كان عشراً في عشر، فهو مما لا يخلص. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث: في المياه، النوع الثانی : الماء الراكد، ج۱،ص:۷۰)؛ والمعنى لا تجوز الطهارة بماء قليل وقع فيه نجس مالم يكن غديراً، أو لم يكن عشراً في عشر. (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، ج۱،ص:۴۷)

(۱)و حقق في البحر أنه المذهب، و به يعمل و أن التقدير بعشر في عشر لا يرجع إلى أصل يعتمد عليه و رد ما أجاب به صدر الشريعة، لكن في النهر: و أنت خبير بأن المتبادر العشر أضبط ولا سيما في حق من لا رأى له من العوام فلذا أفتى به المتأخرون الأعلام: أي في الربع بأربعين، و في المدور بستة و ثلاثين وفي المثلث من كل جانب خمسة عشر و ربعا و خمسا بذراع الكرباس ولو له طول لا عرض لكنه يبلغ عشرا في عشر جاز تيسيره ولو أعلاه عشرا. (ابن عابدين رد الحتار على الدر المختار،كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب:لو أدخل الماء من أعلى الحوض، ج۱،ص:۳۴۳/۴۰)

(۲) احمد بن محمد بن اسماعيل الطحاوي، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، شرح نورالإيضاح، كتاب الطهارة، قبيل فصل في بيان أحكام السؤر، ص:۲۷

(۳)ایضاً:

کنویں کے پانی سے وضو کرنا اور کھانا بنانا:

(۶۶) **سوال**: ایک شخص کنویں سے پانی لے کر کھانا بناتا ہے اور جب اس کو وہ پانی وضو کے لیے دیتے ہیں، تو کہتا ہے کہ یہ پانی ناپاک ہے؛ تو کیا اس پانی سے وضو درست نہیں ہے؟

المستفتی: مظاہر حسن، پرپیاری

الجواب وبالله التوفيق: کنواں پاک ہے، تو اس سے وضو بھی درست ہے [۱] اور ناپاک ہے تو اس پانی کو کھانے میں استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ [۲]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۱/ ۱۴۲۷ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحيح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کنویں میں چڑیا گر جائے، تو کیسے پاک کیا جائے؟

(۶۷) **سوال**: ایک کنویں میں چڑیا گر کر مرگئی اور پھول پھٹ گئی، اگر نمازی اس کنویں کے پانی سے وضو بنا کر برابر نماز پڑھتے رہے، پھر معلوم ہو جانے پر ۳۶۰/ڈول نکال دیے، (کہ شام کے وقت کچھ نکالے اور مابقیہ اگلے دن نکالے)، تو کیا اس طرح کنواں پاک ہوگا؟ اور پڑھی جانے والی نماز کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی مطلوب، سہارنپور

(۱) عن راشد بن سعد عن أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ: إن الماء لا ينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه و طعمه و لونه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، تحقيق: محمد فواد عبدالباقي: باب الحيض، ج۱، ص:۱۷۴، رقم الحديث ۵۲۱)

(۲) و بتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً. (ابن عابدين، رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: حكم سائر المائعات، ج۱، ص:۳۳۱)؛ و أما إذا بقى على رقته و سيلانه فإنه لا يضر أي لا يمنع جواز الوضوء به، تغير أوصافه كلها بجامد خالطه بدون طبخ كزعفران و فاكهة و ورق شجر الخ (احمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب المياه على خمسة أقسام من حيث طهارتها، ج۱، ص:۲۵)

الجواب وبالله التوفيق: اگر چڑیا کنویں میں گر کر مرگئی اور پھول پھٹ گئی، تو اس کنویں سے دوسو سے تین سوتک ڈول پانی نکالے جائیں ''تیسرا للناس'' اسی قول پرفتویٰ ہے۔ شامی اور ہدایہ وغیرہ میں امام محمد رحمۃ اللہ کا قول یہی نقل کیا ہے: شامی، کنز اور ملتقی نے اسی کو معتمد ومفتی بہ قرار دیا ہے ''وقيل يفتى بمأة إلى ثلثة مأة وهذا أيسر وقال في رد المحتار وهو مروي عن محمد وعليه الفتوىٰ خلاصة وجعله في العناية رواية عن الإمام وهو المختار والأيسر''[1] دوسوواجب اور تین سومستحب ہیں۔

اگر کنویں کا پانی دو قسطوں میں نکالا گیا، تو بھی کنواں پاک ہوگیا، اصل مقصود دوسوڈول نکالنا ہے، خواہ پانی زائد ہی ہوجائے ''و صرح بأن الصحيح نزح مقدار ما بقي وقت الترك: أي فلا يجب نزح الزائد .... وأنه لا يجب نزح ما زاد بعده''[2]

اگر جانور کا کنویں میں گرنا متعین طور پر معلوم ہو اور دوآدمیوں کی شہادت مل جائے، تو جس وقت جانور کنویں میں گرا ہے، اس وقت اور اسی دن سے نمازوں کا حساب لگایا جائے گا اور ان کو لوٹایا جائے گا، اگر معلوم نہ ہوسکے اور جانور پھول پھٹ گیا، تو تین دن تین رات کی نمازیں لوٹائی جائیں ''ويحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم، و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ و لم يتفسخ، و مذ ثلاثة أيام ولياليها إن انتفخ أو تفسخ.''[3]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۱۹: ۱۴۱۶ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

جوحوض دہ دردہ سے کم ہو، اس سے وضو کرنا:

(۶۸) **سوال:** مہاراشٹرا میں بعض مساجد میں شافعی مصلیٰ ہوتا ہے، ان کا حوض دہ دردہ نہیں

---

(۱) كما في الاختيار و أفاد في النهر أن المأتين واجبتان والمأة الثالثة مندوبة. (ابن عابدين، ردالمحتار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱ص:۳۷۱)

(۲) ایضاً: (۳) ایضاً:

ہوتا، مساجد دور دور ہوتی ہیں، تو حنفی مسلک والوں کے لیے اس حوض سے وضو کر کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

المستفتی: عبدالرحمٰن، مہاراشٹری

الجواب وبالله التوفيق: جو حوض دہ در دہ سے کم ہو، جب تک اس میں نجاست گرنے کا یقین نہ ہو، تو وہ حوض پاک ہے، حنفی مسلک کے ماننے والوں کے لیے اس حوض سے وضو بنا کر نماز پڑھنا درست ہے۔ (۱)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　**کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۴/۴: ۱۴۱۲ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک حوض کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۶۹) **سوال:** اگر حوض میں نجاست: حیض کے کپڑے وغیرہ گر جائیں، تو حوض کیسے پاک ہوگا؟

المستفتی: اکرم اللہ، سندھی

الجواب وبالله التوفيق: اگر حیض اور نجاست وغیرہ گرنے سے ناپاک ہو جائے، تو وہ حوض ناپاک ہے اور حوض کا تمام پانی نکالنے سے حوض پاک ہوگا۔ (۲)

الجواب صحیح:　　فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید　　**کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۶/۴: ۱۴۱۲ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند　　نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) والماء الراكد الأصل عندنا: أن الماء القليل مالم يكن عشرا في عشر يتنجس بوقوع النجاسة فيه (ابراهيم الحلبي، حلبي كبيري، فصل في أحكام الحياض، ص:۸۲)؛ واعلم أنهم اتفقوا على أن الماء القليل يتنجس بوقوع النجاسة فيه. (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۴۶)؛ ولا (أي لا ينجس) لو تغير بطول مكث فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز، ولو شك فالأصل الطهارة (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب: حكم سائر المائعات كالماء في الأصح، ج۱، ص:۳۳۲)

(۲) إذا وقعت نجاسة في بئر دون القدر الكثير، أو مات فيها حيوان دموي وانتفخ أو تفسخ، ينزح كل مائها بعد إخراجه. (ابن عابدين، تنوير الأبصار مع الدر المختار و رد المحتار، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱، ص:۳۶۶-۳۶۷)؛ وإذا وقعت في البئر نجاسة، نزحت. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، النوع الثالث: ماء الآبار، ج۱، ص:۱۷)

ناپاک حوض کے پانی سے استنجاء کرنا:

(۷۰) **سوال**: ناپاک حوض کے پانی سے استنجاء کر کے نماز پڑھائی، تو نماز درست ہوئی یا نہیں؟

المستفتی: اکرم اللہ، سندھی

الجواب و بالله التوفيق: ناپاک حوض سے وضو بنا کر یا استنجاء کر کے جو نماز پڑھی ہے، اس کا اعادہ ضروری ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۶/۴/۱۴۱۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں کے پاکی کے مسائل:

(۷۱) **سوال**: اکثر چھپکلی کنویں میں گر کر مر جاتی ہے، کبھی پھول پھٹ کر نکلتی ہے، کبھی بغیر پھولے پھٹے نکلتی ہے، تو اس صورت میں کنویں کا کتنا پانی نکالا جائے گا، جب کہ کنواں بہت ہی گہرا ہے۔

اگر چڑیا، چوہا پھولا پھٹا نکلے، تو اس صورت میں کتنا پانی نکالا جائے گا؟

اگر جوتا چپل گر جائے، تو اس کیا حکم ہے؟

المستفتی: ادارہ درس قرآن، دیوبند

الجواب وبالله التوفيق: اگر وہ چھپکلی جس میں خون ہوتا ہے، کنویں میں گر جائے اور پھولے پھٹے نہیں، مردہ نکل آئے، تو تیس ڈول پانی نکالے جائیں گے، اگر پھول پھٹ گئی، تو اس کو نکال کر کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا؛ لیکن اگر کنویں کا پانی اس قدر ہے کہ اس کا نکالنا بھی مشکل ہے، تو تین سو ڈول نکال لیے جائیں، اس طرح کنواں پاک ہو جائے گا۔ چڑیا اور چوہے کا بھی یہی

---

(۱) لا يستنجي بالأشياء النجسة (على بن عثمان، سراجيه، كتاب الطهارة، باب الاستنجاء، ج۱، ص:۶۱)؛ و(بل يمسحه بنحو حجر) و مدر و طين يابس و تراب و خشب و قطن و خرقة وغيرها طاهرة (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر، كتاب الطهارة، با ب الأنجاس، ج۱، ص:۹۷)؛ ولا يستنجى بالأشياء النجسة (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، كتاب الطهارة، الباب السابع: في النجاسة و أحكامها، الفصل الثاني، في الأعيان النجسة، والنوع الثاني: المخففة، و صفة الاستنجاء بالماء، ج۱، ص:۱۰۵)

حکم ہے، اگر پھول پھٹ گیا ہو اور اگر پھولا پھٹا نہ ہو، تو بیس سے تیس ڈول تک نکالا جائے گا۔ جوتا چپل اگر نجس ہے، تو سارا پانی ناپاک ہو گیا، اس کو پاک کرنے کا وہی طریقہ ہے، جو اوپر مذکور ہوا۔ اگر جوتا چپل ناپاک نہیں تھا، تو کنویں کا پانی پاک ہے، اس میں شبہ نہ کیا جائے۔ [1]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۳/۵: ۱۴۱۴ھ

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کنویں میں بلی گر کر پھول جائے:

(۷۲) **سوال:** مسجد کے کنویں میں ایک بلی گر گئی تھی، جب وہ پھول کر اوپر آئی، تب نمازیوں کو معلوم ہوا، تو اب کتنے وقت کی نماز لوٹانی ہوگی اور کنویں سے کتنے ڈول پانی نکالا جائے کہ وہ کنواں پاک ہو جائے؟

المستفتی: شعیب الرحمٰن، متعلم مدرسہ ہذا

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں وہ کنواں تین دن تین رات سے ناپاک سمجھا جائے گا اور جن لوگوں نے اس مدت میں اس کے پانی سے وضوء کیا یا نہا کر نماز پڑھی ہے، ان کو اپنی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہوگا اور کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا، اگر سارا پانی ممکن نہ ہو، تو تین سو ڈول کا نکالنا واجب ہوگا، اس کے بعد کنواں پاک ہو جائے گا۔ [2]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

سید احمد علی سعید — **کتبہ:** محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۹/۴: ۱۴۱۲ھ

مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

---

(۱) لو كان للضفدع دم سائل يفسد أيضا، و مثله لو ماتت حية برية لا دم فيها في إناء لاينجس، و إن كان فيها دم ينجس. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز، ج۱، ص:۹۰)؛ و إن ماتت فيها فارة أو عصفورة أو سودانية أو صعوة أوسام ابرص نزح منها عشرون دلوا إلى ثلاثين بحسب كبر الدلو و صغرها؛ يعني بعد إخراج الفارة لحديث انس رضي الله تعالىٰ الخ. إلى فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح جميع ما فيها. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱ص:۴۳-۴۲)؛ ينزح كل مائها بعد إخراجه لا إذا تعذر كخشبة أو خرقة متنجسة. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱ص:۳۶۸)

(۲) فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح ما فيها صغر الحيوان ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

استنجے کے بعد بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا:

(۷۳) **سوال:** استنجاء کرنے کے بعد کافی پانی موجود ہوتا ہے، تو کیا اس سے وضوء کرنا درست ہے؟

المستفتی: اختر حسین، ضلع سہارنپور

الجواب وبالله التوفیق: چوں کہ اس میں کوئی ناپاکی نہیں ہے، اس لیے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۱۵/۱/ ۱۴۱۴ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

حوض میں ہندو مزدور گر گیا، تو پانی کا کیا حکم ہے؟

(۷۴) **سوال:** ایک مسجد میں ایک ہندو مزدور کام کر رہا تھا، وہ حوض میں گر گیا، تو پانی پاک رہا یا ناپاک ہوگیا؟

المستفتی: حاجی محمود حسن، ممبئی

الجواب وبالله التوفیق: دہ دردہ حوض کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہوتا ہے؛ اس

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......أو كبر لانتشار البلة في أجزاء الماء. (المرغيناني الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳)، و إن كانت قد انتفخت أو تفسخت أعادوا صلوة ثلثة أيام و لياليها. (المرغيناني، الهدايه، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳)؛و (متنفخ) ينجسها من ثلاثة أيام و لياليها إن لم يعلم وقت وقوعه. (احمد بن محمد، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الطهارة، فصل في مسائل آبار، ص:۴۱)

(۱) اس پانی سے وضو کرنا بلا کراہت جائز ہے۔ فقط، فتاویٰ رشیدیہ، باب غسل و وضو کا بیان، ص:۲۸۳)؛وطاهر مطهر غير مكروه وهو الماء المطلق الذي لم يخالطه ما يصير به مقيداً. (احمد بن محمد، حاشيه الطحطاوى على مراقى الفلاح، كتاب الطهارة، ص:۲۱)؛و قوله عليه السلام: الماء طهور لا ينجسه شيء إلا ما غير طعمه أو لونه أو ريحه. (محمود بن احمد، البنايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء و مالا يجوز ،ج۱، ص:۳۵۳)؛قلت معنى قوله عليه السلام: الماء طهور لا ينجسه شيء إلا ماغير. الحديث، أي لا ينجسه شيء نجس. (محمود بن أحمد، البنايه، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضو ومالا يجوز به، ج۱،ص:۳۶۲)

لیے اس پانی میں جب تک ناپاکی کا اثر محسوس نہ ہو، تو وہ پانی پاک ہے۔ اسی طرح اگر نجاست کے گرنے سے پانی کے رنگ، یا بو، یا مزہ، میں فرق نہ آئے، تو حوض کا پانی ناپاک نہ ہوگا؛ لہٰذا اس مذکورہ صورت میں بھی حوض کا پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۲۱: ۱۴۱۹ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سقایہ میں چھپکلی مری نظر آئی، تو پانی کا کیا حکم ہے؟

(۷۵) **سوال**: ایک سقایہ جس کے پانی سے لوگ وضوء کر کے نماز پڑھتے ہیں، ایک دن صفائی کے وقت ایک مری ہوئی اور پھولی ہوئی چھپکلی نظر آ گئی، تو سقایہ کو کب سے ناپاک سمجھا جائے گا؟ اور اس سے وضوء کرنے والوں کو کتنے دن کی نمازیں لوٹانی ہوں گی؟

المستفتی: جمیل احمد، پروا، فیاض علی، میرٹھ شہر

الجواب وباللہ التوفیق: تین دن سے ناپاک مانا جائے گا اور تین دن کی نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا۔ (۲)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۲/۹: ۱۴۱۰ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) إن الغدير العظيم كالجاري لا يتنجس إلا بالتغير من غير فصل، هكذا في "فتح القدير" (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول ما يجوز به التوضوء، النوع الثاني الماء الراكد، ج۱، ص:۷۰)؛ و بتغير أحد أوصافه من لون أو طعم أو ريح ينجس الكثير ولو جارياً إجماعاً، أما القليل فينجس و إن لم يتغير. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب حكم سائر المائعات كالماء في الأصح، ج۱، ص:۳۳۲)؛ والغدير العظيم الذي لا يتحرك أحد طرفيه بتحريك الطرف الآخر إذا وقعت نجاسة في أحد جانبيه، جاز الوضوء من الجانب الآخر (المرغيناني، هداية، كتاب الطهارةِ باب الماء الذی يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج۱، ص:۳۶)

(۲) و يحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم، و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ، و هذا في حق الوضوء والغسل. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص:۳۷۵)، و تنجسها أي البئر من وقت الوقوع إن علم و إلا فمنذ ...... بقیہ حاشیہ اگلے ص: پر......

کیا کنویں کی پاکی کے لیے یک بارگی سارا پانی نکالا جائے؟

(۷۶) **سوال**: اگر کنواں ناپاک ہو جائے، تو ایک ہی دفعہ میں تمام ڈولوں کا نکالنا ضروری ہے، یا کئی دن تک تھوڑا تھوڑا نکالا جا سکتا ہے؟ اور یہ اندازہ کر لیا جائے کہ سارا پانی نکل گیا ہے۔

المستفتی: ظریف احمد، نگینہ،

الجواب وبالله التوفيق: اگر کنواں شرعی حوض کی طرح دہ در دہ نہ ہو اور وہ ناپاک ہو جائے، تو ایک ہی دفعہ میں سارا پانی نکالنا ضروری نہیں ہے، اگر تھوڑا تھوڑا پانی کر کے کئی مرتبہ میں پانی نکالا جائے اور اندازے کے مطابق پورا پانی نکل جائے، تو کنواں پاک ہو جائے گا اور پورا پانی جب تک نہ نکلے، اس وقت اس پانی سے دھوئے ہوئے کپڑے اور برتن ناپاک ہوں گے اور ان کپڑوں کو پہن کر جو نماز پڑھی گئی ہے، وہ نماز بھی لوٹائی جائے گی۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ (۶/۲۴: ۱۴۱۹ھ)
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پچھلے ص: کا بقیہ حاشیہ...... يوم و ليلة إن لم ينتفخ، و إن انتفخ أو تفسخ فمنذ ثلاثة أيام و لياليها. (محمد بن فرامرز، دررالحكام شرح غرر الأحكام، فصل بئر دون عشر في عشر وقع فيها نجس، ج۱، ص:۲۶)؛ و إن لم ينتفخ الواقع أو لم يتفسخ و من ثلاثه أيام ولياليها إن انتفخ أو تفسخ. (عبدالرحمن بن محمد، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الطهارة، فصل تنزح البئر لوقوع نجس، ج۱، ص:۵۳)

(۱) و لو نزح بعضه ثم زاد في الغد نزح قدر الباقي في الصحيح خلاصة قوله "خلاصة" و مثله في الخانية، وهو مبني على أنه لا يشترط التوالي وهو المختار: (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص:۳۶۹)؛ و لا يشترط التوالي في النزح حتى لو نزح في كل يوم دلو، جاز. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة، ج۱، ص:۲۰۹)؛ وكذلك اختلفوا في التوالي في النزح، فبعضهم شرطوا التوالي، و بعضهم لم يشترطوا، ثم على قول من لم يشترط التوالي إذا نزح بعض الماء في اليوم، ثم تركوا النزح، ثم جاؤوا من الغد فوجدوا الماء قد ازداد فعند بعضهم ينزح كل ما فيه، و عند بعضهم مقدار ما بقي عند ترك النزح من الأمس، وفي الفتاوىٰ العتابية: هو الصحيح. (عالم بن علاؤ الدين الحنفي، الفتاوىٰ التارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع، في المياه التي يجوز الوضوء بها، ج۱، ص:۳۲۷)

مستعمل پانی پینے اور اس سے کھانا بنانے کا حکم:

(۷۷)**سوال**: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ مستعمل پانی سے کھانا بنانا، نہانا اور پینا مکروہ ہے۔ جب کہ کتب فقہ میں ہے کہ مستعمل پانی مطہر نہیں ہے، بلکہ طاہر ہے؛ اس کی وضاحت کریں؟

المستفتی: مشتاق احمد صاحب، کشمیر

الجواب وبالله التوفيق: وہ پانی طاہر ہے، اس سے کھانا بنانے نہانے کی گنجائش ہے اور مطہر نہیں ہے، اس لیے بہشتی زیور میں کراہت لکھی گئی ہے؛ لہٰذا کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۸/ ۱۴۱۹ھ

نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

خورشید عالم غفرلہ

مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کنویں میں پیشاب کر دیا، تو اس کا کیا حکم ہے؟

(۷۸)**سوال**: ایک کنواں ہے، جس میں ایک بچے نے یا بڑے نے پیشاب کر دیا ہے لوگوں میں جب اس کا ذکر ہوا؛ تو لوگوں نے کہا کہ علماء دین سے اس کا مسئلہ پوچھنا چاہیے تو لوگوں نے پوچھا۔ ایک عالم دین نے بتایا کہ تین سو ڈول پانی کے نکال دیئے جائیں، کنواں پاک

(۱) اتفق أصحابنا رحمهم الله أن الماء المستعمل ليس بطهور، حتى لا يجوز التوضي به، فلا يجوز غسل شيء من النجاسات به...... واختلفوا في طهارته، قال محمد رحمه الله: وهو طاهر غير طهور، وهو رواية عن أبي حنيفةؒ وعليه الفتوىٰ. (الفتاویٰ التاتارخانیه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع، في المياه التي يجوز الوضوء بها، ج۱، ص:۳۴۴)؛ و هو (أي الماء المستعمل) طاهر، ولو من جنب، وهو الظاهر، لكن يكره شربه والعجن به تنزيهاً للاستقذار. (ابن عابدين، الدرالمختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في تفسير القربة والثواب، ج۱، ص:۳۵۲)؛ واتفق أصحابنا رحمهم الله: أن الماء المستعمل ليس بطهور حتى لا يجوز التوضؤ به، واختلفوا في طهارته، قال محمد رحمه الله : هو طاهر، وهو رواية عن أبي حنيفةؒ و عليه الفتوىٰ. (جماعة من علماء الهند، الفتاوى الهنديه، كتاب الطهارة، الفصل الثانى فيما لايجوز به التوضوء، ج۱، ص:۷۵)

ہو جائے گا۔ اب اس کنویں کا پانی نکال دیا گیا اور کچھ لوگ وضوء اور غسل کرنے لگے اور کچھ لوگ دوسرے عالم دین کے پاس گئے۔ انہوں نے بتایا کہ سارا پانی نکالنا پڑے گا، بغیر سارا پانی نکالے کنواں پاک نہیں ہوگا، اب اس جگہ دو جماعت ہوگئی، ایک پہلے والے مسئلہ پر اٹل رہی اور کچھ لوگ دوسرے مسئلہ پر اٹل رہے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک پورا پانی نہیں نکلے گا، ہم کنویں کو پاک نہیں سمجھیں گے اور وضو و غسل کے لیے اس پانی کو استعمال نہیں کریں گے۔ تو حضرت آپ یہ بتائیں کہ تین سو ڈول پانی سے کنواں پاک ہوا یا نہیں؟

المستفتی: عتیق الرحمٰن قاسمی، مدھیہ پردیش

الجواب وبالله التوفيق: ایسی صورت میں مسئلہ تو یہی ہے کہ کنویں کا کل پانی نکال دیا جائے؛ لیکن اگر کنواں بڑا ہو کہ جس کی وجہ سے تمام پانی کا نکالنا دشوار ہو، تو پھر اس میں سے دو سو سے تین سو کے درمیان ڈول نکال دیئے جائیں، تو کنواں پاک ہو جاتا ہے، تو صورت مسئولہ عنہا میں اگر مذکورہ کنویں کا سوت بھی بڑا ہے اور تین سو ڈول بھی نکال دیے، تو کنواں پاک ہو گیا، شبہ نہ کیا جائے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۱۰/۳: ۱۴۱۴ھ
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إن تعذّر نزح كلها لكونها معينا فبقدر ما فيها وقت إبتداء النزح، قاله الحلبي يؤخذ ذلك بقول رجلين عدلين لهما بصارة بالماء به يفتى، و قيل يفتى بمائة إلى ثلاث مائة، و هذا أيسر.، قوله (وقيل الخ) جزم به في الكنز والملتقى وهو مروي عن محمد، و عليه الفتوىٰ. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص:۳۷۰/۳۷۱)؛ وثم في كل موضع وجب نزح جميع الماء، ينزح حتى يغلبهم الماء، وفي الينابيع : هو الصحيح، وفي الفتاوى العتابية : و عن أبي حنيفة رحمه الله إذا نزح مائتان أو ثلاث مائة، فقد غلبهم الماء، وهو المختار. (الفتاوىٰ التاتارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع، في المياه التي يجوز الوضوء بها، ج۱، ص:۳۲۶)، و إذا وجب نزح جميع الماء، ولم يكن فراغها لكونها معيناً، يُنزح مائتا دلو، هكذا في التبيين، و هذا أيسر. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، النوع الثالث: ماء الآبار، ج۱، ص:۱۷)

نالی کے کیڑوں کا بالٹی یا لوٹوں میں گر جانا:

(۷۹)**سوال**: جو کیڑے گندی جگہوں اور نجاستوں میں پیدا ہوتے ہیں، وہ کیڑے لوٹے اور بالٹیوں میں پانی میں گر جائیں، یا کپڑوں میں گھس جائیں، وہ خشک ہوں یا تر ہوں؛ وہ پانی یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز جس زمین پر کیڑے چلتے ہوں، وہاں بیٹھ کر وضوء کرنا کیسا ہے؟ اور پیر گندے سمجھے جائیں گے یا نہیں؟ اور گھر کے کھانے میں وہ کیڑے پیدا ہو کر گھروں میں چلے جاتے ہیں، جس سے بڑی الجھن ہوتی ہے۔

المستفتی: محمد اسیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر ایسے کیڑے دو چار (یعنی کم) ہوں، تو نجاست قلیلہ ہے؛ اس لیے بالٹی کا پانی و کپڑے وغیرہ ناپاک نہیں ہوں گے اور اگر اس سے زیادہ ہوں، تو ناپاک ہو جائیں گے(۱) اسی طرح اگر زمین پر اتنے کیڑے ہوں کہ گندگی نظر آنے لگے اور پیروں پر لگ جائے، تو پیر ناپاک ہوں گے، ورنہ نہیں (۲) اگر خشک زمین پر خشک کیڑے گزر جائیں، تو زمین پاک ہے (۳) اور اگر کیڑے تر ہوں اور زمین پر ان کا اثر آ جائے، تو اس وقت زمین ناپاک ہو جائے گی زمین کے خشک ہونے اور نجاست کے زائل ہونے کے بعد زمین پاک ہو جائے گی؛ بشرطیکہ نجاست زائد نہ ہو۔ گھر کی نالیوں میں پانی ڈال کر ان کو صاف رکھنا چاہیے اس قدر گندگی کہ کیڑے پیدا ہو جائیں، نظافت و نفاست کے خلاف بھی ہے اور مضر بھی۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبه: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۸: ۱۴۱۷ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

(۱)و قدر الدرهم قوله معه أي مع قدر الدرهم ومادونه، و إن زاد لم تجز يعنى: و إن زاد النجس المغلظ على قدر الدرهم لم تجز صلاته. (العينى، البناية شرح الهداية، كتاب الطهارات، فصل في النفاس، باب الأنجاس و تطهيرها ما يعنى عنه من النجاسات، ج۱،ص:۷۲۴)؛ونام أو مشىٰ على نجاسة إن ظهر عينها تنجس و إلا لا، ولو وقعت في نهر فأصاب ثوبه إن ظهرها أثرها فنجس و إلا لا. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، مطلب في الفرق بين الاستبراء والاستنقاء والاستنجاء، ج۱،ص:۵۶۰)؛ والفرق أن الدودة الخارجة من السبيل نجسة في نفسها لتولدها من الأنجاس لأنها (الدودة) تتولد من اللحم واللحم طاهر، و إنما النجس ما عليها من الرطوبات، و تلك الرطوبات خرجت بالدابة......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

پانی میں چوہے یا چھچھوندر کی مینگنی گر جائے، تو پاکی کا کیا حکم ہے؟

(۸۰) **سوال**: لوٹے یا بالٹی کے پانی میں چوہے کی مینگنی، یا چھچھوندر کی بیٹ اگر گر جائے، تو کیا اس پانی سے غسل درست ہے؟ دونوں کی غلاظت کا ایک ہی حکم ہے یا کچھ فرق ہے؟ اور ان دونوں کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اسیر الدین، گورکھپور

الجواب وباللہ التوفیق: اگر زیادہ گرے، تو وضوء وغسل وغیرہ درست نہیں اور اگر بہت کم ہو، تو درست ہے؛ لیکن نظافت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے پانی سے وضوء وغیرہ نہ کرے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۲/۲۸: ۱۴۱۷ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دار العلوم وقف دیوبند

کنویں میں چوہا یا کتا پھول پھٹ گیا:

(۸۱) **سوال**: چوہا یا کتا اگر کنویں میں گر کر پھول گیا، یا پھٹ گیا، تو معلوم ہونے پر تین دن اور تین رات کی نمازیں دہرائی جاتی ہیں؛ مگر بعض عالموں کا کہنا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لا بنفسها فلم يوجد خروج الجنس فلا يكون حدثا (الكاسانی، بدائع الصنائع، فصل بيان ما ينقض الوضو، ج۱، ص:۱۲۵)؛و إن أصابت الأرض النجاسة فجفت بالشمس و ذهب أثرها ش: قيد الجفاف بالشمس وقع اتفاقاً لأن الغالب جفاف الأرض بالشمس وليس باحتراز على الجفاف بأمر آخر: لأن الأرض إذا جفت بالنار أو بالريح جازت الصلوٰة على مكانها. (العينی، البناية شرح الهداية، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۷۱۹)

(۱)خرء الفارة لا يفسد الدهن، والماء، والحنطة للضرورة مالم يظهر أثره و عزاه في البحر إلى الظهيرية. (احمد بن محمد الطحطاوی، حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب الأنجاس والطهارة عنها، ج۱، ص۱۵۴)؛وخبز وجد في خلاله خرء فارة فإن كان الخرء صلبا رمی به و أكل الخبز ولا يفسد خرأ الفارة الدهن والماء والحنطة للضرورة إلا إذا ظهر طعمه أو لونه. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الخنثیٰ، مسائل شتی، ج۱۰، ص:۴۵۴)؛ و قال محمد بن مقاتل الرازي: لا يفسد الدهن ولا الحنطة مالم يتغير طعمه. وفي المرغيناني. يرمي خرء الفارة من الخبز و يؤكل إذا كان صلبا. ولو وقع في الدهن أو الماء لا يفسده، و كذا في الحنطة إذا كان قليلا. (العينی، البناية شرح هداية، كتاب الطهارة، باب الأنجاس و تطهيرها، ج۱، ص:۷۴۱)

ہونا معلوم ہوا ہے، اس وقت ناپاک سمجھیں گے، اس سے پہلے پڑھی گئی نمازیں سب درست ہیں؛ فتویٰ کس پر ہے؟

المستفتی: جناب نورالدہر صاحب، رہتاس

الجواب وبالله التوفيق: اگر چوہا یا کتا کنویں میں گر کر پھول پھٹ گیا اور لوگوں کو بعد میں علم ہوا، تو ایسی صورت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تین دن تین رات پہلے تک نمازوں کا اعادہ کیا جائے گا اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں لوٹایا جائے گا۔ عبادت کا معاملہ ہے، احوط یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر عمل کیا جائے اور صاحبین رحمہما اللہ کے مسلک پر عمل نہیں ہوگا ''وصرح في البدائع بأن قولهما قياس، وقوله استحسان وهو الأحوط في العبادات (وقيل به يفتى) قال العلامة قاسم في تصحيح القدوري، قال في فتاویٰ العتّابى قولهما هو المختار، قلت لم يوافق على ذلك فقد اعتمد قول الإمام البرهاني والسنفي والموصلي و صدر الشريعة و رجح دليله في جميع المصنفات.[۱]

فقط: والسلام

الجواب صحیح:
سید احمد علی سعید
مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۴/۱/۱۴۰۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حوض کا دہ دردہ سے کم ہونا:

(۸۲) **سوال:** ایک حوض جس کا اوپر کا حصہ تو دہ دردہ سے کم ہے؛ لیکن نیچے کا حصہ زیادہ ہے، یا دہ دردہ ہے، تو کیا وہ شرعی حوض کہلائے گا یا نہیں؟

المستفتی: محمد عباس قاسمی، خضر پور کلکتہ

الجواب وبالله التوفيق: حوض میں دہ دردہ ہونا اوپر سے ضروری ہے، اگر اوپر سے

(۱) ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، ج۱، ص:۳۱۹، عبدالرزاق عن عمر قال: سألت الزهرى عن فارة وقعت في البئر، فقال: إن أخرجت مكانها فلا بأس، و إن ماتت فيها نزحت، (أخرجه ابوبكر عبدالرزاق، في مصنفه، باب البئر تقع فيه الدابة، ج۱، ص:۸۱، رقم:۲۷۰)؛ و يحكم نجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ ولم يتنفح. (ابن عابدين، الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱، ص:۳۷۵)

کم ہے، تو وہ شرعی حوض نہ ہوگا۔ (۱)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہٗ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۳/۸: ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں عورت گر کر مرگئی:

(۸۳) **سوال:** ہمارے گاؤں کا ایک کنواں عورت کے گر کر مرنے سے ناپاک ہوگیا تھا، آدھا پانی کنویں کا نکال دیا گیا تھا، چوں کہ پانی بہت تھا اور اس کے بعد مویشی روزانہ پانی پیتے رہے اور مشین میں اتنی طاقت نہیں کہ ایک مرتبہ سارا پانی نکالا جائے، تو یہ کنواں پاک ہوا تھا یا نہیں؟

المستفتی: حافظ کیرات الدین، ٹیلر، اسلامیہ بازار، قصبہ لاوڑ، میرٹھ

الجواب وبالله التوفيق: کنویں میں عورت گر کر مرگئی تو کنواں بلاشبہ ناپاک ہوگیا، عورت کے گرنے کے وقت جس قدر پانی تھا، اس کے نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا، یکبارگی پانی نکالنا ضروری نہیں ہے، تھوڑا تھوڑا پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوجاتا ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: خورشید عالم غفرلہٗ، مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۴/۱: ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱) و إن كان أعلى الحوض أقل من عشر في عشر و أسفله عشر في عشر أو أكثر، فوقعت نجاسة في أعلى الحوض حكم بنجاسة الأعلى. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية،، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ج۱،ص:۱۷)؛ ولو أعلاه عشراً و أسفله أقل جاز حتى يبلغ الأقل، ولو بعكسه فوقع فيه نجس لم يجز حتى يبلغ العشر. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، قبيل مطلب: يطهر الحوض بمجرد الجريان، ج۱،ص:۳۴۳)، اگر کھلا ہوا پانی مقدارِ شرعی سے کم ہے، تو اس سے وضو اس وقت تک کیا جا سکتا ہے، جب تک کوئی نجاست اس میں نہ پڑے، نجاست پڑنے سے وہ حوض ناپاک ہوجائے گا (کفایت المفتی، باب ما يتعلق بأحكام الحوض، ج۳،ص:۳۹۸)؛ فإذا كان أعلى الحوض أقل من عشر في عشر و أسفله عشر في عشر أو أكثر ووقعت نجاسة في أعلى الحوض حكم بنجاسة الأعلى ثم انتقص الماء و انتهى إلى موضع هو عشر في عشر. (المحيط البرهاني، كتاب الطهارات، الفصل الرابع في المياه، ج۱،ص:۹۹)

(۲) و إن ماتت فيها شاة أو آدمي أو كلب نزح جميع مافيها من الماء؛ ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

کنویں کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۸۴)**سوال**: ایک کنواں عرصۂ دراز سے ناپاک پڑا ہوا ہے، جس میں کتے اور مردار جانور بھی پڑے ہوئے ہیں؛ مگر اس میں پانی بہت ہے۔اس کے پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟

المستفتی: قاری راغب حسن، مدرسہ اصغریہ، دیوبند

الجواب وبالله التوفیق: اس کنویں کے پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اول اس میں جو مردار جانور وغیرہ پڑے ہیں، وہ سب نکالے جائیں اور اس کا تمام پانی نکال دیا جائے، بہتر ہو اگر اس کا سارا کیچڑ بھی نکال دیا جائے، جس قدر بھی نکل سکے، پھر جو پانی اس میں آئے گا وہ پاک ہوگا، گارا نکالنا طہارت کے لیے ضروری نہیں ہے، البتہ صفائی کے لیے بہتر ہے۔ (۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۵/۲۸: ۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ڈھکے ہوئے حوض کا حکم:

(۸۵)**سوال**: اگر حوض دہ در دہ ہو، اوپر چاروں طرف سے ڈھکا ہوا ہو اور بیچ میں تھوڑا سا کھلا ہوا ہو، تو اس کے پانی سے وضوء درست ہے یا نہیں؟ اور ایسے حوض میں نجاست گر جائے، تو وضو کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: مولوی ظہیرالدین، مظفرنگر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... لأن إبن عباسؓ و إبن الزبیرؓ أفتیا بنزح الماء حین مات زنجي في بئر زمزم. (هدایه، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳)؛أو موت شاة أو موت آدمي فیها لنزح ماء زمزم بموت زنجي. (الطحطاوي، حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، فصل في مسائل الآبار، ص:۳۶)؛ و إن ماتت فیها شاة أو آدمي أو کلب نزح جمیع مافیها من الماء. ش أي هذا حکمها في الموت. (العینی، البنایة شرح الهدایه، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۵۲)

(۱)و إذا وقعت في البئر نجاسة نزحت، و کان نزح ما فیها من الماء طهارة لها بإجماع السلف. (المرغینانی، الهدایه، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۱)؛ و مقتضاه ما قلنا، و کان نزح ما فیها من الماء طهارة لها، إشارة بهذا إلی أن البئر تطهر بمجرد النزح من غیر توقف علی غسل الحیطان و نقل الأحوال (العیني، البنایة، کتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۳۲،۴۳۳)؛والواقع فیها روث أو حیوان أو قطرة من دم و نحوه، و حکمها أن تنزح البئر أي ماؤها. (الطحطاوي،حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الطهارة، فصل في مسائل الآبار، ص۳۶)

الجواب وباللہ التوفیق: اس حوض کے پانی سے وضو درست ہے، اگر وہ حوض دہ در دہ ہے تو نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا، وضو اس سے جائز ہوگا۔ [۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۲: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

پانی میں پاک چیز کا گرجانا:

(۸۶)**سوال**: اگر پانی میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس کی وجہ سے رنگ ومزا بدل جائے، تو اس سے وضوء جائز ہے یا نہیں ہے؟

المستفتی: مولوی محمد اکرام

موضع سانگھاٹھیڑہ، ضلع: سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: پانی میں اگر پاک چیز مل کر پانی مغلوب ہوجائے اور نام پانی کا باقی نہ رہے، یا رنگ ومزا باقی نہ رہے، تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے [۲]؛ اس کی تفصیل درمختار میں ہے۔

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ**: محمد احسان غفرلہ ۶/۱۲: ۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

---

(۱)و إن كان أعلى الحوض أقل من عشر في عشر و أسفله في عشر أو أكثر، فوقعت نجاست في أعلى الحوض حكم بنجاسة الأعلى. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهندى، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، ج۱ص:۱۷)

(۲)ولا بماء مغلوب بشيء طاهر، الغلبة إما بكمال الإمتزاج بتشرب نبات أو بطبخ بمالا يقصد به التنظيف كالمرق و ماء الباقلا أى الفول فإنه يصير مقيدا سواء تغير شيء من أوصافه أولا سواء بقيت فيه رقة الماء أولا في المختار كما في البحر.، قوله: مالم يزل الاسم أي فإذا زال الاسم... قوله: كنبيذ تمر و مثله الزعفران إذا خالط الماء و صار بحيث يصنع به فليس بماء مطلق. (ابن عابدين، رد المختار على الدر المختار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب في حديث ”لا تسموا الجنب الكرم“، ج۱ص۳۲۶)

نہاتے وقت پانی کی چھینٹیں کنویں میں گر جائیں تو کیا حکم ہے؟

(۸۷) **سوال**: ایک کنواں ہے، جس کی گہرائی دس فٹ ہے اور چوڑائی ڈھائی فٹ ہے، اس میں تقریباً تین فٹ پانی رہتا ہے، وضو کے لیے پانی مشین کے ذریعہ نکالا جاتا ہے، جنبی لوگ بھی اس کے قریب ہوکر نہاتے ہیں، چھینٹیں کنویں میں جاتی ہیں، تو اس کے پانی سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: عبدالقادر، دھنباد

الجواب وباللہ التوفیق: چھینٹوں کے احتمالات سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا؛ لیکن کنویں کی باؤنڈری کو اونچا کر دینا چاہیے، نیز لوگوں کو کنویں کے بالکل قریب کھڑے ہوکر نہانے سے بھی احتیاط لازم ہے۔ (۱)

فقط واللہ اعلم

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۳/۶/۱۴۱۸ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

سرکاری نل کے پانی کا حکم؟

(۸۸) **سوال**: سرکار کی طرف سے جو نل لگایا جاتا ہے، مسجد میں یا مدرسہ میں، اس پانی سے وضو بنانا کیسا ہے؟ نیز بستی میں بعض مالدار نل لگواتے ہیں، ان کے متعلق کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ نل بیاج کے پیسے سے لگا ہے تو اس کا پانی وضو میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

المستفتی: آس محمد، بمبئی

الجواب وباللہ التوفیق: دونوں قسم کے نلوں کا پانی استعمال کرنا اور اس سے وضو غسل

(۱)وهو (أي الماء المستعمل) طاهر ولو من جنب وهو الظاهر (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مبحث الماء المستعمل، مطلب في تفسير القربة والثواب، ج۱،ص:۳۵۲؛ و جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهنديه، ج۱،ص۲۰۵)؛ وهو (أي الماء المستعمل) والجاري هو ما يعد جار ياعرفا، و قيل ما يذهب بتبنة والأول أظهر والثاني أشهر. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أن التوضي من الحوض أفضل رغماً الخ، ج۱،ص:۳۳۴)

کرنا شرعاً جائز ہے[۱] اور پانی کا جب تک ناپاک ہونے کا یقین نہ ہو اس کو پاک سمجھا جائے گا۔[۲]

الجواب صحیح: فقط واللہ اعلم

خورشید عالم — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۰/۳/۱۴۱۸ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں کوّا گر کر پھول پھٹ گیا:

(۸۹)**سوال:** کنویں میں ایک کوّا گر گیا تھا، جس کو دوسرے یا تیسرے دن نکالا گیا تھا، اس کنویں کو اس وقت شرعی طریقہ پر پاک نہیں کیا گیا تھا، اب اس کی ضرورت ہے اس کو کیسے پاک کیا جائے؟

المستفتی: وکیل احمد، پرتا پگڑھی

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ کنویں کا پورا پانی نکال کر کنواں پاک کیا جائے۔[۳]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ — **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ (۲۲/۵: ۱۴۲۴ھ)

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند — نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں گندے پانی کا جانا:

(۹۰)**سوال:** ایک کنواں ہے، جس کے چاروں طرف بارش کا پانی بھرا ہوا ہے، ایک گندے نالہ سے یہ پانی ہوکر آتا ہے اور کنویں میں بھی جاتا ہے، کنویں کا پانی مثل مٹی کے ہوگیا ہے تو

(۱)عن أبي سعيد الخدريؓ قال: قيل يارسول الله ﷺ أنتوضأ من بئر بضاعة؟ فقال رسول الله ﷺ: إن الماء طهور لا ينجسه شيء. (أخرجه الترمذي، في سننه، كتاب الطهارة، باب ما جاء أن الماء لاينجسه شيء، ج۱،ص:۲۱، رقم:۶۶)

(۲)اليقين لا يرفع بالشك (ابن نجيم، الأشباه والنظائر، ج۱،ص۱۳)

(۳)فإن انتفخ الحيوان فيها أو تفسخ نزح جميع مافيها صغر الحيوان أو كبر (العينى، البنايه، فصل في البئر، ج۱،ص:۴۵۷)؛وتنزح (البئر) و بانتفاخ حيوان ولو كان صغيرا لانتشار النجاسة.(الطحطاوى، حاشية الطحطاوى، فصل في مسائل الآبار، ج۱،ص:۳۷)

کنواں پاک ہے یا نہیں؟

المستفتی: مولوی رحیم الدین، لکھیم پوری

الجواب وبالله التوفيق: اگر تحریر سوال صحیح ہے، تو مذکورہ کنویں کا پانی اور کنواں بھی ناپاک ہے۔[۱]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: سید احمد علی سعید ۲/۲۱: ۷؍۱۴۰ھ

مفتی اعظم دارالعلوم وقف دیوبند

بچہ کے گرنے سے کنواں پاک ہے یا ناپاک؟

(۹۱) **سوال:** کنویں میں بچہ گر گیا تھا اس کو فوراً نکال لیا گیا، تو کنواں ناپاک ہو گیا یا نہیں؟

المستفتی: مہر الدین قاسمی، مظفر نگر

الجواب وبالله التوفيق: اگر بچہ مر گیا پھر اس کو نکالا گیا، تو دوسوڈول پانی نکالا جائے اور اگر زندہ نکل آیا، تو کنواں پاک ہے۔ اگر اس کے بدن کو کوئی نجاست نہ لگی ہو۔[۲]

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

فقط: واللہ اعلم بالصواب
کتبہ: محمد عارف قاسمی ۲/۲۰: ۱۴۲۰ھ
رکن دارالافتاء دارالعلوم وقف دیوبند

(۱) و عن أبي أمامة الباهلي قال : قال رسول الله ﷺ :إن الماء (طهور) لا ينجسه شيء إلا ما غلب على ريحه و طعمه و لونه. (أخرجه ابن ماجه، في سننه، أبواب الطهارة و سننها، باب الحيض، ج۱،ص:۳۹،رقم: ۵۲۱؛والعينى، البنايه ، كتاب الطهارة،باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز به، ج۱،ص۳۵۳)

(۲) ولا ينجس الماء بوقوع آدمي، ولا بوقوع مايؤكل لحمه كالإبل والبقر والغنم إذا خرج حيا ولم يكن على بدنه نجاسة. (الطحطاوى، حاشية الطحطاوى، كتاب الطهارة، فصل في مسائل الآبار،ج۱،ص:۴۱)؛و كل حيوان سوى الخنزير والكلب على ما ذكره. إذا خرج حيا، من البئر بعد الوقوع والحال أنه قد أصاب الماء فمه فأنه ينظر إن كان سؤره طاهراً ولم يعلم أن عليه نجاسة لا ينجس الماء. (إبراهيم بن محمد الحلبي، الحلبي الكبير، فصل في البئر، ص۱۳۹)؛و إن كان آدميا و خرج حيا ولم يكن ببدنه نجاسة حقيقية أو حكمية لا ينزح في ظاهر الرواية. (العينى، البناية. كتاب الطهارة، فصل في البئر،ج۱،ص۴۵۲)

کنویں میں مرغی گر جائے، تو کنواں کیسے پاک ہوگا؟

(۹۲) **سوال**: ہمارے گاؤں میں کنویں میں مرغی گر گئی، تو کتنا پانی نکالا جائے گا؟

المستفتی: حمداللہ میر، خلیل آباد

الجواب وباللہ التوفیق: جب کوئی اور نجاست مرغی کے اوپر ظاہر نہ ہو، تو چالیس سے پچاس ڈول تک نکالنے سے کنواں پاک ہوجائے گا۔(۱)

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۹/۲۷: ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

ناپاک کنویں کے قریب جو پاک کنواں ہے اس کا حکم:

(۹۳) **سوال**: ہمارے گاؤں میں ایک کنواں ہے جو ہمیشہ ناپاک ہی رہتا ہے، اس کے چند گز کے فاصلے پر مسجد کا کنواں ہے، تو ناپاک کنویں کا اثر اس میں آئے گا یا نہیں؟ اس کے پانی سے وضو جائز ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: مولوی نسیم اللہ، مظاہری، پرتا پگڈھ

الجواب وباللہ التوفیق: مذکورہ صورت میں مسجد کے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوگا، کیونکہ یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ ایک کنویں کے پانی کے ناپاک ہونے سے دوسرے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا، جب کہ اس کی کوئی تحدید بھی نہیں ہے، اس لیے اس سے وضو وغیرہ درست ہے، تاہم احتیاط کی جائے اور جو کنواں ہمیشہ ناپاک رہتا ہے اسے پاک رکھنے کی کوشش کی

(۱) و إذا وقعت فيها دجاجة أو سنور نزح منها أربعون (النتف في الفتاویٰ، مطلب في السؤر. ص:۱۰)؛ دجاجة وقعت في بئر فماتت قال: ينزح منها قدر أربعين دلواً أو خمسين دلوا ثم يتوضأ منها. (اللباب في الجمع بين السنة. باب إذا وقع في البئر حيوان، ج۱،ص:۹۲)؛ وقال في الدجاجة: إذا ماتت في البئر نزح منها أربعون دلوا و هذا لبيان الإيجاب. والخمسون بطريق الاستحباب.(ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۱۰۹)

جائے تاکہ طبعی کراہت نہ ہو۔ [۱]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۱۸/۱۱/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

حرام پرندوں کے بول وبراز سے کنویں کا حکم:

(۹۴) **سوال:** حرام پرندوں (کرگس وغیرہ) کی بیٹ کنویں میں گر جائے، تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں؟

المستفتی: شریف حسن میرٹھی، متعلّم دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: کنویں کے بارے میں فقہاء نے لکھا ہے کہ حرام پرندوں کی بیٹ سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ [۲]

الجواب صحیح: فقط: واللہ اعلم بالصواب

خورشید عالم غفرلہ **کتبہ:** محمد احسان غفرلہ ۲۲/۱۲/۱۴۲۰ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں سے مرا ہوا مینڈھک نکلے، تو کیا حکم ہے؟

(۹۵) **سوال:** ایک مردہ مینڈھک کنویں سے نکلا ہے؛ یہ معلوم نہیں کہ مینڈھک بری ہے یا سمندری ہے، کنویں کے پاک ناپاک کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد دلشاد، نوگاؤں، ضلع: سہارنپور

الجواب وباللہ التوفیق: مینڈھک جس کی انگلیوں کے درمیان سترہ، یعنی: کھال

(۱) بئر الماء إذا كانت بقرب البئر النجسة فهي طاهرة مالم يغير طعمه أو لونه أو ريحه. (جماعة من علماء الهند، الفتاویٰ الهندية، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول في ما يجوز به التوضؤ، النوع الثالث: ماء الآبار، ج۱،ص:۷۳)

(۲) ولا نزح في بول فارة فى الأصح: ولا بخرء حمام و عصفور، و كذا سباع طيور في الأصح لتعذر صونها عنه. قوله: في الأصح راجع إلى قوله (وكذا سباع طير) أي مما لايؤكل ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

نہ ہو وہ بری ہے، کیوں کہ اس میں دم سائل ہوتا ہے، اس کے مرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے، یعنی: کنواں ناپاک ہو جائے گا اور دریائی مینڈھک کے مرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوگا، سمندری مینڈھک وہ ہے کہ اس کی انگلیوں میں کھال ہوتی ہے، جس سے انگلیاں جڑی رہتی ہیں۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۲۳/۱۲/ ۱۴۲۰ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کنویں میں گندی ناپاک جھاڑو کا گرنا:

(۹۶) **سوال:** کوئی ایسی جھاڑو؛ جو گندے نالے میں استعمال کی جاتی ہو اور اس جھاڑو پر ناپاکی بھی ہو؛ لیکن وہ سوکھی ہوئی ہے، اس جھاڑو کے گرنے کے بعد تین دن تک اس پانی سے وضو کر کے نماز پڑھی ہو تو کیا حکم ہے؟

المستفتی: جیران، گورکھپور

الجواب وبالله التوفیق: اس صورت میں کنواں ناپاک ہو گیا۔ جن لوگوں نے اس ناپاک پانی سے وضو کی وہ تمام نمازیں لوٹائیں؛ اور تین دن کی نمازیں لوٹائی جائیں۔ ''**کذا في الفقه والفتاویٰ**''۔ [2]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دار العلوم وقف دیوبند

کتبہ: محمد احسان غفرلہ ۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دار العلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......لحمه من الطيور. (ابن عابدين، الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب مهم في تعريف الاستحسان، ج۱،ص:۳۷۷)؛ وفي الخانية وزرق سباع الطير يفسد الثوب إذا فحش و يفسد ماء الأواني ولا يفسد ماء البئر، و في الفيض و بول الفارة لو وقع في البئر قولان أصحهما عدم التنجس. (درر الحكام شرح غرر الأحكام، فصل بئر دون عشر في عشر، ج۱،ص:۲۵)

(۱) و إن مات فيه غير دموي و مائي مولد كسمك و سرطان و ضفدع، فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه، لحرمة لحمه. (ابن عابدين، الدرالمختار مع رد المحتار، كتاب الطهارة، باب المياه مطلب، مسئلة الوضوء في الفساقي، ج۱،ص:۳۳۱/۲۹)؛ و ضفدع إلا بريّا له دم سائل وهو مالا سترة له بين أصابعه. أيضاً:

(۲) و وجود حيوان ميت فيها أي البئر ينجسها من ثلاثه أيام و لياليها إن لم يعلم بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

ٹنکی کے پانی کو پاک کرنے کا طریقہ:

(۹۷) **سوال**: مسجد کی ٹنکی میں کوایا کبوتر گر کر مر گیا؛ مگر اس وقت معلوم نہ ہوسکا۔ جب ٹنکی کو صاف کیا گیا، تو اس کی ہڈی اور پر وغیرہ ملے، اس صورت میں ٹنکی کو کب سے ناپاک سمجھا جائے گا اور اس پانی سے وضو کر کے جو نمازیں پڑھی گئی ہیں، وہ لوٹانی پڑیں گی یا نہیں؟

المستفتی: الفار احمد، محلّہ ملتانی، دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: جب دیکھا گیا کہ اس مردہ جانور کی ہڈی اور پر وغیرہ ٹنکی سے نکلے ہیں شرعاً اسی وقت سے ٹنکی کے ناپاک ہونے کا حکم ہوگا اور اس سے پہلے ناپاک ہونے کا حکم شرعاً نہیں ہوگا، اس سے جو وضو بنا کر نمازیں پڑھی گئی ہیں، سب درست ہوں گی۔ [1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد عمران غفرلہ دیوبندی ۵/۹/ ۱۴۱۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:
خورشید عالم غفرلہ
مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

کنویں میں جوتا گر جائے تو کنواں پاک ہے یا ناپاک؟

(۹۸) **سوال**: کنویں میں جوتا گر جائے، تو کنویں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ پاک ہے یا ناپاک؟

المستفتی: محمد علی، سہرسہ

الجواب وباللہ التوفیق: کنویں میں جوتا گرنے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، اگر

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ......وقت وقوعه. (احمد بن محمد بن اسماعيل الطحطاوی، حاشية الطحطاوی على مراقی الفلاح، ص:۴۱)؛وقيد بالحيوان؛ لأن غيره من النجاسات لا يتاتي فيه التفصيل ولا الخلاف، بل ينجسها من وقت الوجدان فقط. (ایضاً)، و إن كانت قد انتفخت أو تفسخت أعادوا صلاة ثلاثة أيام و لياليها. (ابن الهمام، فتح القدير، كتاب الطهارة، فصل في البئر، ج۱،ص:۱۱۱)

(۱) إذا وقعت نجاسة في بئر دون القدر الكثير أو مات فيها حيوان دموي وانتفخ أوتمعط أو تفسخ أي تفرقت أعضاؤه عضوا عضوا، ولا فرق بين الصغير والكبير كالفأرة ... ينزح الماء كله. (ابن عابدين، ردالمحتار، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، ج۱،ص:۳۶۶)؛ و يحكم بنجاستها مغلظة من وقت الوقوع إن علم و إلا فمذ يوم و ليلة إن لم ينتفخ ولم يتفسخ (ایضا،ج۱،ص:۳۷۵)، ......بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر......

بظن غالب یا یقینی طور پر نجاست ہو، تو کنواں ناپاک ہوگا۔ اگر تمام موجودہ پانی نکال دیا جائے، تو کنواں پاک ہوجائے گا۔[1]

فقط: واللہ اعلم بالصواب

کتبه: محمد عارف قاسمی ۱/۱۲/۱۴۴۱ھ

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

الجواب صحیح:

امانت علی قاسمی

مفتی دارالعلوم وقف دیوبند

......گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ...... و قالا من وقت العلم فلا يلزمهم شيء قبله قيل و به يفتى. (ایضاً، ج۱، ص:۳۷۸)، فإن أخرج الحيوان غير منتفخ و متفسخ... نزح كله ... و إن كان كعصفور و فارة فعشرون إلى ثلاثين كما مر و هذا يعم المعين وغيرها بخلاف نحو صهريج وحب حيث يهراق الماء كله لتخصيص الآبار بالآثار بحر و نهر... و مذ ثلاثة أيام بلياليها إن انتفخ أو تفسخ استحسانا. (ایضاً ص:۳۷۲-۳۷۷)

(۱)سئل يوسف بن محمد لو وقع بعض الجلد من الخف مما يكون في موضع القدم في الجب و كان صاحب الخف يلبسه قال لا يحكم بنجاسة الماء حتى يستيقن أن به نجاسة، الفتاوىٰ التاتارخانيه، كتاب الطهارة، الفصل الرابع في المياه التي يجوز العدو بها، ج۱ص:۳۳۰)؛ ولو وقع في البئر خرقة أو خشبة نجسة ينزح كل الماء. و في الظهيرية، ولو وقعت في البئر خشبة أو قطعة ثوب نجس. و في الفتاوىٰ الخلاصة: أو عظم تلطخ بالنجاسة و تغيبت فيها ظهرت بالنزح تبعا لطهارة ماء البئر؛ ولو وقعت في البئر خشبة نجسة أو قطعة من ثوب نجس و تعذر إخراجها و تغيبت فيها طهرت الخشبة والقطعة من الثوب تبعا لطهارة البئر. (ابن نجيم، البحر الرائق، كتاب الطهارة،ج۱،ص:۱۹۷)؛ وإذا وقعت في البئر نجاسة نزحت و كان نزح ما فيها من الماء طهارة لها بإجماع السلف كذا في الهداية. (جماعة من علماء الهند، الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الطهارة، الباب الثالث في المياه، الفصل الأول: فيما يجوز به التوضؤ، النوع الثالث: ماء الآبار الأول ما يجب نزح الماء بوقوعه، ج۱ص:۱۷)